قاموس المشاہیر

جلد اول

مُرتّبہ

نظامی بدایونی

مطبوعہ نظامی پریس بدایوں

سنہ ۱۹۲۴ء

ایک ہزار جلد

جلد اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

علم تاریخ مثل دیگر علوم کے قوموں کی زندگی قائم رکھنے اور اُن کی افراد میں اُلوالعزمی، ہمت، اور استقلال کی روح پھونکنے کے لیے ایک ضروری چیز ہے۔ آج دنیا کی بڑی بڑی نسلیں فنیشین۔ یونانی، رومی، کالدانی، مصری، پارسی، عربی۔ صفحۂ عالم پر اسی علم کی بدولت زندہ نظر آتی ہیں۔ جو قومیں اپنی پچھلی روایتوں کو محفوظ رکھنے کی کوشش نہیں کرتیں وہ اپنے وجود کو زیادہ عرصے تک قائم نہیں رکھ سکتیں۔

اسلام سے قبل تاریخی واقعات مسلسل نہ تھے اُن کی ایسی مثال تھی جیسے کوئی شاہراہ مختلف سیلابوں کی طغیانی کے سبب جا بجا سے ناہموار ہو گئی ہو یا ریگستان میں واقع ہونے کی وجہ سے ریت کی چادروں نے کہیں کہیں اُس کو اپنے بُرقع میں چھپا لیا ہو۔ تاریخ کے اس میدان کو ہموار کرنے میں ابتداءً مسلمانوں کو نہایت کوشش کرنی پڑی۔ اُنھوں نے فنِ درایت کو پیشِ نظر رکھ کر اُس کے چند اُصول قائم کیے اور ہر واقعے کو جو اُن تک پہنچا ان اصول کی رو سے پرکھا جہاں تک ممکن ہوا اُنھوں نے واقعات کو اوہام سے متمیّز کیا۔ مختلف کتبوں اور کندہ کیے ہوئے پرانی دھات کے پتروں سے جو دستیاب ہوئے واقعات کا پتا لگایا جو غیر مسلسل طریقے سے اُن تک پہنچے تھے اُن کو سلسلہ وار کیا۔ خلاصہ یہ کہ مسلمانوں نے علم تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے خواہ وہ کسی قوم اور کسی فرقے کے کیوں نہ ہوں ایک بنیاد قائم کر دی۔ علم تاریخ کے متعلق آج کل جو بڑی بڑی عمارتیں تعمیر ہو رہی ہیں وہ سب قدیم مورخین اسلام کی زیر بار احسان ہیں۔ مسلم مورخین نے سوانح عمری کو بھی علم تاریخ میں داخل کیا اور اس دلچسپ شاخ کو مکمل کرنے کے واسطے بڑے بڑے دماغ صرف کیے گئے جن کی کوششوں کا نتیجہ آج بھی ضخیم کتابوں کی صورت میں مہذب

ممالک کے کتب خانوں کی زینت ہی۔ بلاذری جس کا انتقال ۲۷۹ھ مطابق ۸۹۲ء عیسوی میں ہوا بغداد میں پیدا ہوا اور وہیں رہتا تھا اس فن میں اُس کی تاریخ فتوح البلدان بڑے پایے کی کتاب ہی۔ ہمدانی جیسا مورخ تیسری صدی ہجری کے آخر اور چوتھی صدی کے شروع میں دنیائے تصنیف میں آیا اُس نے جنوبی عرب کی ایک صحیح اور معتبر تاریخ لکھی ہو جس میں اُس حصہ ملک کے مختلف اقوام کے حالات۔ اور اُن کی بربادی و تباہی کے قصے درج ہیں۔ یمن کے حالات اور یمن کا جغرافیہ بھی شامل ہی۔ مسعودی طبری ابن الاثیر ابن خلکان وغیرہ کی تصانیف دیکھنے اور اُن کے حالات پڑھنے سے اُن کی اعلےٰ دماغی قابلیتوں کا پتہ چلتا ہی۔ ابو الفدا البیرونی اور ابن خلدون بھی بڑے مورخ گزرے ہیں۔ ان لوگوں کی تصانیف کے ذریعے سے آج ہزاروں قابل اشخاص کے نام جو اپنے اپنے زمانے میں سائنس فلسفہ قانون۔ علم ادب۔ نظم و نثر تہذیب و تمدن غرض ہر شعبے میں آفتاب و مہتاب گزرے ہیں زندہ نظر آتے ہیں۔ یورپ کی متمدن اقوام نے بھی جنھیں علوم و فنون کی تحقیق اور اشاعت کا شوق ہی۔ عربی و فارسی کی مبسوط کتابوں سے مشرقی مشاہیر کے کارناموں کو اپنی ملکی زبان میں لکھ کر اپنی قوموں کو معراج ترقی پر پہنچانے کا ذریعہ بنایا ہی کیونکہ وہ اس اصول کو خوب سمجھتی ہیں کہ دنیا کی تاریخ بڑے آدمیوں کے کارناموں کا مجموعہ ہی۔ یا دوسرے لفظوں میں یہ سمجھنا چاہیے کہ مشاہیر دنیا کی سوانح عمریوں کے مجموعے ہی کا نام دنیا کی تاریخ ہی۔

آج یورپ کی قوموں نے تہذیب و تمدن میں جو ترقی کی ہی اُس کی بڑی وجہ یہ ہی کہ اُنھوں نے نہ صرف اپنے قومی مشاہیر کے حالات کو بلکہ ہر ملک اور ہر قوم کے ناموروں کو اپنی زبان میں زندہ کر دیا ہی تاکہ اُن کی آیندہ نسلیں یہ معلوم کر سکیں کہ کس شخص نے کس طریقے سے کس شعبۂ زندگی میں ترقی کر کے انسانی نسل کے عروج میں مدد دی یورپ والے صرف اسی پر بس نہیں کرتے کہ اپنے مشاہیر کے حالات میں ضخیم کتابیں تصنیف کرتے ہوں اور اُن کے اہل ملک اُن کو سر آنکھوں پر جگہ دیتے ہوں بلکہ تقریر و تحریر نظم و نثر افعال و حرکات وغیرہ جن ذرائع سے بھی ممکن ہوتا ہی وہ اپنے مشاہیر کی خوبیاں ظاہر کر کے اپنی قوم کے دلنشین کرتے ہیں تاکہ آیندہ نسل میں اُن مشاہیر کے اوصاف پیدا ہوں اور ہر زمانے میں مکن، جانسن، برک، شیکسپیر، ملٹن، ٹینیسن، نیلسن۔ ویلنگٹن، ڈارون، لائ گبن پیدا ہوتے رہیں۔ فی الواقع مشاہیر پرستی جس کو انگریزی میں "ہیرو ورشپ" کہتے ہیں یورپ کی سوسائٹی کا ایک جزو بن گئی ہی اور اس کو وہاں کی تمدنی ترقی میں بڑا دخل ہی یورپی اقوام اپنے مشاہیر کی جس قدر عزت و احترام کرتی ہیں اُس کا پتا اس مشہور قول سے چلتا ہی کہ "انگلستان کو ہندوستان جیسی بڑی سلطنت کھو دینا گوارا ہی مگر اپنے ملک کے ہیرو شیکسپیر کا کھونا منظور نہیں" جانسن یا ملٹن جیسے مصنفین کے اوٹوگراف

(دستخط و تحریر)، کے بدلے میں لاکھوں پونڈ دیدینا وہاں ایک معمولی بات ہے وہ اس نکتے کو خوب سمجھتی ہیں کہ کسی قوم کا نشان عزت اس وقت تک بلند نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے مشاہیر کے حالات سے واقف ہو کر گزشتہ تجربات سے فائدہ اٹھانے کے سامان بہم نہ پہنچائے یہی وجہ ہے کہ افراد مشاہیر کی سوانح عمریاں مختلف مصنفین کے قلم سے لکھے جانے کے علاوہ وہاں قریب قریب یورپ کی ہر زبان میں اس وقت ایسے مجموعے موجود ہیں جن میں ہر طبقے کے مشاہیر کے مختصر حالات کو ایک جگہ جمع کردیا گیا ہے مجموعے ایسے لوگوں کو جن کے پاس ہر نامور شخص کی سوانحعمری کے متعلق پوری ضخیم کتاب پڑھنے کے لیے وقت نہیں ہوتا یا اُن طلبا کو جو اپنی کتابوں میں بعض اوقات دنیا کے بڑے آدمیوں کے ناموں کا حوالہ دیکھ کر اُن کے مختصر حالات معلوم کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں نہایت مفید ثابت ہوتے ہیں اور وہ بڑے بڑے مدارس اور کالجوں کے کتب خانوں میں "ریفرینس بک" (حوالے کی کتاب) کا کام دیتے ہیں۔

ہماری ملکی زبان میں اس وقت تک کوئی ایسا مجموعہ موجود نہیں جو اس مقصد کو پورا کرسکے اور جس میں تمام مشاہیر کے خواہ وہ شاعر ہوں یا عالم، بادشاہ ہوں یا وزیر، مجتہد ہوں یا متکلم، ادیب ہوں یا نحوی، طبیب ہوں یا مہندس، نجومی ہوں یا فلسفی، حالات آسانی سے مل سکیں اس لیے مجھ ہیچمیرز نے باوجود اپنی کم مائگی کے اس میدان میں قدم رکھنے کی جرات کی ہماری زبان میں خاص خاص طبقوں کے مشاہیر کے حالات میں علیحدہ علیحدہ کتابیں ملتی ہیں لیکن ایک ایسا مجموعہ جو قاموس الاعلام کا کام دے اور جس میں ہر طبقے کے مشاہیر کے حالات درج ہوں ابتک طبع نہیں ہوا اس ضرورت کو ملحوظ رکھ کر میں نے ۱۹۱۰ء میں مشاہیر کے حالات بہ اعتبار حروف تہجی ترتیب دینا شروع کیے۔ **قاموس المشاہیر** کے نام سے اس مجموعے کو موسوم کیا۔ کتاب کا حجم بڑھ جانے کے خیال سے اختصار کو ہر موقع پر مدنظر رکھا۔ قدماء سے لیکر موجودہ زمانے تک کے مشاہیر کا حال درج کیا۔ (۱) صرف اُن مشرقی مشاہیر و عمائد کو لیا گیا ہے جن کو عربی۔ فارسی۔ اردو و ہندی بھاشا سنسکرت کے علوم و فنون یا زبان سے تعلق ہے۔ اگر کسی نامور کا سنہ ولادت یا وفات نہیں ملا ہے مگر اُس کی کوئی تالیف و تصنیف مل گئی ہے تو اُس کی تصنیف کے ذکر پر اکتفا کیا گیا ہے (۲) اہل علم کے سوا سلاطین و والیان ملک کو بھی اُن کی شخصیت کے لحاظ سے جگہ دی گئی ہے (۳) مشاہیر میں ایسے لوگ جن کو کسی نہ کسی اہم تاریخی واقعہ سے تعلق ہے شامل کر لیے گئے ہیں (۴) تاریخ ولادت و وفات اور زمانۂ زندگی کو حتی الوسع التزاماً لکھا گیا ہے (۵) کتاب کی تدوین لغت کی طرح بہ ترتیب حروف تہجی کی گئی ہے اور جس نامور کا حال درج کیا ہے اُس میں زیادہ تر اُس کے اصلی نام کے حروف کا لحاظ کیا گیا ہے مگر وہ باکمال جو اپنے تخلص یا کنیت یا خطاب سے زیادہ مشہور ہیں اُن کو عرف عام کی ترتیب میں شامل کیا گیا ہے۔

اردو زبان میں یہ کتاب اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے اور ایک کمزور کوشش واحد کا نتیجہ ہے اس لیے آیندہ اس کا نقش ثانی اگر کسی زبردست قوت سے تیار کیا گیا تو یقیناً وہ زیادہ مکمل ہوگا۔ لیکن باایں ہمہ مجھے فخر ہے کہ میری ادنیٰ کوشش نے اردو

سے قابل مصنفین کے سامنے ایک نمونہ پیش کردیا ہی مجھے اعتراف ہی کہ اس مجموعہ میں زیادہ تر ہندوستان اور اُس کے بعد فارس اور عرب کے مشاہیر کا تذکرہ ہی۔ دوسرے ایشیائی ممالک کے عمائد کو اپنا واجبی حصہ نہیں ملا ہی اس کی وجہ ظاہر ہی کہ یہ کتاب ایک ہندوستانی کے قلم سے لکھی گئی۔ ہندوستان کے لوگوں کے لیے لکھی گئی اور اُس ذخیرے سے لکھی گئی جو ہندوستان میں دستیاب ہوسکا۔ اس کتاب کی ترتیب میں مختلف تاریخوں کی ورق گردانی کرنی پڑی ہی۔ مثلاً۔

(۱) ابن خلکان (۲) ابن خلدون (۳) طبری (۴) اخبار الاخیار (۵) تاریخ فرشتہ (۶) سیر المتاخرین (۷) منتخب التواریخ (۸) آئین اکبری (۹) دربار اکبری (۱۰) طبقات اکبری متعدد (۱۱) تذکرۃ الاولیا (۱۲) ماثر الامرا (۱۳) ماثر الکرام (۱۴) خزانہ عامرہ (۱۵) نفائس الماثر (۱۶) سرو آزاد (۱۷) سبحۃ المرجان فی آثار الہندوستان (۱۸) مفتاح التواریخ (۱۹) آتش کدہ (۲۰) المامون (۲۱) الفاروق (۲۲) سیرۃ النعمان (۲۳) تاریخ الخلفا (۲۴) یادگار غالب (۲۵) حیات سعدی (۲۶) صحیفۂ زریں (۲۷) تمدن عرب (۲۸) تمدن ہند (۲۹) ید بیضا (۳۰) سفرنامہ روم و مصر و شام علامہ شبلی (۳۱) تاریخ ہندوستان مولوی ذکاء اللہ (۳۲) بستانِ آصفیہ (۳۳) امرائے ہنود (۳۴) آثار الصنادید (۳۵) تاریخ الاطبا (۳۶) اورینٹل بایوگرافیکل ڈکشنری (۳۷) امپریل گزیٹر (۳۸) امپریل کارونیشن دربار (۳۹) شارٹ ہسٹری آف سراسنز امیر علی۔ (۴۰) بوستان اودھ (۴۱) سیرۃ النبی (شبلی) (۴۲) النبی والاسلام (۴۳) تذکرہ میر محتشم (۴۴) انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (۴۵) محبوب الزمن (۴۶) محبوب الوطن (۴۷) محبوب ذی المنن (۴۸) خمخانۂ جاوید (۴۹) نظام الملک طوسی۔

اس مجموعے کے دوران تالیف میں مجھے یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ یہ ایک دشوار گزار مرحلہ ہی اور اس کو آسانی سے طی کرنا مجھ جیسے بے بضاعت شخص کا کام نہیں ہی۔ لیکن میں نے اس اندیشے کو بالائے طاق رکھ کر استقلال کو ہاتھ سے نہ دیا اور اس خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ نہ کرنے سے کچھ کرنا بہتر ہی کام جاری رکھا۔ بدایوں میں کتب خانہ موجود نہ ہونے سے میری مشکلات میں اضافہ ہوا میں نے اس تالیف کی تکمیل کے شوق میں علی گڑھ۔ رام پور۔ حیدر آباد کا سفر کیا اور وہاں کے کتب خانوں میں جا کر اکثر کتابوں سے مدد لی۔ مجھے اعتراف ہی کہ بعض قابل احباب کی امداد بھی اس تالیف میں میرے لیے نہایت قیمتی ثابت ہوئی۔ اس کتاب کو دو جلدوں میں تقسیم کیا گیا ہی۔ اس وقت صرف جلد اوّل ناظرین کے سامنے پیش کی جاتی ہی دوسری جلد کے بھی شائع ہوجانے کی جلد امید ہی۔ میری شبانہ روز کی مسلسل سعی اس بارے میں جاری ہی۔ خدا سے امید ہی کہ وہ میری سعی کو مشکور کرے گا۔ السعی منی والاتمام من اللہ تعالیٰ

خاکسار

نظامی بدایونی

بدایوں (روہیل کھنڈ) ۲۰ ستمبر [illegible]ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

ردیف الف

آبتین۔ فریدوں کے باپ خاندان پیش دادیاں فارس کے ساتویں بادشاہ کا نام ہے جو جمشید شاہ فارس کی نسل سے تھا۔

آبرو۔ شاہ نجم الدین عرف شاہ مبارک۔ شاہ محمد غوثؒ گوالیاری کی اولاد میں تھے۔ طبقۂ اول کے مشہور شعراء میں شامل ہیں۔ صاحب دیوان تھے لیکن سب کلام غدر میں تلف ہوگیا۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی کا زمانہ پایا تھا۔ ۱۱۶۱ھ میں انتقال ہوا۔

آپا صاحب۔ رگھوجی بھونسلا کا بھتیجا اور پرس رام بھونسلا کا جو بالا صاحب کے نام سے تاریخ میں مشہور ہے چچازاد بھائی تھا۔ بالا صاحب ۱۸۱۶ء میں پونا میں تخت نشین ہوا۔ لیکن وہ اپنی انتظامی ناقابلیت اور بدعقل ہونے کے سبب سے اُتار دیا گیا۔ اور آپا صاحب کارکن مقرر ہوا۔ اُس نے خفیہ طور سے بالا صاحب کو قتل کرا دیا اور اس راز کے افشا ہونے پر وہ ۱۸۱۸ء میں گرفتار کرکے رزیڈنسی میں لایا گیا لیکن اپنے محافظوں کو رشوت دیکر راستے سے فرار ہوگیا اور پنجاب پہنچکر اُس نے راجہ رنجیت سنگھ کی فیاضی پر اپنی زندگی بسر کی۔ اُس کے معزول ہونے پر اوس کا پوتا راگھوجی بھونسلا گدی پر بیٹھا۔

آپا صاحب۔ نراین راجہ ستارہ کا تیسرا بھائی تھا۔ اور ۱۸۳۹ء میں اپنے بھائی کی معزولی کے بعد انگریزی گورنمنٹ نے اُس کو ستارے کی مسند پر بٹھایا۔ ۵ اپریل ۱۸۴۸ء کو فوت ہوگیا۔ اپنی وفات سے قبل اُس نے خواہش ظاہر کی کہ وہ ایک لڑکے مسمی بلونت راؤ بھونسلا کو متبنیٰ کرلے لیکن یہ تجویز نامنظور رہی۔ اور ستارہ انگریزی سلطنت میں شامل کرلیا گیا۔

آتش۔ خواجہ حیدر علی آتش تخلص۔ خواجہ علی محسن کے بیٹے لکھنؤ کے رہنے والے شیخ مصحفی کے شاگرد تھے۔ ناسخ کے ہمعصر تھے۔ سرکار لکھنؤ سے اسّی روپیہ ماہوار بطور وظیفہ ملتے تھے۔ ناسخ کے انتقال کے بعد شعر کہنا چھوڑ دیا۔ کیونکہ اُن کی نظر میں پھر کوئی داد دینے والا نہیں رہا۔

سپاہیانہ وضع تھی ۱۲۶۳ھ میں انتقال کیا اُن کا دیوان اُن کی حیات میں شائع ہوکر مقبول عام ہوچکا تھا۔ اُن کے شاگردوں میں رند۔ صبا۔ میر دوست علی خلیل اور پنڈت دیا شنکر نسیم وغیرہ مشہور گزرے ہیں۔

آثم۔ حفیظ اللہ کا تخلص ہی (ملاحظہ ہو حفیظ اللہ شیخ)

آدم علیہ السلام اوّل البشر۔ سب سے پہلے انسان اور بشر تھے آپ کے بعد حضرت حوّا پیدا ہوئیں اور واقعۂ ہجرت نبوی سے ۷ ہزار سال قبل جنت سے دنیا میں بھیجے گئے اور ان دونوں سے اولاد کا سلسلہ جاری ہوکر نسل انسانی کا ظہور ہوا۔

آدم جی پیر بھائی (سر) بمبئی کا مشہور تاجر تھا۔ اصل وطن دھوراجی (ریاست گونڈل کاٹھیاوار) تھا۔ قوم بواہیر کے ایک غریب خاندان میں ۱۳ اگست ۱۸۴۵ء کو اپنے وطن میں پیدا ہوا۔ ۱۰ سال کی عمر میں بمبئی پہنچکر تجارت شروع کی جس کی ابتدا ٹھیکوں وغیرہ سے ہوئی۔ خیمہ دوزی کا کارخانہ قائم کیا جو اس وقت خاص شہرت رکھتا ہی۔ اس کے علاوہ ایک کارخانہ دباغت چرم کا بھی کھولا جو مغربی ہند میں پہلا کارخانہ تھا۔ غریب یتیموں کے واسطے سوا تین لاکھ روپے کی لاگت سے پونے چھ سو فیٹ طویل عمارت تعمیر کی جس میں مسجد اور ہسپتال بھی ہی۔ یہاں یتیموں کی بود وباش اور تعلیم و پرورش کا انتظام ہی۔ اپنے وطن میں ایک لاکھ کے صرف سے ایک مدرسہ جاری کیا۔ علی گڑھ کالج کو گراں بہا چندے دئے اُس کی خیرات کا اندازہ پچاس لاکھ کیا جاتا ہی۔ پبلک خدمات کے صلے میں بمبئی کا شریف مقرر ہوا۔ سر کا خطاب پایا۔ ۱۱ اگست ۱۹۱۳ء کو بعارضۂ ذات الجنب انتقال کیا۔

آدم خاں۔ قوم گکھڑ کے سردار کا نام ہی اس کے ملک کا اصل مالک اس کا بھتیجا کمال خاں تھا جو قید ہوگیا تھا اور جب اُس پر شاہنشاہ اکبر کی عنایت مبذول ہوئی تو اُس نے اپنے موروثی ملک کی خدمت کی استدعا کی بادشاہ نے یہ فیصلہ کیا کہ نصف ملک تو کمال خاں کو دیا جائے اور نصف پر آدم خاں قابض رہے لیکن آدم خاں نے اس حکم سے سرتابی کی اور افواج شاہی سے مقابلہ ہوا۔ قصبہ ہیلاں میں جو کہ جلیان والے کے جنوب میں واقع ہی سنہ ۱۵۶۳ء میں ایک جنگ عظیم ہوئی لشکر شاہی کو فتح حاصل ہوئی۔ سلطان آدم خاں گرفتار ہوکر مقید ہوگیا اور قید ہی میں فوت ہوا۔

آدینہ بیگ خاں۔ چنو آرائیں کا لڑکا تھا۔ سرک پور میں لاہور کے نزدیک پیدا ہوا دہلی میں مغلیہ خاندان میں پرورش پائی اور سپاہی ہوا لیکن اس نے فن حساب میں بھی مہارت حاصل کی جب کہ نادر شاہ یا ابدالی شاہ نے ہندوستان پر حملہ کیا تو یہ سلطان پور کا حاکم تھا۔ بعدہٗ پنجاب کا حاکم ہوگیا۔ ۱۷۵۸ء میں اس نے افغانوں کو لاہور کے نزدیک شکست دی۔ اس کے بعد خان پور میں ہوشیار پور کے نزدیک مرگیا۔ اور کوئی جانشین نہ چھوڑا اس کا شاندار مقبرہ اب تک موجود ہی۔

آذر۔ لطف علی بیگ مصنف تذکرۂ آتش کدہ۔ آذر تخلص ہی ایک مشہور ایرانی شاعر تھا۔ اس نے یہ تذکرہ ۱۷۶۰ء میں جمع کیا جس میں شعرائے ایران کے حالات درج ہیں ۱۷۸۰ء کے قریب انتقال ہوا۔

آذری رازی۔ فارس کے مشہور شہر رے کا رہنے والا سلطان محمود غزنوی کے دربار کا شاعر تھا۔ ایک مرتبہ سلطان نے اس کو ایک مختصر قصیدے کے صلے میں ۱۴ ہزار درم انعام دئے تھے۔

آذری شیخ - (اسفرایانی)، اصلی نام جلال الدین حمزہ تھا۔ خراسان کے رہنے والے باخدا مسلمان اور ایک اچھے شاعر تھے۔ سلطان احمد شاہ ولی بہمنی کے وقت میں ایک دفعہ ۱۴۳۲ء میں دکن آئے اور مختصر قیام کے بعد اپنے وطن کو واپس گئے اور وہیں بعمر ۸۲ سال ۸۶۶ھ مطابق ۱۴۶۲ء میں انتقال کیا۔ بہت سی تصنیفات چھوڑیں جن میں سے جواہر الاسرار۔ طغرائے ہمایوں، ثمرات مشہور ہیں۔ ایک دیوان ۳۰ ہزار اشعار کا یادگار ہی۔ بہمن نامہ منظوم بھی انھیں کی تصنیف ہی۔ ان کا مقبرہ اسفرایان میں موجود ہی۔

آرارو - صوبہ الہ آباد میں موضع کوڑا جہان آباد ضلع فتح پور کا زمیں دار تھا جس نے محمد شاہ کے عہد میں سلطنت کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر نواب جاں نثار خاں کو جو وہاں کا چکلہ دار تھا ۱۷۳۱ء میں قتل کردیا اس پر جان نثار خاں کے بیٹے نے اُس کے مقابلے کو کئی مرتبہ فوج لیکر چڑھائی کی ۱۷۳۵ء کی لڑائی میں سعادت خاں صوبہ دار اودھ نے ارارو کو مروا ڈالا اور سر اُترواکر محمد شاہ بادشاہ دہلی کے پاس بھیج دیا۔

آرام بانو بیگم - بادشاہ اکبر کی دختر شاہنشاہ جہانگیر کی بہن تھی۔ بعمر ۴۰ سال ۱۶۲۴ء مطابق ۱۰۳۳ھ میں فوت ہوگئی بمقام سکندرہ ضلع آگرہ اکبر کے مقبرے میں دفن ہی اس کی ماں کا نام بی بی دولت شاد تھا۔ اور بہن کا نام شکر النساء بیگم تھا۔

آرام شاہ (سلطان)، اپنے باپ سلطان قطب الدین ایبک بادشاہ دہلی کے بعد ۱۲۱۰ء مطابق ۶۰۷ھ میں تخت نشیں ہوا مگر ایک سال حکومت کرنے کے بعد اس کو التمش نے (جو قطب الدین کا پسر متبنّٰی اور داماد تھا)، معزول کردیا اور خود شمس الدین التمش کے لقب سے تخت نشیں ہوا۔

آرزو - (دیکھو سراج الدین علی خاں آرزو)

آریا بھٹ - ہندوستان میں علم نجوم کا آدم مانا جاتا ہی پیدائش ۴۷۶ء میں بمقام پٹلی پتر یعنی پٹنہ ہوئی۔ نجوم میں ہندوستان کی سب سے زیادہ قدیم تصنیف چار رسالوں پر مشتمل تھی جو سدھانت کہلاتے تھے۔ آریا بھٹ نے ان اُصول اور مسائل کو ایک سلسلے علمی اور جامع پیرایے میں آراستہ کیا اس کی تصنیف آریہ بھٹا کے نام سے مشہور ہی۔ آریا بھٹ کا نام ہمیشہ یادگار رہیگا۔ کیونکہ وہ زمین کی محوری گردش کا معترف و مؤید تھا اس نے اسباب کسوف۔ اور خسوف کی بھی توضیح کی ہی۔

آزاد - مولوی محمد حسین نام دہلی کے باشندے۔ مولوی باقر علی کے بیٹے ذوق کے ارشد تلامذہ میں تھے۔ ۱۸۵۷ء کے آخر زمانے میں اپنے اہل و عیال کے ہمراہ لکھنؤ پہنچے۔ ۱۸۶۴ء میں لاہور آکر ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم کے دفتر میں ملازم ہوئے ایک سرکاری اخبار اتالیق پنجاب کے سب ایڈیٹر بھی رہے۔ سرکار انگریزی سے شمس العلماء کا خطاب پایا۔ اُستاد ذوق کا ایک دیوان خاص طور پر مرتب کیا۔ ان کی تصنیفات سے تذکرہ آب حیات۔ نیرنگ خیال۔ سخندان فارس دربار اکبری۔ مجموعۂ نظم آزاد۔ جامع القواعد فارسی وغیرہ مشہور ہیں۔ ۱۸۸۷ء سے جنون کی ابتدا ہوئی جس نے مرتے دم تک ساتھ دیا۔ اس حالت میں بھی وہ تصنیف و تالیف کرتے رہے حالت جنوں کی ایک تصنیف سپاس و نمک مشہور ہی ۲۲ جون ۱۹۱۰ء مطابق ۹ محرم ۱۳۲۸ھ کو انتقال کیا

آزاد - میر غلام علی بلگرامی کا تخلص ہی ۱۷۰۴ء میں پیدا ہوئے۔ ان کے باپ سید نوح نے ۱۷۵۲ء مطابق ۱۱۶۵ھ میں انتقال کیا۔ میر عبد الجلیل

بلگرامی کے نواسے تھے آزاد کا شمار شعرا کے طبقہ اعلیٰ میں ہی متعدد تصانیف عربی اور فارسی میں چھوڑیں جن میں قصائد غرا سبحۃ المرجان خزانۂ عامرہ اور تذکرۂ سرو آزاد مشہور ہیں [illegible] مطابق [illegible] میں وفات پائی

آزاد خاں - گورنر کشمیر قوم افغان سے تھا۔ اس کا باپ حاجی کریم داد خاں ابتداءً احمد شاہ ابدالی کے خدام میں داخل تھا۔ تیمور شاہ نے احمد شاہ ابدالی کی وفات پر حاجی کریم داد خاں کو اس صلے میں کہ اُس نے امیر سابق گورنر کے زمانے کی بغاوت کو فرو کیا تھا۔ کشمیر کی حکومت تفویض کی حاجی مذکور کے انتقال کے بعد آزاد خاں جانشیں ہوا۔

آسا اہیر - ایک گڈریا تھا لوٹ مار کیا کرتا تھا۔ تقریباً دو ہزار آدمیوں کی جمعیت اُس کے ساتھ تھی وہ ایک پہاڑی پر رہتا تھا۔ جہاں اُس نے ایک قلعہ بنایا تھا جو اسیر گڑھ کے نام سے مشہور ہی اور ہندوستان کے سب سے زیادہ مستحکم قلعوں میں اُس کا شمار ہی۔ آسا کو ملک ناصر خاندیسی نے قتل کر دیا اور حیلے سے اسیر گڑھ کے قلعے پر قبضہ کر لیا۔ دو صدی کے بعد اکبر کے زمانے میں نہ صرف قلعۂ اسیر گڑھ بلکہ کل ملک ناصر سلطنت مغلیہ میں شامل ہو گیا۔ [illegible] میں یہ حصہ ملک برٹش گورنمنٹ کے قبضے میں آیا۔

آسکرن کچھواہا - راجہ بہاری مل کچھواہا کا بھائی تھا۔ اور اس کے ساتھ ملازمت اکبری میں داخل ہوا [illegible] جلوس اور کر [illegible] میں راجہ بدھکر کی لڑائی کے واسطے روانہ ہوا [illegible] میں صوبہ داری اکبر آباد کے معزز عہدے سے سربلند ہوا [illegible] میں وفات پائی

آشنا - مرزا محمد طاہر ابن نواب ظفر خاں المخاطب بہ عنایت خاں کا تخلص ہی۔ [illegible] مطابق [illegible] میں وفات پائی۔ اس شاعر نے شاہجہاں اور دارا شکوہ کی مدح میں اکثر قصائد لکھے ہیں۔ اس کے مجموعۂ کلام کلیات آشنا میں ملتے ہیں۔

آشوب - محمد بخش لکھنوی کا تخلص ہی آصف الدولہ اور اس کے باپ شجاع الدولہ کے عہد کا شاعر تھا۔ صاحب دیوان ہی۔

آصف - تم دانع ایران کا باشندہ شاہجہاں کے عہد میں ہندوستان آیا۔ ایک دیوان یادگار ہی۔

آصف الدولہ - اسد خاں کا خطاب ہی (ملاحظہ ہو اسد خاں)

آصف الدولہ - (نواب) شجاع الدولہ والیٔ اودھ کا خلف اکبر تھا۔ شجاع الدولہ کی وفات پر جنوری [illegible] مطابق [illegible] میں جانشیں ہوا۔ بجائے فیض آباد کے لکھنؤ کو دار السلطنت بنایا ۲۲ سال ۸ ماہ سلطنت کی اور ۲۱ ستمبر [illegible] مطابق ۲۸ ربیع الاول [illegible] کو فوت ہوا اور اپنے امام باڑے میں جو آج تک لکھنؤ کی عمدہ شاہی عمارتوں میں سمجھا جاتا ہے اور آصف الدولہ کے نام سے مشہور ہی دفن ہوا۔ وزیر علی جو اس کا سب سے بڑا پسر متبنیٰ تھا وصیت کے مطابق مسند نشیں ہوا لیکن چار ماہ بعد اس کو سر جان شور گورنر کلکتہ نے معزول کر کے سعادت علی خاں کو جو آصف الدولہ کا بھائی تھا مسند نشیں کر دیا۔ آصف الدولہ کی تصنیف سے ایک اردو فارسی کا دیوان موجود ہی۔ سخاوت اس حد کو پہنچی تھی کہ یہ مثل زبان زد خاص و عام ہی" جسے نہ دے مولیٰ اُسے دے آصف الدولہ"

آصف جاہ - اولاد شیخ شہاب الدین سہروردی کی اولاد سے تھے۔ خواجہ عابد خاں نام تھا سمرقند سے شاہجہاں کے زمانے میں ہندوستان آئے۔ اورنگ زیب کے زمانے میں جب مکے سے واپس آئے محکمۂ

صدارت کے صدر نشین ہوئے اور چین قلیچ خاں کے خطاب اور منصب پنج ہزاری سے سرفراز کئے گئے جب تانا شاہ اور عالمگیر میں لڑائی ہوئی اُس وقت ان کے زخم کاری لگا۔ فرخ سیر کے عہد میں مالوے اور مراد آباد کے ناظم رہے۔ سید عبداللہ خاں اور سید حسین علی خاں بادشاہ گران کے دشمن ہوگئے تھے۔ اس وجہ سے اُنھوں نے دکن کا رخ کیا اور اپنی قابلیت کے اظہار کا یہاں موقع پایا دکن کی حالت اس وقت متنزلزل تھی۔ آصف جاہ نے فوج فراہم کرکے یہاں نظام قائم کیا اور خود مختار حکومت قائم کرلی۔ ۱۷۲۰ء میں اسیر گڑھ کا قلعہ حاصل کرکے اپنی طاقت کو زبردست کرلیا۔ بادشاہ کو بھی وقت مقررہ پر پیشکش بھیجتے رہے تیس سال تک دکن میں کامیاب حکومت کی۔ محمد شاہ اور نادر شاہ کی لڑائی میں موجود تھے۔ فرماں روایان حیدر آباد کے مورث ہیں۔ محمد شاہ کی وفات کے ۳۰ دن بعد بتاریخ ۲۲ مئی ۱۷۴۸ء مطابق ۴ جمادی الثانی ۱۱۶۱ھ انتقال کیا۔ برہان پور میں دفن ہوئے۔ ان کے بڑے بیٹے ناصر جنگ جانشین ہوئے۔ اور نواب ناصر جنگ ۱۱۶۴ھ میں پانڈیچری کی لڑائی میں شہید ہوئے نعش روضہ خلد آباد میں پہنچائی گئی۔ وہیں آپ کا مزار ہے پھر نواب مظفر جنگ تخت نشین ہوئے۔ لیکن صرف دو ماہ کی حکومت کے بعد یہ بھی شہید ہوگئے۔ نواب مظفر جنگ آصف جاہ اول کے نواسے تھے

ان کے بعد آصف جاہ اول کے تیسرے فرزند نواب سید محمد خاں صلابت جنگ مسند نشین ہوئے لیکن احمد شاہ بادشاہ دہلی کی طرف سے جب نظام علی خاں آصف جاہ ثانی کی صوبہ داری کا فرمان پہنچا تو آپ ۱۴ ذی الحجہ ۱۱۷۴ھ کو گوشہ نشین ہوگئے اور ۱۱۷۷ھ میں بمقام بیدر وفات پائی۔ ایک دیوان ان سے یادگار ہے جو سلطان ٹیپو کے کتب خانہ میں ملا تھا۔

آصف جاہ ثانی

نواب میر نظام علی خاں بہادر یکم شوال ۱۱۴۶ھ کو صبح کے وقت پیدا ہوئے۔ تاریخی نام حفیظ الدین علی خاں ہے۔ دربار شاہان دہلی سے خان بہادر اسد جنگ کا خطاب حاصل کیا۔ ۱۴ ذی حجہ ۱۱۷۴ھ کو اپنے بھائی صلابت جنگ کو معزول کرکے تخت نشین ہوئے ۴۲ سال حکومت کرکے ستر برس ۶ ماہ سترہ یوم کی عمر میں۔ ۱۷ ربیع الثانی ۱۲۱۸ھ کو دنیا سے رحلت کی اور مکہ مسجد میں دفن ہوئے۔ آپ نہایت شجاع اور صاحب تدبیر تھے۔ نواب ناصر الدولہ شہید اور نواب مظفر جنگ کا بدلا پٹھانوں سے بڑی اُولو العزمی کے ساتھ لیا اور اکثر لڑائیاں آپ کے زمانے میں ہوئیں۔ مرہٹوں نے آپ کے ملک کا بہت بڑا حصہ دبا لیا تھا۔ آپ نے بلدۂ حیدر آباد کو اپنا دار الحکومتہ قرار دیا۔ نواب سکندر جاہ ان کے صاحب زادے جانشین ہوئے۔

آصف جاہ ثالث

سکندر جاہ۔ نواب میر اکبر علی خاں بہادر آصف جاہ ثالث۔ یکم رجب ۱۱۸۲ھ کو حیدر آباد میں تولد ہوئے ۲۲ ربیع الثانی ۱۲۱۸ھ تخت نشین ہوئے۔ برٹش گورنمنٹ سے معاہدہ کی تجدید کرکے اتحاد قائم کیا تعمیرات کا بہت شوق تھا۔ اکثر جدید محلات کے علاوہ تالاب میر عالم و محلہ جلو خانہ قریب عیدگاہ جدید آپ کے عہد میں تیار ہوا۔ نہایت وجیہ اور خوش بیان تھے مولوی عبدالکریم کے عہد میں مہدویوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے مہدوی خارج البلد کئے گئے۔ ۲۹ محرم ۱۲۲۵ھ کو آپ کی صاحب زادی فیروز النسا بیگم

نے انتقال کیا۔ اس صدمے سے آپ کو دق ہوگئی اور ۱۰ ذی قعدہ ۱۲۴۴ھ کو ۲۶ سال سلطنت کر کے ۶۲ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ مکہ مسجد میں دفن ہوئے

آصف جاہ رابع

فرخندہ علی خاں میر نواب ناصر الدولہ بہادر خطاب سلسلۂ آصفیہ سے دکن کے چوتھے حکمراں تھے۔ آصف جاہ ثالث کے بڑے فرزند اور جانشیں تھے ۱۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے۔ ۲۰ ذی قعدہ ۱۲۴۴ھ م ۱۸۲۹ء کو تخت نشیں ہوئے۔ ان کے زمانے میں ایسٹ انڈیا کمپنی سے جدید عہدنامہ ہوا۔ حیدرآباد میں رودموسیٰ کا مشہور پل چادرگھاٹ انھیں کے زمانے میں تیار ہوا۔ نواب سر سالار جنگ اعظم ان کے مشہور وزیر تھے۔ بہت سی اصلاحیں ان کے زمانے میں عمل میں آئیں۔ صوبۂ برار کا ٹھیکہ انھیں کے عہد میں انگریزوں کو دیا گیا۔ ۱۲۷۳ھ میں انتقال ہوا۔ مکہ مسجد میں دفن ہوئے۔ نواب منیر الملک اور راجہ چندولال اور سر سالار جنگ اعظم آپ ہی کے عہد کے مشہور مدار المہام ہیں۔ عربوں اور مہدویوں اور سُنّی و شیعہ کے فساد آپ ہی کے وقت میں ہوئے

آصف جاہ خامس

نواب میر تہنیت علی خاں بہادر آصف جاہ خامس افضل الدولہ نواب ناصر الدولہ بہادر آصفجاہ رابع کے سب سے بڑے فرزند تھے ۳۰ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ کو پیدا ہوئے۔ ۱۰ ذی قعدہ ۱۲۵۸ھ کو افضل الدولہ کا خطاب پایا۔ ۲۴ رمضان ۱۲۷۳ھ کو تخت نشیں ہوئے۔ غدر ۱۸۵۷ء کے موقعہ پر آپ نے انگریزوں کی دامے درمے سخنے ہر طرح سے مدد کی یہاں تک کہ ہندوستان میں دوبارہ سلطنت انگریزی کی بنا ڈالی۔ ۲۲ صفر ۱۲۷۸ھ کو ملکہ معظمہ وکٹوریہ نے جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب اور تمغہ دیا اور تحائف بھی ارسال کئے۔ افضل پل افضل المساجد شفاخانۂ افضل گنج وغیرہ متعدد عمارات آپ کے عہد میں تیار ہوئیں آپ کی سخاوت اور جسمانی قوت کے متعلق متعدد روایات زبان زد ہیں۔ فقرا تک آپ کے عہد میں جاگیردار ہوگئے۔ ۱۲ سال حکومت کر کے ۴۴ برس کی عمر میں ۱۳ ذی قعدہ ۱۲۸۵ھ کو انتقال کیا مکہ مسجد میں دفن ہوئے۔

آصف جاہ سادس

حضور آصف جاہ مظفر الملک نظام الدولہ نواب میر محبوب علی خاں بہادر فتح جنگ فرماں روائے حیدرآباد دکن۔ پیدائش ۱۰ اگست ۱۸۶۶ء ۲۶ فروری ۱۸۶۹ء کو ۳ برس کی عمر میں نواب افضل الدولہ آصف جاہ خامس کی جگہ تخت نشیں ہوئے۔ شعر و سخن سے آپ کی طبیعت کو خاص مناسبت تھی۔ حضرت داغ دہلوی سے مشورۂ سخن کرتے تھے ایک دیوان غیر مطبوعہ چھوڑا۔ ۲۹ اگست ۱۹۱۱ء کو انتقال ہوا۔ آپ کے عہد میں بہت سی عمارات و باغات وغیرہ تعمیر ہوئے۔ ٹون ہال و سڑکیں بنائی گئیں۔ قطب شاہی خاندان کے مقابر کی مرمت کرائی گئی۔ میر عثمان علی خاں بہادر موجودہ نظام آپ کے جانشیں ہوئے۔

آصف جاہ سابع

نواب میر عثمان علی خاں بہادر۔ آصف جاہ سادس کے فرزند اعظم ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۰۳ھ روز سہ شنبہ کو ۹ بجے شب کے پیدا ہوئے۔ ۲۹ رمضان ۱۳۲۰ھ کو اپنے والد ماجد کے ہمراہ ایڈورڈ ہفتم کے دربار تاجپوشی میں دہلی گئے ۱۹ صفر ۱۳۲۴ھ کو آپ کا عقد مرشد زادہ جہانگیر بادشاہ

کی صاحبزادی سے ہوا۔ ۲۹ اگست ۱۹۱۱ء مطابق
۵ رمضان ۱۳۲۹ھ یوم سہ شنبہ کو اپنے والد ماجد
کے انتقال کے بعد تخت نشین ہوئے۔ یکم جنوری ۱۹۱۲ء
مطابق ذی حجہ ۱۳۳۰ھ کو جارج پنجم کے دربار تاجپوشی
میں بمقام دہلی شرکت فرمائی۔ جنوری ۱۹۱۷ء میں
برٹش گورنمنٹ نے معزز خطاب "ہز اگزالٹیڈ ہائنس"
کا آپ کے سابقہ خطابات پر اضافہ کیا۔ ستمبر ۱۹۱۸ء
میں تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے
لکھنؤ میں جلسہ عام منعقد ہو کر "محی الملۃ والدین" کا
خطاب پیش کیا گیا۔ جس کو اعلیٰ حضرت نے شکریے کے
ساتھ قبول فرمایا۔ آپ کے عہد حکومت کی برکات
بے شمار ہیں۔ علماء و مشائخ مساجد و مقابر و مدارس
اور ہر مذہب کے عبادت خانوں کو آپ کے دربار
سے معقول امدادیں ملتی ہیں۔ آپ کے عہد میں شہر
حیدرآباد کی از سر نو تعمیر ہوئی۔ ہر محکمے میں جدید
انتظامات و اصلاحات ہوئیں۔ بالخصوص محکمہ
امور مذہبی آپ کے عہد میں اس قدر اصلاح پذیر ہوا
کہ گویا بالکل جدید محکمہ بن گیا۔ صنعت و حرفت کی ترقی
کے علاوہ سب سے زیادہ قابل قدر تعلیمی ترقی ہے جو
آپ کے دور حکومت میں ہوئی۔ عثمانیہ اُردو یونیورسٹی
موسوم بہ جامع عثمانیہ قائم ہوئی۔ علوم جدید کی کتابوں
کے ترجمے انگریزی وغیرہ سے زبان اُردو میں ہو رہے ہیں
جن کی بدولت زبان اُردو علم بن کر رہے گی اسی
یونی ورسٹی میں کل علوم اُردو میں پڑھائے جاتے ہیں
انگریزی بطور زبان ثانی درس میں داخل ہے۔ دینیات
کی تعلیم بھی داخل نصاب ہے۔ رعایائے دکن مسکرات
کی بدولت تباہ و برباد تھی آپ نے اُس کا انسداد کیا
جنگ عظیم میں برٹش گورنمنٹ کے ساتھ جس اعلیٰ
وفاداری خلوص اور فیاضی کا عملی ثبوت دیا وہ زمانے میں
اظہر من الشمس ہے۔ آپ اُردو فارسی دونوں زبانوں
میں شعر کہنے کا اعلیٰ ملکہ رکھتے ہیں۔ چند دیوان طبع
ہو چکے ہیں۔ اسوقت سریر آرائے دکن ہیں

آصف خاں اوّل۔ اس کا اصل نام عبد المجید تھا
سلطان اکبر کے عہد میں ایک سردار تھا۔ ۱۵۶۴ء م
۹۷۱ھ میں گڑہ کوٹا کی ریاست کو جو بندیلکھنڈ کی
سرحد پر دریائے نربدا کے کنارے واقع تھی فتح کیا۔
اس ریاست پر اس وقت درگاوتی حکمران تھی۔
اس رانی نے تاب مقابلہ نہ لاکر اپنے آپ کو خنجر سے
ہلاک کر ڈالا۔ اس کا خزانہ بہت قیمتی تھا جو آصف خاں
کے ہاتھ آیا اس خزانے کی طمع میں بغاوت اختیار کی
لیکن کچھ دنوں کے بعد بادشاہ نے قصور معاف کر دیا
چتور کا ملک فتح ہونے پر بطور جاگیر اس کو عطا ہوا۔

آصف خاں دویم۔ مرزا غیاث الدین علی قزوینی
کا خطاب ہے۔ آقا ملا کا بیٹا اور آصف خاں جعفر بیگ
کا بھتیجا تھا۔ اکبر کے زمانے میں بخشی گیری کے عہدے
پر ممتاز ہوا۔ فتح گجرات کے بعد جو ۹۸۰ھ میں
واقع ہوئی بہت سے کار نمایاں کیئے اور عباس
خاں کا خطاب پایا۔ ۱۵۸۱ء مطابق ۹۸۹ھ میں
بمقام گجرات فوت ہوا۔ اور اُس کا بھتیجا جعفر بیگ
جانشین ہوا۔

آصف خاں رابع۔ اس کا اصل نام ابوالحسن
تھا۔ اعتقاد خاں و یمین الدولہ وغیرہ کے خطابات
سے ممتاز تھا۔ وزیر اعتماد الدولہ کا لڑکا اور نور جہاں
بیگم کا بھائی تھا۔ شاہنشاہ جہانگیر نے ۱۶۲۲ء مطابق
۱۰۳۱ھ میں وزیر مقرر کیا اس کی دختر ارجمند
بانو بیگم المعروف بہ ممتاز محل کی شادی شہزادہ
شاہجہاں سے ہوئی۔ ۱۰ نومبر ۱۶۴۱ء مطابق (۱۷)
شعبان ۱۰۵۱ھ کو ۶۰ عمر ... سال انتقال ہوا۔ شہر لاہور

کے مقابل دریائے راوی کے کنارے دفن ہوا۔ چار لڑکے شائستہ خاں۔ مرزا مسیح۔ مرزا حسین اور نوشہ نواز خاں چھوڑے۔

آصف خاں جعفر بیگ۔ عام طور پر مرزا جعفر بیگ کے نام سے مشہور ہے۔ آصف خاں مرزا جعفر بخشی بیگی بھی کہلاتا ہے۔ مرزا بدیع الزماں کا بیٹا۔ اور آقا ملا قزوینی کا پوتا تھا۔ قزوین سے ۱۵۷۷ء م ۹۸۵ھ میں ہندوستان آیا۔ اپنے چچا مرزا غیاث کی سفارش سے جو شاہنشاہ اکبر کے دربار کا ایک سردار تھا اور جس کا خطاب آصف خاں تھا۔ دربار شاہی میں باریابی حاصل کی اور اپنے چچا کی وفات کے بعد بخشی گیری کا عہدہ اور آصف خاں کا خطاب ۱۵۸۱ء مطابق ۹۸۹ھ میں حاصل کیا۔ دیگر قابل اشخاص کے ساتھ شاہنشاہ اکبر نے تاریخ الفی کی تالیف پر اس کو بھی مامور کیا تھا۔ شاعر بھی تھا جعفر تخلص تھا۔ کتاب شیریں خسرو اس کی مشہور تصنیف ہے۔ شاہنشاہ اکبر نے اس کو ۱۵۹۱ء مطابق ۱۰۰۰ھ میں دیوان خاص کا عہدہ عطا کیا اور جہانگیر کے عہد میں وزارت کے اعلیٰ عہدے پر مامور ہوا۔ ۱۶۱۲ء مطابق ۱۰۲۱ھ میں انتقال ہوا آصف خاں کا ایک لڑکا بھی تاریخ میں جعفر کے نام سے مشہور ہے جو ۱۶۸۳ء مطابق ۱۰۹۴ھ میں بعہد عالمگیری فوت ہوا

آغا احمد علی۔ تخلص احمد ڈھاکے کا رہنے والا فارسی صرف و نحو کا ماہر تھا۔ مؤید برہان و شمشیر تیز تر کا مصنف ہے جس میں مشہور کتاب برہان قاطع کی تائید میں مرزا غالب کے خلاف بحث کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ رسالہ اشتقاق و ترانہ و ہفت آسماں اور فارسی کے ادب میں صنف مثنوی کی تاریخ بھی اسی کی تصنیف سے ہیں۔ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال میں اس نے قابل قدر ادبی خدمات انجام دیں۔ مدرسہ عالیہ کلکتہ میں پروفیسر فارسی بھی رہا ہے۔ جون ۱۸۷۳ء میں انتقال ہوا

آغا حسین خوانساری۔ (حسین خوانساری دیکھو)

آغا خاں اوّل۔ حسن علی شاہ نام۔ پیدائش بمقام ایران ۱۸۰۰ء۔ ۱۸۴۰ء میں بمقام بمبئی گورنمنٹ کے زیر سایہ ایران سے آکر آباد ہوئے۔ نسباً سید تھے خاندان فاطمیہ کے خلیفہ جو مصر کے حکمراں رہے ہیں ان کے مورثوں میں تھے۔ بزمانہ سکونت ایران شاہنشاہ فتح علی شاہ کے وقت میں کرمان کے حاکم مقرر ہوئے کچھ عرصہ تک بادشاہ ان سے خوش رہا۔ اس کے بعد ان کے خلاف سازشیں ہوئیں جن کی وجہ سے بادشاہ ناخوش ہو گیا اور انھیں ہندوستان کو ہجرت کرنی پڑی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ پہلی جنگ افغانستان جاری تھی۔ اسی زمانہ میں ہندوستان آتے ہوئے وہ افغانستان سے گزرے اور برٹش گورنمنٹ کا ساتھ دیا سندھ کی لڑائی میں بھی جنرل نیپئر کی ماتحتی میں انھوں نے برٹش گورنمنٹ کی خدمات انجام دیں برٹش گورنمنٹ نے آغا خاں کا خطاب دیا جو نسلاً بعد نسل جاری رہیگا ۱۸۸۱ء میں فوت ہوئے۔

آغا خان دوم۔ ۱۸۸۱ء میں اپنے باپ کے جانشین ہوئے لیجس لیٹو کونسل بمبئی کے ممبر رہے کے سی۔ آئی۔ ای کا خطاب پایا۔ ۱۸۸۵ء میں فوت ہوئے۔

آغا خاں سوم۔ ہز ہائی نس، سلطان محمد شاہ نام پیدائش ۱۸۷۷ء۔ ماں ایرانی شاہزادی تھیں۔ اس وجہ سے ہز ہائی نس خطاب ہے۔ برٹش گورنمنٹ سے جی۔ سی۔ ایس آئی کا خطاب ملا۔ دیگر شاہان یورپ و شاہ فارس نے بھی اعزاز و خطاب دیئے

ہیں۔ جبکہ آٹھویں برس میں تھے بحیثیت امام فرقۂ اسمٰعیلیہ ان کے باپ نے ان کو اپنا باضابطہ جانشین بنا دیا تھا۔ یہ اس فرقے کے اڑتالیسویں امام ہیں۔ نواح بمبئی وغیرہ میں ان کے مرید بکثرت ہیں جو خوجے کہلاتے ہیں۔ ایک قوم جو گپتی کہلاتی ہے ان کو اپنا امام مانتی ہے۔ اس کے علاوہ اسمٰعیلیہ فرقے کے لوگ جو آغا خاں کی امامت پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ ایران۔ افغانستان۔ روس وسط ایشیا۔ چین۔ ترکستان۔ سائبریا۔ مصر شمالی افریقہ میں بھی پائے جاتے ہیں۔ ۱۸۹۶ء سے جبکہ نواب محسن الملک کی تحریک سے پہلی مرتبہ انھیں علی گڑھ کالج دیکھنے کا موقع ملا انھوں نے مسلمانوں کے قومی معاملات میں دلچسپی لینا شروع کی۔ آل انڈیا مسلم لیگ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس۔ ندوۃ العلماء وغیرہ میں شرکت کی۔ علی گڑھ کالج کو گراں قدر عطیے دیے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ مسلم یونی ورسٹی کی اسکیم کو عمل میں لانے کے لیے مختلف مقامات کے سفر کیے۔ اور اس تحریک کو زندہ کرنے کا فخر حاصل کیا۔ ان کا زیادہ وقت ممالک یورپ کے سفر میں گزرتا ہے۔ علمی قابلیت ضرب المثل ہے۔ وقتاً فوقتاً کونسل کی ممبری بھی کی ۱۹۰۲ء میں مسلم ایجوکیشنل کانفرنس دہلی کے صدر ہوئے آج کل فرانس اور انگلستان کی سیاحت میں مصروف ہیں۔ سیاسیات ہند پر انھوں نے ایک کتاب لکھی ہے جو ماہ جون ۱۹۱۸ء میں ولایت سے شائع ہوئی ہے۔

آغا محمد داؤد۔ آپ کے اجداد قطب شاہیوں کے زمانہ میں عجم سے دکن آ کر جلیل القدر عہدوں پر سرفراز ہوئے اور جاگیریں پائیں وہی سلسلہ اب تک قائم رہا مگر آپ مادر زاد ولی تھے کبھی دولت دنیا کی طرف توجہ نہ فرمائی یہاں تک کہ شروع شباب میں ترک ملازمت کر کے ریاضت و مجاہدہ میں عمر عزیز صرف فرما دی۔ بسا اوقات عالم وجد میں صحرا نوردی فرماتے تھے۔ ایک مدرسہ یتامی کے لیے قائم کیا یتیموں کی خوراک و پوشاک کا انتظام مدرسہ کی جانب سے تھا۔ بلدہ حیدرآباد دکن میں آپ کی وفات ۵ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ یوم پنجشنبہ چار بجے دن م ۱۹۰۷ء میں واقع ہوئی آپ کا تخلص محو تھا کلام صوفیانہ تھا۔

آغا ملّا۔ بادشاہ کے یہاں سے دوات دار کا خطاب تھا۔ ہرسہ آصف خاں جنھوں نے اکبر اور جہانگیر کی ملازمت کی اسی کی اولاد میں تھے۔

آغا میر۔ غازی الدین حیدر شاہ اودھ کا وزیر تھا معتمد الدولہ خطاب تھا۔ ۱۸۲۶ء مطابق ۱۲۴۲ھ میں معزول ہو گیا بروز دوشنبہ، مئی ۱۸۳۲ء مطابق ۵ ذی الحجہ ۱۲۴۷ھ وفات پائی۔ لکھنؤ میں آغا میر کی ڈیوڑھی کے نام سے ایک محلہ اب تک موجود ہے۔

آفتاب۔ شاہ عالم بادشاہ دہلی کا تخلص ہے۔ (دیکھو شاہ عالم)

آفتاب احمد خاں۔ صاحبزادہ۔ نواب کنج پورہ کے خاندان سے ہیں۔ آپ کے والد نواب غلام احمد خاں مرحوم ریاست گوالیار میں ممبر کونسل تھے۔ آپ مئی ۱۸۶۷ء میں پیدا ہوئے ۱۸۸۰ء میں علی گڑھ کالج میں داخل ہوئے مئی ۱۸۹۰ء میں انگلینڈ گئے اور کیمبرج میں بیرسٹری پاس کر کے آخر ۱۸۹۴ء میں واپس آئے اور

علی گڑھ میں پریکٹس شروع کی۔ بزمانہ طالبعلمی ۱۸۸۹ء میں
انجمن الاخوان قائم کی جس کی بدولت مسلمان طلبا کو
لاکھوں روپیہ وظائف میں دئے جا چکے ہیں۔ زمانہ
بیرسٹری میں بھی اپنا زیادہ وقت کالج کی خدمت
میں صرف کرتے تھے۔ [illegible] کے انتقال پر ۱۹۰۷ء
میں اولڈ بوائز ایسوسی ایشن میں سکریٹری مقرر ہوئے
تین سو روپیہ ماہانہ کالج کو جیب خاص سے دینا
شروع کیے ۱۹۰۹ء تک سکریٹری رہے۔ ۱۹۱۹ء
میں کالج کے متصل اپنا مکان بنایا۔ کالج کے مختلف
شعبے مختلف اوقات میں زیر نگرانی رہے مثلاً
عمارات۔ تعلیم وغیرہ ۱۹۰۵ء سے ۱۹۱۷ء تک
محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے جوائنٹ سکریٹری رہے
۱۹۱۷ء میں انڈیا کونسل کی ممبری پر آپ کا انتخاب
ہوا اور انگلینڈ روانہ ہوگئے۔ وہاں ہندوستان
کے ہر اہم مسئلے پر زبردست یادداشتیں لکھیں معاملات
ٹرکی میں غیر معمولی حصہ لیا۔ بعد واپسی دسمبر ۱۹۲۲ء
میں کانفرنس کے سالانہ اجلاس کے ساتھ جدید
زراعت کی نمائش قائم کی۔ ۲۴ دسمبر ۱۹۲۳ء کو آپ کا
انتخاب مسلم یونیورسٹی کی وائس چانسلری پر ہوا۔
یکم جنوری ۱۹۲۴ء سے مستقلاً پانچ چھ گھنٹے دفتر میں
بیٹھ کر کام کرتے ہیں۔

آفشین۔ حیدر ابن کاؤس کا خطاب تھا۔ بغداد کے
خلیفہ المعتصم باللہ کا سپہ سالار ترکی النسل تھا خلیفہ
کے دربار میں بطور غلام پرورش پائی اور ترکی فوج
میں انتظام قائم رکھنے پر مقرر ہوگیا۔ اُس نے ایک
بڑے کپتان کی حیثیت سے خوب شہرت حاصل کی
مگر خلیفہ نے اس جرم پر کہ وہ اُس کے دشمنوں سے خط و
کتابت رکھتا تھا ۸۴۱ء میں قتل کرا دیا۔

آفی۔ احمد یار خاں نام۔ فارسی میں اس کی ایک نظم مشہور ہے
جس کا نام مثنوی گلزار خیال ہے اور جس میں شاہزادہ
اورنگ کی کہانی ہے۔ یہ نظم ۱۸۴۳ء میں لکھی گئی تھی

آقا رضی۔ ایران کا ایک شاعر تھا جو ہندوستان
میں بھی آیا تھا ۱۶۱۵ء مطابق ۱۰۲۴ھ میں
اپنے وطن میں واپس جا کر انتقال کیا۔

آقا محمد خاں [illegible]۔ فارس کا بادشاہ خاندان
قاچار سے تھا اس کے باپ کا نام محمد حسن خاں قاچار
تھا جو ماژندران کا حاکم تھا۔ عادل شاہ نے بزمانہ
طفولیت اس کو اپنے خواجہ سراؤں میں داخل کرلیا
تھا۔ عادل شاہ کے مرنے پر اپنے باپ کے پاس پہنچ گیا
اس کے باپ کو کریم خاں زند بادشاہ فارس نے
قتل کرادیا آقا محمد نے اپنے آپ کو اس کے حوالے کردیا
تھا بادشاہ نے اس کو شیراز میں قید کردیا عرصے تک
شہر سے باہر جانے کی اجازت نہ ملی۔ تھوڑے دنوں
کے بعد شکار کے لیے باہر جانے کی اجازت مل گئی ایک
روز کریم خاں کی سخت علالت کی حالت میں شکار
کے حیلے سے فرار ہوگیا اور اپنے وطن ماژندران میں
جا کر دم لیا۔ وہاں اعلان کردیا کہ میں مدعیان تخت
فارس سے ہوں۔ علی مراد خاں بادشاہ فارس کے
فوت ہونے پر ۱۷۸۵ء میں خاموشی کے ساتھ
اصفہان اُس کے قبضہ میں آگیا۔ لیکن اس کو لطف علی
خاں آخری بادشاہ خاندان زند سے کئی سال تک
لڑنا پڑا بالآخر ۱۷۹۵ء مطابق ۱۴ محرم ۱۲۱۰ھ کو
لطف علی خاں کے قتل کے بعد سارا فارس آقا محمد
خاں کے قبضے میں آگیا۔ اس نے بیس سال تک فارس
کے بڑے حصہ ملک پر سلطنت کی ۶۳ سال کی عمر تھی
کہ ۱۷۹۷ء میں اپنے دو ملازموں کے ہاتھ سے جن کو
پھانسی کا حکم دیا تھا قتل ہوا۔ موجودہ خاندان قاچار
حکمران فارس کا مورث تھا۔ فتح علی شاہ اس کا بھتیجا

جانشین ہوا جو سنہ ۱۸۳۴ء مطابق سنہ ۱۲۵۰ھ میں فوت ہوگیا۔ اس کے بعد محمد شاہ بن عباس مرزا تخت نشین ہوا جو سنہ ۱۸۴۸ء میں فوت ہوگیا۔ بعدہٗ اُس کا پسر ناصر الدین شاہ کج کلاہ ایران کا بادشاہ ہوا۔

ناصر الدین کے بعد مظفر الدین شاہ قاچار تخت نشین ہوا اور اُس نے سنہ ۱۹۰۶ء میں اپنے فرزند محمد علی شاہ کو سلطنت اور اپنی رعایا کو پارلیمنٹ عطا فرمائی بعدہٗ پارلیمنٹ نے محمد علی شاہ کو معزول کرکے اُس کے نابالغ فرزند احمد شاہ کو سنہ ۱۹۰۹ء میں تخت نشین کیا روسی چالیں اس وقت تک ایران میں بدامنی پھیلاتی رہیں جب تک کہ سنہ ۱۹۱۴ء میں یورپ کی جنگ عظیم نے خود روس کو مبتلائے مصیبت نہ کردیا۔ سنہ ۱۹۱۲ء میں روسیوں نے بدامنی کی آڑ میں جس وقت اپنی فوجوں کو ایران میں اُتارا اُسی زمانے میں عین عاشورۂ محرم کے دن وہی فوج نے تبریز کے علما و مجتہدین کو بے گناہ شہید کر ڈالا اور مشہد مقدس میں روضۂ امام علی رضاؑ کے جو کروروں روپیے کی مالیت تھی لوٹ لیا۔ اس بادشاہ کے وقت میں واقعی طور پر اس سلطنت اسلامی کا جو تیرہ سو برس سے مسلمانوں کے قبضے میں تھی خاتمہ ہوگیا اس وقت برائے نام نابالغ بادشاہ حکمراں ہے

آگاہ۔ مولوی محمد باقر کا تخلص ہے اس کے والدین بیجاپور میں رہتے تھے۔ لیکن وہ الور (دکن) میں سنہ ۱۷۴۵ء مطابق سنہ ۱۱۵۸ھ میں پیدا ہوا۔ ۳ مارچ سنہ ۱۸۰۶ء مطابق ۱۴ ذی الحجہ سنہ ۱۲۲۰ھ میں انتقال کیا ایک دیوان یادگار ہے۔

آگاہ۔ نواب سید محمد رضا عرف احمد مرزا خاں خلف نواب معظم الدولہ محمد خاں مغفور سنہ ۱۲۵۵ھ م سنہ ۱۸۳۹ء بمقام دہلی پیدا ہوئے۔ حضرت غالب کے ارشد تلامذہ سے تھے۔ حضرت ظہیر مرحوم کے برادر نسبتی تھے غدر سنہ ۱۸۵۷ء میں دہلی سے جے پور آئے اور مہاراجہ رام سنگھ کے روزینہ داروں میں شامل ہوئے۔ بقیہ عمر نہایت وضع داری کے ساتھ وہیں بسر کی تقریباً سنہ ۱۹۲۹ء میں وفات پائی۔ کلام میں اپنے اُستاد کا رنگ زیادہ تر تھا۔ صاحب دیوان غیر مطبوعہ تھے۔

آگاہ خاں۔ شاہنشاہ شاہجہاں کا خواجہ سرا تھا ۹ ربیع الاول سنہ ۱۰۶۰ھ میں وفات پائی اس کا مقبرہ آگرہ میں تاج گنج کے قریب ہے۔

آل احمد۔ حضرت سید شاہ شمس الدین آل احمد عرف اچھے میاں صاحب رح۔ صاحب سجادہ برکاتیہ مارہرہ۔ آپ سید شاہ حمزہ صاحب رح کے خلف تھے سنہ ۱۱۶۰ھ مطابق سنہ میں تولد ہوئے اپنے وقت کے قطب الاقطاب تھے۔ آپ کی کرامتیں بہت کچھ زبان زد خاص و عام ہیں۔ مولانا شاہ عبد المجید عین الحق بدایونی آپ ہی کے خلیفہ تھے جن کے خاندان میں اب تک پیری مریدی اور درس و تدریس کا شغل جاری ہے۔ ان کے علاوہ اور خلفا بھی نامور ہوئے۔ حضرت کا وصال سنہ ۱۲۳۵ھ مطابق سنہ ۱۸۱۹ء میں بمقام مارہرہ ہوا مزار مبارک درگاہ برکاتیہ میں ہے۔

آل عمران۔ خطیب جامع مسجد شمسیہ بدایوں۔ علوم ظاہری میں صاحب تکمیل ہونے کے علاوہ نسبت باطنی کے لحاظ سے زبردست باخدا بزرگ تھے ہمیشہ وجدانی کیفیت طاری رہتی تھی۔ مثنوی مولانا رومؒ کے مع تمام مالہٗ و ماعلیہ کے حافظ تھے درس کے وقت عجیب و غریب نکات و رموز اسرار و حقائق کا انکشاف فرماتے سنہ ۱۲۴۴ھ میں وصال ہوا جامع مسجد میں حوض کے شرقی کنارے

آپ کا مزار ہی۔ "امروز علم ثنوی مرد" آپ کے وصال کی تاریخ ہی۔

آلھا اُودل۔ یہ دونوں بھائی مھوبہ ضلع ہمیرپور کے راجہ تھے اہل ہنود میں اپنی بہادری کے باعث مشہور ہیں۔ مسلمانوں سے لڑے تھے۔ ہنود کا یہ عقیدہ ہی کہ اُنھوں نے نہ صرف اپنی بہادری کی وجہ سے بلکہ کالکا دیوی کی مدد سے مسلمانوں پر فتح پائی۔ اس فتح کی یادگاریں اور ان کی بہادری کے متعلق بھاشا میں ایک نظم ہی جو اسی راجہ کے نام سے آلھا مشہور ہوگئی ہی۔ عوام ہنود اس کو متبرک سمجھ کر گاتے ہیں۔

آل محمد۔ حضرت سید شاہ آل محمد مارہروی سجادہ نشین درگاہ برکاتیہ ۱۱۱۱ھ مطابق ۱۶۹۹ء میں قصبہ بلگرام میں پیدا ہوئے۔ اٹھارہ برس ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہے۔ تین برس اعتکاف کیا۔ حبس دم اس قدر کمال کو پہنچا کہ اس ضمن میں تین ماہ تک ایک قطرہ پانی نہ پیا۔ ۱۶ رمضان ۱۱۶۴ھ مطابق ۱۷۵۱ء کو بمقام مارہرہ وصال فرمایا۔

آملی (ملاحظہ ہو شیخ بہاءالدین آملی)

آہ۔ مولوی غلام لیسین نام۔ ابو نصر کنیت۔ اصل وطن دہلی۔ مگر قیام زیادہ تر کلکتے میں رہتا تھا۔ بہت کم سنی میں جید عالم ہوئے۔ مصر اور بغداد میں، تکمیل علوم معقول و منقول کی۔ تحریر و تقریر دونوں میں سحر بیانی کا ملکہ حاصل تھا۔ کلکتے سے ایک رسالہ الصدق نامی جاری کیا تھا۔ علاوہ نثر کے نظم میں بھی خاصی دستگاہ تھی۔ نواب فصیح الملک داغ دہلوی سے تلمذ تھا۔ اس ہونہار نوجوان نے ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۷ء میں رحلت کی۔ ان کے چھوٹے بھائی مولانا ابوالکلام آزاد باوجود کم سنی فی زماننا علماء ہند کی صف اوّل میں شمار کیے جاتے ہیں۔

آمنہ۔ حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی بی بی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ وہب بن عبدالمناف کی دختر تھیں۔ اپنی قوم میں نہایت خوب صورت ہوشیار اور نیک بخت خاتون سمجھی جاتی تھیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے ۶ سال کے بعد ۵۷۷ء میں وفات واقع ہوئی۔

ابابکر مرزا۔ سلطان بن شاہ رخ مرزا ابن امیر تیمور اپنے بھائی مرزا الوغ بیگ کے حکم سے ۱۴۴۸ء مطابق ۸۵۲ھ میں قتل کیا گیا۔

اباقاآں۔ یا ابقا خان یا اباقا خاں بادشاہ فارس یا تاتاریوں کے خاندان سے چنگیز خاں کی اولاد میں تھا۔ فروری ۱۲۶۵ء مطابق ربیع الثانی ۶۶۳ھ میں اپنے والد ہلاکو خاں کے بعد جانشین ہوا۔ اس شہزادہ کے مزاج میں دلیری اور دانائی کے ساتھ اعتدال پسندی رحم اور انصاف بھی تھا ۱۲۷۴ء میں لائنس کے مذہبی جلسے میں اس بادشاہ کے سفیر موجود تھے۔ بیت المقدس کے عیسائی اس کو اپنا ایک مہیب ہمسایہ سمجھتے تھے۔ اس بادشاہ کے دربار کی سازشوں نے اس کی حکومت کے آخری ایام کو تلخ کر دیا تھا۔ یکم اپریل ۱۲۸۲ء مطابق ۲۰ ذی الحجہ ۶۸۰ھ میں ۱۷ سال اور کچھ ماہ حکومت کرنے کے بعد انتقال کیا۔ مشہور ہی کہ اس کے وزیر خواجہ شمس الدین نے اس کو زہر دیا تھا۔ اس نے عیسائی شہنشاہ قسطنطنیہ کی لڑکی سے شادی کی تھی۔ اس کا بھائی تکودر خاں اس کا جانشین ہوا جس نے مذہب اسلام قبول کرکے احمد کا لقب

اختیار کیا۔

ابجدی۔ تخلص میر۔ محمد اسمٰعیل خاں نام۔ نواب کرناٹک عمدۃ الامرا کا اُستاد تھا۔ نواب موصوف نے اس شاعر کو تاریخ انوار نامہ کے تصنیف کے صلہ میں مبلغ چھ ہزار سات سو روپیے عطا کیے تھے۔ تاریخ انوار نامہ ایک مثنوی ہی۔ جس میں نواب انور خاں پدر نواب عمدۃ الامرا موصوف اور میجر لارنس کے کارنامے درج ہیں یہ کتاب ۱۷۶۶ء مطابق ۱۱۸۰ھ میں لکھی گئی اور اس کو انورالدین نواب کرناٹک کے نام پر معنون کیا گیا ہی۔ جنوبی ہند میں فرانسیسیوں اور انگریزوں کی جنگ کی مستند تاریخ ہی۔ ۱۷۸۰ء میں اس شاعر کو ملک الشعرا کا خطاب عطا ہوا۔

ابدال۔ تبت کو چک کا حاکم عہد شاہجہان میں تھا اسے قید کرلیا گیا۔ اور ادہم خاں تبت کوچک کا گورنر مقرر ہوا۔

ابدال چاک۔ یوسف خاں چک آخری فرمان روائے کشمیر کا چچا تھا جس نے شاہنشاہ اکبر کی اطاعت قبول کی۔

ابدالی۔ (ملاحظہ ہو احمد شاہ ابدالی)

ابراہیم علیہ السلام۔ آذر کے فرزند مشہور پیغمبر تھے خلیل اللہ آپ کا لقب تھا۔ آتش نمرود آپ پر گلزار ہوئی۔ مذہب اسلام نے آپ ہی کے دین کی تکمیل کی۔

ابراہیم ادہم۔ بلخ کے بادشاہ تھے۔ ایک عبرتناک خواب دیکھ کر تخت و تاج سے ہاتھ اُٹھالیا۔ اور درویش کامل ہوگئے ۱۱۰ سال کی عمر پائی۔ مشہور اولیا میں گزرے ہیں ۱۶۰ھ و ۱۶۶ھ کے درمیان انتقال ہوا۔

ابراہیم بادشاہ مراکو۔ جو بارہویں صدی عیسوی میں گزرا ہی اس کے معزول ہونے پر عبدالمومن بادشاہ ہوا

ابراہیم استرابادی۔ ابوالفتح رازی کی عربی کتاب تحسنیہ کا بہ زبان فارسی ۱۵۵۱ء مطابق ۹۵۸ھ میں ترجمہ کیا۔

ابراہیم الاشتر کا بیٹا تھا۔ ۶۹۰ء مطابق ۷۱ھ میں خلیفہ عبدالملک اور معصب ابن زبیر کے درمیان جو لڑائی ہوئی اس میں معصب کی طرف سے شرکت کی اور کام آگیا۔

ابراہیم بن ایوب ابرش حکیم۔ خلیفہ متوکل کے زمانہ میں ایک مشہور طبیب تھا۔ خلیفہ متوکل کے بھائی کا علاج بڑے معرکے کا کیا تھا۔ اس وجہ سے جب وہ مسند خلافت پر بیٹھا تو دربار میں ابراہیم کی بہت قدر بڑھ گئی۔

ابراہیم برید شاہ۔ اپنے والد علی برید کے بجائے حکومت احمد آباد بیدر پر ۱۵۶۲ء مطابق ۹۷۰ھ میں مسند نشین ہوا۔ ۷ سال حکومت کرنے کے بعد ۱۵۶۹ء مطابق ۹۷۷ھ میں مرگیا اور اُس کا بھائی قاسم برید ثانی جانشین ہوا۔

ابراہیم بن اغلب۔ ایک عربی سپہ سالار تھا اور خلیفہ ہارون الرشید نے اس کو ۸۰۰ء مطابق ۱۸۴ھ میں مصر اور افریقہ کا حاکم مقرر کیا اس حاکم کی اولاد جو افریقہ میں رہی اغلبیہ کہلائی اسی نام سے مصر کا خاندان شاہی مشہور ہوگیا۔ جو ۹۰۸ء مطابق ۲۹۶ھ تک حکمراں رہا بعدہٗ فاطمیہ خاندان کا عروج ہوا۔

ابراہیم بن بکس حکیم۔ بغداد کے شفاخانۂ عضدی میں طب کا درس دیتا تھا۔ بہت سی کتابیں اس کی مصنفہ ہیں مثلاً۔ بباحث مطب۔ قرابادین د

مقالہ پیجاب وغیرہ۔

ابراہیم بن حریری۔ تاریخ ابراہیمی اس کی تصنیف ہے جو ابتدائی زمانہ سے لیکر بابر شاہ کی فتح ہند تک ہندوستان کی تاریخ کا خلاصہ ہے۔ ۱۵۲۸ء م ۹۳۴ھ میں یہ کتاب بابر شاہ کو نذر کی گئی۔

ابراہیم بن رئیس موسیٰ ابو عمران۔ ابوالمنیٰ ابراہیم بن رئیس موسیٰ بن میمون۔ اس کا مقام پیدائش مصر کا شہر قسطاط ہے وہ ایک فاضل طبیب تھا۔ قاہرہ کے شاہی شفاخانہ میں مہتمم اور طبیب اعلیٰ کے عہدہ پر ممتاز تھا۔ سنہ ۶۳۱ھ کے بعد مصر میں فوت ہوا

ابراہیم بن علی۔ مجمع الانساب کا مصنف ہے۔ اس کتاب میں ایران کے مختلف خاندانوں کا حال ۱۳۳۲ء مطابق ۷۳۳ھ تک درج ہے۔

ابراہیم بن عیسیٰ۔ اپنے زمانے کا نامور طبیب تھا بغداد میں یوحنا بن ماسویہ کی صحبت اور اس کے درس سے مستفید ہوا اور وہیں مطب سے فراغت حاصل کی یعنی احمد بن طولون حاکم مصر کا طبیب رہا اس نے تقریباً سنہ ۲۶۰ھ میں وفات پائی۔

ابراہیم بن محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) بی بی مریم قبطیہ کے بطن سے ۸ھ مطابق ۶۳۰ء میں پیدا ہوئے اور پندرہ ماہ کی عمر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں وفات پائی پیدائش سے ساتویں دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا عقیقہ کیا یعنی دو بکرے ذبح ہوئے بچے کا سر مونڈا گیا اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات کی گئی عقیقے کی رسم مسلمانوں میں آج تک جاری ہے۔

ابراہیم بن نیال۔ طغرل بیگ کا ماموں تھا طغان شاہ اول شاہزادہ سلجوقی خاندان پر ایک لڑائی میں غالب آیا اور طغان شاہ کو قید کرکے اندھا کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد ابراہیم ۱۰۵۹ء م مطابق ۴۵۱ھ میں طغان شاہ کے چچا طغرل بیگ نے قتل کر دیا۔

ابراہیم بن ولید ثانی۔ خاندان بنی امیہ کا خلیفہ تھا بجائے اپنے بھائی یزید ثالث کے ۷۴۴ء م ۱۲۶ھ میں جانشین ہوا صرف ۷۰ دن حکومت کو گزرے تھے کہ معاویہ ثانی نے اس کو معزول کرکے قتل کر دیا اور خود تخت شام پر بیٹھ گیا۔

ابراہیم پاشا۔ محمد علی بادشاہ مصر کا متبنیٰ تھا ۱۷۸۹ء میں پیدا ہوا ۱۸۱۹ء میں وہابیوں کی شورش رفع کرکے اپنی بہادری اور سپہ سالاری کا پہلا ثبوت دیا اس کے بعد چند اور فتوحات کیں ۱۸۴۸ء میں جب محمد علی حکومت کرنے کے ناقابل ہوگیا۔ ابراہیم قسطنطنیہ چلا گیا اس کو باب عالی نے خدیو مصر کا نائب تسلیم کیا انگلستان بھی گیا۔ وہاں تھوڑے عرصہ ٹھہرنے کے بعد قاہرہ آگیا اور ۹ نومبر ۱۸۴۸ء کو انتقال کیا۔

ابراہیم حسین خواجہ۔ شہنشاہ اکبر کی ملازمت میں ایک مشہور خوش نویس تھا۔ ۱۵۹۳ء مطابق ۱۰۰۱ھ میں فوت ہوا۔ ملا عبدالقادر بدایونی نے اس کی تاریخ وفات "ابراہیم حسین خواجہ" سے نکالی ہے۔

ابراہیم حسین لودی سلطان۔ اپنے باپ سکندر شاہ لودی کے بعد فروری ۱۵۱۰ء مطابق ذی قعدہ ۹۱۵ھ میں آگرہ کے تخت پر بیٹھا۔ ۱۶ سال حکومت کی۔ بابر شاہ نے اس کو بتاریخ ۲۰ اپریل ۱۵۲۶ء مطابق ۸ رجب ۹۳۲ھ بروز جمعہ پانی پت کے میدان میں قتل کیا اور شکست دی۔ اس

لڑائی سے لودی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا اور سلطنت مغلیہ کی بنا پڑی۔ ہمایوں اس کا جانشین ہوا لیکن افغانوں نے ہمایوں کو چین سے نہ بیٹھنے دیا ۹۴۶ھ میں شیر خاں افغان باغی ہوکر شیر شاہ بن گیا۔ بنگالہ اور آگرہ وغیرہ فتح کرلیا۔ ہمایوں ہندوستان چھوڑ کر ایران کی جانب مفرور ہوگیا۔ ۱۲ برس بعد ہمایوں پھر ہندوستان آیا اور ۹۶۲ھ میں سرہند کی مشہور لڑائی کے بعد اس نے دوبارہ ہندوستان کو فتح کرلیا۔

ابراہیم حسین مرزا۔ شہنشاہ ہمایوں کا داماد تھا اس کے چار بھائی اور تھے جو اکبر کے زمانے میں اپنی بداعمالی کی وجہ سے قید کردیے گئے لیکن ۱۵۶۵ء میں جب شاہ اکبر مالوہ کی مہم پر گیا تو ان سب کو فرار ہونے کا موقعہ ملا۔ اور چنگیز خاں نامی سردار بھڑوچ کے پاس پناہ لی اور اس کی مدد سے چمپانیر سورت اور بھڑوچ پر ۱۵۶۹ء میں اس نے قبضہ کرلیا اور اس کے گردونواح میں بدامنی پیدا کردی۔ ۱۵۷۳ء میں قید کردیا گیا۔ جس کے تھوڑے ہی دن بعد مخصوص خاں حاکم ملتان نے اس کا سر اتار کر شہنشاہ کے پاس بھیج دیا۔ اس کے بھائی مسعود حسین مرزا کو قلعہ گوالیار میں قید کردیا گیا۔ جہاں کچھ مدت بعد وہ مرگیا۔

ابراہیم خاں۔ مشہور امیر الامرا علی مراد خاں کا بیٹا۔ عالمگیر کے زمانے میں پنج ہزاری منصب دار مقرر ہوا اور مختلف اوقات میں کشمیر۔ لاہور۔ بنگال بہار اور دیگر مقامات کا ناظم رہا اور بہادر شاہ کے عہد میں فوت ہوا۔

ابراہیم خاں سوز۔ غازی خاں ناظم بیانہ کا بیٹا۔ محمد شاہ عدلی کا بہنوئی تھا۔ ۲۰ فروری ۱۵۵۵ء مطابق ۲ جمادی الاول ۹۶۲ھ میں اس نے دہلی اور آگرہ پر قبضہ کرلیا۔ ہنوز تخت پر بیٹھنے بھی نہ پایا کہ شیر شاہ کا بھتیجا احمد خاں پنجاب میں اس کے مقابلے پر اٹھ کھڑا ہوا جس نے اس کو شکست دیکر سنبھل کو بھگا دیا اور خود آگرہ و دہلی پر قبضہ کرکے سکندر شاہ سور کے نام سے مئی ۱۵۵۵ء میں بادشاہ بن گیا سلیمان بادشاہ بنگال نے سکندر شاہ کو ۱۵۶۷ء میں اڑیسہ کی لڑائی میں قتل کردیا وہ وہیں مدفون ہوا اس کے زمانہ کا مشہور واقعہ یہ ہے کہ قلعہ آگرہ اڑا دیا گیا کہا جاتا ہے کہ پتھر اور دیواریں کوسوں تک اڑ کر جا پڑیں اور صدہا بندگانِ خدا ہلاک ہوگئے۔

ابراہیم خاں فتح جنگ۔ قیسم خاں نبیرہ شیخ سلیم چشتی کی جگہ وہ ۱۲ سنہ جلوس جہانگیری مطابق ۱۶۱۹ء مطابق ۱۰۲۹ھ میں دربار شاہی سے واپس ہوکر حکومت بہار پر سرفراز کیا گیا، اور منصب چار ہزاری عطا ہوا۔ ڈھاکہ کی لڑائی میں جو شاہ جہاں اور اس کے باپ جہانگیر کے باہم ۱۶۲۴ء میں ہوئی تھی کام آیا اس کی بی بی [illegible] خانم عہد عالمگیری تک زندہ رہی۔

ابراہیم سلطان۔ سلطان مسعود اول غزنوی کا بیٹا تھا بجائے اپنے بھائی فرخ زاد کے ۱۰۵۹ء مطابق ۴۵۱ھ میں جانشین ہوا۔ نیک فیاض اور عادل بادشاہ تھا۔ پہلے سال حکومت میں اس نے سلطان سنجر سلجوقی سے صلح نامہ کیا اور اس کے بیٹے مسعود نے سلطان سنجر کی بہن اور ملک شاہ کی بیٹی سے شادی کرلی اور اس طرح دو قوموں کے درمیان سلسلہ اتحاد قائم ہوگیا۔ بعدہ وہ ہندوستان آیا اور بہت سے قلعے فتح کیے اس وجہ سے فاتح کا خطاب پایا۔ مختلف بیویوں سے ۳۶ بیٹے اور ۴۰ لڑکیاں اولاد میں ہوئیں۔

ابراہیم سلطان ترکی - ترکی بادشاہ احمد کا بیٹا اپنے بھائی مراد رابع کے بعد ۱۶۴۰ء مطابق ۱۰۴۹ھ میں بادشاہ ہوا۔ اس کی توجہ زیادہ تر جنگ کریٹ میں مصروف رہی۔ لیکن کامیابی نہیں ہوئی ۱۶۴۸ء مطابق ۱۰۵۸ھ میں اپنی عیاشی اور ظلم کی وجہ سے قتل ہوا۔ اس کا بیٹا محمد رابع تخت نشین ہوا۔

ابراہیم شاہ شرقی سلطان - اپنے بھائی مبارک شاہ کی وفات کے بعد ۱۴۰۲ء مطابق ۸۰۴ھ میں جون پور کا بادشاہ ہوا اس نے اپنے زمانے میں ادب کو بہت ترقی دی اور اُس وقت جب کہ ہندوستان لڑائیوں اور خونریزیوں سے پائمال ہو رہا تھا۔ جون پور تعلیم کا مرکز تھا۔ ۱۴۴۰ء م ۸۴۴ھ میں ۴۰ سال حکومت کے بعد انتقال کیا یہ بادشاہ رعایا میں ہر دل عزیز تھا اس کے مرنے سے رعایا کو عام طور پر بہت رنج ہوا۔ محمود شاہ شرقی اُس کا جانشین ہوا۔

ابراہیم شیخ - شیخ موسیٰ کا بیٹا اور شیخ سلیم چشتی کا بھائی تھا۔ اکبر کے زمانے میں جنگی مہمات پر مامور رہا اور جب اکبر اپنے بھائی محمد حکیم کی وفات کے بعد کابل جا رہا تھا۔ شیخ ابراہیم ساتھ تھا تھانیسر میں وہ بیمار پڑا۔ ستمبر ۱۵۸۵ء مطابق شوال ۹۹۳ھ میں فوت ہوگیا۔ لیکن صاحب مآثر الامرا نے لکھا ہو کہ شہنشاہ نے اس کو واپسی میں آگرہ چھوڑ دیا اور قلعہ آگرہ کا اہتمام اس کے سپرد کیا تھا جہاں وہ ۱۵۹۱ء مطابق ۹۹۹ھ میں فوت ہوگیا۔

ابراہیم شیخ قادری - سید تھے۔ حضرت محمد غوث گوالیاری کے خلیفہ نے غوث الاولیاء کا خطاب دیا تھا۔ تیس سال تک روزانہ جنگل سے لکڑیوں کا گٹھا سر پر لاتے اور فروخت کرتے اپنی اور اپنے مرشد کی قوت لایموت میں صرف کرتے برہان پور کی مسجد خانقاہ میں گیارہ سال امامت کی اور وہیں ۹۹۱ھ مطابق ۱۵۸۳ء میں رحلت کی۔

ابراہیم شیخ ابن مفرج الصوری تاریخ السکندر ذوالقرنین الراوی دو وزیرۃ الخضر عربی میں اس کی تصنیف ہیں

ابراہیم شروانی شیخ - نویں صدی ہجری میں شروان کا حاکم تھا - مولانا کاتبی اسی کے زمانہ میں گزرے ہیں ۱۴۳۳ء میں فوت ہوگیا۔

ابراہیم عادل شاہ اول - بن اسمٰعیل عادل شاہ۔ اپنے بھائی ملوک عادل شاہ کے بعد ۱۵۳۵ء م مطابق ۹۴۱ھ میں بیجاپور کے تخت پر بیٹھا۔ اس نے مذہب اثنا عشری چھوڑ کر حنفی مذہب اختیار کیا۔ حساب کا دفتر جو فارسی زبان میں تھا اس کو مرہٹی زبان میں تبدیل کیا۔ ۲۴ سال حکومت کر کے ۱۵۵۷ء مطابق ۹۶۵ھ میں فوت ہوا علی عادل شاہ اس کا بیٹا جانشین ہوا۔

ابراہیم عادل شاہ ثانی - بیجاپور کا بادشاہ تھا۔ علی عادل شاہ کی وفات کے بعد اپریل ۱۵۸۰ء مطابق صفر ۹۸۸ھ میں تخت پر بیٹھا اس وقت اس کی عمر نو برس کچھ مہینے کی تھی۔ کمال خاں دکنی اور چاند بی بی بیوہ شاہ سابق نابالغ بادشاہ کے ولی اور سرپرست رہے اور کل امور سلطنت انجام دیتے رہے۔ کچھ عرصے بعد چاند بی بی نے کمال خاں کی گستاخی سے ناراض ہو کر کمال خاں کو قتل کرا دیا اور حاجی کشور خاں کو اُس کی جگہ مقرر کیا اُس کے قتل کے بعد اخلاص خاں وزیر با اختیار ہوا لیکن اس کو بھی دلاور خاں نے قید کر کے آنکھیں نکلوا لیں اور وزیر بن بیٹھا بادشاہ نے ۱۵۹۰ء میں وہی برتاؤ دلاور خاں کے ساتھ کیا جو کہ دلاور خاں نے

اخلاص خان کے ساتھ کیا تھا۔ ابراہیم عادل شاہ ۴۶ سال حکومت کرکے سنہ ۱۰۳۶ھ میں مرگیا۔ محمد عادل شاہ اس کا جانشین ہوا۔ بیجاپور میں مقبرۂ ابراہیم عادل شاہ ایک اعلیٰ درجے کی عمارت ہی اس مقبرے میں ایک خوش نما مسجد اور پتھر کے چبوترہ پر ایک حوض بنا ہوا ہی۔ سنگ موسیٰ پر عربی عبارت میں آیات قرآنی کندہ ہیں۔

ابراہیم علی خاں۔ نواب ٹونک۔ مشہور پنڈاروں کے سردار امیر خاں کے پوتے ہیں سرکار انگریزی نے بدنظمی کی وجہ سے ان کے والد محمد علی خاں کو معزول کردیا ۱۰ جنوری سنہ ۱۸۶۷ء کو ان کی رسم مسند نشینی ہوئی۔ جی۔ سی۔ آئی کا خطاب ہی حافظ کلام مجید ہیں۔ خلیل تخلص ہی۔ ٹونک ایک چھوٹی ریاست ہی جس کی سالانہ آمدنی ۱۱ لاکھ روپیہ ہی

ابراہیم قطب شاہ۔ سلطان قلی قطب شاہ بادشاہ گولکنڈہ کا چھٹا بیٹا تھا سنہ ۹۳۷ھ مطابق سنہ ۱۵۳۰ء میں پیدا ہوا۔ قلعہ دیورکنڈہ میں اپنے باپ کے حکم سے سکونت پزیر تھا۔ سلطان قلی کے مرنے پر اس کا بھائی جمشید علی تخت پر بیٹھا جس نے ابراہیم کو قید کرنا چاہا راجہ رام راج والیٔ بیجانگر کے یہاں جاکر پناہ لی جمشید قلی کے مرنے پر سبحان قلی اس کا بیٹا بادشاہ ہوا جس کی عمر اس وقت سات برس کی تھی۔ لیکن ایک گروہ نے سبحان قلی کو قید کرکے ابراہیم کو بیجاپور سے بلاکر بادشاہ بنادیا۔ ۱۲ رجب سنہ ۹۵۷ھ مطابق ۲۸ جولائی سنہ ۱۵۵۰ء کو رسم تاج پوشی عمل میں آئی۔ اس کے زمانے میں سب سے بڑی لڑائی راجہ رام راج والیٔ بیجانگر سے ۲۰ جمادی الاول سنہ ۹۷۲ھ مطابق سنہ ۱۵۶۵ء کو ہوئی جس میں اور بادشاہ بھی شریک تھے۔ رام راج کو شکست ہوئی اور قتل ہوا۔ اس لڑائی میں سلطان ابراہیم کو اپنے ملک کا وہ حصہ جو رام راج نے دبا لیا تھا واپس مل گیا۔ قلعہ ورنگل بھی اسی کے زمانے میں فتح ہوا۔ اس بادشاہ کے عہد میں بہت سی عمارتیں تعمیر ہوئیں جن میں سے سنگین حصار قلعۂ گولکنڈہ۔ تالاب حسین ساگر۔ پرانا پل وغیرہ حیدرآباد میں اب تک موجود ہیں۔ لنگر بارہ امام اور عرس کوہ مولی اسی بادشاہ نے قائم کیے۔ نعل صاحب بیجاپور سے اسی کے زمانہ میں لائے گئے۔ ابراہیم ۳۲ سال کی کامیاب حکومت کے بعد یکایک بروز پنجشنبہ ۵ جون سنہ ۱۵۸۰ء مطابق ۲۱ ربیع الثانی سنہ ۹۸۸ھ میں ۵۱ سال کی عمر میں فوت ہوا اس کا بیٹا محمد قطب الدین شاہ بادشاہ ہوا۔

ابراہیم مرزا (ملاخطہ ہو ادھم)

ابراہیم مرزا۔ بدخشاں کے مرزا سلیمان ثانی کا بیٹا سنہ ۱۵۳۴ء مطابق سنہ ۹۴۱ھ میں پیدا ہوا۔ جب اس کا باپ بلخ کو فتح کرنے کے ارادہ سے وہاں گیا۔ ابراہیم اس کے ساتھ تھا۔ پیر محمد خاں حاکم بلخ کے حکم سے گرفتار ہوکر ستمبر سنہ ۱۵۶۰ء مطابق ذی الحجہ سنہ ۹۶۷ھ میں قتل ہوا

ابراہیم نظام شاہ۔ اپنے والد برہان نظام شاہ ثانی کے بعد۔ احمدنگر دکن کا اپریل سنہ ۱۵۹۵ء مطابق شعبان سنہ ۱۰۰۳ھ میں بادشاہ ہوا۔ چار مہینے کے بعد بیجاپور کے بادشاہ ابراہیم عادل شاہ ثانی سے جنگ کی۔ اسی لڑائی میں اگست سنہ ۱۵۹۵ء مطابق ذی الحجہ سنہ ۱۰۰۳ھ میں قتل ہوگیا میاں منجو وزیر مملکت نے نظام شاہی خاندان کے احمد نامی لڑکے کو تخت پر بٹھایا۔

ابن ابو عسیبا موفق الدین ابو العباس احمد میون

الانبانی طبقات الاطباء کی عربی میں تصنیف ہی تیرھویں صدی کے آغاز میں مصنف نے اس کتاب کو سنسکرت سے ترجمہ کیا۔ اس کتاب کے بارھویں باب میں ہندوستان کے تمام اطباء کے حالات

ہیں [illegible]ء مطابق [illegible]ھ میں فوت ہوا۔

ابن ابی رمثہ التیمی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے زمانہ میں علاج اور جراحی میں مشہور تھا۔ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور دونوں شانہائے مبارک مابین مہر نبوت کو دیکھ کر سمجھا کہ یہ کوئی مسا یا داغ ہے حضور انور سے عرض کی میں طبیب ہوں اجازت ہو تو اس داغ کا علاج کر دوں۔ آں حضرت صلعم نے فرمایا۔ "تم رفیق ہو اور طبیب اللہ جل جلالہٗ ہے"

ابن ابی صادق۔ شہر نیشاپور کا باشندہ ایک فاضل طبیب تھا۔ فصیح اور زباں داں بھی تھا۔ حسین بن اسحاق کی کتاب المسائل پر ایک مفصل شرح لکھی اور تقدمۃ المعرفت اور الفصول پر حاشیہ لکھا جالینوس کی کتاب منافع الاعضا کا بھی شارح ہے اور کتاب التاریخ بھی اسی کی تصنیف ہے۔

ابن ابی طی۔ کتاب الروضتین کا مصنف ہے

ابن اثال۔ دمشق کا نامور عیسائی طبیب تھا۔ امیر معویہؓ کی ملازمت میں داخل تھا۔ اس کو زہریلی ادویات کی تیاری اور شناخت میں بڑا ملکہ تھا۔ اپنے فن کی مہارت کے سبب امیر معاویہؓ سے تقرب ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ اسی کے ذریعہ سے بہت سے خطرناک دشمنوں کا کام تمام ہوا کرتا تھا۔ خالد بن ولید کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

ابن الجزار۔ ابو جعفر احمد نام قیروان کا باشندہ اور خاندانی طبیب تھا خلیفہ معد عباسی کا عہد پایا۔ اس کی تصانیف سے چھبیس کتابیں یادگار ہیں۔ مثلاً علاج الامراض الاعتماد۔ کتاب التعریف۔ تصحیح التاریخ وغیرہ

ابن الخشاب۔ ابو محمد عبد اللہ نام تھا۔ خوش نویس تھا [illegible]ء مطابق [illegible]ھ میں بمقام بغداد انتقال کیا

ابن السویدی عز الدین۔ ابو اسحاق نام [illegible]ھ میں بمقام دمشق پیدا ہوا اپنے زمانے کا ایک جلیل القدر حکیم اور علامۂ وقت تھا۔ دمشق کے مشہور شفاخانہ نوریہ میں عرصہ تک مامور رہا۔ خوش نویس بھی تھا۔ کتاب الباہر فی الجواہر اور کتاب تذکرۃ الہادیہ والذخیرۃ الکافیہ۔ بڑے پائے کی طبی تصانیف چھوڑیں۔

ابن السمح۔ اصبغ بن محمد بن السمح نام کنیت ابو القاسم وطن غرناطہ۔ خلیفہ الحکم اموی اندلسی کے زمانہ میں ایک طبیب اور مشہور مصنف تھا۔ رجب [illegible] کو بمقام غرناطہ بعمر ۵۶ سال فوت ہوا۔ علم ہندسہ اور دیگر علوم میں اس کی قابل قدر تصانیف ہیں

ابن الشبل بغدادی۔ ابو علی کنیت حسین بن عبد اللہ بن شبل نام۔ مقام پیدائش بغداد ہے۔ فیلسوف حکیم۔ فاضل متکلم، ادیب و شاعر تھا۔ [illegible]ھ مطابق [illegible]ء میں بمقام بغداد فوت ہوا۔

ابن الصلاح۔ ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمٰن نام ہے شافعی مذہب تھا فتاوائے ابن الصلاح اس کی تصنیف ہے [illegible]ء مطابق [illegible]ھ میں انتقال کیا۔

ابن الصفّار۔ احمد بن عبد اللہ بن عمر نام علم الاعداد و ہندسہ و نجوم میں محقق کامل تھا۔ امیر المجاہد عامری کے پایہ تخت شہر دانیہ میں بعد فساد قرطبہ سکونت اختیار کی۔ کتاب زیج سند ہند و کتاب العمل بالاصطرلاب اس کی نادر تصانیف ہیں۔

ابن الصلاح نجم الدین ابو الفتوح احمد بن محمد السبتری امام زمانہ شیخ وقت علوم حکمیہ میں ماہر فصیح و زباں داں تھا اصل وطن ہمدان تھا۔ لیکن بغداد میں بود و باش اختیار کر لی تھی آخر میں دمشق کو چلا گیا

جہاں [illegible]ھ مطابق [illegible]ء میں فوت ہوا۔ صوفیہ میں مدفون ہے۔

ابن العین زربی - اس کا مقام سکونت عین زربہ ہے جو مصر کے نزدیک ایک گاؤں ہے۔ ابن زربی ادیب اور شاعر بھی تھا۔ منطق طب سیاسیات میں اس کی تصانیف موجود ہیں۔

ابن المقوی (قاضی) - ایک بڑا عالم تھا اس نے اپنا کتب خانہ اپنی وفات سے پہلے قاہرہ کے اس مشہور مدرسہ کو جو ملک اشرف نے قائم کیا تھا۔ دیدیا تھا۔ بدرالدین زمنی مورخ نے اس کا صرف اسی قدر حال لکھا ہے۔

ابن النجارؒ - اصل نام حافظ محب الدین محمد بن محمود ہے آپ چھٹی اور ساتویں صدی کے علماء میں مشہور عالم ہوئے پیدائش ۱۱۸۳ء مطابق ۵۷۸ھ میں ہوئی اور ۱۲۴۵ء مطابق ۶۴۳ھ میں وفات پائی۔ علم حدیث۔ تاریخ اور دوسرے کئی علموں میں وسیع معلومات تھی۔ احادیث طیبہ کی سماعت کے واسطے شام۔ مصر۔ حجاز۔ اصفہان خراسان۔ نیشاپور ہرات مرو وغیرہ کا سفر کیا۔ خطیب بغدادی کی تاریخ بغداد کا تتمہ لکھا جو تیس جلدوں پر مشتمل ہے۔ بہت سی اور کتابیں بھی مختلف علوم میں لکھیں مثلاً۔ کنز الامام فی معرفت السنن الاحکام۔ نسبتہ المحدثین الی الآباء والبلدان فیہ الناظرین۔ فی معرفت التابعین۔ الکمال فی معرفت الرجال۔ القمر المنیر فی مسند الکبیر۔ العقد الفائق فی عیون اخبار الدنیا و محاسن تواریخ الخلائق۔ الازہار فی انواع الاشعار۔ جس کی چھ جلدیں ہیں۔ اخبار المشتاق فی اخبار العشاق۔ الشافی طب وغیرہ ابن النجار کے نام سے بعض اور تصانیف بھی مشہور ہیں

ابن الہیثم - اس کا وطن بصرہ تھا۔ لیکن بعد کو مصر چلا گیا اور وہیں اپنی بقیہ عمر صرف کی۔ اقلیدس۔ ہندسہ علم الاعداد۔ حساب مناظرہ۔ مرایا جبر و مقابلہ مساحت اصولی۔ علم آلہ قبلہ نما۔ دھوپ گھڑی عرض البلد۔ طول البلد اور جغرافیے کے متعلق اس کی پچیس کتابیں ہیں۔ علم طبیعات اور علم ہیئت میں چوالیس کتابیں ہیں۔ خوش نویس بھی تھا۔ طب میں بھی کمال حاصل کیا تھا مگر کبھی طب کو پیشہ نہیں بنایا۔ بادشاہ مصر حاکم بامر اللہ فاطمی کا عہد پایا۔

ابن الوردی - عربی زبان میں مختصر جامع التواریخ کا مصنف ہے جس میں [illegible]ھ سے ۷۴۹ھ تک کے جامع حالات لکھے گئے ہیں۔

ابن اثیر - نام ابوالحسن عزالدین علی ابن ابی الکرم پیدائش ۵۵۵ھ بمقام قریہ ابن عمر تعلیم و تربیت موصل میں ہوئی۔ حافظ علم حدیث تھا۔ علم انساب کا امام سمجھا جاتا تھا۔ کتاب کامل التواریخ کا مصنف ہے جو ۱۲ جلدوں پر منقسم ہے اس میں ابتدائے آفرینش سے اپنے زمانے تک کے حالات درج کیے ہیں ۱۸۶۷ء میں سب سے پہلے لندن میں شائع ہوئی اس کے بعد مصر میں بھی چھپی۔ دوسری کتاب اسد الغابہ ہے جس میں صحابہ کرام کی سوانح عمری لکھی گئی ہے اسی مضمون پر پانچ جلدوں میں ایک دوسری تصنیف چھوڑی جو ۱۲۸۰ھ میں مصر میں چھپی ہے۔ سمعانی کی کتاب الانساب کی تصحیح اور اس کا اختصار بھی کیا جس کی تین جلدیں ہیں ۶۳۰ھ میں بمقام موصل انتقال ہوا۔ ابن اثیر کے نام سے دو مصنف اور بھی گزرے ہیں لیکن یہ سب سے زیادہ مشہور تھا

ابن اعرابی (ابو عبداللہ محمد ابن زیاد) کوفے کا ساکن مشہور نحوی تھا۔ لغت۔ ادبیات اور اشعار میں مستند تھا۔ اس کے استادوں میں ابو معاویہ ضریر

کسائی جیسے نحو کے امام ہیں اور نیز ابن سکیت ثعلب جیسے بڑے لوگ اس کے بڑے شاگردوں میں ہیں۔ دور دور سے لوگ آکر اس کے درس سے نفع حاصل کرتے تھے۔ درسی کتب از بر یاد تھیں اس کو بغیر مطالعہ کے شاگردوں کو پڑھاتا تھا۔ ایک مرتبہ اس کے شاگردوں میں کچھ نزاع ہوئی اس پر اس نے ان کی سکونت کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک مشرق اقصیٰ میں سے اسپیجان کا اور دوسرا بلاد مغرب میں سے اندلس کا رہنے والا ہے۔ اس قدر بعید فاصلوں سے آنے والے شاگردوں کا حال معلوم کرکے متعجب ہوا۔ پیدائش ۱۵۰ھ اور وفات ۲۳۱ھ مطابق ۸۴۶ء بمقام سر من رائے ہوئی تصانیف میں سے کے نام یہ ہیں "کتاب النوادر" "کتاب الانوار" "کتاب صفت النخل" "کتاب صفت الزرع" "کتاب النبات" "کتاب الخیل" "تاریخ القبائل" "معانی الشعر" "تفسیر الامثال" "کتاب الالفاظ" "کتاب نوادر بنی فقعس" "کتاب الذباب" وغیرہ۔

ابن انباری۔ ابوبکر محمد ابن محمد ابن انباری پیدائش ۲۷۱ھ مطابق ۸۸۴ء وفات ۳۲۸ھ مطابق ۹۳۹ء آپ باعتبار قوت حافظہ کے ایک مشہور شخص گزرے ہیں۔ نحو اور ادبیات میں اپنے زمانے کے فرد تھے علم و تفسیر و حدیث میں بڑے پایہ کے عالم تھے آپ کی بہت سی تالیفات ہیں ان میں سے "غریب الحدیث" نامی ایک کتاب ہے۔ جو پینتالیس ہزار صفحوں پر لکھی گئی تھی۔

ابن بابویہ (دیکھو ابو جعفر محمد بن علی بن بابویہ)

ابن باجہ۔ (ابوبکر محمد بن یحییٰ بن صایغ، اندلس کے حکما اور اطبا سے ہے (سرقسطہ) کے قریب شہر (تجیب) میں پیدا ہوئے۔ حالت جوانی میں تیس یا پینتیس سال کی عمر میں ۵۳۳ھ مطابق ۱۱۳۸ء یا اس کے قریب انتقال ہوا۔ چھوٹی سی عمر میں بہت سے تصانیف کیں۔ یہ کتابیں مختلف علوم میں ہیں۔ ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ "شرح کتاب السماع الطبعی الارسطاطالیس" "قول علی بعض المقالات الاخرۃ من کتاب الحیوانات" "کلام علی بعض کتاب النبات" "کتاب الاتصال العقل بالانسان" "کتاب تدبیر المتوحد" "تعالیق علی کتاب ابی نصر فی صناعۃ الذہنیہ" "فصول قلیلۃ فی سیاسۃ المدنیۃ وکیفیت المدن وحال المتوحد فیہا" "جواب المسائل عن الہندسہ والہیئۃ" "کتاب التجربتین علی ادویۃ ابن وافد" "کلام فی الغایۃ الانسان" "علوم فلسفہ۔ حکمت ریاضی۔ طبیعات۔ طب میں اپنے وقت کا امام تھا۔ ابو الحسن علی بن امام، غرناطہ والے نے اس کے مختلف رسالے ایک جگہ جمع کیے ہیں اس مجموعہ کے دیباچے میں لکھا ہے کہ اہل اسلام میں فارابی کے بعد ابن باجہ سے بڑا کوئی شخص پیدا نہیں ہوا اور اس کو ابن سینا اور امام غزالی سے افضل قرار دیا ہے اور وجہ ترجیح کی یہ بتائی ہے کہ ابن باجہ کے دلائل لاجواب ہوتے ہیں۔ مگر بدقسمتی سے یہ علم و فضل اس کے لیے باعث مصیبت ہوا یعنی بہت سے حاسد پیدا ہو گئے۔ حتی کہ شبہ ہے کہ زہر دیکر اس کو قتل کر دیا گیا۔ اس کی اکثر کتابوں کا ترجمہ لاطینی زبان میں ہوا ہے۔ اور یہ کتابیں مدتوں یورپ میں رائج رہی ہیں۔ لاطینی میں اس کا نام آون باچہ مشہور ہے۔

ابن بازری (اشرف الدین ابو القاسم ہبۃ اللہ بن نجم الدین حموی۔ شہر حما یا حماۃ شام کے ایک شہر کا

نام ہے وہاں قاضی تھا۔ کئی علوں میں دست گاہ تھی۔
ابو الفدا جو ایک مشہور مورخ گزرا ہے۔ ابن بازری کا
شاگرد تھا۔ اس کی تصانیف میں سے ایک تفسیر دو
جلدوں میں ہے۔ جس کا نام کتاب البستان ہے۔ علم
حدیث میں بارہ جلدیں ہیں اس کی ایک کتاب "
روضۃ الجنان المجنین ہے۔ ۴ جلدوں میں ایک دوسری
کتاب حدیث کی "المجرد من السند" ہے ایک کتاب فقہ
میں تیسیر الفتاوی ہے اور دیگر متعدد کتابیں بھی
چھوڑیں۔ شاعر بھی تھا۔

ابن بطوطہ۔ ایک عربی سیاح تھا۔ جس کو محمد تغلق نے
قاضی القضاۃ بنا دیا تھا۔ سفرنامہ ابن بطوطہ اس کی
مشہور تصنیف ہے جس کا پادری۔ ایس کے بی۔ ڈی
ناکس نے بمقام لندن ۱۸۲۹ء میں عربی سے انگریزی
میں ترجمہ کیا ہے۔ ابن بطوطہ نے ۱۳۳۲ء مطابق ۷۳۲ھ
میں حج بیت اللہ کیا۔ اپنے حج اور سفر حجاز کا حال
بھی اُس نے اپنے مشہور سفرنامے میں لکھا ہے لیکن زیادہ
تر یہ سفرنامہ ہندوستان کے حالات پر مشتمل ہے۔ اور
محمد شاہ تغلق کے وقت میں دہلی کی بربادی کا حال
اس میں نہایت تفصیل سے لکھا گیا ہے۔

ابن بیطار۔ محمد ضیاء الدین عبد اللہ بن احمد نام ہے۔ علم
نباتات میں یہ مصنف بے مثل گزرا ہے۔ اس علم میں
واقفیت کی وجہ سے اس کا لقب نباتی۔ اور
عشاب پڑ گیا تھا۔ اندلس کے شہر مالقہ میں پیدا
ہوا ۶۴۶ھ مطابق ۱۲۴۸ء میں بمقام دمشق
انتقال کیا وہ سوائے بلاد اسلامیہ کے اٹلی اور
یونان میں نباتات کی تحقیق اور تلاش کے لیے
ایک مدت تک پھرتا رہا اور اُس زمانے کی عربی
کتابوں میں جو یونانی وغیرہ اجنبی ادویات کے نام
کسی قدر غلط لکھے تھے۔ اُن دواؤں کو اپنی آنکھ سے
دیکھ کر اُن کی تصحیح کی جب مصر گیا تو اس زمانے میں
ملک کامل محمد ابن ابی بکر۔ (خاندان ایوبیہ) کی
حکومت تھی۔ اس بادشاہ نے ابن بیطار کو
ہاتھوں ہاتھ لیا اور علمائے نباتات کا افسر مقرر
کیا اس زمانے میں شام میں موفق الدین ابن
ابی اصیبعہ بھی علم نباتات کا عالم تھا اس نے ابن
بیطار کی تحقیقاتوں کو حیرت اور تعجب کے ساتھ
قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ ملک کامل کے مرجانے
کے بعد اس کے جانشین ملک صالح نجم الدین
نے ان کو بہت عزت سے رکھا۔ اس کی تصانیف
میں سے چند کتب کے یہ نام ہیں۔
کتاب الابانۃ والاعلام بما فی المنہاج من الخلل
والاوہام شرح ادویہ کتاب دلبسقوریدس
المغنی فی الادویۃ المفردۃ۔ کتاب الافعال الغریبہ
والخواص العجیبہ۔ الجامع فی الادویۃ المفردۃ۔
آخری کتاب ملک صالح کے نام پر لکھی گئی ہے اور
یہ کتاب علم نباتات میں مکمل کتاب ہے۔

ابن تمیمہ۔ تقی الدین بن احمد بن عبد الحلیم حرانی نام تھا
حران (الجیریا) کا رہنے والا علم تفسیر میں خاص شہرت
تھی تصانیف بکثرت ہیں۔ کتاب موافقت
بین المعقول والمنقول۔ سیاست الشرعیہ فی
اصلاح الراعی وغیرہ اس کی تصنیف ہیں اس کے
سیاسی خیالات سے ناخوش ہو کر حکومت نے
قید کر دیا۔ ۷۲۸ھ مطابق ۱۳۲۸ء میں جب
وفات ہوئی تو عوام نے بہت اظہار افسوس کیا
تقریباً ساٹھ ستر ہزار آدمی دفن میں شریک تھے

ابن جزار۔ ابو جعفر احمد بن ابراہیم چوتھی صدی
ہجری کے اوائل کے مشہور طبیبوں میں ہے قیروان
میں پیدا ہوا۔ اس کے والد اور چچا بھی طبیب تھے

فن طب اور تاریخ میں اس کی بکثرت تالیفات ہیں ان میں سے چند کے نام یہ ہیں "زاد المسافر" اس کی دو جلدیں "کتاب فی الادویۃ المفردۃ" "کتاب فی الادویۃ المرکبہ" "کتاب العدۃ فی طول المدۃ" "کتاب التعریف بصحیح التاریخ"۔ "کتاب فی المعدۃ و امراضہا و مداواتہا" مقالہ فی الجذام و اسبابہ و علاجہ "قوت المقیم" جو بیس جلد میں ہے "تاریخ الحکما" "کتاب الفصول" فی سائر العلوم و البلاغات" "کتاب المکلل فی الادب" وغیرہم۔

ابن جزلہ یحییٰ بن عیسیٰ وفات ۴۹۳ھ۔ ابتدا میں عیسوی مذہب کے پیرو تھا ۴۶۶ھ میں دین اسلام سے مشرف ہوا۔ خلیفہ عباسی مقتدی بامر اللہ کی زیر سرپرستی میں طب کی بہت سی کتابیں لکھیں۔ محتاج اور غریبوں کے علاج کے واسطے مفت ان کے گھروں پر دیکھنے کو جاتا اور دوا دیتا اس کی تصانیف میں ایک کتاب منہاج البیان فیما یستعملہ الانسان، ہے جس میں حروف تہجی کی ترتیب سے دواؤں کے نام اور خاصیت لکھی ہے علاوہ ازیں تقویم الابدان "کتاب الاشارات" رسالہ فی مدح الطب و الموافقۃ الشرع وغیرہ وغیرہ ہیں ایک کتاب رد نصاری میں بھی ہے۔

ابن جوزی (دیکھو ابوالفرج جوزی)

ابن جہاں۔ نام اثیر الدین محمد بن یوسف ہے کئی کتب کا مصنف ہے ۷۴۵ء مطابق ۱۳۴۴ھ میں دمشق میں وفات پائی۔

ابن حاجب۔ عربی میں چند کتب اس کی تصنیف ہیں۔ اسکندریہ میں ۱۲۴۹ء مطابق ۶۴۶ھ میں انتقال کیا۔ کافیہ اور شافیہ مشہور عربی کتب کا مصنف ہے۔

ابن حجر ہیثمی۔ بدر الدین کا بیٹا تھا۔ صواعق محرقہ وغیرہ اس کی تصنیف سے ہیں۔ ۱۵۶۶ء مطابق ۹۷۴ھ میں وفات پائی۔

ابن حجر شہاب الدین۔ ملاحظہ ہو شہاب الدین العسقلانی۔

ابن حجر عسقلانی ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی۔ محدثین کبار میں شمار ہے ۷۷۳ھ مطابق ۱۳۷۱ء میں مصر میں ولادت ہوئی اور ۸۵۲ھ مطابق ۱۴۴۸ء میں یہیں پر رحلت کی۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد مزید تکمیل کے واسطے مصر سے حجاز اور شام کے ملکوں کا سفر کیا علم حدیث میں ڈیڑھ سو سے زائد تصانیف چھوڑیں ان میں سے چند نام یہ ہیں:

"فتح الباری فی شرح البخاری" "الاصابہ فی تمیز الصحابہ" "انباء الغمر فی ابناء العمر" "تقریب التہذیب" نخبۃ الفکر و نزہۃ النظر" بلوغ المرام فی ادلۃ الاحکام" "بذل الماعون فی فوائد الطاعون" "لسان المیزان" تخریج احادیث الکشاف"۔ نصب الرایہ لاحادیث الہدایہ" وغیرہ وغیرہ۔

ابن حسام۔ خواف کا رہنے والا۔ شمس الدین نام ہے حضرت علی کی تعریف میں ایک رزمیہ نظم لکھی ہے اس میں آپ کی زندگی کے خاص خاص واقعات بھی درج ہیں۔ اس کتاب کا نام خاورنامہ ہے ۱۴۷۰ء مطابق ۸۷۵ھ میں فوت ہوا۔

ابن حنبلی۔ محمد بن ابراہیم نام ہے۔ عدۃ الحاسب و عمدۃ الحاسب کتاب ہندسہ اس کی مشہور تصنیف ہے اور کتب کا بھی مصنف ہے ۱۵۶۳ء مطابق ۹۷۱ھ میں انتقال کیا۔

ابن خردوابہ۔ (خردوابہ ملاحظہ ہو)

ابن خلدون۔ افریقہ کا فلسفی تھا۔ پورا نام ولی الدین ابو زید عبدالرحمٰن بن محمد حضرمی الاشبیلی ہے۔ مگر یہ ابن خلدون کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔ اس کے والد کا نام خلدون تھا جو بربر کا رہنے والا تھا اس کی والدہ کا خاندان عربی صوبہ حضرموت سے تعلق رکھتا تھا اسی کی نسبت سے اس کے نام میں الحضرمی شامل کیا گیا۔ طونس میں سنہ ۱۳۳۲ء میں پیدا ہوا بچپن مصر میں گزرا۔ تھوڑے عرصے تک تیمور کی طرف سے دمشق کا قاضی القضات رہا اس کے بعد مصر میں قضا کا عہدہ پایا۔ سنہ ۱۴۰۶ء میں وفات ہوئی اس کی مشہور کتاب اہل عرب اہلِ ایران اور اہلِ بربر کی تاریخ ہے جو ابن خلدون کے نام سے مشہور ہے۔

ابن خلکان۔ اس کا نام شمس الدین ابو العباس احمد ابن محمد ابن ابو بکر ابن خلکان ہے۔ جعفر بن یحییٰ بن خالد برمکی کی نسل سے مشہور شافعی عالم بلخ کے ایک خاندان سے تھا۔ شہر آربلہ میں پیدا ہوا۔ دمشق میں رہتا تھا۔ جہاں سنہ ۱۲۸۱ء مطابق سنہ ۶۸۰ھ تک قاضی رہا۔ بعدہٗ برخاست ہو گیا۔ اُس وقت سے آخر وقت تک دروازے سے باہر نہ نکلا۔ مشہور عالم اور مختلف علوم میں کامل۔ اور نہایت باکمال شخص تھا۔ شاعر و مورخ بھی تھا اپنے کمالات و تحریرات کی وجہ سے عالم اجل کا خطاب پایا۔ اس کی مشہور کتاب وفیات الاعیان ہے جو مشاہیر اسلام کی سوانح عمریوں کا مجموعہ ہے جو سنہ ۶۷۲ھ مطابق سنہ ۱۲۷۴ء بمقام قاہرہ ترتیب دی گئی۔ اس عربی کتاب کا ترجمہ زبان انگریزی سنہ ۱۸۴۳ء میں شائع ہوا۔ پیدائش بروز پنجشنبہ ۲۲ ستمبر سنہ ۱۲۱۱ء مطابق ۱۱ ربیع الثانی سنہ ۶۰۸ھ کو ہوئی تھی اور پنجشنبہ ہی کے دن۔ ۳۱ اکتوبر سنہ ۱۲۸۲ء مطابق ۲۶ رجب سنہ ۶۸۱ھ کو ۷۳ برس کی عمر میں دمشق کے مدرسے نجیبیہ میں وفات پائی جبل قاسیون میں دفن ہے۔

ابن درید۔ غریب القرآن اس کی بیش بہا تصنیف ہے جو ایک قسم کی لغت ہے۔ جس میں کلام مجید کے مشکل الفاظ اور دقائق کی فرہنگ دی گئی ہے۔ بغداد میں سنہ ۹۳۳ عیسوی مطابق سنہ ۳۲۱ھ میں وفات پائی

ابن رجب۔ (دیکھو زین الدین بن احمد)

ابن رشد۔ ابو الولید کنیت۔ محمد نام سنہ ۱۱۲۶ء مطابق سنہ ۵۲۰ھ میں شہر قرطبہ میں پیدا ہوا۔ ابن رشد کے باپ دادا اندلس میں عہدۂ قضا پر مامور رہے تھے۔ اس خاندان میں علم و فضل کے چرچے رہتے تھے۔ چونکہ وہ فطرۃً ذکی و ذہین تھا اس لیے علم و فضل کا آفتاب ہو کر چمکا۔ فلسفۂ علم الہیت۔ حکمت طب ریاضی میں یگانۂ روزگار تھا۔ ابن رشد باپ کی وفات کے بعد شہر اشبیلیہ کا قاضی القضاۃ ہوا۔ باوجود اس مصروفیت کے تصنیف و تالیف جاری رکھی۔ ارسطو کی کتاب الحیوان کی ایک شرح لکھی ہے۔ امام فخر الدین رازی کو جو اُس وقت میں بے نظیر علامہ اور امام تھے ابن رشد کے ملاقات کا شوق ہوا اور وہ اسی غرض سے عازم سفر ہوئے چنانچہ مصر کے شہر اسکندریہ تک آئے تھے کہ ابن رشد کے قید ہونے کی خبر پا کر قصد سفر ملتوی کیا۔ ابن رشد کے قید ہونے کا واقعہ یہ کہا جاتا ہے کہ دیگر علمائے معاصر کی سمجھ میں اس کے فلسفیانہ خیالات اور پر زور عقلی دلائل نہ آئے اس وجہ سے کفر و ارتداد کے فتوے لگائے گئے

اور سلطان یعقوب المنصور کو بدظن کر دیا گیا۔
ممالک یورپ میں ابن رشد کا فلسفہ یہودی
طلباء کے ذریعے سے پھیلا۔ مشہور مورخ ابن خلکان
کی رائے ہے کہ وہ فلسفے کے مسئلوں کی شرع شریعت
کے اصولوں سے تطبیق کرنا چاہتا تھا، اس کی
فلسفیانہ تصانیف کا ترجمہ عبرانی اور لاطینی
زبانوں میں ہو گیا۔ اصل تصانیف تو اب مفقود
ہیں صرف انھیں زبانوں کے ترجموں سے ان
کے خیالات دنیا میں باقی ہیں۔ ۱۱۹۷ء میں قید
سے رہائی کے بعد پھر وہی عروج پایا اور سلطان
المنصور نے عزت و حرمت کے ساتھ اُسی رتبہ
پر جگہ دی مگر چند ہی روز بعد ۱۱۹۸ء میں انتقال
ہوا۔ مختلف فنون میں چالیس تصانیف کیں۔
المقدمات فقہ میں اور الکلیات طب میں مشہور ہیں
یہ حکیم موجودہ فلسفے کا بانی مانا جاتا ہے۔ یورپ والوں
کے یہاں فلسفے نے جو جدید صورت اختیار کر لی ہے
اُس کی بنا اس کی تصانیف سے شروع ہوتی ہے
بعض اہل الرائے کے نزدیک علم کے اعتبار سے
ارسطو کے بعد ابن الرشد دنیا کا دوسرا بڑا شخص ہے

ابن رضوان ابو الحسن علی ابن رضوان ملک مصر کے
جیزہ نامی گاؤں میں پیدا ہوا ۳۵۳ھ مطابق
۱۰۶۱ء میں رحلت کی یہ ایک نہایت مشہور
طبیب تھا۔ اس کا باپ کھانے پکانے کا پیشہ
کرتا تھا اور غریب خاندان سے تھا۔ ابتدا اُ
نجوم کا شوق ہوا اس سے جو کچھ کمایا اس کو فن
طب کی تکمیل میں خرچ کیا اپنے پیشے میں یہانتک
شہرت حاصل کی کہ ملک حاکم بامر اللہ کا افسر الاطباء
مقرر ہوا اعتراض کا مادہ بہت تھا۔ اپنے زمانے
کے طبیبوں پر اعتراض کیے بغیر نہ مانتا تھا اسلاف

کی کتابوں اور تحریروں کو بھی نکتہ چینی کیے بغیر
نہ چھوڑتا۔ اپنے کتب خانے میں چند کتابیں رہنے
دی تھیں۔ باقیوں کو غیر معتبر قرار دیکر دور کر دیا تھا
خود بھی ایک بڑا مصنف اور مولف ہوا اس
کی لکھی ہوئی بیسیوں کتابوں کے نام تاریخ کے
کتابوں میں ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:۔
"شرح کتاب الفرق جالینوسی" "شرح کتاب
الصناعة الجلالی طوسی" "رسالہ فی علاج الجذام"
"کتاب تتبع المسائل حنین" "مقالہ فی الرد علی
افرایم وابن زرعہ فی الاختلاف فی الملل"
"مقالہ فی الادویة المسہلہ" "کتاب فی حل الشکوک
الرازی علی کتب جالینوسی" "مقالہ فی اکتساب
اطفال من السال" "کتاب فی الرد علی الرازی
فی العلم الالٰہی واثبات الرسل"

ابن ذکریا۔ رازی محمد بن زکریا نام ابوبکر کنیت
وطن قصبہ رے ہے۔ یہ سب سے پہلا مشہور
طبیب ہے جس نے مسلمانوں کو عیسائی اور
یہودی طبیبوں کی غلامی سے نجات دلائی۔
ابتدائے شباب میں علم موسیقی سیکھا پھر فلسفہ
اور منطق میں کمال پیدا کیا۔ چالیس سال کی عمر
میں طب کا شوق ہوا۔ چنانچہ حکیم وقت حکیم
ابو الحسن طبری وار درسے سے تلمذ حاصل کیا۔
اپنے وطن ہی میں شفاخانے کا افسر الاطباء مقرر ہوا
بغداد میں شفاخانۂ اعظم کا افسر اعلیٰ ہوا اور
اس کا رسوخ اکثر شاہان اسلام کے یہاں
بڑھ گیا یہاں تک سلطان السلاطین منصور
بن اسمٰعیل سامانی نے اپنے واسطے ایک کتاب
المنصوری تصنیف کرائی اس نے منصور کے
نام سے فن کیمیا پر بھی ایک کتاب لکھی جس کو

پیش کرنے پر ایک ہزار دینار انعام پایا۔ علم نجوم میں بھی کافی مشق تھی۔ علم طبعی والٰہی اور دیگر علوم وفنون میں تقریباً دوسو کتب تصنیف کیں۔ جن میں سے الجامع الحاوی۔ کتاب الاقطاب۔ الطب الملکی حصول کتاب الشکوک" وغیرہ کے علاوہ کتاب الجدری والحصبہ اس کی ایک معرکتہ الآرا تصنیف ہے جس کو ایک عرصے کے بعد بیروت کے ایک عیسائی نے ۱۸۷۲ء میں طبع کیا۔ ۳۲۰ھ مطابق ۹۳۲ء میں وفات پائی۔

ابن سراج۔ اس کا نام ابوبکر محمد ہے۔ ایک عربی مصنف گزرا ہے۔ ۹۲۸ء مطابق ۳۱۶ھ میں انتقال کیا۔

ابن سینا۔ (دیکھو ابوسینا)

ابن صباغ الشافعی۔ ابونصر عبدالسید بن محمد نام ہے عدت العالم والطریق السالم اس کی تصنیف ہے۔ ۱۰۸۳ء مطابق ۴۷۷ھ میں انتقال کیا۔

ابن عباد۔ ابوالقاسم اسمٰعیل کافی نام ہے۔ نہایت آزاد خیال اور فیاض تھا۔ کافی الکفات کے لقب سے مشہور ہے۔ نامور ادیب تھا۔ موید الدولہ۔ اور فخرالدولہ کا وزیر رہا۔ اس کا گھر علماء اور فضلاء کا مرکز رہتا تھا۔ بڑا سخی تھا۔ ۳۲۶ھ مطابق ۹۳۸ء میں بمقام طالقان پیدا ہوا اور ۳۸۵ھ مطابق ۹۹۵ء میں بمقام رے انتقال کیا۔ اس کی تصانیف سے "المحیط" مشہور ہے۔ جس کی سات جلدیں ہیں۔ الکافی۔ کتاب الاعیاد وفضائل النیروز۔ اور کتاب الامامہ۔ کتاب الکشف عن مساوی شعر المتنبی وغیرہ کے علاوہ ایک دیوان بھی چھوڑا۔ اس کے کتب خانے میں ایک لاکھ بارہ ہزار کتابیں تھیں۔

ابن عرب شاہ۔ احمد بن محمد نام ہے۔ دمشق کا رہنے والا ایک مجموعۂ قصص کا مصنف ہے۔ اس کے علاوہ اور مفید کتب بھی لکھیں جن میں سے عجائب المقدور (سوانح عمری امیر تیمور) مشہور کتاب ہے۔ دمشق میں ۸۵۴ھ مطابق ۱۴۵۰ء میں وفات پائی عرب شاہ بھی کہلاتا ہے

ابن عربی۔ اصلی نام محمد ہے۔ محی الدین لقب۔ ابوبکر کنیت والد کا نام علی بن محمد عربی ہے۔ جائے پیدائش اندلس ۵۶۰ھ مطابق ۱۱۶۵ء سن ولادت ہے۔ دمشق کے مشہور امام تھے۔ چار سو کتب تصنیف کیں ان میں سے اکثر معدوم ہوگئیں۔ جس قدر تصانیف ملتی ہیں ان میں سے فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ زیادہ مشہور ہیں اٹھاسی برس ۲ یوم کی عمر پائی۔ ۲۲ ربیع الثانی ۶۳۸ھ مطابق ۱۲۴۰ء میں دمشق میں وصال ہوا۔

ابن عربی۔ یہ دوسرا ابن عربی ہے جو سرمن رائے واقع بغداد میں ۸۴۶ء مطابق ۲۳۱ھ میں فوت ہوا۔ یہ بھی کئی کتابوں کا مصنف تھا۔

ابن عساکر۔ کنیت ونام ابوالقاسم علی بن حسن۔ مورخ فقیہ۔ محدث۔ پیدائش دمشق ۴۹۹ھ میں دمشق کی مشہور تاریخ اسی جلدوں میں لکھی ۵۷۱ھ بمقام دمشق فوت ہوگیا۔

ابن عقبہ۔ جمال الدین احمد نام ہے۔ عمدۃ الطالب اس کی تصنیف ہے ۱۴۲۴ء مطابق ۸۲۸ھ انتقال کیا۔

ابن عقدہ (دیکھو ابوالعباس احمد بن محمد)

ابن عماد۔ خراسان کا شاعر تھا چودھویں صدی کے آخر میں گزرا۔ بلدۂ شیراز میں رہتا تھا فارسی میں دہ نامہ اسی کی تصنیف ہے۔

ابن عیاث (دیکھو کمال الدین ابن خواجہ)

ابن فضل اللہ۔ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محی الدین۔ شعروسخن اور علم ادب میں اپنے

زمانے کا فرد تھا۔ جغرافیہ۔ تاریخ اور تراجم اور فن سوانح عمری میں بہت بڑی واقفیت تھی ۷۴۹ھ مطابق ۱۳۴۹ء میں رحلت کی اس کا باپ ملک ناصر کا پرائیویٹ سکرٹری تھا۔ فضل اللہ بھی عرصے تک اپنے باپ کی نیابت میں ملازم رہا۔ چار جلدوں میں اس کی ایک کتاب "فواضل السمر فی فضائل آل عمر" مشہور ہے۔ ایک دوسری کتاب۔ مسمیٰ مسالک الابصار فی ممالک الامصار ۲۰ بڑی جلدوں میں ہے۔ صبابۃ المشتاق لغت میں لکھی اس کے سوا الدعوة المستجابہ سفر السفرہ دمعۃ الباکی یقظۃ الساہر وغیرہ متعدد کتابیں اس کی تصنیف سے مشہور ہیں۔ ولادت ۷۰۰ھ م ۱۳۰۱ء بمقام دمشق

ابن فورق (دیکھو فورق)

ابن قایماز ذہبی (ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن احمد ایک بڑے محدث اور مورخ تھے حافظ ذہبی کے لقب سے شہرت پائی۔ پیدائش ۶۷۳ھ مطابق ۱۲۷۴ء وفات ۷۴۸ھ مطابق ۱۳۴۸ء ایک کتاب تاریخ الاسلام بیس جلدوں میں ہے ایک دوسری کتاب تاریخ النبلا بیس جلدوں میں ہے ایک۔ کتاب طبقات القراء دو جلدوں میں اختصار التہذیب پانچ جلدوں میں۔ اختصار السنن البیہقی تین جلدوں میں المقتفی فی الضعفا دو جلدوں میں۔ العبر فی خبر من غبر دو جلدوں میں اختصار المستدرک للحاکم۔ دس جلدوں میں مختصر تاریخ ابن عساکر دو جلدوں میں ہے۔ علاوہ ان کے اور بہت سی کتابیں ہیں۔

ابن قتیبہ۔ شیخ الامام ابو محمد عبد اللہ بن مسلم دینوری لقب ہے۔ عیون الاخبار کا مصنف ۸۸۹ء مطابق ۲۷۶ھ میں انتقال کیا۔

ابن قدامہ:۔ ابو محمد عبد اللہ بن احمد نام ۵۴۱ھ م ۱۱۴۶ء میں دمشق میں پیدا ہوا ۶۲۰ھ م ۱۲۲۳ء میں رحلت کی۔ فقہ۔ اصول فقہ نحو اور ادب کا زبردست عالم تھا۔ علاوہ ان علوم کے ہیئت نجوم وغیرہ میں بھی کمال تھا۔ یہ ایک نامور مصنف گزرا ہے علم فقہ میں الاعتقاد۔ ذم التاویل فضل عاشورہ ذم الوسواس۔ الرقۃ والبکا۔ وغیرہ متعدد کتابیں لکھیں۔ ابن قدامہ ایک دوسرا مصنف بھی ہے جس کا نام (ابو محمد شمس الدین عبد الرحمٰن بن محمد ہے جو اول الذکر ابن قدامہ کا بھتیجا ہے جس نے اپنے چچا کی لکھی ہوئی کتاب المقنع کی شرح دس جلدوں میں لکھی ہے۔ پیدائش ۵۹۷ھ م ۱۲۰۰ء وفات ۶۸۲ھ م ۱۲۸۳ء میں ہوئی

ابن قطاع علی بن جعفر صقلی کا لقب یا کنیت ہے ایک عربی مصنف تھا ۱۱۲۱ء مطابق ۵۱۵ھ میں وفات پائی۔

ابن کمال پاشا۔ مفتی شمس الدین احمد بن سلیمان نام ہے حدیث الاربعین کی شرح لکھی ۱۵۳۳ء مطابق ۹۴۰ھ میں وفات پائی۔

ابن ماجہ۔ ان کا نام ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجۃ القزوینی ہے کتاب السنن کتاب احادیث جو سنن ابن ماجہ کہلاتی ہے اور تفسیر القرآن ان کی تصنیف ہیں ۸۲۴ء مطابق ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۸۸۷ء مطابق ۲۷۳ھ میں انتقال کیا۔

ابن مالک (دیکھو عبد اللہ ابن مالک)

ابن مردویہ۔ اس نام سے زیادہ مشہور ہے مگر اس کا نام ابو بکر ہے۔ مستخرج بخاری اور ایک شرح اور ایک تاریخ اس کی تصانیف سے ہیں۔ ۴۱۰ھ مطابق ۱۰۱۹ء میں انتقال ہوا۔

ابن معلم (دیکھو شیخ مفید)

ابن مقلہ۔ بغداد کے خلیفہ القاہر باللہ کا وزیر تھا۔ اس نے

دوسرے امراء کے مشورے سے خلیفہ کو معزول کرکر اندھا کر دیا۔ الراضی باللہ کو تخت پر بٹھایا۔ اس کے کچھ عرصے بعد راضی نے اس کے ہاتھ اور زبان کٹوا دیے۔ اس قصور میں کہ اُس نے الراضی کی لاعلمی میں اُس کے دشمن کو ایک خط لکھا تھا۔ بعدہٗ تکالیف کے اثر سے ۹۳۹ء مطابق ۳۲۸ھ میں مرگیا۔

ابن مقلہ موجودہ عربی خط نسخ کا موجد ہی۔

ابن ہشام۔ سیرت الرسول اس کی تصنیف ہی اس کا قدیم وطن قاہرہ تھا جہاں ۸۲۸ء مطابق ۲۱۳ھ میں وفات پائی۔ احمد ابن ابراہیم نے اس کی کتاب کا خلاصہ دمشق میں ۱۳۰۱ء مطابق ۷۰۰ھ میں کیا۔

ابن ہشام بن یوسف۔ چند عربی کتابیں تصنیف کیں جن میں سے توضیح۔ شرح الفیہ وغیرہ بہت مشہور ہیں ۱۳۶۱ء مطابق ۷۶۲ھ میں وفات پائی۔

ابن ہلال۔ یہ علائی بھی کہلاتا ہی۔ منہاج الطالبین اس کی تصنیف ہی جس کا دوسرا نام تاریخ علائی بھی ہی جو شاہ شجاع کرمانی کے نام پر معنون کی گئی تھی۔

ابن ہمام۔ ہدایہ کی شرح فتح القدیر کا مصنف ہی جس کا نام شرح ہدایہ بھی ہی ۱۴۵۷ء مطابق ۸۶۱ھ میں انتقال کیا۔ ہمام کے نام سے علمی دنیا میں مشہور ہی۔

ابن ہوکل۔ عربی الاصل تھا اور اشکال البلاد اس کی تصنیف ہی اس میں مختلف ممالک کے نقشہ جات اور جغرافیہ ہی ۹۷۶ء مطابق ۳۶۶ھ میں یہ کتاب لکھی گئی۔

ابن یمین۔ ایک مشہور شاعر تھا اس کا نام امیر محمود تھا۔ (اسی نام کو دیکھو)

ابوابراہیم اسمٰعیل بن یحییٰ المزنی۔ باپ کا نام یحییٰ المزنی تھا۔ فقہ شافعیہ کا مشہور مصنف ہی۔ بہت سی کتابیں اس کی تصنیف سے موجود ہیں۔

۸۷۸ء مطابق ۲۶۴ھ میں انتقال ہوا۔ علاوہ اور کتابوں کے مختصر۔ منصور۔ رسائل المعتبرہ۔ کتاب الوثائق مشہور تصانیف ہیں۔ مختصر وہ کتاب ہی کہ جس کی بنیاد پر فقہ مذہب شافعی کی دوسری کتابیں لکھی گئی ہیں۔

ابو احمد بن قاسم۔ اس کے باپ کا نام قاسم تھا۔ ایسیلا واقعہ اناطولیہ میں ۱۴۵۸ء مطابق ۸۶۳ھ میں پیدا ہوا۔ اس نے اس کتاب کی جو اس کے والد بزرگوار احمد بن عبداللہ کرمی نے اسلام کی بنیادی اصول کے متعلق تصنیف کی تھی شرح تصنیف کی ہی۔

ابو اسحاق۔ والد کا نام الپتگین تھا۔ غزنی کا خود مختار حاکم تھا ابو اسحاق نے سلطنت کی باگ سبکتگین کے ہاتھ میں چھوڑ دی تھی جو ۹۶۹ء مطابق ۳۵۸ھ اسحاق کی وفات پر سلطنت کا مالک بن بیٹھا۔

ابو اسحاق۔ حلاج المہ (دیکھو اسحاق)

ابو اسحاق احمد یا ابو اسحاق ابراہیم بن اسمٰعیل قصص الانبیا کا مصنف ہی جس میں دنیا کی پیدائش کا حال درج ہی اور ان نبیوں کی تاریخ ہی جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گزرے ہیں اور آں حضرت کے زمانے کا بھی حال جنگ اُحد تک کا لکھا گیا ہی وفات ۱۰۳۶ء مطابق ۴۲۷ھ میں ہوئی۔

ابو اسحاق اسفراینی بن محمد مصنف جامع الجلا جس میں بہت سے مذاہب کے عقائد کی تکذیب کی ہی ۱۰۲۷ء مطابق ۴۱۸ھ میں انتقال کیا۔

ابو اسحاق بن محمد شام کا رہنے والا ہی۔ مشہور عربی دیوان متنبی کی ایک شرح لکھی ہی ۱۲۴۱ء مطابق ۶۳۹ھ میں وفات پائی۔

ابو اسحاق الکازرونی۔ ایک بزرگ تھے مشہور ہی کہ مدرسہ تخت سراج کی مسجد میں اُنھوں نے

ایک چراغ روشن کیا تھا جو چار سو سال تک یعنی بن قاسم کے زمانے تک روشن رہا۔

ابواسحاق شامی۔ شام کے ایک مشہور ولی اللہ تھے جنھوں نے ۱۴ ربیع الثانی ۳۲۹ھ کو وفات پائی اور عکے منطقے میں دفن ہوئے۔

ابواسحاق شاہ شیخ۔ اس کا باپ امیر محمد شاہ جو خواجہ عبداللہ انصاری کی اولاد سے ہے سلطان ابوسعید خاں کے دوران حکومت میں حاکم شیراز تھا۔ ارپا خاں کے زمانۂ حکومت میں ۱۳۳۵ء مطابق ۷۳۶ھ میں قتل ہوا اس کا بیٹا امیر مسعود بھی جو اس کا جانشین ہوا تھا تھوڑے عرصے کے بعد مارا گیا۔ اس کے قتل ہونے پر اس کے بھائی ابواسحاق نے شیراز پر ۱۳۴۳ء میں قبضہ کر لیا۔ ۱۰ سال تک حکومت کی مگر جب امیر محمد مظفر نے ۱۳۵۳ء مطابق ۷۵۴ھ میں شیراز کا محاصرہ کیا ابواسحاق اصفہان کو بھاگ گیا یہاں وہ ۴ سال کے بعد بروز جمعہ بتاریخ ۱۲ مئی ۱۳۵۷ء مطابق ۲۱ جمادی الاول ۷۵۸ھ قتل ہوا۔

ابواسحاق شیرازی۔ مصنف طبقات الفقہا جو مشہور فقہا کی سوانح عمریوں کا ایک مجموعہ ہے ۱۰۸۳ء مطابق ۴۷۶ھ میں انتقال کیا۔

ابواسمعیل محمد۔ مشہور تاریخ فتوح الشام کا مصنف ہے یہ کتاب فارسی طبقات واقدی سے اردو میں ترجمہ اور خلاصہ کی گئی ہے۔ حضرت عمر کے زمانے کی اسلامی فتوحات جو ملک شام میں ہوئیں اس کتاب میں درج ہیں۔

ابوایوب انصاری۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔ جب آں حضرت صلعم ہجرت کے بعد مکے سے خاص مدینے میں پہونچے تو انہیں کو میزبانی کا شرف حاصل ہوا تھا۔ آں حضرت سات ماہ تک آپ کے مہمان رہے۔ جہاں اب مسجد نبوی واقع ہے اُسی کے متصل ان کا گھر تھا۔ آپ بدر اور اُحد کی لڑائی میں آں حضرت کے ساتھ تھے اور بعہد امیر معاویہ ۵۲ھ مطابق ۶۷۲ء میں قسطنطنیہ کی مہم پر شہید ہوئے آپ کا مزار قسطنطنیہ میں ہے ان کے مزار کا مسلمان نہایت اعزاز و احترام کرتے ہیں قسطنطنیہ میں اب تک یہ دستور چلا آتا ہے کہ تخت نشینی کے وقت بادشاہ وہاں حاضر ہو کر تلوار زیب بدن کرتے ہیں

ابوالبرکات میر۔ سید شاہ برکت اللہ اپنے وطن بلگرام میں ۱۰۷۰ھ میں پیدا ہوئے سادات زیدی حسینی واسطی تھے۔ بعہد عالمگیر مارہرہ تشریف لائے اور اپنے جد امجد سید شاہ عبدالجلیل بلگرامی کی خانقاہ میں قیام کیا ۱۱۱۷ھ میں چودھری فریدون نے آپ کے لیے محل سرا اور خانقاہ اور مسجد تعمیر کی جو برکات نگری کے نام سے موسوم ہے۔ آپ پانچوں سلسلوں میں صاحب اجازت تھے مگر سلسلہ قادریہ کو زیادہ رائج کیا۔ ۱۰ محرم ۱۱۴۲ھ کو وصال ہوا۔

ابوالبرکات شیخ۔ ابوالفضل کے بھائی تھے آپ کا سن پیدائش ۱۵۴۸ء ہے۔

ابوالبرکات عبداللہ بن احمد۔ دیکھو نسفی۔

ابوالبرکات نیشاپوری۔ آپ دستور الکتابت کے مصنف ہیں۔

ابوالحرث المشہور بہ ذوالرمہ بن عقبہ۔ ایک عربی شاعر اور فرزدق کا ہمعصر تھا۔ وفات ۷۳۵ء مطابق ۱۱۷ھ میں ہوئی۔

ابوالحسن۔ ایک شاعر تھا دیوان انوری کی شرح لکھی جو شرح دیوان انوری کے نام سے مشہور ہے۔

ابوالحسن اشعری ابن اسمٰعیل۔ پہلے معتزلہ تھے پھر سنی ہوگئے آپ نے قریب چارسو کے کتب تصنیف کیں۔ سنہ ۹۳۵ء مطابق سنہ ۳۲۴ھ میں اس دنیا کو خیرباد کہا

ابوالحسن بن اعتماد الدولہ (دیکھو آصف خاں)

ابوالحسن تربتی الملقب بہ رکن السلطنت عہد جہانگیری میں پنج ہزاری کے درجے پر ممتاز تھا وفات بعمر ۰۰ سال شاہ جہاں کے چھٹے سال جلوس میں یعنی سنہ ۱۶۳۲ء مطابق سنہ ۱۰۴۲ھ میں ہوئی

ابوالحسن جرجانی۔ آپ جرجان کے رہنے والے اور فقیہ تھے (دیکھو جرجانی)

ابوالحسن خاں مرزا۔ دربار برطانیہ میں سنہ ۱۸۰۹ء و سنہ ۱۸۱۰ء میں ایرانی سفیر تھا۔ حیرت نامہ اس کی یادگار رہی۔ یہ نام فتح علی شاہ ایران نے اس کتاب کا رکھا تھا۔ اس میں مصنف کے ہند ٹرکی۔ روس۔ انگلستان وغیرہ کے سفر کا حال درج ہی۔

ابوالحسن رضین بن معاویہ العبدری۔ آپ کی تصنیف سے جامع بین الصحیحین ہی۔ یہ کتاب مجموعۂ احادیث ہی اس میں بخاری اور مسلم موطی جامع الترمذی۔ سنن ابوداؤد اور نسائی کی احادیث شامل ہیں۔ وفات سنہ ۱۱۲۶ء مطابق سنہ ۵۲۰ھ میں ہوئی۔

ابوالحسن شاہ۔ احمدنگر کا بادشاہ شاہ طاہر کا فرزند تھا اور علی عادل شاہ اول کا سنہ ۱۵۵۸ء مطابق سنہ ۹۶۵ھ میں وزیر تھا۔

ابوالحسن عبداللہ بن مقفع اس نے ابوجعفر منصور خاندان عباسیہ کے خلیفہ ثانی کے سے جو بغداد میں سنہ ۷۵۴ء سے سنہ ۷۷۵ء تک حکمراں رہے۔ جانوروں کی کہانیاں Pilpay's Fables پہلوی زبان سے فارسی زبان میں ترجمہ کیں یہ کتاب کلیلہ دمنہ کے نام سے مشہور ہی۔

ابوالحسن علی۔ سنن اور علل کے مصنف گزرے ہیں۔ سنہ ۹۹۵ء مطابق سنہ ۳۸۵ھ میں وفات پائی۔

ابوالحسن علی بن الحسین القمی بابویہ۔ آپ کی وفات سنہ ۹۳۹ء مطابق سنہ ۳۲۸ھ میں مذکور رہی۔ کئی مشہور کتب کے مصنف ہیں ان میں سے ایک کتاب الشرائع ہی۔ آپ سے زیادہ شہرت آپ کے صاحب زادہ ابوجعفر محمد ابن بابویہ کی ہی جب یہ دونوں حضرات یکجائی مذکور ہوتے ہیں۔ صدوقین کہلاتے ہیں آپ کی تصنیف کتاب المواریث ہی جو فن توریث کا ایک رسالہ ہی۔

ابوالحسن علی بن سلطان مسعود۔ بروز جمعہ ۲۹ ردسمبر سنہ ۱۰۴۱ء مطابق یکم شعبان سنہ ۴۳۳ھ غزنی میں تخت نشین ہوئے ہوا۔ دوسال سے زائد حکومت کی اور عبدالرشید نے جو اس کا بھائی تھا اس کو سنہ ۱۰۴۹ء مطابق سنہ ۴۴۱ھ میں معزول کردیا۔

ابوالحسن قطب شاہ۔ تانا شاہ کے نام سے مشہور رہے قطب شاہ کا داماد تھا جس کی وفات کے بعد سنہ ۱۶۷۲ء مطابق سنہ ۱۰۸۳ھ میں دکن حیدرآباد میں گولکنڈے کا بادشاہ ہوا۔ پوری عمر ۵۶ سال کی اس طرح تقسیم ہوئی کہ چودہ برس عہد طفولیت پھر چودہ سال خدمات پیر طریقت سید شاہ راجو پھر چودہ سال سلطنت اور چودہ برس قیدی عالمگیر۔ اپنے اسلاف کی طرح تعمیر عمارات کا شوق تھا چنانچہ سنہ ۱۰۸۶ھ میں آٹھ لاکھ روپیہ کے صرف سے ایک عظیم الشان عمارت ساحل رود موسیٰ پر بنام چار محل بنوائی اور پہلی

نام سے ایک محلہ آباد ہوا۔ مکہ مسجد کی تعمیر جاریہ کی تکمیل پر آٹھ لاکھ روپیہ صرف کیا۔ پہلے اس کا نام بیت العتیق تھا اور ۱۹۰۸ء میں مکہ مسجد نام ہوا دکھنی زبان کا شاعر تھا۔ تانا شاہ تخلص تھا۔

اسی پر قطب شاہی خاندان کا اختتام ہوگیا۔ ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۱۱ھ مطابق ۱۶۹۹ء میں وفات پائی۔ گول کنڈہ میں مقبرہ ہے۔ محی الدین اورنگزیب غازی نے گول کنڈہ کو ۸ ماہ کے محاصرے کے بعد ۲۲ ستمبر ۱۶۸۷ء مطابق ۲۴ ذی قعدہ ۱۰۹۸ھ کو مسخر کیا اور ابوالحسن کو قید کرکے دولت آباد کے قلعے میں عمر بھر کے لیے نظر بند کردیا۔ گولکنڈہ ملک ہندوستان کا ایک صوبہ بن گیا۔

ابوالحسین احمد بن علی النجاشی۔ مشہور کتاب کتاب الرجال کا مصنف ہے۔ اس کتاب میں شیعہ مشاہیر کے سوانح ہیں ۴۵۰ھ مطابق ۱۰۵۸ء میں وفات پائی۔

ابوالحسین ابو الیعلی۔ طبقات حنبلیہ کے مصنف ہیں جس میں ابن حنبل کے فرقے کے نہایت مشہور فقہا کی سوانح عمریاں درج ہیں اس کتاب کو ابوالحسین نے شروع کیا اور شیخ زین الدین عبدالرحمن بن احمد عرف ابن رجب نے اس کا درمیانی حصہ لکھا۔ بالآخر یوسف بن حسن المقدسی نے ختم کیا۔ یہ تینوں بزرگ یکے بعد دیگرے ۱۱۳۱ء مطابق ۱۳۹۲ء اور ۱۵۰۳ء مطابق ۵۲۶ھ و ۷۹۵ھ اور ۹۰۹ھ میں فوت ہوئے۔

ابوالحسین زرین (دیکھو ابوحسین زرین)

ابوالحسین خرقانی۔ ان کی تصنیف سے شرح مخزن الاسرار اور مرارت المحققین ہے۔ اس کتاب میں اُن رسوم کی تشریح ہے جو ایک مرشد کو اپنے مرید کی تصوف کی تعلیم شروع کرنے پر عمل میں لانا چاہئیں ۱۰۹۶ء مطابق ۴۹۰ھ کو آپ کی وفات ہوئی۔

ابوالحسین علی بن عمر دارقطنی۔ آپ ایک سنی محدث ہیں۔ جن کا مجموعۂ احادیث ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی کی احادیث کی طرح نہایت مستند ہے۔ وفات ۹۹۵ء مطابق ۳۸۵ھ میں ہوئی۔

ابوالخیر حسن بن سوار۔ ربیع الاول ۳۳۱ھ میں پیدا ہوا۔ کئی کتابیں سریانی زبان سے عربی میں ترجمہ کیں۔ فن طب میں اس کی قابل قدر تصانیف موجود ہیں۔ مقالہ باری تعالیٰ۔ کتاب تدبیر المشائخ وغیرہ وغیرہ بھی اسی کی تصنیف ہیں۔

ابوالخیر خوارزمی مولانا۔ طبیب اور شاعر تھا ان کا تخلص عاشق ہے۔ سلطان حسین مرزا کے آخری زمانۂ حکومت میں خوارزم سے چلا گیا اور اُس وقت تک باہر رہا جب تک کہ محمد شیبانی عرف شاہی بیگ خاں نے ازبک کو شکست دیکر اس صوبے کو فتح نہ کرلیا اس کے بعد وہ ماوراء النہر کو چلا گیا جہاں ۱۵۵۰ء مطابق ۹۵۷ھ میں انتقال کیا۔ تاریخ وفات "فوت عاشق" سے نکلتی ہے۔

ابوالسعادت مبارک ابن اثیر الجزری عربی زبان میں ایک لغت تصنیف کیا جس کا نام النہایہ فی غریب الحدیث ہے ۱۲۱۰ء مطابق ۶۰۶ھ میں انتقال کیا۔ (دیکھو ابن اثیر)

ابوالعباس احمد بن محمد۔ آپ عام طور سے ابن عقدہ کہلاتے ہیں۔ علم حدیث میں بہت بڑے ماہر گزرے ہیں اور نہایت محنت و کاوش کے ساتھ احادیث کو جمع کرکے ترتیب دیا اور اس مقصد کے لیے دور و دراز کے سفر کیے

الدار قطنی جو سنی محدث تھے فرماتے تھے کہ ابن عقدہ کو تین لاکھ احادیث یاد تھیں جو براہ راست اہل بیت و بنو ہاشم سے مروی ہیں وفات ۳۳۳ھ مطابق ۹۴۴ء میں ہوئی۔

ابو العباس بن محمد۔ اس کی کئی تصانیف ہیں۔ ان میں سے خاص عربی تصنیف معرفۃ الصحابہ ہے ۴۵۹ھ مطابق ۱۰۶۶ء میں راہی ملک عدم ہوا

ابو العباس فضل بن احمد۔ اصفہان کا رہنے والا محمود غزنوی کا وزیر تھا۔

ابو العلا۔ یہ گنجہ کا ملک الشعرا شروان کے حکمران منوچہر کے زمانے میں تھا فلکی اور خاقانی اس کے شاگرد تھے اور خاقانی اس کے داماد بھی تھے۔

ابو العلا احمد بن عبد اللہ المعری ایک عربی حکیم۔ آزاد خیال شاعر گزرا ہے اس کی پیدائش ملک شام میں بمقام معرہ ۲۶ دسمبر ۹۷۳ء مطابق یکم ربیع الاول ۳۶۳ھ بروز جمعہ ہوئی چیچک کی وجہ سے تیسری برس میں اس کی نظر جاتی رہی اس کی شاعری جذبات سے لبریز اور طرز بیان دلکش اور دلفریب تھا اس کی وفات بروز جمعہ ۱۰ مئی ۱۰۵۷ء مطابق یکم ربیع الاول ۴۴۹ھ ہوئی۔ القائم باللہ خلیفہ بغداد کا مداح تھا اس کی یادگار ایک عربی کا دیوان ہے۔

ابو العلا اکبر آبادی۔ آگرہ کے رہنے والے میر ابو الوفا حسنی کے صاحبزادے تھے۔ پیدائش ۱۵۸۵ء مطابق ۹۹۰ھ میں ہوئی آپ کے جد بزرگوار میر عبد السلام سمرقند سے ہندوستان کو تشریف لائے تھے یہاں سے مکے معظمے کو بقصد حج تشریف لے گئے اور کچھ عرصے کے بعد انتقال فرمایا۔ آپ کے والد ماجد میر ابو الوفا قاسم پور سیکری میں واصل حق ہوئے ان کی نعش دہلی کو بھیجی گئی۔ وہاں لال دروازہ کے پاس مدرسے میں دفن ہوئے۔ جب راجہ مان سنگھ حاکم بنگال مقرر ہوئے امیر ابو العلا ان کے ہمراہ تھے اور سہ ہزاری کے درجے پر ممتاز تھے مگر آپ نے راجہ کی ہمراہی چھوڑ کر اجمیر کی طرف مراجعت کی اور وہاں سے آگرہ آئے جہاں اپنی باقی عمر صرف کی آپ کی بہت سی کرامتیں مشہور ہیں۔ جمعہ کے روز ۱۴ جنوری ۱۶۳۱ء مطابق ۹ صفر ۱۰۴۱ھ ۷۱ برس کی عمر میں انتقال کیا اور آگرہ میں کربلا کے قریب جہاں ہر سال ایک بڑا میلہ ہوتا ہے مدفون ہوئے آپ نقشبندی تھے اور خواجہ احرار کی اولاد میں تھے۔

ابو العینا۔ ایک فقیہ گزرے ہیں اور اپنی ذکاوت کے سبب مشہور ہیں۔ جب خلیفہ عبد الملک کے بیٹے موسیٰ نے ابو العینا کے ایک دوست کو مروا ڈالا اور خبر مشہور کی کہ فرار ہوگیا۔ ابو العینا نے یہ کہا کہ موسیٰ نے اس کو سزا دی وہ مرگیا! یہ جملہ شہزادے نے سنا اور اور ابو العینا کو بلوایا۔ ظالم موسیٰ سے ڈرنے کی بجائے انھوں نے دلیرانہ جواب دیا جو انجیل کی دوسری کتاب میں سے تھا۔ کہ کیا آپ مجھے بھی قتل کریں گے جس طرح کل آپ نے دوسرے آدمی کو قتل کیا تھا! اس طرز گفتگو نے موسیٰ کا غصہ رفع کر دیا اور شہزادے نے ابو العینا کو تحائف سے مالا مال کر دیا۔

ابو الغازی بہادر۔ تاتاریوں کا سردار اور چنگیز خاں کی اولاد میں تھا۔ اپنے بھائی کی وفات کے بعد خوارزم کا بادشاہ ہوا۔ بیس سال کے عرصے کے بعد بادشاہت اپنے صاحبزادے انوش محمد کو دی اور خود تصنیف و تالیف کے کام میں مصروف ہوا۔ شجرہ کے طور پر تاتاریوں کی ایک تاریخ لکھنا شروع کی مگر وہ ختم نہ ہوسکی۔ تاتاریوں کی صرف یہی ایک تاریخ

ہے جو یورپ میں مشہور ہے ۱۶۶۳ء مطابق ۱۰۷۴ھ
میں انتقال کیا اور اپنے بیٹے کو مرتے وقت وصیت
کی کہ تاریخ کو مکمل کردے۔ اس سعادت مند پسر نے
حکم کی تعمیل کی اور اُس کو دو برس میں پورا کردیا۔ اس
کتاب کا جرمنی ترجمہ کاونٹ اسٹرلن برگ
Count Strahlen berg نے
کیا اور ایک فرانسیسی ترجمہ لیڈن میں ۱۷۲۶ء میں شائع
ہوا۔

ابوالغازی بہادر (دیکھو سلطان حسین مرزا)

ابوالفتح۔ یہ ایک فارسی کتاب چار باغ کا مصنف ہے
جس میں خطوط کے نمونے ہیں جو مختلف مضامین پر لکھے
گئے ہیں۔

ابوالفتح بستی۔ مقام بست کے ایک عالم تھے سلطان محمود
غزنوی کا زمانہ پایا تھا۔ جولائی ۱۰۳۰ء مطابق شوال
۴۲۱ھ انتقال کیا۔ ایک عربی دیوان کے مصنف
ہیں اور الٰہیات پر آپ کی ایک عربی نظم مشہور ہے۔

ابوالفتح بلگرامی قاضی۔ عام طور پر شیخ کمال کے نام
سے مشہور ہیں پیدائش ۱۵۱۱ء مطابق ۹۱۷ھ
میں ہوئی شاہنشاہ اکبر کے زمانے میں آپ بلگرام
کے قاضی تھے ۱۵۹۱ء مطابق ۱۰۰۰ھ میں رحلت
فرمائی۔ فیروز عثمانی نے آپ کے نام نامی "شیخ کمال"
سے آپ کی تاریخ وفات نکالی ہے۔

ابوالفتح رکن الدین بن حسام ناگوری۔ فتاوی
حمادیہ آپ کی قابل قدر تصنیف ہے جس کو تصنیف
کرکے اپنے استاد حماد الدین احمد قاضی القضاۃ
نہر والہ (پٹن)، واقع گجرات کے نام سے معنون کیا۔ یہ
اصل کتاب بزبان عربی کلکتے میں ۱۸۲۵ء میں طبع
ہوئی ہے۔

ابوالفتح عثمان۔ ملک العزیز عماد الدین نام ہے، مصر کے
خاندان ایوبی کا دوسرا بادشاہ تھا۔ جب سلطان
صلاح الدین یوسف ابن ایوب اس کا باپ شام
میں تھا اُس وقت مصر کی عنان حکومت بطور
نائب السلطنت کے اس کے پاس رہی دمشق میں ۱۱۹۳ء
میں اپنے والد کی وفات پر سلطنت کے بڑے بڑے
سرداران فوج کی خفیہ رضامندی سے سلطنت پر
قبضہ حاصل کیا اس کی پیدائش ۱۰ جنوری ۱۱۷۲ء
مطابق ۸ جمادی الاول ۵۶۷ھ کو بمقام قاہرہ
ہوئی۔ پانچ سال حکومت کرنے کے بعد قاہرہ سے
۲۳ نومبر ۱۱۹۸ء مطابق ۲۱ محرم ۵۹۵ھ کو سپرد
خاک کیا گیا۔

ابوالفتح گیلانی۔ اس کا نام مسیح الدین ہے۔ والد کا نام
عبدالرزاق تھا جو گیلان کا ایک امیر تھا ابوالفتح
شاہنشاہ اکبر کے دربار کا ایک طبیب تھا۔ اور
اُس کے مزاج میں بہت کچھ دخیل تھا ۱۵۸۹ء میں
بادشاہ کے ہمراہ کشمیر مہم پر گیا۔ اور
کشمیر سے کابل کو جاتے میں بمقام دھنتور اُسی
سال کی ۲۰ جون کو مطابق ۱۶ شعبان ۹۹۷ھ میں
انتقال کیا اور بمقام باباحسن ابدال دفن ہوا۔
وہ اپنے دو برادران ذی شان حکیم ہمام اور
حکیم نورالدین قراری کے ہمراہ ۱۵۶۶ء مطابق
۹۷۴ھ میں ہندوستان آیا تھا۔

ابوالفتح لودی۔ ملتان کا سردار تھا سلطان محمود
غزنوی نے ملتان کو ۱۰۱۰ء میں فتح کیا اور سردار
مذکور کو قیدی بنا کر غزنین لے گیا۔

ابوالفتح محمد الشہرستانی۔ ایک عربی کتاب مسمے
کتاب الملل والنحل کا مصنف ہے۔ اس کتاب
کو جس میں مختلف مذہبی فرقوں کا مفصل ذکر ہے لاطینی
زبان میں ڈاکٹر ہاربروکر نے ۱۸۵۰ء میں ترجمہ

کرکے شائع کیا اس کا انگریزی ترجمہ ریورنڈ ڈاکٹر کیورٹن نے کیا ہی۔ شہرستانی نے سنہ1153ء مطابق سنہ548ھ میں انتقال کیا۔

ابوالفتح محمد بن ابوالمرغنانی السمرقندی آپ فصول العمادیہ کے مصنف ہیں جس میں تجارتی معاملات کے متعلق چالیس فتاوی ہیں سنہ1253ء مطابق سنہ651ھ میں آپ نے وفات پائی۔ اُس وقت یہ کتاب نامکمل تھی۔ جمال الدین بن عماد الدین نے اس کو مکمل کیا۔

ابوالفتح ناصر بن ابوالمکارم مطرزی۔ عربی لغت "موسومہ" **مغرب** "کے مصنف ہیں سنہ1213ء مطابق سنہ610ھ میں خوارزم میں انتقال کیا۔ وہ معتزلی مذہب رکھتے تھے۔ اور لوگوں کو اس مذہب کی دعوت دیتے تھے۔ آپ شرح مقامات حریری اور کتاب اطری کے مصنف ہیں۔ اہل خوارزم آپ کو اُستاد مغشری کہتے تھے اور آپ کی وفات پر شعراء نے تین سو سے زیادہ مراثی لکھے۔

ابوالفتح ناصر بن محمد۔ جامع المعارف کے مصنف تھے۔

ابوالفتوح رازی ملی۔ عربی کتاب حسینہ کا مصنف تھا۔ یہ کتاب اہل تشیع خاصکر ایران میں بڑی شہرت رکھتی ہی۔ اس میں ایک شیعہ کنیز اور سنی فقیہہ کا ایک قصہ مکالمہ کی صورت میں لکھا گیا ہی۔ فریقین نے اپنے اپنے عقائد کی تائید میں خوب جوہر دکھائے ہیں۔ بالآخر مصنف نے شیعہ لڑکی کو جتا دیا ہی۔ مصنف نے اس رسالے میں اپنے مذہب کے عقائد کو ایک دلچسپ پیرایہ میں مع دلائل کے لکھدیا ہی۔ اس کتاب کو ابراہیم استرآبادی نے عربی سے فارسی میں ترجمہ کیا۔

ابوالفدا اسمٰعیل حموی۔ پورا نام ملک موید اسمٰعیل ابوالفدا ابن ملک الافضل ہی۔ یہ ایک عالم اور مشہور شاہزادہ تھا جو ملک شام کی حکومت پر سنہ1310ء مطابق سنہ710ھ میں اپنے بھائی احمد کا جانشین ہوا اور تخت نشین ہونے سے پہلے علم جغرافیے میں ایک کتاب لکھی جو تقویم البلدان کے نام سے مشہور ہوئی جس کو بمقام لندن گریویس نے لاطینی میں ترجمہ کرکے سنہ1650ء میں شائع کیا۔ اور بعدہ ہڈسن نے آکسفورڈ میں سنہ1712ء میں طبع کیا۔ جب عمر ۶۰ سال کی ہوئی بمقام حمات پیام اجل آیا۔ دیگر تصانیف بھی ہیں۔ مگر خاص تصنیف تاریخ مختصر ہی جس میں شروع پیدائش دنیا سے مصنف کے زمانے تک کا حال لکھا گیا ہی۔ یہ ایک انصاف پسند مورخ تھا۔ اور طرز ادا خوب پایا تھا۔ اسی وجہ سے اس کی تصانیف نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔

ابوالفرج۔ بعض کتب سوانح میں ابوالفراجیس کے نام سے منسوب ہی۔ اس کے باپ کا نام اعارون تھا جو ایک عیسائی تھا۔ اس کی پیدائش آرمینیہ ہی۔ بمقام ملیشیا جو دریائے فرات کے پاس ایک مقام ہی سنہ1226ء میں ہوئی۔ طبابت پیشا تھا۔ بعد کو مشرقی زبانیں اور علم الہیات پڑھا۔ اور بیس برس کی عمر میں گوباکا پادری ہوا۔ جہاں سے وہ حلب میں منتقل ہوگیا۔ اس کی تصنیف سے ایک تاریخ کی کتاب موسومہ مختصر الدول ہی۔ جو دنیا کی پیدائش سے اس کے زمانے تک کل تاریخ کا ایک خلاصہ ہی اس تصنیف کا سب سے عمدہ حصہ وہ ہی جس میں ساسانیوں مغلوں اور چنگیز خاں کے فتوحات کا ذکر ہی۔ ڈاکٹر پوکوک پروفیسر عربی د

عبرانی آکسفورڈ کالج میں اس عربی کتاب کو ۱۶۶۳ء میں مع ترجمۂ لاطینی شائع کیا تھا۔ ابوالفرج ۱۲۸۶ء مطابق ۶۸۵ھ میں فوت ہوا۔

ابوالفرج اصفہانی ۔ اصل نام قاضی علی بن حسین بن محمد بن احمدی تھا۔ پیدائش ۲۸۴ھ بمقام اصفہان۔ عنفوان شباب زیادہ تر بغداد میں بسر ہوا اس کو عربی اشعار اور راگنیاں بکثرت حفظ تھیں۔ اس کے علاوہ فن تاریخ۔ علم حدیث لغت نحو۔ طب۔ نجوم۔ بیطاری وغیرہ میں بدرجہ کمال مہارت تھی۔ پچاس برس میں ایک نسخہ "کتاب الاغانی" تصنیف کرکے سیف الدولہ بادشاہ ہمدان کی خدمت میں پیش کیا۔ جہاں سے ایک ہزار دینار عطا ہوئے۔ عضد الدولہ اس کے وزیر نے اس کتاب کا وہی مسودہ دو ہزار دینار کو خرید کر قدر دانی کی۔ یہ کتاب عام طور پر یوروپ میں مستند اول ہے عرب کی شاعری کی ایک مستند تاریخ ہے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ پیرس کے ایک کتب خانے شاہی میں اب تک موجود ہے۔ اس کتاب کو سب سے پہلے گورنمنٹ مصر نے ۱۸۶۸ء میں مطبع بولاق میں طبع کرا کے شائع کرا دیا تھا۔ اس کتاب میں مختلف قسم کی سو راگنیوں کا بیان ہے جسکو مغنیوں نے ہارون رشید کے لیے ایجاد کیا تھا۔ اس کتاب میں علاوہ راگنیوں کے بیان کے اخبار۔ اشعار۔ انساب ایام عرب اور ان تمام مغنیوں اور شعرا کے حالات بھی درج ہیں جن کا کلام اس کتاب میں شامل ہے۔ اس میں بعض بعض بیانات پر تاریخ اور سائنس سے بھی بحث کی گئی ہے۔ جرمنی زبان میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ ابوالفرج نے ۱۴ ذی الحجہ ۳۵۶ھ مطابق ۹۶۷ء

بروز چہار شنبہ بغداد میں انتقال کیا۔ کتاب مذکور کے علاوہ ان کی متعدد تصانیف ہیں مثلاً کتاب القیان۔ کتاب دعوۃ الاطبا۔ کتاب مجرد الاغانی۔ مقاتل الطالبین۔ کتاب الحانات۔ کتاب نسب بنی عبد شمس۔ کتاب ایام العرب کتاب الغلمان المغنین وغیرہ

ابوالفرج الخالدی }
ابوالفرج البغوی } یہ دونوں جلیل القدر شاعر تھے خاندان ہمدان کے سلطان سیف الدولہ کے دربار کے حاضر باش تھے۔ سلطان مذکور علما کا قدر دان تھا اور اُن کے بڑے بڑے وثیقے مقرر کر دیے تھے

ابوالفرج ابن جوزی ۔ لقب شمس الدین تھا۔ اپنے زمانے کے سب سے بڑے محدث عالم اور واعظ تھے۔ آپ نے مختلف علوم میں کتابیں لکھی تھیں۔ حضرت سعدی شیرازی کے اُستاد تھے وصال ۱۶ جون ۱۲۰۱ء مطابق ۱۲ رمضان ۵۹۷ھ کو ہوا بغداد میں مدفون ہوئے ان کے دادا کا نام علی اور والد ماجد کا نام جوزی تھا تلبیس ابلیس آپ ہی کی تصنیف سے ہے۔

ابوالفرج رونی ۔ وطن رون ہے جو لاہور کے قریب کہا جاتا ہے۔ اس کی تصنیف ایک دیوان ہے وہ سلطان ابراہیم کا جو سلطان محمود غزنوی کا پوتا تھا اور جس نے ۱۰۵۹ء سے ۱۰۹۹ء مطابق ۴۵۱ھ سے ۴۹۲ھ تک حکومت کی مدّاح تھا۔ انوری نے اس کے طرز کی تقلید کی ہے۔

ابوالفرج سنجری ۔ ایک ایرانی شاعر تھا اس نے چنگیز خاں کا زمانہ پایا تھا۔ سجستان کے رہنے والا تھا۔ اسی وجہ سے وہ سنجری

مشہور ہوا۔ لیکن سنجزی کو عام طور پر سنجری پڑھا جانے لگا ہی جو بالکل غلط ہی۔

ابو الفرح واسطی۔ آپ بارہہ۔ بلگرام مارہرہ۔ خیرآباد فتح پور ہسوہ وغیرہ کے سادات زیدی کے مورث اعلیٰ ہیں۔

ابو الفضائل بن ناقد۔ یہودی مذہب کا حاذق طبیب تھا اُس کا لقب مہذب تھا۔ علاج جسم میں زیادہ مصروف رہتا۔ درس وتدریس کا اس درجہ شائق تھا کہ مریضوں کے دیکھنے کو روانہ ہوتا تو طلبا کا گروہ ہمراہ سبق پڑھتا چلتا۔ اُس کی تصانیف سے صرف تجربات طب پائی جاتی ہی۔ بمقام قاہرہ ۱۱۸۴ع ۵۸۰ھ میں انتقال کیا۔ اُس کا بیٹا ابو الفرج بھی اچھا طبیب تھا اور وہ مشرف بہ اسلام ہوگیا۔

ابو الفضل بن ابی الوقار ملک شام کے شہر معرہ کا باشندہ تھا مگر دمشق میں سکونت اختیار کرلی تھی وہ سلطان نور الدین محمود بن زنگی کا درباری طبیب تھا۔ سنہ ۵۵۵ھ میں بمقام حلب انتقال ہوا

ابو الفضل بن عبد الکریم المہندس۔ موید الدین نام وطن دمشق۔ علم ہندسہ کی مہارت کے سبب مہندس کہلایا۔ ابتداءً نجاری اور سنگتراشی کا کام کیا کرتا تھا۔ اس فن میں کمال حاصل کرنے کی غرض سے اس کو اقلیدس پڑھنے کا خیال آیا۔ رفتہ رفتہ ہندسہ نجوم۔ زائچوں کا علم حاصل کیا۔ طوس کا نامور عالم حکیم شرف الدین طوسی دمشق میں آگیا۔ اس کی صحبت سے بہت کچھ فائدہ حاصل کیا۔ پھر محمد بن ابی الحکم سے طب کی تکمیل کی وہ ۱۲۰۲ع ۵۹۹ھ میں بعارضہ اسہال شہر دمشق میں فوت ہوا۔ منجملہ دیگر تصانیف کے کتاب فی الحروب والسیاست اُس کی مشہور تصنیف ہی۔

ابو الفضل بیہقی۔ دیکھو بیہقی (ردیف ب)۔

ابو الفضل جعفر۔ خلیفہ المکتفیٰ کا لڑکا تھا۔ علم ہیئت میں کمال حاصل تھا۔ دیکھو (المتوکل)

ابو الفضل شیخ۔ دربار اکبری کے مشہور وزیر اور مصنف ہیں۔ علامی تخلص ہی۔ یہ شیخ مبارک ناگوری کے دوسرے بیٹے اور شیخ فیضی کے بھائی تھے ۱۵۵۱ع مطابق ۹۵۸ھ کو پیدا ہوئے اور اُنیسویں سن جلوس میں دربار اکبری میں شامل تھے دربار میں باریاب ہوئے آپ کی تصنیفات سے ظاہر ہوتا ہی کہ آپ اپنے زمانے کے علامہ تھے۔ اکبرنامہ آئین اکبری۔ عیار دانش۔ اور مکتوبات علامی کے مصنف ہیں۔ اُنھوں نے شاہان مغلیہ کی تاریخ شیخ جلال الدین محمد اکبر کے بنیتالیسویں سال حکومت تک لکھی ہی۔ اسی سال میں ان کا قتل واقع ہوا جس کا قصہ یہ ہی کہ شاہزادہ سلطان مراد کے ہمراہ مقدمۃ الجیش عساکر دکن بنا کر ۱۵۹۹ع مطابق سنہ ۱۰۰۸ھ میں بھیجے گئے اور پانچ سال کے بعد واپس بلائے جانے پر جب کہ وہ نروَر کی طرف تھوڑی سی فوج کی ہمراہی میں بڑھ رہے تھے۔ ایک کمیں گاہ میں پھنس گئے۔ جس کو بیر سنگھ دیو بندیلہ نے جو بندیلکھنڈ میں ارچہ کا راجہ تھا۔ شہزادۂ سلیم کے اشارہ سے جو بعد کو جہانگیر کے لقب سے مشہور ہوا تھا تیار کیا تھا۔ شیخ کے ساتھ شہزادہ سلیم کے ناراضی کی وجہ یہ تھی کہ اس کو شیخ مذکور کی نسبت یہ شبہ تھا کہ وہ ایک مرتبہ اس کے اور شاہنشاہ اکبر کے درمیان بدمزگی پیدا کرنے کا باعث ہوا تھا اس موقعہ پر شیخ نے اپنے کو بڑی بہادری سے بچایا لیکن آخرکار اپنے بہت سے ہمراہیوں کے ساتھ میدان میں جان دی اس کا سر شہزادۂ سلیم کے حضور میں بمقام الہ آباد بھیج دیا گیا۔ یہ واقعہ ممیعہ کے

روز بتاریخ ۱۴ اگست ۱۶۰۲ء مطابق ۴ ربیع الاول ۱۰۱۱ھ ہوا۔ اکبر کو اس واقعہ سے بہت صدمہ ہوا اکبر نے متواتر دو روز تک کھانا اور سونا مطلقاً حرام کر دیا تھا۔

ابوالفضل طاہر بن محمد ظہیر الدین فاریابی۔ دیکھو ظہیر الدین فاریابی۔

ابوالفضل محمد۔ آپ کی تصنیف سے عربی لغت موسومہ صراح مشہور ہے۔

ابوفیض۔ دیکھو فیضی۔

ابوالفیض محمد بن حسین بن احمد الملقب بہ کاتب ابن احمد کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔ سلطان رکن الدولہ بویہی کا وزیر تھا۔ مقرر اور شاعر تھا۔ عربی خوش نویسی میں کمال حاصل تھا ۹۷۰ء مطابق ۳۶۰ھ کو انتقال کیا۔

ابوالقاسم الصحراوی ۱۰۱۳ء مطابق ۴۰۴ھ میں ایک عربی طبیب تھا اور التصریف اس کی تصنیف ہے یہ کتاب فن طب میں ہے اور ۳۲ جلدوں پر مشتمل ہے۔

ابوالقاسم الحلی۔ شیخ موید کے نام سے مشہور ہیں۔ اور شرائع الاسلام کے مصنف ہیں۔ یہ ممنوع و مشروع اشیا کا ایک رسالہ ہے۔ شیعوں کے نزدیک ایک بڑی مستند کتاب ہے۔ نجم الدین ابوالقاسم جعفر بن موید بھی ان ہی کا نام ہے ۱۲۷۷ء مطابق ۶۷۶ھ میں انتقال ہوا۔ حلہ (عراق) کے ساکن تھے

ابوالقاسم بن عباد۔ شاہزادہ فخر الدولہ بویہی کا وزیر تھا۔ اس نے ایک بہت بڑا کتب خانہ جمع کیا تھا۔ ابن اثیر بیان کرتے ہیں کہ اس کتب خانے کی باربرداری کے لیے چار سو اونٹ درکار ہوتے تھے

ابوالقاسم عبداللہ۔ محمد بغوی کا لڑکا تھا۔ معجم۔ اور دوسری کتابوں کا مصنف ہوا ۹۲۹ء مطابق ۳۱۷ھ کو وفات پائی۔

ابوالقاسم عبیداللہ بن عبداللہ بن خورداذبہ۔ ابن خورداذبہ کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔ کتاب المسالک والممالک اس کی تصنیف ہے۔ سنہ ۳۰۰ھ مطابق ۹۱۲ء میں انتقال ہوا۔

ابوالقاسم کاہی۔ اصفہان کا رہنے والا تھا۔ بعض لوگ غلط طور پر کابلی مشہور کرتے ہیں۔ آگرہ میں وفات پائی۔ (دیکھو قاسم کاہی)

ابوالقاسم مرزا۔ باپ کا نام کامران مرزا تھا جو شاہنشاہ ہمایوں کا بھائی تھا۔ ۱۵۵۵ء مطابق ۹۶۲ھ میں اکبر نے قلعہ گوالیار میں نظربند کر دیا اور جب اکبر خان زمان کو تنبیہ و تہدید کرنے جا رہا تھا اس کے قتل کا حکم دیدیا۔

ابوالقاسم نمکین۔ ہرات کے ایک سید تھے اکبر اور جہانگیر کی ملازمت میں مامور رہے۔ بعدہ بھکر (سندھ) کی زمینداری کا تعلقہ حاصل کیا۔ سکھر میں ایک عالیشان مسجد ان کی یادگار ہے آپ کی اولاد شاہ جہاں عالمگیر اور فرخ سیر کی ملازمت میں رہی۔

ابوالقاسم نیشاپوری۔ اصول اخلاق میں ایک کتاب موسومہ گنج گنج کا مصنف تھا۔ ان کی دوسری تصنیف حلیۃ المتقین ہے۔

ابوالکلام آزاد مولانا۔ غلام محی الدین نام۔ وطن آبائی دہلی۔ آپ کے والد ماجد غدر ۱۸۵۷ء کے بعد ملک کی تباہی و بربادی سے دل برداشتہ ہو کر حجاز کو گئے تھے۔ مولانا ۱۸۸۸ء میں بمقام مکہ معظمہ پیدا ہوئے اور حجاز و مصر میں تعلیم پا کر پندرہ سال کی عمر میں جید عالم ہوئے ہند تے آپ کے خاندان میں

صدیوں سے علم و رشد و کا سلسلہ جاری رہا ہے۔ اس خاندان میں متعدد علما و مشائخ پیدا ہوئے۔ اکبر اعظم کے زمانۂ سلطنت میں شیخ جمال الدین اور جہانگیر کے عہد میں شیخ محمد زبردست عالم اور صوفی گزرے شاہ جہاں بادشاہ کو حضرت شیخ محمد صاحب سے شرف بیعت حاصل تھا۔ مولانا کے نانا مولوی منور الدین صاحب شاہ عالم اور اکبر شاہ ثانی کے عہد میں رکن المدرسین تھے۔ جس عہدے کو اب وزیر تعلیمات کہتے ہیں۔ حسباً نسباً صدیقی ہیں۔ مولینا آزاد تحریر و تقریر میں و نظم و نثر کے میدان میں اپنے معاصرین میں آپ ہی اپنی نظیر ہیں۔ تیرہ سال کی عمر میں آپ کی اسپیچوں اور شاعری کا عام شہرہ ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی مضمون نگاری کا مشغلہ بھی ابتدا ہی سے رہا۔ مختلف اخباروں اور رسالوں کی ایڈیٹری کی۔ بالآخر لسان الصدق نام علمی ادبی مذہبی میگزین کلکتے سے جاری کیا۔ اُس کے بعد مذہبی نقطہ نظر پر غور کر کے الہلال اخبار جاری کیا۔ جس کے خاص طریقہ تحریر اور طرز ادا نے اردو ادب میں حیرت انگیز انقلاب پیدا کر دیا۔ جب وہ اپنا وقت پورا کر چکا تو البلاغ اُسی مقصد کو پورا کرتا رہا۔ زمانۂ جنگ یورپ ۱۹۱۶ء میں بمقام رانچی نظر بند کر دیے گئے۔ اسی حالت میں اپنی ان تھک کوشش سے ایک اسکول مسمّٰی دار الاقامہ رانچی میں بنوایا۔ یکم جنوری ۱۹۲۰ء کو نظر بندی ختم ہوئی تو کانگریس اور خلافت کے میدان میں آ کر شامل ہو گئے ۱۹۲۲ء میں بمقام کلکتہ ایک سال کے لیے پھر مقید کر دیے گئے۔ مولینا کی تصانیف علوم و مباحث مختلفہ میں قریب چالیس کے اب تک شائع ہو چکی ہیں

ابو المحاسن۔ منحل صافی کا مصنف ہے۔ مزید حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

ابو المعالی۔ اصلی نام محمد صدر الدین ہے۔ ترک ان کو اپنا پہلا شاعر بتاتے ہیں مگر ان کی شاعری فقط ترکی زبان میں محدود تھی۔ عربی میں بھی شعر کہتے تھے۔ اور فارسی میں ناصر الدین کے مد مقابل تھے۔ جلال الدین رومی کے ہمعصر تھے۔ ۶۷۲ء میں انتقال کیا۔ معرفت کی طرز نو کی شاعری میں سب سے پہلے انھیں کی ایجاد ہے۔ ان کی تصانیف مثلاً کلید اسرار اور مہر تکمیل ان کے ذوق سلیم کا پتہ دیتی ہے۔

ابو المعالی الہ آبادی شیخ۔ تحفۃ القادریہ کے مصنف ہیں۔ اس کتاب میں سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری ہے مسکن لاہور تھا اور وہیں ۱۷ اپریل ۱۶۱۵ء م ۱۶ ربیع الاول ۱۰۲۴ھ کو انتقال کیا۔

ابو المعالی بن عبد المجید المعروف بہ حمید الدین نصر اللہ۔ عبد المجید کا لڑکا تھا جو سلطان بہرام شاہ غزنوی کے زمانے میں ایران میں نہایت فصیح اور بلیغ شاعر تھا۔ اس نے ۵۱۱ھ مطابق ۱۱۱۳ء میں کلیلہ و دمنہ زبان عربی سے فارسی میں ترجمہ کی اسی اصل نسخے کو رودکی نے نظم کیا ہے۔ بعدہٗ ۱۵۰۵ء مطابق ۹۱۰ھ میں امیر شیخ احمد سہیلی وزیر عمر شیخ پسر ثانی امیر تیمور کے حکم سے حسین واعظ نے اس کتاب کو ترمیم کر کے انوار سہیلی کے نام سے شائع کیا۔ تیسری مرتبہ ابو الفضل وزیر اکبر نے عیار دانش کے نام سے اس کا خلاصہ لکھا انوار سہیلی اب تک مقبول خاص و عام ہے اور فارسی درس میں شامل ہے۔

ابو المعالی شاہ۔ اکبر بادشاہ کی ملازمت میں تھا

بعدہٗ علم بغاوت بلند کیا اور اس وجہ سے کابل بھاگنے پر مجبور ہوا۔ یہاں مرزا محمد حاکم برادر شاہنشاہ اکبر نے منصب جلیلہ عطا کیا اور اپنی ہمشیرہ مہرالنسا بیگم کے ساتھ نکاح کر دیا۔ لیکن ہوس تاجداری نے اس کو اپنی خوش دامن کے قتل پر آمادہ کر دیا۔ یہ قابل شہزادی فی الواقع اس وقت کابل کی حکمراں تھی۔ کیونکہ اس کا بیٹا نابالغ تھا اور تمام کام سلطنت کا یہ قابل عورت انجام دیتی تھی۔ اس کے ہلاک ہو جانے پر ابو المعالی نابالغ شاہزادے کا مدارالمہام بن بیٹھا اس پر بھی بس نہ کیا بلکہ امرائے سلطنت کو اس امر پر متفق کرنا چاہا کہ وہ براہ راست ابو المعالی کو جس کو شاہی داماد ہونے کی عزت حاصل ہو چکی تھی۔ تخت پر بٹھائیں۔ لیکن منصوبہ ہنوز پورا نہ ہونے پایا تھا کہ مرزا سلیمان شاہزادہ بدخشاں نے حملہ کر کے ۱۳ مئی ۱۵۶۴ء مطابق یکم شوال ۹۷۱ھ میں اس کو ملک عدم پہونچا دیا اور سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ ابو المعالی شاعر بھی تھا۔

ابو المعشر۔ المامون خلیفۂ بغداد کے زمانے میں ایک عربی عالم تھا۔ پورا نام جعفر بن محمد بن عمر ابو المعشر ہے۔ عربی ہیئت دانوں کا استاد مشہور ہے۔ مولد بلخ ہے۔ اس نے عربی میں ایک کتاب الموسوم بہ کتاب الالوف علم ہیئت میں سنسکرت سے ترجمہ کی وفات ۸۸۶ء مطابق ۲۷۲ھ میں ہوئی۔ اس کتاب کا ترجمہ لاطینی زبان میں آٹھ جلدوں میں ۱۵۰۶ء میں وینس میں طبع ہوا تھا۔

ابو المکارم بن عبد اللہ۔ کتاب نقایہ مصنفہ عبد اللہ بن مسعود پر جو تین شرح لکھی گئی ہیں اور جو بہت مقبول ہیں اُن میں سے سب سے پہلی شرح کا مصنف یہی ہے۔ اس نے [illegible]ء مطابق [illegible]ھ میں لکھا تھا دوسری شرح ابو علی بن محمد البرجندی نے ۱۵۲۹ء مطابق ۹۳۵ھ میں لکھی۔ تیسری شرح شمس الدین محمد الخراسانی نے ۱۵۴۳ء مطابق ۹۵۰ھ میں تیار کی۔

ابو المفاخر رازی۔ سلطان محمود سلجوقی کے زمانے میں ایک شاعر تھا۔

ابو النجیب البخاری۔ تخلص عمعق ہے۔ یہ قدر خاں خاقان ترکستان کے دربار میں پانچویں صدی ہجری میں ایک ایرانی شاعر تھا۔ خان مذکور نے شعرا کی ایک ادبی انجمن ترتیب دی تھی۔ اور ابو النجیب کو اس کا صدر نشین منتخب کیا تھا۔ سب سے پہلے یوسف زلیخا کو اسی نے نظم کیا۔ غزل و بحر رجز ہے۔ مراثی لکھنے میں خاص ملکہ تھا۔ سو برس کی عمر پائی۔ تقریباً ۱۱۴۵ء مطابق ۵۴۰ھ میں انتقال ہوا۔

ابو معشر نجیح المدنی۔ ہشام بن عروہ کے شاگرد تھے ثوری اور واقدی نے ان سے روایت کی ہے گو محدثین نے روایت حدیث میں ان کی تضعیف کی ہے۔ لیکن سیرت و مغازی میں ان کی جلالت شان کا اعتراف کیا ہے۔ امام ابن حنبل کہتے ہیں کہ وہ اس فن میں صاحب نظر ہیں۔ ابن ندیم نے ان کی کتاب المغازی کا ذکر کیا ہے۔ کتب سیرت میں ان کا نام کثرت سے آیا ہے ۱۷۰ھ میں وفات پائی۔

ابو بکر احمد۔ حسین بیہقی کا لڑکا تھا۔ (دیکھو بیہقی)

ابو بکر احمد بن عمر الخصاف۔ آداب القاضی کا مصنف۔ اس کتاب میں ایکسو بیس باب ہیں اور بہت سے فقہا نے اس کی شرحیں لکھی ہیں۔ جن میں سب سے زیادہ مقبول عمر بن عبد العزیز ابن

ماجہ المعروف بہ حسام الشہید۔ کی شرح ہی ...ء مطابق ...ھ میں وفات پائی۔

ابوبکر باقلانی۔ باپ کا نام طیب تھا۔ التوجیہ۔ و اعجاز القرآن اور چند دیگر کتابیں تصنیف سے ہیں ۱۰۱۲ء مطابق ۴۰۳ھ میں انتقال کیا۔ مذہب مالکی تھا۔

ابوبکر بن ابی شیبہ۔ ایک عربی مصنف تھا۔ ۸۴۹ء یا ۲۳۵ھ میں وفات پائی۔

ابوبکر بکبندی۔ ابوعبداللہ مغربی کے شاگردوں میں نویں صدی ہجری کے مشاہیر میں تھا۔

ابوبکر بن مسعود الکاشانی۔ مصنف بدائع جو فقہ کا ایک رسالہ ہی اور بدائع و صنائع کے نام سے بھی مشہور ہی۔ ۱۱۹۱ء مطابق ۵۸۷ھ میں انتقال ہوا۔

ابوبکر سعد زنگی۔ فارس کے بادشاہان اتابک میں تھا ۳۵ برس تک شیراز میں حکومت کی اور ۱۲۶۰ء مطابق ۶۵۸ھ کو انتقال کیا۔ سعدی شیرازی نے اپنی مشہور کتاب گلستان ۱۲۵۸ء میں ہی ابوبکر بن سعد زنگی کے نام سے معنون کی تھی۔

ابوبکر تغلق۔ شہزادہ ظفرخاں کا بیٹا اور فیروز شاہ تغلق کا پوتا تھا۔ اپنے چچا غیاث الدین تغلق کے مرنے کے بعد فروری ۱۳۸۹ء مطابق ۷۹۱ھ میں دلی میں تخت نشین ہوا۔ اس نے ڈیڑھ سو برس تک حکومت کی اس کے بعد اس کے چچا شہزادہ محمد تغلق بن فیروز شاہ نے جو نگرکوٹ کانگڑا میں تھا۔ اپنے آپ کو بادشاہ مشہور کردیا۔ اور ایک فوج کے ساتھ دہلی کی طرف بڑھ گیا۔ کئی مرتبہ پسپا ہونے کے بعد فتح یاب ہوا۔ اگست ۱۳۹۰ء مطابق رمضان ۷۹۲ھ کو دہلی میں تخت نشین ہوا۔ ابوبکر میوات کی طرف بھاگ گیا۔ مگر تین ماہ کے بعد پکڑا گیا۔ اور میرٹھ کے قلعے میں قید کردیا گیا۔ جہاں تھوڑے عرصے کے بعد انتقال کرگیا۔

ابوبکر شاداں شیخ۔ قزوینی ایک مشہور بزرگ تھے ۹۴۱ء مطابق ۳۳۰ھ قزوین میں انتقال کیا

ابوبکر شبستانی۔ ایک بہادر سردار تھا۔ صوبہ مازندران میں قصبہ شبستان میں پیدا ہوا امیر تیمور کے ایشیائی حملوں میں مزاحم رہا۔

ابوبکر شبلی شیخ۔ بمقام بغداد ۸۶۱ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کا شمار صرف اپنے زمانے کے صوفیہ ہی میں نہ تھا۔ بلکہ محدثین کے گروہ میں بھی شامل تھے فقہ مالکی کے مقلد تھے اور حضرت جنید بغدادی کے خلیفہ و مرید تھے۔ آپ کا اصلی وطن خراسان تھا۔ بغداد میں جمعہ کے روز ۱۳ جولائی ۹۴۶ء مطابق ۲۰ ذی الحجہ ۸۰ سال کی عمر میں وصال ہوا۔

ابوبکر صدیقؓ۔ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی تھے۔ آں حضرت صلعم کی وفات کے بعد عام مسلمانوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ کی خلافت کی مدت دو سال تین ماہ ہی ۱۱ھ سے ۱۳ھ تک آپ نے خلافت کی۔ عراق و فلسطین و شام و بصرہ آپ کے عہد میں فتح ہوئے۔ اسی عہد میں قرآن مجید جمع کیا گیا۔ جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کو شکست ہوئی۔ تمام عرب جو مرتد و باغی ہوگئے تھے مطیع ہوگئے۔ اور بیعت کی۔ ۶۳ برس کی عمر پائی بروز جمعہ ۲۳ اگست ۶۳۴ء مطابق ۲۲ جمادی الاخر ۱۳ھ وفات ہوئی۔

دنیوی لحاظ سے نہایت زبردست مظفر و منصور بادشاہ ہوئے دین و اخلاق کے لحاظ سے تمام صحابہ کرام آپ کو پیشوا مانتے تھے۔ کسر نفسی کا یہ حال تھا کہ زمانہ خلافت میں سوداگری کا مال کندھے پر اٹھائے ہوئے مدینے کی گلیوں میں بے تکلف بیچتے پھرتے اور اسی کے منافعے سے اپنے اہل و عیال کی پرورش و بسر اوقات کرتے مزار حضور سرور عالم کے روضۂ مقدس کے اندر مدینہ طیبہ میں ہی۔

ابوبکر زین الدین مولانا۔ لقب زین الدین تھا۔ ایک زبردست عالم تھا۔ انتقال جمعرات کے دن ۲۸ جنوری ۱۳۸۹ء مطابق ۳۰ محرم ۷۹۱ھ کو ہوا۔

ابوبکر کتانی شیخ محمد بن علی جعفر۔ ایک مشہور ولی کامل تھے بغداد میں پیدا ہوئے ۹۵۴ء م ۳۲۲ھ میں انتقال کیا۔

ابوبکر محمد السرخسی۔ لقب شمس الائمہ تھا بمقام اوزجند بحالت قید ایک فقہ کی کتاب لکھی ہی جو نہایت مستند اور مفصل کتاب ہی۔ اس کتاب کا نام مبسوط ہی۔ المحیط بھی اس کی تصنیف سے ہی ۱۰۹۰ء مطابق ۴۸۳ھ میں انتقال کیا۔

ابوبکر محمد بن زکریا رازی۔ ابی بکر کنیت محمد نام۔ ایران کی مردم خیز سرزمین رے کا باشندہ تھا۔ تیس سال سے زائد کی عمر میں بغداد آیا۔ ابتدائے عمر سے اس کو علوم کا شوق تھا ایک روز بغداد میں وہ عضد الدولہ کے شفاخانے میں گیا اور وہاں کے دوا سازوں سے ادویات کے متعلق چند سوالات کیے اور اُن کے جوابات دلچسپی سے سنے۔ رفتہ رفتہ اُس کا شوق طب کی طرف مائل ہوا اور اس فن میں وہ رتبہ پایا کہ جالینوس العرب کہلایا۔ رازی اسحق بن حسین عبادی کا معاصر تھا۔ اس کا سنہ وفات ۲۹۹ھ م ۹۰۶ء یا سنہ ۳۱۰ھ مطابق ۹۲۲ء بتایا جاتا ہی وہ مختلف مضامین کی ایک سو پچیس کتابوں کا مصنف ہی

ابوبکر یحیی۔ مصنف بہجۃ المحافل۔ اس کتاب میں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان کے چاروں خلیفہ اور دوسرے مشہور بزرگوں کے حالات عربی میں درج ہیں۔

ابوتراب میر۔ شیراز کے سادات سے تھے۔ جنھوں نے اپنے بیٹے میر گدائی کے ساتھ گجرات میں اور پھر اکبر کی ماتحتی میں کام کیا ۱۰۰۵ھ ۱۵۹۶ء میں انتقال کیا اور احمد آباد میں دفن ہوئے

ابوتمام حبیب ابن اوس الطائی۔ ایک عربی شاعر تھا۔ ہمدان میں عبدالوفا بن سلمہ نے اس کا نہایت عزت و احترام کے ساتھ خیر مقدم کیا اور اپنا کتب خانہ اس کے حوالہ کر دیا وہ اس علمی خزانہ کو پاکر نہایت مسرور ہوا اور سفر کی زحمت بھول گیا۔ اس کتب خانے سے مستفید ہو کر اس نے مختلف تصانیف کیں مجموعہ کلام شعرا مسمی حماسہ اس مطالعے کا خاص نتیجہ تھا دوسری تصانیف فحول الشعرا ہی۔ بمقام جاسم دمشق کے متصل ۸۰۴ء مطابق ۱۸۸ھ میں پیدا ہوا اور ۸۴۵ء مطابق ۲۳۱ھ میں فوت ہوا

ابوجعفر (دیکھو المنصور)

ابوجعفر احمد بن حسان۔ وطن غرناطہ ہی۔ خلیفہ المنصور کا شاہی طبیب تھا۔ ایک کتاب "تدبیر الصحۃ" اُس کی تصنیف ہی۔ خلیفہ۔

المنصور کے واسطے تالیف کیا تھا۔

ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی۔ طحا وطن تھا جو ملک مصر میں ایک موضع ہی۔ مذہباً حنفی تھے۔ ان کی تصانیف سے تفسیر قرآن شریف موسومہ احکام القرآن اختلاف العلما۔ معانی الآثار۔ ناسخ والمنسوخ مشہور ہیں ۹۳۳ء مطابق ۳۲۱ھ میں انتقال ہوا ایک مشہور تصنیف مختصر الطحاوی بھی ہی جس میں حنفی عقائد کا خلاصہ درج ہی

ابو جعفر الطبری ابن جریر۔ تاریخ طبری کے مصنف ہیں جو عربی کی ایک مستند تاریخ ہی اور ۹۱۳ء میں لکھی گئی۔ ابو محمد تبریزی نے اس کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔ طبری ایک جدید سنی فرقے کے بانی تھے مگر یہ فرقہ ان کی وفات کے بعد زیادہ عرصے تک قائم نہیں رہا ۹۲۳ء مطابق ۳۱۰ھ میں وفات پائی۔ ایک تفسیر قرآن کے بھی مصنف ہیں اور ان کے پسر محمد طبری بھی مصنف تھے انھوں نے اپنے باپ سے بیس سال بعد انتقال کیا۔

ابو جعفر الحداد / ابو جعفر الصفار } یہ دونوں روحانیت کے زبردست ہادی گزرے ہیں۔ ان میں سے ایک قفل سازی اور دوسرے ٹھٹھیرے کا کام کرتے تھے ابو جعفر الصفار کو مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب نفحات الانس میں الحداد (گوکن) کے لقب سے یاد کیا ہی

ابو جعفر بن احمد۔ فن طب کا بہترین فاضل اور جالینوس اور بقراط کی تصانیف کا عالم تھا۔ خلیفہ مامون الرشید کے زمانہ میں گزرا ہی۔ الشرح المامونی اس نے مامون ہی کے نام پر لکھی اور اسی کے نام پر معنون کی۔ اس کی بہت سی دیگر طبی تصانیف بھی پائی جاتی ہیں۔

ابو جعفر محمد بن علی بابویہ الصدوق۔ شیعہ متقدمین مفسرین و مجتہدین میں تھے۔ اجتہاد میں مہارت کلی رکھتے تھے۔ سن ہجری کی چوتھی صدی میں تھے اور رکن الدولہ دیلمی کے ہمعصر تھے۔ شیعہ فرقے کی احادیث کے جامعین اعظم سے ہیں اور ملک فارس میں قم کے امامیہ فقہا میں سب سے زیادہ مشہور فقیہہ ہیں۔ ایک بڑی اور ایک چھوٹی تفسیر لکھی۔ ان کے زمانہ زندگی کی بابت بہت اختلاف ہی۔ شیخ طوسی نے الفہرست میں لکھا ہی کہ ابو جعفر نے بمقام رے ۳۳۱ھ مطابق ۹۴۲ء میں انتقال کیا مگر یہ غلط معلوم ہوتا ہی۔ شیخ نجاشی جنھوں نے ۱۰۵۵ء میں انتقال کیا لکھتے ہیں کہ ابو جعفر عالم شباب میں بغداد میں آئے یہ زمانہ ۳۵۵ھ مطابق ۹۶۵ء کا تھا یہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہی کیونکہ ابو الحسن علی بن بابویہ نے جو آپ کے پدر بزرگوار تھے ۳۲۹ھ مطابق ۹۴۰ء میں انتقال کیا ہی قاضی شوستری نور اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابو جعفر رکن الدولہ کے زمانے میں تھے اور انھوں نے رکن الدولہ سے کئی بار ملاقات کی۔ رکن الدولہ ۳۲۳ھ سے ۳۶۶ھ مطابق ۹۳۵ء-۹۷۶ء تک حکمراں رہا۔

آپ کی تصنیف میں "من لا یحضرہ الفقیہ" ہی جو اہل تشیعہ کی مستند کتب احادیث یعنی کتب اربعہ میں سے ایک کتاب ہی ان کی کل تصانیف ۱۰۲ ہیں۔

ابو جعفر محمد بن حسن الطوسی شیخ۔ ان کا شمار امامیہ مذہب کے مستند مجتہدین میں ہی اور آپ فہرست کتب الشیعہ و اسماء المصنفین کے مصنف ہیں یہ شیعہ تصانیف کی ایک فہرست ہی جس میں کتابوں کے نام معہ ان کے مصنفین کے حالات کے بہ ترتیب حروف تہجی درج ہیں۔ ان کی تصانیف کا زیادہ تر حصہ بغداد میں اس زمانے میں جل گیا جب ۱۰۵۶ء میں سنی و شیعہ کے باہم جھگڑا ہوا تھا۔ آپ کا انتقال ۱۰۶۷ء میں ہوا آپ نے قرآن مجید کی ایک مشرح تفسیر ۲۰ جلدوں میں لکھی ہی جو عام طور پر تفسیر طوسی کے نام سے مشہور ہی اگرچہ مصنف نے اس کا نام مجمع البیان لعلوم القرآن

رکھا تھا۔ شیعہ حدیث کی چار کتابوں میں جو کتب اربعہ کے نام سے مشہور ہیں پہلی دو کتابیں جو تہذیب الاحکام و استبصار کے نام سے موسوم ہیں ان کی تصنیف ہیں ان کی خاص تصانیف مبسوط اور خلاف ہیں جو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ نہایہ اور محیط بھی آپ ہی کی تصنیف ہیں رسالہ جعفریہ آپ کا ایک فقہی رسالہ ہی جس کا اکثر حوالہ دیا جاتا ہی۔

ابو جہل۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا۔ ابو جہل کے لفظی معنی جہالت کے باپ کے ہیں۔ یہ جناب مصطفےٰ محمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے دین متین کا سخت دشمن تھا اگرچہ ابو جہل کے پسر عکرمہ نے دین اسلام قبول کرلیا تھا مگر وہ خود ایمان نہیں لایا۔ ابو جہل بدر کی لڑائی میں ہلاک ہوا۔ اس کی ہلاکت ستر برس کی عمر میں بماہ مارچ ۶۲۴ء مطابق ۱۷ رمضان المبارک ۲ھ کو واقع ہوئی۔

ابو حاتم۔ (حاتم ملاحظہ ہو)

ابو حاتم بستی۔ ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان البستی بنی تمیم کے قبیلہ سے بست کے رہنے والے تھے۔ فرقہ اہل سنت کے بڑے محدث اور عالم ہیں تحصیل علم کا یہ شوق تھا کہ حوالی ترکستان سے اسکندریہ اور مصر تک جہاں کہیں فقیہہ یا محدث کا پتا معلوم ہوتا۔ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپ کے اساتذہ کی تعداد ستر سے زیادہ ہی ابو بکر بن محمد بن اسحٰق بن خزیمہ سے زیادہ استفادہ حاصل کیا اور سفر و حضر میں ان کے ساتھ رہتے تھے اور جو کچھ علمی مطالب سنتے تھے لکھتے جاتے تھے۔ تکمیل علوم کے بعد تالیف و تصنیف کا سلسلہ شروع کیا۔ اور کوئی فن ایسا نہیں ہی جس میں آپ کی تصنیف نہ ہو۔ سمرقند کے کل شہروں کی حکومت شرعیہ اور قضا سپرد تھی۔ ۳۳۴ھ میں نیشاپور گئے تھے وہاں بھی حدیث کے شائقین کا مجمع کثیر ہوگیا پھر وہاں سے اپنے وطن کو آگئے سنہ ۳۵۴ھ ۹۶۵ء میں انتقال ہوا اور بست میں دفن ہوئے۔ حاسدوں نے آپ پر طعن بھی کی ہی جو بالکل مردود ہی۔ آپ کے تصانیف سے یہ کتابیں ہیں۔ کتاب الصحابہ کتاب التابعین۔ کتاب علل حدیث الزہری۔ کتاب علل حدیث مالک کتاب علل مناقب ابی حنیفہ و مثالب کتاب علل ما استند الیہ ابو حنیفہ۔ کتاب الفصل والوصل کتاب الفصل بین المکحول الشامی و مکحول الازدی۔ کتاب مناقب الشافعی۔ کتاب مناقب مالک بن انس کتاب المعجم علی المدن۔ کتاب الہدایہ الی علم السنن۔ کتاب صفۃ الصلوٰۃ وغیرہ اپنی کل کتابوں کو وقف کردیا تھا اور شرط یہ تھی کہ کتاب خانے سے باہر کتاب نہ نکلے لیکن اُس ملک میں ہنگامے ہوئے اور وہ تمام سرمایہ غارت ہوگیا۔ اس لیے اب کوئی تصنیف میسر نہیں آتی۔

ابو حاتم سجستانی۔ ابو حاتم سہل بن محمد بن عثمان بن یزید الجشمی النحوی اللغوی۔ علوم قرآن میں قرات تفسیر۔ اسباب نزول وغیرہ میں اور لغت اور صناعت شعر میں اپنے وقت کا امام تھا۔ صاحب ورع اور تقوی تھا۔ ایک دینار روز صدقہ کرتا تھا اصل وطن سجستان ہی۔ آغاز جوانی میں تحصیل علم کے لیے سفر کیا۔ یعقوب مقری سے قرات اور اخفش سے نحو پڑھی اور کتاب سیبویہ کے اول سے آخر تک دو دور اخفش سے کیے۔ حدیث ابو عبیدہ بصری۔ عبد الملک اصمعی حسین بن فضل ہاشمی۔ ابو زید انصاری۔ عمرو بن کرکرہ اور روح بن عبادہ سے اخذ کی۔ بعد تکمیل کے خود پڑھانا شروع کیا۔ محمد بن درید لغوی اور ابو العباس مبرد نحوی وغیرہ علما اس کے شاگرد ہیں۔ کچھ روز ابو حاتم بغداد میں بھی رہا اور وہاں سے بصرے کو گیا۔ اور

زندگی وہیں ختم کر دی جس زمانے میں والی بصرہ سلیمان بن جعفر بن عیسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس تھا۔ ابوحاتم کے ساتھ بڑی رعایت کرتا تھا۔ ابوحاتم کی وفات رجب یا محرم ۲۴۸ء یا ۲۵۰ھ یا ۲۵۵ھ میں ہوئی۔ والی بصرہ سلیمان بن جعفر ہاشمی نے نماز پڑھائی۔ سیرۃ المصلی میں دفن کیا۔ کتابوں کی تجارت پر بسر تھی۔ بعد مرگ چودہ ہزار دینار کی قیمتی کتابیں نکلیں۔ ابن سکیت نحوی نے یہ سب کتابیں کچھ کم قیمت میں خرید لیں۔ مولفات سے یہ کتابیں ہیں:۔ کتاب اعراب القرآن۔ کتاب اللحن۔ العابد۔ کتاب لطیر کتاب المذکر و مونث۔ کتاب النبات۔ کتاب المقصور و المدور۔ کتاب الفرق کتاب القرات۔ کتاب المقاطع والمبادی۔ کتاب الفصاحۃ کتاب النخلہ۔ کتاب الاضداد وغیرہ۔

سجستان معرب سیستان کا ہے۔

ابوحامد محمد (ملاحظہ ہو غزالی)

ابوحسین زین۔ ہرات کا رہنے والا۔ ابوعبداللہ مغربی کا اُستاد تھا۔ ایک سو بیس برس کی عمر میں انتقال ہوا۔

ابوحفص البخاری۔ بخارا میں مشہور عالم گزرے ہیں وہاں منصب افتا حاصل تھا۔ لقب الکبیر اعظم ہے۔ ان کے لڑکا کا لقب الصغیر ہے۔ اس لیے اپنا لقب اعظم اختیار کیا تھا۔ الصغیر بھی ایک عالم تھا مگر اپنے باپ کی برابر مشہور نہیں تھا۔

ابوحفص حدّاد۔ عمر۔ ان کے باپ کا نام سلامہ ہے۔ نیشاپور کے رہنے والے ہیں۔ اولیا اللہ میں تھے ان کا انتقال ۲۶۵ھ میں ہوا ہے۔

ابوحفص عمر الغزنوی سراج الدین لقب اس کا سراج الدین ہے۔ حنفی مذہب تھا۔ زبدۃ الاحکام کا مصنف ہے اس کتاب میں چار مختلف سنی فرقوں کے عملی قوانین بیان کیے گئے ہیں وفات ۱۳۷۱ء مطابق ۷۷۳ھ میں ہوئی۔

ابوحفص عمر بن احمد۔ اس کے باپ کا نام احمد ہے۔ یہ تین سو کتب کا مصنف ہے۔ ترغیب تفسیر اور سند بھی اسی کی تصانیف سے ہیں۔ انتقال ۹۹۵ء مطابق ۳۸۵ھ میں ہوا۔

ابوحمارہ۔ سلطنت مراکش میں ایک دعویدار سلطنت نیا بن گیا تھا۔ جب وہ جنگ میں قیدی پکڑتا تو اُن کو توپ سے اڑا دیتا یا پیٹھ پر صابون لگا کر لوہے کی زنجیروں سے پٹوا کر قتل کرتا۔ کبھی ایک قیدی کو دوسرے قیدی کے سامنے بٹھاتا۔ ان کے گوشت کے ٹکڑے کٹوا کر سیخ پر لگا کر اُن قیدیوں کو کھانے پر مجبور کرتا۔ ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۱۰ء میں سلطان مراکش نے گرفتار کر کے قتل کیا۔

ابوحمزہ الثمالی کوفی۔ ثابت ابن دینا نام ہے۔ ابوصفیہ کنیت ہے۔ مذہب امامیہ کے ثقاۃ میں سے ہیں۔ بڑے محدث ہیں۔ حضرت علی بن حسین۔ محمد بن علی۔ جعفر بن محمد اور موسیٰ بن جعفر الکاظم رضی اللہ عنہم کی خدمت سے فیضیاب ہوئے انتقال ۷۶۶ء مطابق ۱۵۰ھ میں ہوا۔ تفسیر القرآن۔ کتاب نوادر فن حدیث۔ کتاب زہد۔ رسالہ الحقوق آپ کی تصانیف سے ہیں۔ علی و حسین دو بیٹے ان کے روات محدثین میں ہیں۔ اور نوح، حمزہ و منصور تین بیٹے زید بن علی بن حسین کے لشکر میں تھے اور مارے گئے۔

ابوحمزہ بن نصر الانصاری۔ عرف عوس بن مالک آپ علم حدیث کے چھ مسلم الثبوت مصنفین سے ملنے جاتے ہیں۔ ۷۱۱ء مطابق ۹۳ھ میں ایک سو تیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ آنحضرت صلعم کے صحابہ میں تھے۔

ابوحنیفہ امام (دیکھو حنیفہ)

ابو حنیفہ۔ نعمان بن ابی عبداللہ محمد بن منصور بن احمد تمیمی مغربی مشہور ہیں مالکی تھے پھر شیعہ ہو گئے۔ فقہ۔ تفسیر اور دیگر علوم دینیہ میں کمال تھا۔ خلفائے اسمٰعیلیہ مصر کے عہد میں تھے اپنی تالیفات میں صرف چھ اماموں کی مدح کی ہے۔ حضرت موسیٰ بن جعفر الکاظم رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں لکھا اس لیے بعض انکو اسمٰعیلی کہتے ہیں اور بعض تقیہ پر محمول کرتے ہیں۔ ابو تمیم المعز لدین اللہ علوی کے پاس افریقہ میں قاضی رہے پھر اس کے ساتھ مصر آئے۔ غرہ رجب ۳۶۳ھ میں مصر میں انتقال ہوا آپ کی تالیف سے کتاب المناقب والمثالب کتاب الرد علی ابی حنیفہ۔ کتاب الرد علی مالک۔ کتاب الرد علی شافعی۔ کتاب الرد علی ابن سریج۔ کتاب اختلاف الفقہا۔ کتاب اصول المذاہب۔ کتاب ابتداء دعوۃ کتاب الاختیار۔ کتاب الاقتصار۔ منظومہ فی الفقہ ہیں

ابو حیان محمد بن یوسف۔ بن علی بن یوسف بن حیان غرناطی۔ اندلس کے رہنے والے۔ آٹھویں صدی ہجری میں ان کی علمی شہرت مشرق و مغرب میں محیط تھی۔ نحو میں گویا سیبویہ تھے شوال ۶۵۴ ہجری میں غرناطہ میں پیدا ہوئے۔ مغرب میں تحصیل علوم کے بعد۔ جہاں کسی صاحب کمال کا پتا لگا وہاں جا کر علم حاصل کیا۔ ساڑھے چار سو اساتذہ کی تعداد ہے چھ سو اناسی ہجری میں مصر آئے۔ کچھ دن اسکندریہ میں قیام کیا۔ ۲۸ صفر ۷۴۵ھ یا ۷۴۵ھ میں قاہرہ میں انتقال ہوا۔

ابو خالی کابلی۔ نام وردان لقب کنکر ہے۔ اصحاب امامیہ سے ہیں۔ پہلے محمد بن الحنفیہ کی امامت کے قائل تھے۔ اس عقیدہ سے تائب ہو کر حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی امامت پر قائم رہے اور ان کے اصحاب میں داخل ہو گئے کتب امامیہ میں ان کے مناقب کثیر منقول ہیں۔

ابو داؤد سلیمان بن الاشعث۔ لقب السجستانی ہے۔ کتاب السنن کے مصنف ہیں۔ اس کتاب میں چار ہزار آٹھ سو احادیث درج ہیں۔ اور یہ پانچ لاکھ احادیث میں سے منتخب کی گئی ہیں۔ یہ کتاب ان کتابوں میں سے جو صحاح ستہ کہلاتی ہیں چوتھی کتاب ہے ۸۱۷ء مطابق ۲۰۲ھ کو پیدا ہوئے اور بصرے میں ۸۸۸ء مطابق ۲۷۵ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

ابو داؤد سلیمان بن عقبہ الظاہری۔ اس نے اقلیدس کا عربی میں ترجمہ کیا اور اس کی شرح کی سنی مذہب میں ایک نئی شاخ نکالی۔ اس جدید مذہب کا اس نے یہ اصول قرار دیا کہ فقہ کی بنیاد قرآن اور احادیث کے ظاہری یا لفظی معنے پر رکھی جائے اس کے پیرو بہت کم ہوئے اس فرقے کے بانی ہونے کی وجہ سے اس کا لقب الظاہری ہوا۔ اس کے پیدائش کوفے میں ۸۱۷ء مطابق ۲۰۲ھ میں واقع ہوئی اور وفات بمقام بغداد ۸۸۳ء میں واقع ہوئی اور بقول بعض مورخین ۲۷۰ھ مطابق ۸۸۴ء میں ہوئی۔ مذہب شافعی کا بہت بڑا حامی تھا۔

ابو داؤد سجستانی۔ نام سلیمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو بن عمران الازدی۔ السجستانی ہے۔ علمائے حفاظ حدیث سے صاحب کتاب سنن ہیں۔ آپ کا تفقہ صلاح اور ورع ایسا تھا کہ لوگوں نے امام احمد بن حنبل سے تشبیہ دی ہے ۲۰۲ھ میں ولادت ہوئی۔ بہت سے شہروں میں پھر کر امام احمد بن حنبل۔ احمد بن صالح۔ مسلم بن ابراہیم اور احمد بن یونس جیسے علماء سے

استفادہ کیا یعنی ابوداؤد کو جس وقت لکھا پانچ لاکھ
حدیثوں سے چار ہزار آٹھ سو حدیثیں اس میں صحیح جانچ کر
درج کیں۔ امام احمد حنبل نے اس کو دیکھ کر بہت پسند
کیا۔ اہل سنت وجماعت کے درس میں داخل ہے۔ سہل
بن عبداللہ تستری اولیا اللہ میں مشہور ہیں۔ انھوں نے
ابوداود کی زبان کو اس لیے بوسہ دیا کہ اس پر احادیث
رسول اللہ جاری ہیں۔ بہت بار بغداد کا سفر کیا۔ اخیر
میں بصرے میں قیام فرمایا۔ جمعہ کے دن ۱۵ شوال کو
۲۷۵ھ یا ۲۷۶ھ یا ۲۸۵ھ میں انتقال فرمایا۔

ابو دردا۔ پیغمبر خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک
صحابی تھے اور حضرت عمر خلیفہ دوم کے زمانے میں
شام کی حکومت ان کے تحت میں تھی۔

ابو ذر قرمطی۔ خوزستان کا رہنے والا تھا۔ خلیفہ معتمد کے
عہد میں سواد کوفہ میں داخل ہوا۔ ابتدا میں یہ ایک
پکا مسلمان تھا زہد وتقوی میں غلو رکھتا تھا۔ بعد کو
وحی والہام کا مدعی بن کر نبوت کا دعوی کیا۔ عراق و
شام میں اس کے مرید بکثرت ہوگئے۔ یہ اپنے مقلدین
کے سوا دوسروں کو کافر کہتا تھا۔ اس کا فرقہ قرامطہ
کے نام سے مشہور ہوا۔ ۲۸۲ھ مطابق ۸۹۵ء
میں فوت ہوا۔ اس نے سماوا میں ابوالقاسم یحیی کو اپنا
جانشین مقرر کیا۔ اس کے بعد ابوسعید خلیفہ القرامطہ ہوا
رفتہ رفتہ یہ فتنہ بصرہ۔ ہجر قطیف اور بحرین میں پھیل گیا
اور شام مصر۔ یمن حجاز اور عراق میں اس کا زور
بڑھ گیا۔ ابوسعید ایک جنگ میں مارا گیا۔ اس کا بیٹا
مقتدر تیسرا خلیفہ ہوا جو قتل کیا گیا۔ اس کے بعد ابوطاہر
قرامطہ کا چوتھا امام ہوا۔ خلیفہ مقتدر کے عہد میں قرامطہ
کا فرقہ شباب پر تھا۔ مقام ہجر کو ان لوگوں نے اپنا
نہ صرف دار السلطنت بنایا بلکہ کعبے کی بجائے اس کو
مقام حج قرار دیا۔ کہ جانے والے قتل کیے جاتے
اور لوگ مجبور کیے جاتے تھے کہ ہجر میں حج کے لیے
جائیں ۳۱۷ھ میں تین ہزار حاجیوں کو عین حج کے
دن اہل قرامطہ نے مکے معظمہ میں شہید کر ڈالا۔
حرم کعبہ کی عزت بے حرمتی کی خانہ کعبہ کا دروازہ
اکھاڑا گیا۔ مکہ میں لوٹ مار کی گئی۔ حجر اسود کو اکھاڑ کر
ہجر کو لے گئے۔ اس ظالم فرقے کا زور ۲۷۸ھ سے
۳۷۵ھ تک رہا۔ بہت سی خونخوار جنگوں کے بعد
خلیفہ طائع کے عہد میں یہ فرقہ بالکل نیست ونابود
ہوگیا اور حجر اسود نے پھر کعبتہ اللہ میں جگہ پائی۔

ابو ذر غفاری۔ اسلام قبول کرنے والوں میں آپ کا
ساتواں نمبر تھا۔ جب آپ نے اپنے اسلام کا اعلان
سب سے پہلے کعبے میں کیا تو قریش نے ان کو بہت
تکلیف پہنچائی۔ مشہور صحابہ میں گزرے ہیں اپنی قوم
کے معزز سردار اور حسن خلق وفہم ودانائی کی وجہ سے
ممتاز تھے۔ وہ تمام عمر دنیاوی تعلقات سے الگ
رہے زر ومال کی محبت کو برا سمجھتے تھے حضرت
عثمان کے زمانے تک زندہ رہے اور مدینہ سے
کچھ دور گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتے تھے۔

ابو ذر فقیہہ۔ قاضی ابو ذر عمر بن ذر بن عبداللہ ہمدانی
زمرۂ صلحا وزہاد سے تھے۔ اکتساب علم مجاہد اور عطا
سے کیا۔ آپ کے بیٹے کا نام ذر تھا۔ اس لیے ابو ذر
کنیت ہوئی۔ یہ لڑکا ایسا سعید تھا کہ ہمیشہ باپ کے
ساتھ دن میں پیچھے چلتا تھا اور رات کو آگے چلتا۔
بیٹا آپ کے سامنے نوجوان مرگیا۔ حالت نزع میں
فرزند سے کہا کہ مجھے اللہ تعالی پر بھروسا ہے سوائے
اللہ تعالی کے کسی سے نا امید رکھی نہ رکھتا ہوں۔
تیرے انتقال سے میرے کاموں میں خلل نہ پڑے گا
جب انتقال ہوگیا تو خود نماز پڑھائی اور دعا کی کہ
میں نے اپنے حقوق معاف کیے۔ اللہ تعالی بھی تجھ پر

رحم فرمائے کہتے ہیں کہ مرجیہ کے عقائد ابو ذر رکھتے تھے [illegible] یا [illegible] میں انتقال ہوا۔

ابوریحان محمد بن احمد البیرونی ۔ ملک خوارزم میں بمقام شہر بیرون سنہ ۹۷۳ء میں پیدا ہوئے۔ مباحث علمی پر ایک سو سے زیادہ کتب اس فاضل شخص نے تصنیف کیں جن میں سے اکثر نایاب ہیں۔ سلطان محمود غزنوی کے ہندوستان پر لشکر کشی کے زمانہ میں البیرونی ہندوستان ہی میں موجود تھے یہاں رہ کر سنسکرت کے عالم ہوئے اور کتاب الہند تصنیف کی جو اہل ہنود کے فلسفہ ہیئت اور تاریخ پر مشتمل ہی اور جس سے قابل مصنف کی انصاف پسندی اور بے تعصبی اظہر من الشمس ہی۔ اس کے سوا آثار باقیہ و قانون مسعودی جیسی معرکۃ الآرا کتابیں تصنیف کیں ہیں۔ آثار باقیہ میں مختلف اقوام کی تقاویم و تاریخی حالات درج ہیں۔ اور قانون مسعودی علم ہیئت کی ایک نادر المثال کتاب ہی جو سلطان محمود غزنوی کے نام سے معنون کی گئی تھی جس کے صلے میں سلطان نے ایک ہاتھی پر بار کر کے زر نقد سکہ رائج الوقت عطا کیا تھا۔ اس کتاب کا یورپ کی بہت سی زبانوں میں ترجمہ ہوا ہی۔ البیرونی کو مسلمانوں کا ارسطو سمجھنا چاہیے حال ہی میں آپ کی سوانح عمری زبان اردو میں انجمن ترقی اردو نے شائع کی ہی۔ سنہ ۴۴۰ھ مطابق ۱۰۴۸ء میں انتقال ہوا۔ علم اقلیدس۔ ہیئت تاریخ ادب اور منطق میں کامل دستگاہ حاصل تھی۔ علم معقول اور فن طلسمات میں خاص شہرت رکھتے تھے۔

ابوسعد بن عبداللہ ۔ ایک عربی شاعر تھا جو سلطان صلاح الدین کے دربار میں رہتا تھا اور اُس کا وزیر بھی تھا۔ سنہ [illegible]ء مطابق [illegible]ھ میں وفات پائی۔

ابوسعد عبدالرحمن بن مامون المتولی ۔ فرائض متولی کے مصنف ہیں۔ یہ کتاب قانون وراثت پر ہی سنہ ۱۰۸۶ء مطابق ۴۷۸ھ میں وفات پائی۔

ابوسعید ابوالخیر ۔ ابوسعید فضل اللہ بن ابی الخیر اپنے زمانے میں ہر طرح کے علوم و فنون کے ماہر زہد و تقویٰ میں راسخ تھے۔ آپ کے باپ ابوالخیر اپنے وطن [illegible] میں نباتات کی فروخت سے گزر کرتے تھے۔ امرائے محمود سے ہم صحبت رہتے تھے۔ اور کبھی کبھی سلطان محمود کی بزم میں بھی شریک ہوتے تھے۔ اسی عہد میں ابوسعید پیدا ہوئے۔ ہوش سنبھال کر علوم و فنون حاصل کیے۔ حدیث و فقہ میں بے مثل تھے۔ علوم ظاہری سے فراغ کے بعد علم باطنی پر توجہ کی۔ باپ سے کہہ کر علٰحدہ مکان بنوایا اور اُس کی درون پر کلمہ شہادت لکھوایا۔ والد نے دیکھ کر کہا کہ یہ کیا ترکیب آرائش ہے جواب دیا آپ نے اپنے مکان پر محمود کی تصویریں بنائی ہیں تاکہ اس کی محبت غالب ہو۔ میں نے خدا کا نام لکھوایا ہی کہ اُس سے اُنس پیدا ہو۔ باپ نے شرمندہ ہو کر اپنے مکان سے تصویریں محو کر دیں۔ ابوسعید مرو گئے اور وہاں پانچ سال عبداللہ حصیری اور قفال فقیہہ کی خدمت سے ظاہری و باطنی فیض پایا۔ سرخس میں ابوعلی فقیہہ سے تفسیر و فقہ حاصل کی۔ ایک روز لقمان مجذوب سے سامنا ہو گیا۔ وہ ہاتھ پکڑ کر ابوالفضل کی خانقاہ کو لے گیا اور ابوالفضل سے کہا اس نوجوان کو اپنے پاس رکھو وہ ابوالفضل کی خدمت میں مدت تک رہے ابوالفضل نے حکم دیا میہنے میں جا کر چلہ کشی کرو۔ میہنے میں سات سال رہے۔ ابوالفضل نے پھر آپ کو بلا کر ابوعبدالرحمن سلمی کے پاس بھیجا وہاں سے

خرقۂ خلافت لیکر پھر ابو الفضل کی خدمت میں آئے ابو الفضل نے اجازت دی کہ میہنے کو آؤ۔ مدتوں تک صحرا میں پتے کھا کر بسر کر دی۔ گرمی اور سردی کا حس نہ تھا۔ اخیر میں طریق ارشاد و تعلیم شروع کیا ہزاروں آدمی تائب ہو کر مرید ہوئے۔ شب جمعہ ۴ شعبان سنہ ۴۴۰ ہجری میں وفات ہوئی تراسی برس چار مہینے کی عمر ہوئی۔ آپ کی رباعیاں فارسی کی مشہور ہیں۔

ابو سعید بیضاوی۔ ابو سعید عبد اللہ بیضاوی مصنف نظام التواریخ۔ اس تاریخ میں حضرت آدم سے لیکر تاتاریوں کے زمانہ تک کا جب کہ ہلاکو خاں نے سنہ ۱۲۵۸ء میں خلافت بغداد پر حملہ کیا حال درج ہے۔ یہ کتاب سنہ ۱۲۷۵ء میں تصنیف کی گئی۔

ابو سعید بن کلب۔ شاشی مسند کبیر کے مصنف تھے سنہ ۹۲۳ء مطابق سنہ ۳۰۵ھ میں وفات پائی۔

ابو سعید خاں بہادر بن الجایتو۔ الجایتو المعروف محمد خدابندہ کا فرزند خاندان ہلاکو خاں سے فارس کے بادشاہ ہوا۔ شوال سنہ ۷۱۶ھ مطابق سنہ ۱۳۱۶ء میں بعمر بارہ سال اپنے باپ کی جگہ تخت نشین ہوا۔ اُس کے زمانے میں رشید الدین مصنف جامع التواریخ قتل کیے گئے اس کو ہلاکو خاں کے خاندان کا با اقتدار آخری بادشاہ کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس کے بعد چند شاہزادے جو اس خاندان میں تخت نشین ہوئے اپنے امرا کے ہاتھوں میں تھے جو اپنے حسب منشا عزل و نصب کرتے رہتے تھے۔ ابو سعید نے اُنیس سال تک حکومت کی اور ۳۰ نومبر سنہ ۱۳۳۵ء مطابق ۱۳ ربیع الثانی سنہ ۷۳۶ھ میں بعارضۂ بخار انتقال ہوا۔

ابو سعید زاہد العلما۔ نطوری فرقے کا عیسائی تھا۔ ابو سعید منصور نام۔ حلب کے حاکم نصیر الدولہ بن مروان کا خاص طبیب رہا ہے۔ اس کی پانچ تصانیف ہیں۔ کتاب شفاخانہ جات۔ کتاب امراض چشم وغیرہ خاص خاص ہیں۔

ابو سعید سنان بن ثابت بن قرہ۔ یہ حکیم خلیفہ مقتدر باللہ۔ القاہر باللہ کے زمانہ میں تھا۔ جب اُس کو اسلام قبول کرنے کا حکم دیا گیا تو وہ بغداد سے بھاگ گیا۔ مگر بعد کو اپنی خوشی سے مسلمان ہو گیا۔ اُس کے بیٹے نے اُس کی سوانح عمری لکھی ہے سنہ ۳۰۶ھ میں سنان بن ثابت نے ایک نیا شفاخانہ موسومہ بیمارستان السید کھولا یہ شفاخانہ بغداد کے بازار سوق یحییٰ میں تھا۔ اُس کا ماہواری خرچ چھ سو دینار (اشرفی) تھا۔ خلیفہ کے حکم سے تمام غیر مشہور اطبا کا ممتحن مقرر ہوا۔ تقریباً سات سو غیر معروف طبیب شامل تھے ابن ثابت نے جس طبیب کو جس علاج میں قابل پایا اُس مرض میں دست اندازی کی سند دی۔ اُس کی مختلف آٹھ تصانیف یادگار ہیں زیادہ تر سلاطین کی تاریخ ہیں۔ سنہ ۳۳۱ھ / ۹۴۳ء میں فوت ہوا۔

ابو سعید فضل اللہ بن ابو الخیر۔ ابو الفضل لقمان سرخسی صوفی کے مرید تھے بحالت ریاضت چودہ سال تک جنگل میں بسر کی۔ رباعیات ابو سعید ابو الخیر آپ کی ایک مشہور تصنیف ہے سنہ ۱۰۶۲ء مطابق سنہ ۴۴۰ھ میں بعمر ۴۴ سال انتقال کیا۔

ابو سعید مرزا سلطان۔ بن سلطان محمد مرزا ابن میران شاہ بن تیمور لنگ پیدائش سنہ ۱۴۲۴ء مطابق سنہ ۸۳۰ھ ۲۵ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ ۱۸ سال تک سلطنت کی ترکستان۔ ماوراء النہر۔ بدخشاں۔ کابل۔ غزنین۔ قندھار اور سرحد وہندوستان پر تصرف کیا۔ آخر کو عراق بھی تسخیر کر لیا۔ سنہ ۸۷۳ھ میں آزون حسین عاق تولیو پر لشکر کشی کی آزون حسین غالب آیا ابو سعید ۲۵ رجب المرجب سنہ ۸۷۳ھ میں مطابق ۸ فروری سنہ ۱۴۶۹ء کو قتل ہوا۔ دمقتل سلطان ابو سعید) سے تاریخ وفات نکلتی ہے گیارہ

بیٹے چھوڑے بابرنامے میں بابر نے اس کو جاہل اور غیر تربیت یافتہ لکھا ہے۔ لیکن بایں ہمہ دولت کا نشہ اُس پر غالب نہیں آیا۔ وہ ہمیشہ درویشوں اور گوشہ نشینوں سے عاجزی اور فروتنی کا اظہار کرتا تھا۔

ابوسفیان بن حرب۔ سردار قریش عبد الشمس کا پوتا اپنے قبیلے میں دولت مند اور با اثر۔ اسلام لانے سے قبل آں حضرت صلعم کی مخالفت میں پیش پیش۔ جناب امیر معاویہ بنی امیہ کے پہلے خلیفہ انھیں کے فرزند تھے۔ ۸ھ ہجری میں اسلام لائے۔

ابوسہیل مسیحی۔ عیسائی مذہب۔ جرجان گورگاں کا باشندہ تھا۔ فن طبابت میں کامل تھا۔ اس کی تصانیف اعلےٰ پایہ کی ہیں۔ مشہور ہے کہ شیخ الرئیس کا فن طب میں اُستاد تھا۔ علم طب اور دیگر مضامین پر اُس کی آٹھ تصانیف ہیں۔ جن میں سے کتاب المائتہ۔ علم الطبعی۔ تعبیر الرویہ وغیرہ مشہور ہیں۔

ابوسلمۃ بن الفضل الابرش الانصاری۔ ابن اسحٰق کے شاگرد اور ان کی سیرت کے راوی ہیں۔ رَے کے قاضی تھے۔ اہل نقد کے نزدیک قابل احتجاج نہیں لیکن ابن معین جو اسماء الرجال کے بڑے ماہر ہیں مغازی میں ان کی توثیق کرتے ہیں اور ان کی سیرت کو بہترین سیرت ہائے نبوی کہتے ہیں۔ طبری میں ان کے واسطے سے اکثر روایتیں مروی ہیں ۱۹۱ھ مطابق ۸۰۶ء میں وفات پائی۔

ابوسلیمان داؤد۔ ابو الفضل بن محمد فخر بناکتی تاریخ بناکتی کا مصنف تھا۔ اس کتاب کا پورا نام روضۃ الالباب فی تواریخ الاکابر والانساب ہے۔ یہ تاریخ جامع الرشیدی کا خلاصہ ہے۔ یہ کتاب سلطان ابوسعید نویں شاہ فارس کو معنون کی گئی۔ مصنف کو سلطان غازی خاں نے اپنے دربار کا ملک الشعرا مقرر کر دیا ۱۳۳۰ء مطابق ۷۳۰ھ میں وفات ہوئی

ابوسلیمان منطقی۔ محمد ابوسلیمان منطقی محمد طاہر بن بہرام کا فلسفۂ ادبی۔ حکمت الٰہی۔ فن منطق میں بڑا رتبہ ہے چوتھی صدی ہجری کے حکما میں مشہور رہا۔ متی بن یونس وغیرہ سے علوم حاصل کیے۔ عضد الدولہ دیلمی کا ہم عہد ہے اور اُس کے دربار میں بہت عزت تھی۔ ارسطو کی کتاب کی جو شرح لکھی ہے اس کو عضد الدولہ کے نام پر معنون کیا ہے۔ اس کا قول ہے کہ یونانیوں کی نحو ایک قطعہ ہے اور عربوں کی نحو ایک قطرہ ہے کہتے ہیں کہ یک چشم تھا اس لیے لوگوں سے کم ملتا تھا۔

ابوسہل ارجانی۔ ابوسہل ارجانی طبیب۔ ولادت ارجان ملک فارس کی ہے۔ طبیب اور معالج کامل تھا جراحی بھی آتی تھی۔ شباب میں شیراز میں جاکر تکمیل فن کی کی اور وہیں مدت تک مطب کیا۔ اُس کے تدابیر کی شہرت نے شاہان دیالمہ کے دربار تک پہنچایا ابوکالنجار حسام الدولہ مرزبان ابن سلطان الدولہ کا حکمران آل بویہ کے دربار میں اس قدر رسوخ ہوا کہ لوگ دشمن ہو گئے۔ ابوکالنجار کی بیوی نے اُس کے اعتبار کو سازش سے کھو دیا۔ بادشاہ نے قید کر دیا۔ اور مال و متاع ضبط کر لیا۔ اس صدمے سے ۴۳۰ھ میں انتقال ہوا۔ بادشاہ کو اس کے انتقال سے صدمہ ہوا۔ اور مال و متاع اولاد کو دلا دیا۔ ارجان فارس کا بڑا شہر ہے۔ عجمی اُس کو ارغان کہتے ہیں۔ یہ شہر دریا سے تھوڑے فاصلے پر ہے۔

ابوسینا۔ ایک طبیب اور حکیم تھا۔ کم عمری ہی میں علوم ریاضی و ادب اور نباتات حاصل کر لیے ۱۸ سال کی عمر میں دربار بغداد کا طبیب ہو گیا۔ پیدائش ۹۸۰ء مطابق ۳۷۰ھ میں بمقام بخارا ہوئی اور

اور جولائی ۱۰۳۷ء مطابق ۴۲۸ھ ۵۸ سال کی عمر میں بمقام ہمدان انتقال کیا۔ آخر حصّہ عمر میں عیاشی اور مے نوشی کی طرف راغب ہوگیا تھا۔ علم طب کی تقریباً ایک سو کتب اس کی تصنیف سے کہی جاتی ہیں۔ جو بیشتر ضائع ہوگئیں۔

ابو سینا محمدؒ۔ کتاب حدیث دقایق الحقایق کا مصنف تھا۔

ابو شاکر بن ابی سلیمان۔ لقب موفق الدین۔ اور سلاطین ابوبیہ کے دربار میں معزز و مکرم رہا۔ اور ملک العادل کے دربار میں نہایت رسوخ پیدا کیا۔ ۶۱۳ھ مطابق ۱۲۱۶ء میں فوت ہوا اور قاہرہ کے متصل دہر الخندق میں دفن کیا گیا۔

ابو طالب۔ حضرت علی مرتضیٰ کے والد اور رسول خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ ان کی وفات حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے جو آں حضرتؐ کی پہلی بی بی تھیں تین روز پہلے ۶۱۹ء میں بعمر ۸۰ سال ہوئی۔

ابو طالب حسینی۔ تزک تیموری کا مصنف ہے۔ اس کتاب میں امیر تیمور لنگ کی زندگی کے ابتدائی بیتالیس سال کے حالات ہیں جو اس نے خود ترکی زبان میں لکھے تھے۔ ابو طالب نے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ اور شاہ جہاں کو پیش کی۔ میجر چارلس اسٹورٹ نے اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے۔

ابو طالب خاں مرزا۔ حاجی محمد بیگ خاں کے صاحب زادے ترکی النسل تھے۔ بمقام لکھنؤ ۱۷۵۲ء مطابق ۱۱۶۶ھ میں پیدا ہوئے۔ لکھنؤ کے نواب آصف الدولہ کے وزیر مختار الدولہ نے آپ کو ۱۷۷۵ء میں اٹاوہ و دیگر اضلاع دوآبہ کا عامل مقرر کر دیا۔ اس کے بعد آپ کی زندگی میں کئی مرتبہ انقلاب ہوا۔ سب سے آخر مرتبہ کپتان ڈیوڈ رچرڈسن کے ساتھ ۱۷۹۹ء مطابق رمضان المبارک ۱۲۱۳ھ میں انگلستان کا سفر کیا۔ اس سفر میں اُن کو نہ صرف انگلستان بلکہ دیگر حصص یورپ کی سیر کا موقعہ ملا۔ لندن میں ایرانی شاہزادے کے نام سے مشہور ہوئے۔ یورپ میں اُنھوں نے ہر چیز کو نظر غور سے مطالعہ کیا۔ چنانچہ جب ۱۸۰۳ء مطابق ۱۲۱۸ھ میں ہندوستان واپس آئے اپنا سفرنامہ بنام مآثر الطالبی فی بلاد افرانجی کے نام سے شائع کیا۔ جس کا انگریزی ترجمہ چارلس اسٹورٹ نے لندن میں ۱۸۱۴ء میں طبع کرایا۔ ابو طالب نے ۱۸۰۶ء مطابق ۱۲۲۱ھ میں وفات پائی۔ خلاصۃ الافکار بھی انھیں کی تصنیف سے ہے۔

ابو طالب شیخ۔ شیخ محمد علی حزیں کے والد تھے۔ اور اصفہان میں ۱۷۱۰ء مطابق ۱۱۲۷ھ میں فوت ہوئے اور مقبرہ موسومہ مزار بابا رکن الدین میں مولانا شیخ الاسلام گیلانی کے مزار کے قریب دفن ہوئے۔

ابو طالب کلیم ہمدانی۔ تخلص کلیم تھا۔ ہمدان کے ایک بڑے شاعر تھے اور پہلی مرتبہ جہاں گیر بادشاہ کے دوران حکومت میں ہندوستان تشریف لائے اور ۱۶۲۱ء مطابق ۱۰۳۰ھ میں وطن کو واپس گئے۔ کچھ سال کے بعد شاہ جہاں کے زمانے میں پھر آئے اور ملازمت شاہی میں داخل ہو کر ملک الشعراء کا درجہ حاصل کیا۔ دو مرتبہ بادشاہ نے شاعرانہ قابلیت کے صلے میں اُن کے جسم کے برابر زر و سیم انعام میں دیا۔ ظفرنامہ شاہ جہاں اور ایک دیوان فارسی اپنی تصنیف سے یادگار چھوڑا۔ ۹ نومبر ۱۶۵۱ء مطابق ۱۵ ذی ۱۰۶۱ھ کو بمقام لاہور انتقال کیا۔

ابوطالب مرزا۔ دیکھو شایستہ خاں۔

ابوطاہر۔ ملک اسپین طورطاسہ کا رہنے والا۔ کتاب داراب نامے کا مصنف۔ جس میں ضحاک اور سکندر اعظم۔ جالینوس اور دیگر حکمائے یونان کی۔ سوانح عمریاں درج ہیں۔

ابوطاہر خاتونی۔ بارہویں یا تیرہویں صدی عیسوی میں ایک شاعر تھا تاریخ السلجوقی اور مناقب الشعرا اسکی تصنیف ہے

ابوطیب المتنبی۔ (دیکھو متنبی)

ابوعباس۔ خلفائے عباسیہ میں سے پہلا خلیفہ بغداد تھا (ملاحظہ ہو ابو العباس)

ابوالعباس الصفاح (دیکھو الصفاح)

ابوعبداللہ۔ اس نام کے تین بزرگ گزرے ہیں جن کے تذکرے ابوجعفر نے لکھے ہیں۔ پہلے ابوعبداللہ قریشی ہیں جو خاندان قریش مکہ سے تھے۔ دوسرے ابوعبداللہ اسکندر اور تیسرے ابوعبداللہ جوہری تھے۔

ابوعبداللہ۔ معروف بہ ابن مالک مصنف صحیح بخاری دمشق میں [illegible]ء مطابق [illegible]ھ میں فوت ہوئے۔

ابوعبداللہ۔ محمد بن ادریس (ملاحظہ ہو شافعی امام)

ابوعبداللہ بن الکنانی۔ ابوعبداللہ محمد بن حسین المعروف بہ ابن الکنانی۔ طب میں اپنے زمانے کا ممتاز عالم تھا۔ اندلس میں ایک مشہور فساد کا آغاز ہوتے ہی قسطنطنیہ کو چلا گیا۔ خلیفہ منصور بن ابی عامر اور اُس کے بیٹے المظفر باللہ کے دربار میں طبی خدمت میں مامور رہا۔ [illegible]ھ مطابق [illegible]ء میں نیبر انخاص سال فوت ہوا۔

ابوعبداللہ بن سفیان۔ ساکن قیروان ملک افریقہ مصنف کتاب موسومہ ہادی [illegible]ء مطابق [illegible]۴۱۵ھ میں فوت ہوا۔

ابوعبداللہ بخاری (ملاحظہ ہو محمد اسمٰعیل بخاری)

ابوعبداللہ محمد فاضل۔ بن سید احمد بن سید حسین۔

ابوعبداللہ محمد فاضل مظہر الحق بن سید احمد بن سید حسن ساکن آگرہ کتاب مجمع الواصلین کا مصنف تھا۔ عہد عالمگیری میں گزرا [illegible]ء مطابق [illegible]ھ میں وفات پائی۔ مجمع الواصلین [illegible]ھ میں تصنیف ہوئی۔ جیسا اس کے تاریخی نام "مجمع الواصلین" سے ظاہر ہوتی۔ جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر حضور کی اولاد امجاد میں جس قدر مشاہیر گزرے ہیں۔ ان سب کی وفات کا مادہ تاریخ اس کتاب میں منظوم ہے

ابوعبداللہ بن احمد انصاری قرطبی۔ قرطبہ کے مشہور مصنفین میں گزرا ہے۔ [illegible]ھ مطابق [illegible]ء میں وفات پائی۔

ابوعبداللہ حمیدی۔ بن ابونصر کتاب الجمع بین الصحیحین و تواریخ اندلسیہ موسوم بہ تاریخ اندلس کا مصنف ہے پہلی کتاب البخاری و مسلم کا مشہور مجموعہ ہے۔ وفات [illegible]ھ مطابق [illegible]۱۰۹۵ء میں ہوئی۔

ابوعبداللہ مغربی۔ اصلی نام محمد بن اسمٰعیل ہے۔ ابراہیم خورجی و ابراہیم شیبان کرمان شاہی و ابوبکر بی قندی اس کا اُستاد اور ابوالحسن زین ساکن ہرات کا شاگرد تھا۔ [illegible]ء مطابق [illegible]ھ میں فوت ہوا اور کوہ سینا میں دفن ہوا۔

ابوعبداللہ محمد بن علی الراہبی۔ ایک چھوٹے رسالے موسوم بہ غایت البحث کا مصنف ہے۔ اس رسالے میں زید بن ثابت کی روایات کے مطابق مسائل وراثت کا خلاصہ نظم کیا گیا ہے۔

ابوعبداللہ محمد۔ بن مفید النعمانی شیخ مفید کے نام سے مشہور ہیں۔ علمائے شیعہ میں فضل و کمال کا اعلیٰ درجہ ہے تقریباً دوسو کتابیں تصنیف کیں۔ ارشاد مفید مشہور کتاب آپ کی ہے۔ [illegible]ء مطابق [illegible]ھ یا [illegible]۱۰۲۵ء مطابق [illegible]ھ میں انتقال فرمایا۔

ابو عبد اللہ محمد حاکم کبیر۔ مصنف کتاب مستدرک ۱۰۱۴ء مطابق ۴۰۵ھ میں وفات پائی۔

ابو عبد اللہ صلح (ملاحظہ ہو ابو علی وزیر منصور اول)

ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ طہمانی۔ نیشاپور کے رہنے والے نامور فقیہہ اور محدث تھے۔ پیدائش ۳۲۱ھ وفات ۴۰۵ھ۔ الصحیحین۔ العلل۔ الامالی۔ فوائد الشیوخ۔ تاریخ علمائے نیشاپوران کی تصنیفات ہیں۔ کل ایک ہزار پانچ سو اشعار اس کی تصنیف سے بتلائے جاتے ہیں۔

ابو عبد اللہ محمد بن حسین الشیبانی۔ المعروف بہ امام محمد۔ عراق عرب میں مقام واسط میں ۷۴۹ء مطابق ۱۳۲ھ میں پیدا ہوئے اور شہر رے دار الخلافت خراسان میں ۸۰۲ء مطابق ۱۸۹ھ میں وفات پائی وہ ابو یوسف کے ہمعصر اور ہم سبق اور امام ابو حنیفہ کے ارشد تلامذہ میں تھے بعد وفات امام ابو حنیفہ تعلیم کی تکمیل ابو یوسف سے کی۔ چھ مشہور تصانیف چھوڑیں جس کے مجموعے کو ظاہر الروایات کہتے ہیں۔ اس مجموعے میں سے پانچ کتابیں بہت زیادہ مشہور اور مفید سمجھی جاتی ہیں جو حسب ذیل ہیں جامع الکبیر۔ جامع الصغیر۔ مبسوط فی فروع الحنفیہ۔ زیادات فی فروع الحنفیہ۔ سیر الکبیر و الصغیر اور نوادر۔

ابو عبد اللہ محمد بن عمر الواحدی۔ طبقات واقدی کا مشہور مصنف تھا۔ تاریخ عرب کی مشہور و مستند تاریخ ہے۔ جس میں فتوحات فاروقی شام وغیرہ کے مفصل حالات ملتے ہیں۔ تاریخ وفات ۲۱۹ھ مطابق ۸۳۴ء ہے۔ بعض نے ۲۰۹ھ لکھی ہے جو غلط ہے کیونکہ اس نے اپنی کتاب میں خلیفہ المعتصم باللہ کے عہد کے حالات لکھے ہیں جو ۸۳۳ء مطابق ۲۱۸ھ میں تخت نشین ہوا ہے۔

ابو عبد اللہ۔ محمد بن محمد النعمانی نام۔ شیخ مفید کنیت۔ ابن معلم لقب تھا۔ مشہور شیعہ فقیہہ تھا۔ الطوسی نے اپنی فہرست میں اس کو اپنے زمانے کا مشہور فصیح البیان اور فقیہہ لکھا ہے اور قدیم مجتہدین میں اس کو اعلیٰ درجے کا منطقی مانا گیا ہے۔ اہل تشیع میں اس کے فتوے مستند مانے جاتے ہیں۔ اس نے دو سو کتابیں اپنی تصنیف سے چھوڑیں جن میں "ارشاد" مشہور کتاب ہے۔ اس کی سب سے زیادہ تصنیفات تو ریث پر ہیں ۴۱۳ھ مطابق ۱۰۲۲ء تاریخ انتقال لکھی ہے۔

ابو عبد الرحمن احمد نسائی۔ مصنف سنن کبری و سنن صغری۔ سنن کبری حدیث کی بہت بڑی کتاب ہے گو خود بقول نسائی کے اس میں بہت سی احادیث ضعیف درج ہیں۔ بعدہ نسائی نے سنن صغری کے نام سے دوسری کتاب لکھی جس میں صرف احادیث صحیح لکھیں۔ اس رسالہ کا نام المجتبیٰ رکھا جس کو سنن صغری بھی کہتے ہیں۔ سنن صغری احادیث کی اُن مشہور کتابوں میں سے ہے جو صحاح ستہ کہلاتی ہیں۔ نسائی ۸۳۰ء مطابق ۲۱۵ھ بمقام نسا جو خراسان کا ایک شہر ہے پیدا ہوئے اور مکے شریف میں وفات پائی

ابو عبد الرحمن اسلمی۔ دیکھو عبد الرحمن سلمی ردیف ع۔

ابو عبد الرحمن یونس۔ اس کے والد کا نام حبیب ہے علم صرف و نحو میں بہت مشہور تھا۔ ۷۹۸ء مطابق ۱۸۲ھ میں انتقال ہوا۔

ابو عبیدہ۔ جراح بن جراح الملقب بہ امین الامت۔ جو اول المومنین میں تھے اور آں حضرتؐ کے صحابہ میں داخل تھے۔ حضرت ابو بکرؓ کے عہد خلافت میں فلسطین کے پہلے معرکے کے وقت (۱۳ھ مطابق ۶۳۴ء)۔ اسلامی لشکر کے سپہ سالار بنائے گئے۔ اور ملک شام کی طرف کی کمان آپ کے سپرد ہوئی۔ جب خلیفہ وقت کو یہ معلوم ہوا کہ ابو عبیدہ آگے نہیں بڑھے۔ تو خلیفہ نے ان کے رحمدل اور رقیق القلب ہونے کا لحاظ کرکے

دیگر صحابہ سے مشورہ کرنے کے بعد یہ حکم دیا کہ شام کی کمان خالد ابن ولید سیف اللہ جو اس وقت عراق کی سرحد پر مامور تھے لے لیں اور رومیوں کا مقابلہ کریں ابو عبیدہ یہ حکم پاکر بلا کسی ناراضگی اور تردد کے۔ اُس کی تعمیل پر آمادہ ہوگئے۔ حالانکہ وہ اس حکم کے پہنچنے سے پہلے بصرہ کو فوج روانہ کر چکے تھے۔ حضرت خالد سیف اللہ کی سپہ سالاری میں بھی ابو عبیدہ اُن کے ساتھ مصروف جنگ رہے۔ دوبارہ پھر حضرت عمرؓ کے عہد میں آپ کو کمان دی گئی اور فتح فلسطین اور شام کا سہرا آپ ہی کے سر رہا۔ یہ ۱۸ھ مطابق ۶۳۹ء کا زمانہ تھا۔ اسی سال ملک شام میں طاعون نمودار ہوا اور بہت سے نامور مسلمان جن میں ابو عبیدہ بھی شامل تھے اس مرض میں راہیِ ملکِ بقا ہوئے۔

ابو عبیدہ ابن مسعود۔ خلیفہ ثانی عمرؓ کے زمانے میں سپہ سالار تھے۔ ایک لڑائی میں شکست کھائی اور فرخ زاد نے جو ملکہ توران دخت کی فوج کا سپہ سالار تھا مار ڈالا۔

ابو عبیدہ قاسم بن سلام۔ ادیب بڑے عالم اور دیندار تھے۔ قراءت۔ فقہ۔ ادب اور اخبار میں بڑا پایہ ہے۔ دینی معاملات میں کسی نے اُن پر طعن نہیں کیا۔ ابن راہویہ ان کے ہمعصر لکھتے ہیں کہ اُن کی علمی جامعیت ایسی ہے کہ ہم اُن کے محتاج ہیں وہ کسی کے محتاج نہیں ہیں۔ بلال بن علا رقی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس امت پر چار شخصوں سے احسان کیا۔ فہم حدیث اور استنباط احکام میں امام شافعی سے صبر میں احمد بن حنبل سے اگر وہ لغزش کھا جاتے تو کوئی آدمی دین پر نہ رہتا۔ احادیث کی تنقید میں یحییٰ بن معین بغدادی سے۔ اور تفسیر غریب حدیث میں ابو عبید قاسم بن سلام سے ورنہ لوگ خطا میں مبتلا ہو جاتے۔ کہتے ہیں ابو عبیدہ کے والد سلام رومی تھے ابو عبیدہ کی ولادت ایک سو چار ہجری میں ہرات میں ہوئی۔ شریک قاضی۔ عبداللہ مبارک۔ ابو عبیدہ نحوی۔ ابو زید انصاری۔ فرا۔ نحوی۔ علی بن حمزہ کسائی ابو محمد یزیدی۔ عبدالملک اصمعی۔ اور دیگر جلیل القدر علماء اور محدثین سے علم حاصل کیا۔ طرسوس[*] کے قاضی مقرر ہوئے۔ بیس جلدوں کے قریب تفسیر قرآن۔ اور توضیح مشکلات حدیث میں کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کی کتاب غریب المصنف پہلی کتاب حل غریب علم حدیث میں ہے۔ اسی کتاب کو دیکھ کر عبداللہ بن طاہر ذوالیمینین نے دس ہزار درہم ماہانہ مقرر کر دیا۔ دو سو بائیس یا تئیس یا چوبیس ہجری میں حج کیا۔ واپسی کا ارادہ تھا کہ آں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں ہوئی۔ اور خواب میں اشارہ قیام کعبۃ اللہ کا ہوا۔ صبح کو اُٹھ کر ارادہ واپسی فسخ کیا۔ اور اُسی سال میں مکہ معظمہ میں انتقال کیا۔ بعض راوی واقعہ مدینہ منورہ کا بیان کرتے ہیں۔ آپ کی تصنیفات سے یہ کتابیں ہیں۔ کتاب امثال السائرہ۔ کتاب معانی الشعر۔ کتاب المقصور والممدود۔ کتاب القراءات کتاب المذکر والمونث۔ کتاب النسب۔ کتاب الاموال۔ کتاب الاحداث وادب القاضی۔

[*] طرسوس ساحل شام میں سیس اور مصیصہ کے پاس شہر ہے۔ مہدی بن منصور عباسی خلیفہ نے ۱۷۱ھ مطابق ۷۸۷ء میں آباد کیا تھا۔

ابو عبیدہ کاسم بن سلام۔ قرات پر ایک کتاب کے مصنف تھے۔

ابو عبیدہ لغوی۔ ابو عبیدہ معمر بن مثنیٰ البصری النحوی اللغوی لغت اور نحو کے امام عبدالملک بن قریب اصمعی کے

معاصر ہیں۔ لغات غریبہ۔ اخبار عرب۔ اور عربوں کے جنگی کارناموں پر خوب اطلاع تھی۔ ۱۰ رجب ۱۱۰ھ یا نو یا نوس یا گیارہ یا چودہ ہجری میں ولادت ہوئی نحو اور ادب یونس بن حبیب نحوی اور ابو عمرو بن العلا سے فن اخبار ہشام بن عروہ وغیرہ سے حاصل کیا۔ نحو۔ لغت اور نغمہ میں ان کے کلام کو ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ علی بن مغیرہ اثرم۔ ابو عبید قاسم بن سلام ابو عثمان مازنی۔ ابو حاتم سجستانی۔ عمر بن شبیہ نمیری۔ ابو عمرو صالح بن اسحاق جرمی۔ اصمعی۔ اور ہاروں رشید خلیفہ اور ابو نواس آپ کے شاگرد ہیں۔ ایک بار فضل بن ربیع وزیر ہاروں رشید کے حسب الطلب بغداد میں بھی گئے وہاں سے واپس ہو کر کتاب المجاز تصنیف کی۔ لوگوں پر رد قدح کی عادت تھی اس لیے بعض ان سے رنجیدہ تھے ۲۰۸ھ یا دس یا گیارہ یا تیرہ ہجری میں وفات ہوئی کہتے ہیں تقریباً دو سو کتابیں تصنیف کیں غریب الحدیث بھی آپ کی تصنیف ہے۔ اور احادیث غریبہ کو سب سے پہلے آپ ہی نے جمع کیا۔

ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰ۔ صرف و نحو عربی کا ایک مشہور عالم بصرے میں پیدا ہوا۔ خلیفہ ہاروں رشید کے عہد میں تھا۔ ۸۲۴ء مطابق ۲۰۹ھ ۹۹ سال کی عمر میں وفات پائی۔

ابو عبد الواحد۔ ترکی کا فصیح البیان شاعر تھا۔ سترہویں صدی کے شروع میں قسطنطنیہ میں اس کا دورہ تھا۔

ابو عثمان سعید بن یعقوب دمشقی۔ بغداد کے قابل تذکرہ اطبا میں تھا۔ بہت سی طبی کتابیں اس نے عربی میں ترجمہ کی ہیں۔ بغداد اور مدینہ منورہ کے شفاخانے اسی کی زیر نگرانی تھے۔ اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں:-

(۱) چند مسائل جن کو جالینوس کی کتاب الاخلاق میں جمع کیا تھا۔ (۲) مقالہ نبض کے بیان میں جسے شجرہ نما لکھا ہے اور جو جالینوس کی تصنیف النبض الصغیر کا خلاصہ ہے

ابو عثمان خالدی۔ ابو عثمان سعید بن ہاشم خالدی ابو بکر خالدی کا چھوٹا بھائی ہے۔ سیف الدولہ کا کتاب خانہ سپرد ہوا تو اس نے کئی کتابیں تالیف کیں۔ ان میں سے ایک حماسۃ الشعرا ہے۔ کہتے ہیں کہ اپنے بھائی کی زندگی میں اپنے اور اپنے بھائی کے اشعار کو جمع کر لیا تھا ہجو بھی خوب بے باکانہ لکھتا تھا۔ تقریباً ۳۸۰ھ ہجری میں وفات پائی۔

ابو علی۔ خراسان کے سمانی خاندان کے شہزادہ نوح کا بیٹا اور منصور اول کا وزیر تھا۔ ۹۶۳ء مطابق ۳۵۲ھ میں تاریخ طبری کا عربی سے فارسی میں ترجمہ کیا۔ اس کتاب میں ابتدائے آفرینش سے ۳۰۲ھ مطابق ۹۱۴ء تک کے حالات لکھے گئے ہیں اس کے بعد آٹھویں صدی میں جب کہ ابو علی کی لکھی ہوئی فارسی زبان کا رواج جاتا رہا عبداللہ صالح بن محمد نے بتحریک نوراللہ خاں شہزادہ توران اس کتاب کو نئی فارسی میں دوبارہ لکھا۔

ابو علی احمد بن محمد۔ رے (خراسان) کا رہنے والا بارہویں صدی عیسوی میں گزرا ہے۔ عربی کتاب کتاب الطہارت کا مصنف ہے۔

ابو علی اسمٰعیل۔ عربی کا مصنف تھا انتقال ۹۶۷ء میں ہوا۔

ابو علی بن ابوالخیر مسیحی۔ بغداد کے طبیبوں میں جودت ذہن اور رائے مستقیم میں مشہور تھا۔ ابو الفرج ثوما وغیرہ علمائے بغداد سے فنون طبیہ حاصل کیے اور ابوالخیر نے اپنے باپ سے صنائع عملیہ سیکھے۔ باپ کی زندگی میں مطب کی شہرت ہو چکی تھی۔ باپ کے مرنے کے بعد بہت سا مال ورثہ میں ملا طبابت چھوڑ کر فسق و فجور میں مبتلا ہو گیا۔ شب جمعہ ۱۱ ربیع الاول ۴۶۰ھ میں بستی شرف نامی ایک

عورت فاحشہ سے مصروف عیش تھا۔ محتسب بغداد
نے پکڑ کر قید کیا۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ اکثر عورتوں سے
اس کا تعلق ہے۔ عورتیں گرفتار ہو کر طارات جیل خانے
میں قید ہوئیں۔ طارات نامی جیل خانہ عورتوں کے
لیے مخصوص تھا۔ ابو علی کے قتل کا حکم ہوا مگر سفارش سے
بچ گیا۔ شاہی وظیفہ بند ہو گیا۔ مال تلف ہو گیا۔ محتاجی
میں ۳۲۲ھ میں مرگیا۔

ابو علی جبائی معتزلی۔ ابو علی محمد بن عبد الوہاب بن سلام
بن خالد بن حمران بن آبان معتزلہ کا امام تھا ۲۳۵ھ
میں شہر جبا میں ولادت ہوئی جوان ہو کر علوم ابتدائی
کے بعد عقائد کلامیہ کے شوق میں بصرہ کو گیا۔ ابو یوسف
یعقوب بن عبد اللہ الشحام المصری جو اس وقت معتزلہ
کا پیشوا تھا استفادہ کیا اور پھر خود مرجع طلاب بن گیا
شیخ ابو الحسن اشعری بھی اس کے شاگرد ہیں۔ مگر استاد
سے مخالفت عقیدہ کی وجہ سے علیحدہ ہو گئے۔ اور
استاد کی کتابوں پر خوب رد لکھا۔ رفتہ رفتہ معتزلہ اور
اشعریہ میں سخت مخالفت پیدا ہو گئی۔ علمائے شیعہ کا
خیال ہے کہ وہ تفضیلیہ تھا۔ مگر اس کے مولفات سے
یہ پتہ نہیں چلتا۔ ابو علی آخیر عمر میں بصرے سے بغداد
آیا اور ۳۰۳ھ میں رحلت کی۔

ابو علی فارسی۔ ابو علی فارسی حسن بن احمد بن عبد الغفار
بن محمد بن سلیمان۔ شیراز میں ۲۸۸ھ میں پیدا ہوئے
۳۰۷ھ میں طلب علم میں بغداد کو آئے۔ ابن سراج
اور زجاج وغیرہ سے تکمیل کی۔ ابو العباس مبرد سے
لوگوں نے برتر شمار کیا ہے۔ ابن جنی۔ علی بن عیسیٰ اور
ربعی وغیرہ آپ کے شاگرد ہیں۔ نحو۔ حدیث۔ اور
عروض میں بلند مرتبہ تھا۔ بغداد سے تحصیل علم کے
بعد شام کا سفر کیا۔ حلب میں سیف الدولہ بن حمدان
کے دربار میں کچھ دن رہے اور وہاں سے فارس آکر
عضد الدولہ کے دربار میں خوب رسائی ہوئی۔ بعض
لوگ آپ کو معتزلی کہتے ہیں۔ ۳۷۷ھ میں بغداد میں
انتقال ہوا۔ کتاب تذکرہ۔ کتاب مقصور ممدود۔
کتاب الایضاح در نحو۔ کتاب تکملہ صرف وغیرہ آپ
کی تصانیف سے ہیں۔

ابو علی زرعہ۔ عیسیٰ نام ابو علی کنیت ۳۳۱ھ مطابق
۹۴۲ء میں بمقام بغداد پیدا ہوا اور ۳۹۸ھ مطابق
۱۰۰۸ء میں فوت ہوا۔ فن طب اور علم فلکیات میں
اس کی پانچ چھ تصانیف ہیں۔ مقالہ در معانی اور
ایساغوجی دوسرا مقالہ در بیان عقل مشہور ہے۔

ابو علی سینا۔ دیکھو (ابو سینا)

ابو علی عمر بن محمد۔ مصنف تفسیر شرح کبیر و شرح صغیر ۶۴۵ھ
مطابق ۱۲۴۷ء میں انتقال فرمایا۔

ابو علی قلندر۔ شیخ شرف الدین نام۔ کنیت ابو علی۔
لقب قلندر۔ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کے
عہد میں ایک بزرگ کامل تھے بادشاہ نے اپنے فرزند
شاہ مبارک خاں کو جو نہایت حسین و جمیل تھے۔ شیخ
کی سپرد کر دیا تھا اور شیخ اس سے بے حد الفت رکھتے
تھے۔ شاہ مبارک خاں نے ۹ ماہ جمادی الثانی ۷۱۵ھ
کو انتقال کیا۔ ان کی بہت سی کرامات مشہور ہیں۔
ان کے والد ماجد عراق سے ہندوستان آئے تھے
اور پانی پت میں سکونت اختیار کی تھی۔ یہاں شیخ
کی پیدائش ہوئی۔ والدہ کا نام بی بی حافظ تھا۔ ۹
رمضان المبارک ۷۲۴ھ کو ۱۲۲ سال کی عمر میں واصل
بحق ہوئے۔ مزار شریف بمقام پانی پت زیارت گاہ
خاص و عام ہے۔

ابو علی مہندس۔ علم ہندسے میں مشہور تھا۔ اس کا لقب
مہندس ہو گیا تھا۔ اس کا زمانہ بارہویں صدی عیسوی
کے آغاز میں گزرا ہے۔ اس وقت الحافظ لدین اللہ

مصر کا خلیفہ تھا اور الرشید باللہ بن المسترشد بغداد میں خلافت کرتا تھا۔

ابوعمر منہاج الجرجانی۔ ایک مشہور تاریخ طبقات ناصری کا مصنف ہے یہ کتاب سنہ ۱۲۶۰ء مطابق سنہ ۶۵۸ہجری سلطان ناصر الدین محمد شاہ دہلی کے نام نامی پر معنون کی گئی۔

ابولہب بن عبد المطلب۔ خاندان قریش کا ایک دولت مند اور معزز شخص تھا۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا۔ اس کا دوسرا نام عبد العزّا بھی تھا۔ آں حضرت۔ اور مذہب اسلام کا سخت دشمن تھا۔ تاریخوں میں یہ لکھا ہے کہ جب کسی مجمع عام میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعوت اسلام کا وعظ فرماتے تو ابولہب ہر جگہ آپ کے ساتھ جاتا اور آپ کے ہر بیان کے بعد یہ کہتا کہ یہ جھوٹ ہے۔ سنہ ۶۲۴ء میں جنگ میں مسلمانوں نے بدر میں ابوسفیان کو شکست دی۔ اس کے صدمے سے ایک ہفتہ کے اندر ابولہب مرگیا۔ ام جمیل ہمشیرہ ابوسفیان اس کی زوجہ تھی۔

ابولیث نصر سمرقندی۔ آپ نے زبان عربی میں اصول فقہ پر ایک کتاب جس کا نام فقہ ابولیث اور غنیۃ المبتدی ہے تصنیف کی۔

ابومحمد بن عباس۔ ابوجعفر بن محمد بن جریر الطبری کے بھانجے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کو مختلف مصنفین کے ایک لاکھ اشعار یاد تھے۔ سنہ ۹۹۳ء مطابق سنہ ۳۸۳ھ میں وفات پائی۔ مشہور کتاب "عیار" کے مصنف کے ہمعصر تھے۔

ابومحمد تبریزی۔ فارسی زبان میں تاریخ طبری کے ترجمے کی تکمیل کی۔ اس تاریخ کو عربی میں ابوجعفر بن جریر طبری نے سنہ ۹۱۲ء مطابق سنہ ۳۰۰ھ میں لکھا تھا۔ ابومحمد نے اپنے فارسی ترجمے کو ابوصالح بن نوح کے نام پر سنہ ۱۱۱۲ء مطابق سنہ ۵۰۶ھ میں معنون کیا تھا۔

ابومحمد ہشام بن الحکیم القندی الشبانی۔ خلیفہ ہارون رشید کے زمانے میں تھے سنہ ۷۹۹ء مطابق سنہ ۱۷۹ھ میں وفات ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ شیعہ مذہب کی احادیث سب سے پہلے اُنھوں نے جمع کیں۔

ابومحمد حسین بن مسعود فراء البغوی۔ عربی میں ایک مجموعہ احادیث کے مولف تھے۔ معالم التنزیل اور شرح السنۃ بھی آپ کی تصانیف ہیں سنہ ۱۱۲۲ء مطابق سنہ ۵۱۶ھ میں وفات ہوئی۔ آپ سمور فروخت کرتے تھے اس لیے فرا کہلائے۔

ابومخنف لوط بن یحییٰ۔ بن سعید ابن مخنف بن سلیم بن الحارث بن عوف بن ثعلبہ بن سعد بن مناۃ۔ بن غامد الغامدی الازدی امامیہ مذہب میں علمائے فن تاریخ و سیر و حدیث میں ان کا شمار ہے۔ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ منجملہ ان کے کتاب السقیفہ۔ کتاب فتوح الشام کتاب فتوح العراق وغیرہ۔ علامہ مجلسی نے علمائے سنت میں ان کو داخل کیا ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ سنہ ۱۵۷ھ میں وفات ہوئی۔

ابومحمد شاطبی۔ ایک عالم اور قصیدہ شاطبیہ کا مصنف تھا سنہ ۱۱۹۴ء مطابق سنہ ۵۹۰ھ میں انتقال کیا۔ اصلی نام قاسم تھا۔ ملک اندلس بمقام شاطبیہ پیدا ہوا۔ جس کی وجہ سے "شاطبی" مشہور ہوا۔ دوسری کتابوں کا بھی مصنف ہے۔

ابومحمد روزبہان بقلی شیرازی۔ تفسیر کلام مجید موسومہ تفسیر آرائش صفوۃ المشارب اور دیگر کتب کا مصنف تھا۔ جولائی سنہ ۱۲۰۹ء مطابق محرم سنہ ۶۰۶ھ میں انتقال کیا۔

ابومحمد مکی۔ آپ کے والد ماجد کا نام ابوطالب تھا۔

قرآن پاک کی تفسیر لکھی اور دیگر تصانیف بھی چھوڑیں۔ ۱۰۵۶ء مطابق ۴۴۸ھ میں وفات ہوئی۔

ابو محمد ناصحی۔ سلطان مسعود اوّل غزنوی کے زمانے میں ایک تبحر عالم تھا۔ عقائد مذہب حنفی پر ایک کتاب الموسوم مسعودی لکھی اور اُس کو بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا ۱۰۳۵ء میں زندہ تھا۔

ابو محمد یحییٰ بن سعید بن آبان الاقوی۔ ہشام بن عروہ اور ابن جریج سے تلمذ تھا۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ گو قلیل الروایت ہیں لیکن ثقہ ہیں صاحب کشف الظنون نے مصنفین مغازی میں ان کا نام بھی لیا ہے ۱۹۴ھ مطابق ۸۰۹ء میں وفات پائی۔

ابو مسعود المخاطب بہ شیخ الاسلام۔ قسطنطنیہ کا رہنے والا تھا۔ کلام مجید کی تفسیر ارشاد العقل اس کی لکھی ہوئی ہے۔ سلطان سلیم قیصر روم کا زمانہ پایا تھا۔ ۹۸۲ھ مطابق ۱۵۷۴ء میں وفات پائی۔

ابو مسلم۔ یہ ایک بڑے ہوشیار اور مستعد سپہ سالار اصفہان کے رہنے والے تھے۔ بنو امیہ کے خلیفہ ولید دوم کے بعد مروان کے قاضی وقت ہوئے جب سلطنت میں عام بغاوتیں پھیل گئی تھیں۔ اُنھوں نے اہل بیت اور بنی ہاشم کے حقوق کا اعلان شروع کیا۔ اور فوج جمع کر کے بنی امیہ کی بیخ کنی پر آمادہ ہو گئے مروان ثانی کو محصور کر لیا اور بنی امیہ کے تخت کو اُلٹ دیا۔ ابو العباس عبد اللہ خلیفہ بنائے گئے۔ اور اسی طرح سے ۱۳۲ھ مطابق ۷۴۹ء میں خلافت عباسیہ کی بنیاد پڑی۔ جس کا اصل بانی ابو مسلم کو سمجھنا چاہیے خلیفہ منصور کے وقت میں ان کی عزت و وقعت اور عوام پر اثر اس قدر بڑھ گیا تھا کہ خلیفہ کو یہ اندیشہ ہوا کہ مبادا ابو مسلم خود خلیفہ بن بیٹھے اس لیے ۱۳۷ھ مطابق ۷۵۴ء میں بلوا کر قتل کرا دیا۔

ابو معاذ مسلم۔ صرف و نحو عربی کا مشہور عالم تھا ۸۰۲ء مطابق ۱۸۷ھ میں وفات پائی۔

ابو معشر منجم بلخی۔ ابو معشر جعفر بن محمد بن عمر المنجم البلخی اپنے عصر میں نجوم میں خصوصاً اور علم تاریخ و سیر میں عموماً پیشوا تھا۔ خلیفہ الموفق باللہ عباسی کے دربار میں ملازم تھا۔ عنفوان شباب میں بغداد میں آیا۔ جانب غربی بغداد حوالی دروازہ خراسان میں رہتا تھا فیلسوف تبحر یعقوب بن اسحاق صباح کندی پر اعتراض کیا کرتا تھا کہ تمام عمر فلسفہ میں خراب کی۔ ابو معشر نے خود ۴۷ برس کے سن میں علم نجوم کی تحصیل شروع کی۔ محمد بن سنان نسائی اور سند بن علی ماموی کا ہم عصر کہتے ہیں دائم الخمر تھا۔ خلیفۃ المستعین باللہ عباسی کے عہد میں کوئی حکم علم نجوم سے لگایا۔ حکم موافق واقعہ کے ہوا خلیفہ کو یہ بات ناپسند ہوئی اور ابو معشر کے کوڑے لگوائے۔ ابو معشر کہا کرتا تھا کہ صحیح حکم کی تو یہ سزا ملی۔ خدا جانے غلط کی کیا تعزیر ہو۔ ابو معشر کے احکام کے متعلق بہت سے قصے دور از خیال کتابوں میں درج ہیں۔ بعض نے اُن واقعات کو دوسرے منجمین کی طرف منسوب کیا ہے۔ ابو معشر کی عمر ایک سو سال سے زیادہ ہوئی۔ ۲۷۲ھ میں واسط میں انتقال ہوا۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ چڑھتے چاند میں اس کو صرع کا دورہ ہوا کرتا تھا۔ اس کی تصانیف سے یہ کتابیں ہیں۔ کتاب الطبائع۔ کتاب الالوف۔ المدخل الکبیر کتاب القرانات۔ کتاب الدول والملل۔ کتاب الملاحم کتاب الاقالیم۔ کتاب السہام والکدخدا۔ کتاب المقالات کتاب النکت۔ زیج کبیر۔ زیج صغیر معروف بہ زیج قرانات۔ مدخل صغیر۔ زیج ہزارات۔ کتاب موالید کبیر کتاب موالید صغیر۔ کتاب ہیأت فلک۔ کتاب الاختیارات علیٰ منازل القمر وغیرہ۔

ابو منصور۔ لقب الحاکم امر اللہ ہے۔ تخت مصر پر سنہ ۹۹۶ء مطابق سنہ ۳۸۶ھ میں ۱۱ سال کی عمر میں اپنے والد العزیز کا جانشین ہوا۔ اس نے حکومت کے آخری دور میں خدائی کا دعویٰ کیا۔ صرف سولہ ہزار اشخاص نے اس کے دعویٰ کی تائید کی سنہ ۱۰۲۰ء میں قتل ہوا۔ اس کا بیٹا طاہر تخت پر بیٹھا

ابو منصور۔ کتاب التوحید اور بعض دوسری کتابوں کا مصنف تھا

ابو منصور بخاری۔ ابو منصور حسن بن نوح القمری۔ بخارا میں سلطنت سامانیہ کے دور میں چوتھی صدی ہجری کے اوائل میں پیدا ہوا۔ اپنے طبعی شوق سے ادب اور طب کو حاصل کیا۔ علم و عمل طبیہ اور اصول و فروع میں وحید عصر تھا۔ امیر منصور سامانی کے دربار میں تو یہ رسوخ تھا کہ زنانے میں بھی یہی معالج تھا۔ یہ واقعہ بھی امیر منصور سامانی ہی کے دربار کا ہے کہ ایک عورت جھکی اور پھر سیدھی نہ ہو سکی۔ امیر نے فوری تدبیر کی فرمائش کی اور ابو منصور کو اس کے ساتھ برہنہ کرنے کا حکم دیا۔ جس کی حرارت طبعی سے کمر سیدھی ہو گئی۔ شیخ بو علی سینا نے ابتدا میں ابو منصور سے بھی پڑھا ہے۔ محمد بن ذکریا سے جو رازی کا ہمعصر ہے سنہ ۳۷۰ھ تک اُس کی حیات ثابت ہے۔ کتاب غنی و منی۔ کتاب علل العلل۔ مجموعہ کبیر در ادویہ مفردہ۔ معالجات منصوری۔ مقالہ در بحران رسالہ در علاج امراض صدر۔ رسالہ در حمیات دائرہ مقالہ در مرض استسقا اس کی یادگار ہیں۔

ابو منصور جوالیقی۔ ابو منصور موہوب بن ابی طاہر احمد بن محمد بن خضر الجوالیقی البغدادی سنہ ۴۶۵ھ یا ۴۶۶ھ میں بغداد میں محلہ باب المراتب میں پیدا ہوئے ہوشیار ہو کر تحصیل کمالات پر توجہ کی۔ ابتداءً خوشنویسی سیکھی اور خوب مشق پیدا کی۔ سترہ برس خطیب ابو زکریا یحیٰ تبریزی کی خدمت میں رہ کر ادب حاصل کیا اور امام وقت تسلیم ہوئے۔ حدیث کو ابو القاسم بشری ابو طاہر بن ابی الصقر اور ابو الحسین سے حاصل کیا۔ اور حلقۂ درس اپنا علیحدہ قائم کیا اور امام وقت تسلیم ہوئے۔ ابو الفرج ابن جوزی آپ کے شاگرد ہیں خطیب ابو زکریا یحیٰ تبریزی کے بعد مدرسہ نظامیہ میں علی بن محمد فصیحی درس مقرر ہوئے۔ مگر بوجہ تشیع کے وہ علیحدہ ہو گئے تو ابو منصور جوالیقی کو یہ خدمت ملی۔ المقتفی بامر اللہ خلیفہ عباسی نے اپنا امام مقرر کیا۔ پانچوں وقت کی نماز جماعت آپ کے پیچھے پڑھتے تھے۔ پہلے ہی ملاقات میں خلیفہ سے جاکر سلام علیک کہی۔ باوجود ثروت لباس سادہ تھا۔ باتیں کم کرتے تھے۔ مباحثات علمیہ میں جہاں کوئی چیز معلوم نہ ہوتی لاعلمی کا بیساختہ اقرار کرتے۔ یکشنبہ کے دن ۱۵ محرم سنہ ۵۳۹ھ انتقال ہوا۔ قاضی القضاۃ زینبی نے جامع قصر میں نماز پڑھائی۔ بغداد کے باب الحریش میں دفن کیا۔ کتاب شرح ادب الکاتب کتاب المعرب تتمہ درۃ الغواص آپ کی تصنیف سے ہیں۔

ابو منصور عبد القاہر۔ فقہ شافعی میں قانون وراثت پر ایک رسالہ لکھا وفات سنہ ۱۰۳۷ء مطابق سنہ ۴۲۹ھ میں واقع ہوئی۔

ابو موسیٰ العشری۔ جنگ صفین کے آٹھ ماہ بعد سنہ ۳۷ھ مطابق سنہ ۶۵۷ء میں جب حضرت علی امیر معاویہ کو تین بڑی شکستیں دے چکے تھے۔ رفع نزاع کے لیے فریقین کی طرف سے عمرو بن العاص کی تحریک پر یہ قرار پایا تھا کہ دو منصف قرار دیئے جائیں اور فریقین ان کے فیصلے کے پابند ہوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے ابو موسیٰ منصف مقرر کیے گئے۔ اور معاویہ کی طرف سے عمرو بن العاص خود پنچ ہوا اور اُس نے یہ چال کی کہ ابو موسیٰ اشعری کو یہ رائے دی کہ چونکہ

حضرت علی اور معاویہ دونوں کی وجہ سے فساد ہوتا ہی۔ عافیت مسلمین کے لحاظ سے ان دونوں کو معزول کردیا جائے اور یہ قرار پایا کہ پہلے ابو موسیٰ حضرت علی کی معزولی کا اعلان کردیں۔ بعد کو معاویہ کی معزولی کا اعلان کردیا جائے گا۔ ابو موسیٰ نے اپنی نیک نہادی سے اول حضرت علی کی معزولی کا اعلان کردیا اس کے بعد عمرو بن العاص نے یہ فیصلہ سنایا کہ میں ابو موسیٰ اشعری کے فیصلہ کو منظور کرکے معاویہ کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔

ابو موسیٰ جعفر الصوفی۔ تخلص جبر ہی۔ عربی مدرسہ کیمیا سازی کا بانی تھا جو آٹھویں صدی کے آخر میں یا نویں صدی کے آغاز میں قائم رہا۔ اکثر مورخین کا قول ہی کہ طوس ملک خراسان میں پیدا ہوا تھا کیمیا کے متعلق بہت رسالے لکھے اور ہیئت میں بھی ایک تصنیف کی اس کی تصانیف کا ترجمہ بزبان لاطینی بمقام ڈینٹ زک Daan tegne ۱۶۲۲ء میں شائع ہوا اور بعدہ ۱۶۷۸ء میں یہ تصانیف بزبان انگریزی مترجمہ ہو کر شائع ہوئی تھیں۔

ابو نصر۔ فارسی میں انیس الطالبین کا مصنف ہی۔

ابو الفرا اسمٰعیل بن حماد الجوہری۔ صحیح اللغات تصنیف کی۔ فاراب میں پیدا ہوا۔ اور ۱۰۰۲ء مطابق ۳۹۳ھ میں انتقال کیا۔

ابو نصر خاں۔ شاہنشاہ عالمگیر کے زمانے میں ایک امیر تھا۔ اس نے ۱۶۸۱ء مطابق ۱۰۹۲ء بمقام جاج نگر ملک اڑیسہ مسجد تعمیر کی۔

ابو نصر سعید بن ابی الحسن بن عیسیٰ المسیحی۔ زمرہ اطبا میں بصیرت کامل تھی۔ ابتداً الناصر لدین اللہ عباسی خلیفہ کے محل کے متصل معالجہ کرتا تھا۔ کبھی کبھی خادمان حرم خلیفہ کا بھی علاج کرتا تھا۔ ۵۹۸ء میں خلیفہ مذکور کو پتھری کا عارضہ ہوا۔ ابو الخیر مسیحی طبیب خاص دربار سے تدبیر مفید نہو سکی۔ ابن عکاشہ جراح کی تحریک سے ابو نصر سے علاج رجوع ہوا اور آرام ہوگیا۔ خلیفہ نے خود بھی انعام دیا اور اولاد و مصاحبین سے بھی دلایا۔ کتاب خانۂ امین الدولہ بن تلمیذ کا بھی اس کے سپرد کردیا۔ ۶۰۶ھ میں دربار کی عزت اور دولت فراوان میں مرگیا

ابو نصیر صبور۔ اردشیر کا بیٹا تھا۔ بغداد میں ۹۹۳ء میں ایک عمارت تعمیر کی اس کو علمی اغراض کے لیے وقف کردیا۔ عامہ مسلمین کے نفع کے لیے ایک عظیم الشان کتب خانہ قائم کیا۔ کہا جاتا ہی کہ اس میں مختلف قسم کی دس ہزار چار سو کتب تھیں اور سو قرآن شریف تھے جن کو مشہور خوش نویس ابن مقلہ نے لکھا تھا۔

ابو نصر فارابی۔ دیکھو فارابی۔

ابو نصر فراہی۔ بہرام شاہ بن تاج الدین حاکم سیستان کے زمانہ میں ۱۲۲۱ء میں تھا۔ "نصاب الصبیان" تصنیف کی۔ اصلی نام بدر الدین تھا۔ مقام فرح ملک سیستان۔ وطن تھا۔

ابو نصر مسقطی۔ مسقط کا رہنے والا تھا اور ایک کتاب جس کا نام مقامات ہی تصنیف کی۔

ابو نعیم بن عبد اللہ علیا اور دلائل نبوت کا مصنف ہی ۱۰۳۸ء مطابق ۴۳۰ھ میں وفات پائی۔

ابو نواس الحسن بن جانی۔ ایک مشہور عربی شاعر تھا۔ بصرہ میں پیدا ہوا۔ اس کی قابلیت خلیفہ ہارون رشید کے دربار میں مسلمہ تھی۔ اس کی تصانیف مختلف اشخاص نے جمع کی ہیں۔ اصلی نام ابو علی تھا ۸۱۰ء مطابق ۱۹۵ھ میں وفات پائی۔

ابو دلف قاسم بن عیسیٰ بن معقل۔ سلسلہ نسب بکر بن وائل قوم بنی عجل تک منتہی ہوتا ہی۔ ادیب شاعر اور سخی امیر تھا۔ شجاعت اور فرزانگی میں بھی مشہور

تھا۔ باوجود سامان عیش۔ تحصیل لغت اور ادب
میں خوب محنت کی۔ عیسیٰ اس کے باپ نے ہمدان
اور اصفہان کے شہر کرج بنانا شروع کیا۔ تعمیر سے
پہلے وہ مرگیا تو ابو دلف نے اُس کو آباد کیا۔ اور
خود بھی وہاں جا رہا۔ کہتے ہیں کہ پہلے محمد امین کے
سرداروں میں تھا علی بن عیسیٰ بن ماہان کو طاہر
ذوالیمینین نے قتل کر دیا تو ابو دلف ہمدان کو چلا
گیا۔ طاہر نے بیعت خلیفہ مامون کے لیے بلایا مگر وہ
نہ گیا اور پھر کرج میں ہی رہنے لگا۔ مامون نے [illegible]
ری کے وقت ابو دلف کو بلوا کر سرداروں میں شامل
کیا معتصم باللہ خلیفہ کے عہد تک منصب بحال رہا
موسیقی میں بھی مہارت کامل تھی اس کے اشعار
ضرب المثل ہیں ۲۲۵ھ یا ۲۲۶ھ میں وفات
ہوئی۔

ابو ہاشم جبائی۔ ابو ہاشم عبدالسلام بن ابی علی جبائی بن
عبد الوہاب بن سلام بن خالد بن حمران بن آبان
اپنے باپ کی طرح یہ بھی علم کلام اور ادب میں کامل تھا
اس کا دادا ابان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے موالی
سے تھا۔ ابو ہاشم ۲۴۷ہجری میں بصرے میں پیدا
ہوا۔ علم ادب میں باپ سے بڑھ گیا اور کلام میں اپنے
ہم عصروں سے فائق تھا۔ کلام میں اس کی طرف
فرقہ معتزلہ کا رجوع زیادہ تھا۔ یہاں تک کہ اس
کے نام سے ایک فرقہ بہشمیہ پیدا ہو گیا۔ بعض
مسائل کلامیہ میں اپنے باپ سے اختلاف کیا۔
۳۲۱ھ میں بغداد میں مرگیا۔ ابو ہاشم کے بیٹے کی
کنیت ابو علی تھی۔ وہ علم سے بے نصیب رہا۔

ابو یحییٰ النوادی۔ نوادی ملاحظہ ہو۔

ابو یحییٰ بن داود۔ اصلاً سنی تھا۔ بعدہ شیعہ مذہب
اختیار کر لیا۔ کتاب فی معرفۃ الرجال جس میں شیعہ
مشاہیر کے حالات لکھے ہیں تصنیف کی۔

ابو یحییٰ بن سنجر۔ ایک عربی دیوان کا مصنف تھا۔
۸۳۲ء مطابق ۲۱۷ھ میں وفات پائی۔

ابو یزید مکتب دار۔ اس نے مصر کے وزیر اعظم کے
خلاف جو کہ فاطمی نسل میں دوسرا خلیفہ تھا علم بغاوت
بلند کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ منصور نے شکست دے کر
پنجرے میں قید کر دیا اور اسی حالت میں اس کا خاتمہ
ہو گیا۔

ابو یعقوب الوراق (محمد بن اسحاق الندیم کو دیکھو)

ابو یوسف امام بن حبیب الکوفی۔ حضرت
امام ابو حنیفہؒ کے مشہور شاگردوں میں تھا۔ ہادی اور
ہارون رشید خلفائے بغداد کے زمانے میں قاضی
القضات کے خطاب سے ممتاز ہوئے۔ امام ابو حنیفہ
کے مسائل کے مقلد تھے۔ ۷۳۱ء مطابق ۱۱۳ھ
میں پیدا ہوئے ۱۳ ستمبر ۷۹۸ء مطابق ۲۰ رجب ۱۸۲ھ
کو ۶۹ برس کی عمر میں بغداد میں وفات ہوئی۔ آپ
کی تصانیف میں آداب القاضی مشہور کتاب ہے۔
جس میں ایک قاضی کے فرائض پر بحث کی گئی ہے۔

ابو یوسف یعقوب بن سلیمان ذکریا۔ ابو یوسف
یعقوب بن سلیمان شرائط الخلافت کا مصنف تھا
۹۵۱ء مطابق ۳۴۰ھ میں وفات پائی۔

ابھی سنگھ راجہ جودھپور۔ شروع عہد
محمد شاہ بادشاہ دہلی ۱۷۲۴ء مطابق ۱۱۳۶ھ
میں اپنے باپ راجہ اجیت سنگھ راٹھوری کو قتل
کرکے اس کا جانشین بن گیا۔ وہ شاہی ملازم تھا اور
سربلند خاں غاصب گجرات کو ایک لڑائی میں شکست
دی۔ ۱۷۳۰ء مطابق ۱۱۴۳ھ میں وہاں کا صوبہ دار
مقرر ہوا تھا۔ ابھی سنگھ کو ۱۷۵۰ء میں زہر دیا گیا۔
اُس کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا بجی سنگھ اس کا

جانشین ہوا۔

ابی بکر عمر بن حزم الانصاری سب سے پہلے فن حدیث کی تدوین کی ان کے رشتہ کے دادی عمرۃ حضرت عایشہ کی تربیت یافتہ تھیں۔ خود سیر و مغازی کے عالم تھے۔ اپنے باپ اور چچا سے تعلیم پائی تھی۔ خلیفہ ہارون رشید نے ان کی ایک تصنیف کتاب المغازی بھی ہے ۱۲۰ھ میں وفات پائی۔

ابی بکر محمد۔ ایک عربی کتاب موسوم بہ آداب الکتاب کا مصنف ہے جو نثر میں ہے اور ۹۳۸ء مطابق ۳۲۷ھ میں لکھی گئی۔

ابی بن کعب۔ آں حضرت صلعم کے مشاہیر انصار میں ہیں ہجرت کے بعد مدینے میں جب آں حضرت صلعم نے مہاجرین و انصار میں مواخات کا رشتہ قائم کیا تو سعید بن زید کی اخوت ان کے ساتھ قائم کی گئی تھی۔ کیونکہ انہیں کسی طرح یہ بھی علم و فضل میں ممتاز تھے بارگاہ نبوت میں منصب انشا پر سب سے پہلے فائز ہوئے۔ فن قرات کے امام تسلیم کیے جاتے ہیں۔ حضرت عمرؓ ان کو سید المسلمین کے نام سے پکارا کرتے۔

آتابک۔ ابوبکر بن سعد بن زنگی دیکھو سنقر۔

آتابک یا آتابیگ۔ یہ ترکی خطاب ہے اور مرکب ہے لفظ آتا بمعنی باپ یا معلم اور لفظ بیگ بمعنی صاحب سے۔ خاندان سلجوقی کے زمانہ سے لیکر ہلاکو خاں کے فتح ایران تک جو ایک صدی سے زائد کا زمانہ ہے ملک فارس متعدد چھوٹے چھوٹے شہزادوں یا صوبوں میں جو آتابک کہلاتے تھے منقسم ہوگیا تھا انھوں نے آخر بادشاہ خاندان سلجوقی کی کمزوری سے نفع اٹھاکر سلطنت کے بہترین صوبوں پر قبضہ کرلیا تھا۔ ان آتابکوں میں سب سے مشہور یلدگز تھا جو ایک ترکی غلام تھا اور اس کی اولاد نے آذربائجان میں سلطنت کی فارس کے آتابک سلغر ترکی جنرل کے اولاد میں تھے۔

آتابک ابوبکر ولد آتابک محمد ولد آتابک یلدگز اپنے چچا قزل ارسلان کی بجائے طغرل ثالث سلجوقی کا وزیر اعظم ۱۱۹۱ء مطابق ۵۸۷ھ میں ہوا۔ اس نے صرف صوبہ آذربائجان پر قناعت کی۔ اور اپنی سکونت تبریز میں اختیار کی۔ اس کے عہد حکومت میں صرف ایک لڑائی اس کے بھائی قتلق سے ہوئی جس میں یہ کامیاب ہوا۔ قتلق خوارزم کو بھاگ گیا اور اس نے علاءالدین تاکش کو ترغیب دی کہ وہ طغرل ثالث کے خلاف فوج کشی کرے۔ طغرل ثالث نے ۱۱۹۴ء مطابق ۵۹۰ھ میں شکست کھائی اور مارا گیا۔ ابوبکر ۱۲۱۰ء مطابق ۶۰۷ھ میں مرا اس کا بھائی آتابک مظفر اس کا جانشین ہوا۔

آتابک سعد بن زنگی۔ دیکھو سنقر۔

آتابک علاء الدولہ ولد آتابک سام دیلمی الاصل اصفہان کے آتابک میں سے تھا۔ ۱۲۲۷ء مطابق ۶۲۴ھ میں بعمر ۸۴ سال فوت ہوا۔

آتابک محمد۔ یلدگز کا بڑا لڑکا تھا اور اپنے باپ کی جگہ ۱۱۷۲ء مطابق ۵۶۸ھ میں وزیر اعظم ہوا۔ اس وقت طغرل ثالث سلجوقی خاندان کا شہزادہ (۷) سال کی عمر کا تھا اور تخت پر ۱۱۷۶ء میں بٹھایا گیا تھا۔ محمد جو اس کا چچا تھا ایران کا حاکم ہوگیا۔ یہ سردار ۱۳ سال تک صاحب اختیار رہنے کے بعد مارچ ۱۱۸۶ء مطابق ذی الحجہ ۵۸۱ھ میں مرگیا۔ اس کا بھائی قزل ارسلان اس کا جانشین ہوا۔

آتابک مظفر۔ خلف آتابک محمد اپنے بھائی ابوبکر کا

جانشین ۱۱۲۰ء مطابق ۵۱۴ھ میں ہوا۔ اور اس کو وراثت میں علاوہ آذربائجان کے عراق کا بڑا حصہ بھی ملا۔ وہ ۱۵ سال تک حکمراں رہا۔ بعدہ سلطان جلال الدین شاہ خوارزم نے ۱۲۲۵ء مطابق ۶۲۲ھ میں آذربائجان پر حملہ کر کے فتح کر لیا۔ منظفر قلعہ علنجق میں محصور ہوا اور وہیں مرگیا اور خاندان یلدگز کا اس کے ساتھ خاتمہ ہو گیا۔

آتابک منظفر الدین زنگی۔ شیراز کا شاہزادہ اور سنقر کا بھائی تھا۔ دیکھو سنقر۔

آتابک یلدگز۔ دیکھو یلدگز

آتسز۔ خوارزم کا سلطان تھا۔ ابن خلکان نے اس کو آتسز بن قطب الدین محمد بن انشتگین لکھا ہے۔ یہ سلطان سنجر سلجوقی کا ہمعصر تھا اور اس سے لڑائیاں ہوئیں۔ ۱۱۵۶ء مطابق ۹ جمادی الثانی ۵۵۱ھ میں آتسز نے وفات پائی اور اس کا بیٹا الپ ارسلان جس کو آپا ارسلان بھی کہتے ہیں جانشین ہوا جو ۱۱۷۲ء مطابق ۱۹ رجب ۵۶۸ھ میں مرا۔

آتسز۔ بن علاء الدین حسن جہاں سوز بادشاہ غور۔ بہاء الدین شام کے بعد تخت نشین ہوا۔ تاج الدین یلدز شہزادہ غزنی سے لڑائی ہوئی اور قریب ۱۲۱۳ء مطابق ۶۱۰ھ میں مارا گیا۔ یہ اس خاندان غور کا آخری بادشاہ تھا۔

اٹل۔ میر عبدالجلیل دہلوی نے اپنے کلام ریختہ میں اٹل تخلص اختیار کیا۔ اور جعفر زٹلی سے روحانی فیض حاصل ہونے کا اعلان کیا۔ فارسی اور اردو میں شعر لکھے۔

اثر۔ اخوند شافعی شیرازی کا تخلص ہے۔ بمقام لار ۱۷۰۲ء مطابق ۱۱۱۳ھ میں وفات پائی اس کی تصنیف سے ایک دیوان ہے جس میں دس ہزار اشعار ہیں۔

اثر۔ شمس العلما نواب سید امداد امام۔ ۱۷ اگست ۱۸۴۹ء کو بمقام پٹنہ ولادت ہوئی۔ علوم مشرقی و مغربی میں کامل دستگاہ رکھتے ہیں۔ طبابت میں زیادہ تر توغل ہے۔ ان کی شاعری فطری جذبات اور محققانہ مسائل سے مملو ہے۔ دیوان طبع ہو چکا ہے۔ ایک کتاب کاشف الحقائق بھی ان کی تصنیف سے ہے۔

اثیر الدین۔ اخسکتی۔ اخسکت جو صوبہ فرغانہ میں ایک شہر ہے وہاں کا باشندہ تھا۔ نہایت اچھا شاعر خاقانی کا ہمعصر تھا۔ ۱۱۸۱ء مطابق ۵۷۷ھ میں وفات پائی۔ بڑا حصہ اس کی زندگی کا آتابک دربار میں گزرا۔ ارسلان شاہ خلف طغرل یلدگز اور قزل ارسلان کے زمانے میں بہت اعزاز پایا۔

اثیر الدین ابن عمر الابہری کشف زبدہ اور ہدایہ کے مصنف ہیں۔ ہدایہ کو ہدایۃ الحکمت بھی کہتے ہیں ۱۲۶۴ء مطابق ۶۶۳ھ میں وفات پائی۔

اثیر الدین رومانی۔ ہمدان کا رہنے والا نصیر الدین طوسی کا شاگرد تھا۔ ایک فارسی و عربی کے دیوان کا مصنف ہے۔

اجمیری خاں۔ اجمیر کا باشندہ شاہنشاہ اکبر کے ساتھ آگرہ سے اجمیر تک پیدل سفر کیا۔ اس وجہ سے بادشاہ نے اجمیری کا خطاب دیا۔ آگرہ میں ۲۸ بیگہ زمین پر ایک باغ بنایا تھا جو کہ اجمیری خاں کا ٹیلہ کہلاتا ہے۔

اجے پال ۱۱۰۰ء میں اس راجہ نے اجمیر کی بنیاد ڈالی۔

اجیت سنگھ۔ ایک سکھ سردار مہاراجہ شیر سنگھ لاہوری کا قاتل ہے۔ اس نے سردار دھیان سنگھ کو بھی قتل کیا تھا۔

آتسز۔ محمد منیر کا ... دہلی ... [illegible]
برادر خورد ... [illegible]

۱۷۲۴ء میں درمیان سنگھ کے لڑکے بیراسنگھ کے ہاتھ سے مع اپنے گروہ بینا سنگھ وغیرہ کے مارا گیا۔

اجیت سنگھ۔ جسونت سنگھ راٹھور کا بیٹا اور رانا صاحب اودے سنگھ کا داماد تھا۔ ۱۱۲۷ھ میں اجیت سنگھ کی لڑکی کی شادی بہادر شاہ کے فرزند فرخ سیر کے ساتھ ہوئی اور یہ آخری راجپوت کی لڑکی تھی جو خاندان مغلیہ کے محل سرا میں داخل ہوئی اس کے بعد خاندان مغلیہ اور راجپوتوں کے درمیان سلسلۂ قرابت منقطع ہوگیا پھر اجیت سنگھ گجرات کا صوبیدار بنایا گیا مگر فرخ سیر کے قتل کے بعد رفیع الدولہ کے عہد میں ۱۱۳۱ھ اپنی بیٹی کو بھی محل سرائے شاہی سے معہ تمام اسباب قیمتی بیش از ایک کرور کے لے گیا۔

اچانک بیگم۔ شاہنشاہ اکبر کی ملکہ تھی آگرہ میں جمنا کے کنارے ایک باغ جس کا نام اچانک باغ رکھا اور جس کے نشانات اب تک دیکھے جاتے ہیں تعمیر کرایا۔

اچھے۔ شاہزادہ بلند اختر برادر محمد شاہ سلطان دہلی کا تخلص تھا چونکہ عموماً اچھے صاحب کہلاتے تھے اس لیے اچھے تخلص اختیار کیا۔ ایک نہایت عمدہ نظم "ناہید و اختر" لکھی جس میں ۳۵۵ اشعار ہیں ۱۷۲۶ء مطابق ۱۱۳۹ھ میں ختم ہوئے۔

احتشام خاں۔ فرید نام اور لقب فرید الدین اخلاص خاں احتشام خاں تھا۔ نواب قطب الدین خاں گورنر بنگال کے بیٹے تھے۔ شیخ فرید کا سلسلہ ۱۲ واسطے سے حضرت بابا گنجشکر تک اور ۳۰ واسطے سے حضرت عمر فاروق تک پہنچتا ہے۔ آپ کے مورث بابر شاہ کے عہد میں بدایوں میں سکونت پذیر ہوئے ۱۵۹۱ء مطابق ۱۰۰۰ھ میں شیخ فرید پیدا ہوئے اور شاہ پرور سے جو کہ آصف خاں کی لڑکی تھی اور تاج محل کی بہن تھی شادی ہوئی ۱۰۲۰ھ سے ۱۰۳۰ھ تک چھوٹی چھوٹی شاہی خدمات انجام دیتے رہے بعد بائیس سال کی عمر میں ناظم سرکار بدایوں مقرر ہوئے۔ ۱۰۳۵ھ تک پانچ سال تک ناظم سرکار بدایوں رہے اور یہاں فرمان شاہی سے زمین حاصل کرکے شیخو پور کی آبادی کی بنیاد ڈالی۔ شاہجہاں اور عالمگیر کے عہد میں متقدر رہے۔ سہ ہزاری منصب پایا۔ ۱۶۶۴ء مطابق ۱۰۷۵ھ میں انتقال کیا۔ آپ کی اولاد اب تک شیخوپور و بدایوں میں موجود ہے۔

احسان۔ مرزا احسان اللہ کا تخلص ہے۔ نواب ظفر خاں کے نام سے تاریخ میں مشہور ہے۔ کابل کا گورنر بھی رہا ہے اسی زمانے میں جب وہ کابل کا گورنر تھا محمد علی صائب جو ایران کا مشہور شاعر تھا اس سے ملاقات کرنے کابل آیا تھا۔ ۱۶۶۲ء مطابق ۱۰۷۳ھ میں اس نے وفات پائی۔

احسان۔ عبدالرحمن خاں دہلوی کا تخلص ہے جو اردو میں عمدہ شعر لکھتا تھا اور ۱۸۵۰ء مطابق ۱۲۶۶ھ کے بعد فوت ہوا۔

احسان۔ ایک ہندو شاعر چنی لال کا تخلص ہے جو آگرہ میں ۱۸۶۰ء مطابق ۱۲۷۷ھ میں گزرا ہے۔

احسان۔ ابو الاعجاز منشی احسان علی خاں شاہجہانپوری شاگرد حضرت جلال لکھنوی اردو کے مشہور شاعر تھے عرصہ تک شاہجہان پور سے شاعری کا ایک اردو رسالہ ارمغان نکالتے رہے فن صنائع بدائع میں رسالہ شبیہہ یاران کی تالیف سے ہے۔ جولائی ۱۹۱۶ء میں بمقام شاہجہان پور انتقال ہوا۔ صاحب دیوان ہیں۔

احسن۔ سید علی احسن نام۔ مارہرہ ضلع ایٹہ میں ماہ شوال ۱۲۶۳ھ پیدا ہوئے۔ پیرزادگان مارہرہ میں سے ہیں۔ استاد داغ مرحوم کے شاگرد ہیں۔ ۱۸۹۰ء میں ماہانہ گلدستہ ریاض سخن جاری کیا۔ اس کے بعد

ہو جانے پر حیدر آباد گئے وہاں حضرت داغ کے سوانح عمری لکھی۔ سنہ ۱۹۰۵ء میں اپنے وطن مارہرہ آئے اور فصیح الملک کے نام سے ایک ماہانہ رسالہ جاری کیا۔ جس میں فصیح اللغات باقساط شائع ہوتی تھی کسوف الشمسین۔ اردو لشکر وغیرہ آپ کی مطبوعہ نظمیں ہیں

احسن اللہ خاں حکیم۔ دہلی کے ایک نامور طبیب تھے۔ ستمبر سنہ ۱۸۷۳ء میں وفات پائی۔

احمد۔ ایک عربی مصنف تھے۔ ایک کتاب تعبیر رویا لکھی۔ اس کا ترجمہ یونانی اور لاطینی زبان میں آرٹی مینڈورس کی کتاب کے ساتھ جو اس مضمون پر لکھی گئی ہے ریگالٹ نے سنہ ۱۶۰۳ء میں پیرس میں شائع کیا۔ یہ مصنف چوتھی صدی ہجری میں گزرا ہے

احمد ابن طولون۔ مصر کے خاندان طولونیا کا بانی۔ یہ ایک ترک غلام تھا۔ اُس کو المعتمد خلیفہ بغداد نے مصر اور شام کی سلطنت کا حاکم سنہ ۸۶۸ء میں کر دیا۔ بعدہٗ وہ خود بادشاہ بن بیٹھا اور خود مختاری اختیار کی۔ خلیفہ نے بہت کوشش اُس کو تخت سے اُتارنے کی کی۔ لیکن کامیاب نہ ہوا۔ اس نے دمشق وغیرہ کو تخت و تاراج کیا۔ قاہرہ میں اُس کی بنائی ہوئی مسجد اب تک موجود ہے سنہ ۸۸۴ء مطابق سنہ ۲۷۰ھ میں وفات ہوئی۔ اس کے بعد اس کا لڑکا خمارویہ تخت نشین ہوا۔ مصر میں اس کی اولاد اس وقت تک حکومت کرتی رہی جب تک کہ سنہ ۹۰۵ء میں محمد نے جو خلیفہ المکتفی کے سپہ سالار تھے مصر کو فتح کر لیا الاخشید مصر کے آخری خلیفہ نے اپنے والد کو مار کر اپنے کو خطرناک حالت میں ڈالدیا۔ سنہ ۹۳۳ء میں تلج کے لڑکے محمد نے خلیفہ الراضی باللہ کے زمانے میں شام اور مصر پر قبضہ کر لیا اور اُس کا خاندان سوائے تھوڑے حصے کے سب ملک کا مالک رہا۔ یہ حصہ عبید اللہ المہدی نے جو کہ فاطمیہ خاندان کا بانی تھا اور جس کی سلطنت کا دارالحکومت ٹیونس کے قریب قیروان تھا۔ سنہ ۹۰۹ء میں فتح کر لیا تھا۔ عبید اللہ المہدی کے جانشین ابوتمیم معادنی جس کا لقب معزالدین تھا مصر کا بقیہ حصہ اپنے سپہ سالار جعفر کی مدد سے سنہ ۹۶۹ء میں فتح کر لیا۔ جعفر نے ایک شہر القاہرہ بنایا۔ جہاں کہ اس کے بادشاہ نے اپنا پایۂ حکومت تبدیل کر دیا فاطمیہ خاندان سنہ ۱۱۷۱ء میں ختم ہو گیا۔ اور اس خاندان کے آخری شاہزادے کے مرنے پر صلاح الدین نے اس کی سلطنت پر قبضہ کر لیا۔

احمد المکری۔ تاریخ اسپین عہد اسلام کے مصنف ہیں سولہویں صدی عیسوی میں پیدا ہوئے اور بمقام دمشق سنہ ۱۶۳۲ء مطابق سنہ ۱۰۴۱ھ میں وفات پائی۔ اس مصنف نے محمد ابن الخطیب مشہور وزیر غرناطہ کی مفصل سوانح عمری لکھی ہے اس کے مقدمے میں اسپین میں عربوں کی حکومت کی تاریخ ابتدائے فتح سے آخر تک شامل کی ہے

احمد امیٹھی شیخ۔ المعروف بہ ملا جیون امیٹھوی کہلاتے ہیں شاہنشاہ عالمگیر کے استاد اور تفسیر احمدی کے مصنف ہیں سنہ ۱۷۱۸ء مطابق سنہ ۱۱۳۰ھ میں وفات (دیکھو ملا جیون)

احمد ایاز ملک خواجہ جہاں۔ محمد شاہ بن تغلق شاہ دہلی کا ممتاز امیر تھا۔ جبکہ بادشاہ سنہ ۱۳۵۱ء مطابق سنہ ۷۵۲ھ میں بمقام ٹھٹھہ مرگیا۔ اس نے دہلی کے تخت پر بادشاہ کے کمسن لڑکے کو بٹھانے کی کوشش کی لیکن فیروز شاہ سوم اس پر غالب آیا۔ فیروز شاہ کے دہلی میں بافتح و نصرت داخل ہونے سے پیشتر سامانہ کے راستے میں شیر خاں کے ہاتھ سے امرائے دربار فیروزی کی سازش سے سنہ ۷۵۲ھ میں اس کا خاتمہ ہو گیا خواجہ جہاں کی عمر اس وقت اسّی سال کی تھی۔

احمد ایلتقانی (حسن بزرگ ملاحظہ ہو)

احمد برنی۔ فارسی کی کتاب سفر السیر کا مصنف تھا۔

احمد بن ابراہیم دوم - اپنے بھائی سلیمان دوم کے مرنے کے بعد ۱۶۹۱ء مطابق ۱۱۰۲ھ میں قسطنطنیہ کا بادشاہ ہوا۔ ۱۶۹۵ء مطابق ۱۱۰۶ھ میں فوت ہو گیا اس کے بعد مصطفیٰ دوم محمد چہارم کا لڑکا تخت نشین ہوا

احمد بن ابوبکر - ایک عربی مصنف ہے۔ اس نے ایک کتاب لکھی ہے جو مشرع المناقب کے نام سے موسوم ہے اور حالات حضور رسالت مآب و صحابۂ کرام مشتمل ہے

احمد بن ابوبکر بن ناصر مصطفیٰ الکزونی - حمید اللہ مستوفی دیکھو۔

احمد چہارم بن احمد - اُن کا نام عبد الحامد بھی ہے احمد سوم شاہ ترکی کا لڑکا تھا۔ اپنے بھائی مصطفیٰ سوم کے بعد ۱۷۷۴ء مطابق ۱۱۸۸ھ میں تخت نشین ہوا۔ پندرہ برس حکومت کرنے کے بعد ۷ اپریل ۱۷۸۹ء مطابق رجب ۱۲۰۳ھ میں وفات پائی اور ان کے بعد سلیم سوم تخت نشین ہوا۔

اسعد بن زرارہ - مدینے کے رہنے والے اُن چھ شخصوں میں ہیں جنھوں نے قبل ہجرت سب سے پہلے مکے میں جا کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ یہ فخر بھی انھیں کو حاصل ہے کہ سب سے پہلے انھیں نے مدینے میں آکر جمعہ کی نماز قائم کی۔ ۱ھ ہجری میں اُنھوں نے وفات پائی۔ وہ قبیلہ بنی نجار کے نقیب بھی تھے۔

احمد بن ادریس - مالکی فقیہ تھے۔ کئی کتابیں تصنیف کیں ۱۲۸۵ء مطابق ۶۸۴ھ میں وفات پائی۔

احمد بن اسرائیل - واثق باللہ خلیفہ بغداد کے عہد میں علم نجوم کے ماہرین میں شمار تھا۔

احمد بن حسن میمندی خواجہ - سلطان محمود غزنوی کے ہم سبق اور رضاعی بھائی تھے۔ ابوالعباس فضل کے معزول ہونے پر سلطان محمود کی تخت نشینی کے دو برس بعد خواجہ احمد وزیر اعظم مقرر کیے گئے۔ اور اسی عہدہ پر ۱۸ برس تک مسلسل رہے جب تک کہ التونتاش سپہ سالار اور چند امرائے شاہی نے ان پر الزامات قائم نہ کیے جن کی وجہ سے وہ ۱۳ برس تک قلعہ کالنجر میں قید رہے۔ سلطان مسعود کی تخت نشینی پر قید سے رہا ہو کر وزارت کے عہدے پر ممتاز ہوئے۔ ۱۰۳۲ء مطابق ۴۲۴ھ میں وفات پائی۔

احمد بن حنبل - (حنبل امام ملاحظہ ہو)

احمد بن خضرویہ - خواجہ حاتم اصم کے خلفاء میں سے تھے۔ اولیائے کرام میں آپ کا شمار ہے۔ ۸۵۴ء م ۲۴۰ھ میں وفات پائی بلخ میں آپ کا مزار ہے۔

احمد بن عبد اللہ کرملی - ابو احمد پسر قاسم ملاحظہ ہو۔

احمد بن علی الخطیب قسطلانی - قسطلانی دیکھو۔

احمد بن علی رازی شیخ - المعروف بہ جصاص ایک مشہور فقیہ گزرے ہیں۔ پیدائش ۹۱۷ء مطابق ۳۰۵ھ وفات ۳۷۰ھ مطابق ۹۸۰ء۔

احمد بن کثیر (فرغانی دیکھو)

احمد بن محمد اول - شاہ ترکی محمد سوم کا لڑکا۔ جنوری ۱۶۰۳ء مطابق شعبان ۱۰۱۲ھ میں تخت نشین ہوا۔ یہ شہزادہ مشہور اور طاقتور تھا۔ وہ دس یا نو پونڈ کے وزن کا گرز اپنے ہر ایک درباری سے زیادہ دور پھینک سکتا تھا۔ ہوائے نفسانی و عیش و عشرت کا دلدادہ تھا... ۳ کنیزیں تھیں۔ ۱۵ نومبر ۱۶۱۷ء مطابق ۱۵ ذی قعدہ ۱۰۲۶ھ تیس سال کی عمر میں چودہ برس حکومت کرنے کے بعد وفات پائی اس کے بعد اس کا بھائی مصطفیٰ اوّل تخت نشین ہوا۔

احمد سوم بن محمد - محمد چہارم کا بیٹا تھا ۱۷۰۳ء مطابق ۱۱۱۵ھ میں ایک فرقے کے سرداروں نے مصطفیٰ دوم کو معزول کر کے اس کو تخت پر بٹھایا۔ اس نے

چارلس دوازدہم شاہ سوئڈن کو پلٹوا کی لڑائی کے بعد دوستانہ پناہ دی اور یہ مہمان نوازی اس کی قابل تعریف سمجھی جاتی ہے۔ فارس پر حملہ کرنے کی تیاری کے زمانے میں یکایک ایک شورش کے نمودار ہونے پر تخت سے اتار دیا گیا۔ ملکی سرداروں نے اس کے بھتیجے محمد اوّل کو قید خانے سے رہائی دیکر ۱۷۳۰ء مطابق ۱۱۴۳ ہجری میں تخت نشین کیا معزول بادشاہ ۱۷۳۶ء مطابق ۱۱۴۹ھ میں ۷۴ برس کی عمر میں بعارضہ صرع فوت ہوا۔

احمد بن محمد الغفاری - مشہور کتاب نسخہ جہاں آرا کے مصنف ہیں۔ یہ کتاب تاریخ مختصر کے نام سے مشہور ہے جس میں ابتدائی مختصر تاریخ حضرت آدم سے لیکر ۱۵۶۴ء تک یعنی شاہ طہماسپ کے زمانے تک لکھی گئی ہے۔ اسی بادشاہ کے نام پر یہ کتاب معنون کی گئی تھی۔ ۱۵۶۲ء مطابق ۹۷۰ھ میں تصنیف ہوئی اسپین کی اسلامی حکومت کے بھی مختصر حالات ۸۵۵ھ سے ۱۵۲۶ء تک کے اس میں درج ہیں۔ دوسری کتاب نگارستان بھی آپ کی تصنیف سے ہے۔ آخر عمر میں حج سے ہندوستان واپس ہونے پر سندھ کے ایک بندرگاہ میں اُترے اور ۱۵۶۵ء مطابق ۹۷۵ھ میں وہیں انتقال کیا۔

احمد بن محمد القسطلانی (قسطلانی دیکھو)

احمد بن محمد بن علی بحرا لحنفی - خزانتہ الفتوے کا مصنف ہے جو آٹھویں صدی ہجری میں لکھی گئی۔ ۹ مجموعہ نادرالوقوع مسائل کے متعلق فتاوی پر مشتمل ہے۔

احمد بن محمد قدوری - فقہ کی مشہور کتاب قدوری انھیں کی تصنیف سے ہے ۱۰۳۶ء مطابق ۴۲۸ھ میں وفات پائی۔

احمد بن یحیی - شرح ذقایہ کے مصنف۔ آپ نے ایک جغرافیہ بھی لکھا ہے جس کا نام کتاب البلدان ہے۔

احمد بن یحیی بن جابر البلادی - آپ کا نام ابوجعفر اور ابوالحسن بھی ہے۔ المتوکل کے خاندان کے شہزادے کے اتالیق تھے ۸۹۲ء مطابق ۲۷۹ھ میں وفات پائی آپ کی کتاب فتوح البلدان عرب کی قدیم تاریخوں میں سے ہے۔

احمد بن یوسف - مورخ تھے ایک کتاب اخبار الاول ۱۵۹۹ء میں لکھی جو جنابی کی تاریخ جنابی کا خلاصہ ہے جس کا نام بحر الذخار ہے۔

احمد بیگ خاں - محمد شریف نورجہاں کے بھائی کا لڑکا تھا جہانگیر کے عہد میں بنگال میں رہا۔ شاہجہاں کی بغاوت میں مدد کی۔ شاہجہاں نے ملتان۔ ٹھٹہ اور سیوستان کا گورنر مقرر کردیا۔ اودھ میں جائس اور امیٹھی کی جاگیر لی اور وہیں مرگیا۔

احمد بیگ کابلی - محمد حکیم اکبر کے بھائی کے یہاں کابل میں ملازم رہا۔ اس کے بعد اکبر اور جہانگیر کی ملازمت کی۔ کچھ دنوں کے لیے کشمیر کا حاکم ہوگیا ۱۶۱۸ء میں وفات پائی۔

احمد پاشا - سلطان ترکی سلیمان اول کا سپہ سالار تھا مصر کا حاکم مقرر ہوا اپنے بادشاہ سے ۱۵۲۴ء میں بغاوت کی۔ ابراہیم نے جو کہ سلیمان کا مصاحب تھا شکست دیکر احمد بادشاہ کا سر قسطنطنیہ بھیج دیا۔

احمد جامع شیخ الاسلام - آپ کا لقب ابونصر زندہ پیل ہے۔ نیشاپور کے مشہور ولی اللہ ۱۰۴۹ء مطابق ۴۴۱ھ میں پیدا ہوئے ۱۸ برس تک پہاڑوں اور جنگلوں میں عبادت الہی میں مشغول رہے اس کے بعد شادی کرلی ۳۹ لڑکے اور تین لڑکیاں خدا نے عنایت کیں۔ وصال کے وقت تین لڑکیوں کے علاوہ ۱۴ لڑکے بھی زندہ تھے۔ جن میں سے سب عالم گذرے اور کتابیں لکھیں۔ احمد جام خود بھی مصنف تھے۔ اور

آپ کی تصنیفات میں سے چند کے نام یہ ہیں:۔
رسالہ ثمرقندی۔ انیس الطالبین۔ مفتاح النجات۔
بحر الحقیقت۔ سراج السائرین۔ سلطان سنجر کے زمانے
میں فروری ۱۱۴۱ء مطابق رجب ۵۳۵ھ میں وفات
پائی۔

احمد جعفری خواجہ (احمدی ملاحظہ ہو)

احمد جلال بخاری سید۔ سید محمد بخاری کا لڑکا۔

احمد جلایر۔ آپ کا نام الغانی بھی ہے حسن بزرگ کی اولاد
میں ہیں (حسن بزرگ دیکھو)

احمد خاں۔ الملقب بہ نکودر پسر ہلاکو خاں اپنے بھائی
اباقا خاں کے مرنے پر اپریل ۱۲۸۲ء مطابق ذی حجہ
۶۸۰ھ میں فارس کے تخت پر بیٹھا وہ چنگیز خاں کی
نسل کا پہلا بادشاہ تھا جس نے اسلام قبول کیا۔
اس کے عہد کے پہلے سال میں مجد الملک یزدی جو اس
کے دربار کا امیر تھا جادوگری کے جرم میں مارا گیا اُس
نے اپنے بھائی کو قتل کرنے کے بعد ارغوں خاں اپنے
بھتیجے کو بہت تکالیف پہنچائیں۔ آخر کار امرائے مغلیہ
کی مدد سے اس نے نہ صرف اُن تکالیف سے نجات
پائی بلکہ احمد خاں کو ۱۰ اگست ۱۲۸۴ء مطابق چھبیس ۲۶
جمادی الاول ۶۸۳ھ کو کام تمام کردیا اور شاہزادہ
ارغواں خاں خود تخت نشین ہوا۔

احمد خاں بنگش۔ نواب فرخ آباد محمد خاں بنگش کا دوسرا
لڑکا تھا۔ جب کہ وزیر صفدر جنگ نے احمد خاں کے
بھائی قائم خاں کے مرنے پر اس کی ریاست پر قبضہ
ناجائز کرلیا تو احمد خاں نے افغانوں کی ایک فوج جمع
کی۔ نول رائے کو جس کو صفدر جنگ نے اس کے
مقابلے کے لیے بھیجا شکست دی۔ نول رائے لڑائی
میں مارا گیا۔ اس طرح سے احمد خاں نے اپنے خاندانی
ملک پر دوبارہ قبضہ کرلیا۔ یہ واقعہ بروز جمعہ ۲ اگست
۱۷۵۰ء مطابق ۱۰ رمضان ۱۱۶۳ھ کو ہوا۔ اس
کے بعد احمد خاں نے اپنے ملک پر ۲۲ سال تک حکومت
کی اور نومبر ۱۷۷۱ء مطابق شعبان ۱۱۸۵ھ میں وفات
پائی۔ بعد ازاں اس کا لڑکا دلیر ہمت خاں تخت نشین
ہوا جس کو عالم شاہ نے مظفر جنگ کا خطاب دیا۔

احمد خاں سلطان۔ ہرات کا بادشاہ تھا۔ ۱۰ اپریل
۱۸۶۳ء مطابق ۲۰ شوال ۱۲۷۹ھ کو مرگیا۔ اور
شاہ نواز خاں اس کا لڑکا جانشین ہوا۔

احمد خاں سور۔ (سکندر خاں سور دیکھو)

احمد خاں میواتی۔ حاکم میوات تھا۔ اس نے سلطنت
دہلی کے خاص حصوں پر پندرھویں صدی کے شروع
میں سیدوں کے زمانے میں قبضہ غاصبانہ کرلیا تھا۔
اس کو بہلول لودی سے مغلوب ہونا پڑا۔

احمد رضا خاں (روہیل کھنڈ) بریلی کے ساکن مولوی
محمد نقی علی خاں کے پسر حنفی عالم۔ حاجی حرمین شریفین
تھے۔ حضرت سید شاہ آل رسول احمدی مارہروی
کے خلیفہ و مرید تھے۔ تقریباً پچھتر کتابیں مختلف مباحث
پر تصنیف کی ہیں۔ سفر حجاز میں علمائے عرب سے
سند حدیث و فقہ و اصول و تفسیر حاصل کی آخر عمر
تک شغل تصنیف و تالیف جاری رہا۔ فتاوائے
رضوی ان کی ایک مبسوط کتاب مسائل فقہ میں
آج کل زیر طبع ہے طویل علالت کے بعد ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ
مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء بروز جمعہ انتقال ہوا دوسرے
روز محلہ سوداگران بریلی میں دفن ہوئے۔

احمد رومی۔ کتاب فائق الحقائق کا مصنف ہے جو مولانا
روم کی مثنوی کی طرز پر لکھی گئی۔

احمد زورق۔ ابو العباس احمد بن احمد بن محمد بن عیسیٰ
مصنف شرح اسماء الحسنیٰ ۱۴۹۳ء مطابق
۸۹۹ھ میں وفات پائی۔

احمد سامانی امیر - خلفائے سامانیہ کا تیسرا خلیفہ گزرا ہے۔ اپنے باپ اسمٰعیل کے مرنے پر ۹۰۷ء مطابق ۲۹۵ھ میں صوبۂ خراسان وغیرہ کا بادشاہ ہوا۔ یہ ظالم شاہزادہ تھا اپنے چچا اور بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں سے اپنے ملک کو بڑھانے کے لیے لڑا۔ زیادہ تر بغداد کے دربار میں سازشوں سے کام لیا ۶ برس سلطنت کرنے کے بعد کسی گھر کے آدمی نے جمعرات کے دن ۲۴ر جنوری ۹۱۴ء مطابق ۲۳ جمادی الاول ۳۰۱ھ میں مار ڈالا اور اس کا لڑکا امیر نصر جس کی عمر صرف ۸ برس کی تھی خراسان - اور بخارا کے تخت پر بیٹھا۔ احمد بخارا میں دفن ہوا - اور سلطان شہید کے نام سے اس کی قبر مشہور ہوئی

احمد سید بارہ - سید محمود بارہ کے بھائی تھے اکبر کے عہد میں گجرات میں تھے - اکبر کے شکاری چیتوں کے استاد تھے۔ ان کا لڑکا سید جمال الدین چتوڑ کے معرکے میں ایک سرنگ پھٹ جانے سے مارا گیا۔

احمد سید بخارا - مشہور شیخ فرید بخاری کے والد تھے اُن کا حال ملاحظہ ہو۔

احمد سرہندی شیخ - لقب مجدد الف ثانی تھا۔ زہد و علم میں مشہور تھے - شیخ عبد الوحید فاروقی کے لڑکے تھے سرہند میں ۱۵۶۳ء مطابق ۹۷۱ھ میں پیدا ہوئے خواجہ باقی باللہ کے مرید تھے جو کہ دہلی کے مشہور ولی اللہ اور کئی کتابوں کے مصنف گزرے ہیں۔ منگل کے دن ۲۹ر نومبر ۱۶۲۴ء مطابق صفر ۱۰۳۴ھ کو وفات پائی - سرہند میں مزار ہے۔ مجدد الف ثانی کہلاتے تھے کیونکہ ان کا یقین تھا کہ ہر ہزار سال کے بعد ایک شخص پیدا ہوتا ہے - جو کہ اسلام کے تمام علوم میں کامل ہوتا ہے اور جس کا کام اسلام کو قوت دینے اور زندہ کرنے کا ہوتا ہے وہ یقین کرتے تھے کہ دوسرے ہزار سالہ کا مجدد میں ہی ہوں۔

احمد شاہ - لقب مجاہد الدین محمد ابو نصر احمد شاہ بہادر تھا دہلی کے شاہنشاہ محمد شاہ کا لڑکا تھا ۱۵ر اپریل ۱۷۴۸ء مطابق ۲۷ر ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ میں تخت نشین ہوا والدہ کا نام ادھم بائی تھا۔ دہلی کے قلعہ میں سہ شنبہ کے دن ۱۴ر دسمبر ۱۷۲۵ء مطابق ۱۸ر ربیع الثانی ۱۱۳۸ھ میں پیدا ہوا اور پیر کے دن ۱۹ر اپریل ۱۷۴۸ء مطابق ۲ر جمادی الاول ۱۱۶۱ھ بمقام پانی پت تاج پوشی ہوئی۔ ۶ برس ۳ ماہ ۸ دن حکومت کی بعدہٗ تخت سے اتار دیا گیا اور قید ہوا عماد الملک وزیر اعظم نے احمد شاہ اور اُس کی والدہ کو اندھا کر دیا ۲۱ برس تک اور زندہ رہا یکم جنوری ۱۷۷۵ء کو مر گیا قدم شریف کی مسجد کے سامنے مریم مکانی کے مقبرہ میں دفن ہوا اس کی قید کے بعد عالمگیر دوم جہاندار شاہ کا لڑکا تخت نشین ہوا۔

احمد شاہ ابدالی - المعروف بہ احمد شاہ درانی۔ ہرات کے قرب وجوار میں قوم افغان کے فرقۂ ابدال کا سردار زادہ تھا۔ نادر شاہ نے بچپن میں اُس کو قید کر لیا۔ اور گرزبرداری پر مامور کیا۔ رفتہ رفتہ فوج کے بڑے عہدے پر پہنچ گیا۔ نادر شاہ ۲۰ر مئی ۱۷۴۷ء کی رات کو مارا گیا۔ اس کی صبح کو احمد شاہ نے پارس کی فوج پر ازبکوں کی فوج کی مدد سے حملہ کیا لیکن پسپا ہو گیا۔ تو احمد شاہ نے فوج کو چھوڑ دیا اور قندھار کی طرف بڑھ کر شہر پر قبضہ کر لیا اور خزانہ جو کہ کابل اور سندھ سے فارس کی فوج کو جا رہا تھا چھین لیا۔ ان ذرائع کی مدد سے اس نے ایک سلطنت کی بنیاد رکھی جو بہت جلد طاقتور ہو کر گرد و نواح کی سلطنتوں کے لیے خطرناک بن گئی۔ احمد شاہ نے کابل اور قندھار کے علاوہ لاہور

اور پشاور پر پھر قبضہ کر لیا اس فتح سے دلیر ہو کر اور سلطنت مغلیہ کی کمزوری دیکھ کر اس نے ہندوستان کو فتح کرنے کا ارادہ کر لیا۔ ۱۷۴۸ء کے شروع میں لاہور سے کوچ شروع کیا۔ چونکہ محمد شاہ اُس زمانے میں میدان جنگ میں جانے کے ناقابل تھا اس نے اپنے لڑکے شہزادے احمد کو مع وزیر قمر الدین خاں صفدر جنگ حاکم اور دیگر سرداران کے ساتھ ایک بڑی جمعیت سے دشمن کے مقابلے کو بھیجا۔ کئی دن تک سندھ کے نزدیک کئی چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار جمعہ کے دن ۱۱ مارچ ۱۷۴۸ء مطابق ۲ ربیع الاول ۱۱۶۱ھ کو وزیر قمر الدین خاں جبکہ وہ اپنے خیمہ میں نماز پڑھ رہا تھا توپ کی گولی سے مارا گیا۔ مغل فوج تتر بتر ہو گئی۔ تاہم لڑائی جاری رہی یہاں تک کہ دشمن کی میگزین میں آگ لگ گئی۔ بہت سے آدمی زخمی ہوئے۔ احمد شاہ درانی اول شکستہ لوٹ مار سے سیر ہو کر کابل واپس ہو گیا۔ ۱۷۵۶ء مطابق ۱۱۷۰ھ میں پھر آگرہ اور دہلی پر چڑھائی کی۔ متھرا کے باشندوں کو لوٹ مار کر کے قندھار کو لوٹ لیا ۱۱۷۴ھ مطابق ۱۷۶۰ء میں مرہٹوں کی طاقت ہندوستان کے قریب قریب ہر صوبہ میں پھیل گئی تھی۔ نجیب الدولہ روہیلہ شجاع الدولہ نواب اودھ بلکہ ہندو بھی متفق ہو گئے اور ایک عرضی احمد شاہ ابدالی کو روانہ کی وہ تخت دہلی پر قبضہ کرے اور اس کام میں اُس کو مدد کرنے کا وعدہ کیا۔ ابدالی لاہور والے قصے سے بھرا بیٹھا تھا اس دعوت پر بہت خوش ہوا۔ اور دریائے سندھ عبور کر کے فوراً روانہ ہوا۔ مرہٹوں کو اپنے سامنے سے ہٹاتا ہوا دہلی کے قرب و جوار تک چلا آیا۔ مرہٹوں سے کئی لڑائیاں لڑیں آخر کار پانی پت کے میدان میں دشمن کو شکست دے کر بڑی شہرت حاصل کی۔ یہ مشہور لڑائی جنوری ۱۷۶۱ء میں ہوئی۔ اس فتح کے بعد درانی اپنے ملک کو چلا گیا اپنے جانے سے پہلے شاہ عالم کو بادشاہ ہند تسلیم کیا اور شجاع الدولہ کے دوسرے سرداروں کو اس کی اطاعت اور فرماں برداری کا حکم دیا ۱۷۷۳ء مطابق ۱۱۸۶ھ میں ۵۰ سال زندہ رہ کر ۲۶ سال حکومت کرنے کے بعد وفات پائی۔ اس کا لڑکا تیمور شاہ تخت پر بیٹھا اس کا مقبرہ جس پر ایک سنہرا گنبد ہے شاہی محل کے نزدیک واقع ہے۔

احمد شاہ اول۔ گجرات کا دوسرا بادشاہ تھا تاتار خاں کا لڑکا اور مظفر شاہ کا پوتا تھا۔ اپنے دادا کی وفات پر بادشاہ ہوا۔ ملا عبد القادر بدایونی منتخب التواریخ میں لکھتے ہیں کہ اس کے دادا نے اس کو اپنی زندگی میں ۸۱۴ھ مطابق ۱۴۱۱ء میں تخت پر بٹھا دیا تھا بعدہ وہ ۶ ماہ ۱۶ دن تک زندہ رہا۔ اسی سال احمد شاہ نے سابرمتی کے کنارے ایک شہر کی بنیاد ڈالی اور اپنے نام پر اس کا نام احمد آباد رکھا یہ شہر بعد کو گجرات کا دار السلطنت ہو گیا۔ اس شہر کی بناء کی تاریخ "بخیر" سے نکلتی ہے ۳۳ سال حکومت کرنے کے بعد ۴ جولائی ۱۴۴۳ء مطابق ۴ ربیع الاول ۸۴۶ھ میں وفات پائی۔ اس کے بعد اس کا دوسرا لڑکا محمد شاہ تخت نشین ہوا۔

احمد شاہ بنگالی۔ اپنے باپ جلال الدین کے بعد بنگال کے تخت پر ۸۳۶ھ مطابق ۱۴۳۲ء میں بیٹھا ۱۶ برس حکومت کی ۱۴۴۸ء مطابق ۸۵۲ھ میں وفات پائی۔ ناظرین محمود شاہ اول جو شمس الدین الیاس شاہ کی اولاد میں تھا احمد شاہ کے بعد تخت نشین ہوا۔

احمد شاہ بہمنی دوم۔ امیر برید اس کے باپ سلطان محمود شاہ ثانی کا وزیر اعظم تھا۔ سلطان کے مرنے کے بعد اکتوبر ۱۵۱۸ء مطابق شوال ۹۲۴ھ میں امیر

بریدنے اس خیال سے اگر وہ بالکل خود مختار بن بیٹھے گا
تو گردو نواح کی طاقتیں حملہ آور ہوں گی برائے نام شہزادہ
احمد کو اس کے باپ کی بجائے احمد آباد کے تخت پر بٹھا
دیا۔ محل شاہی اور جواہرات اس کے قبضہ میں دیدیئے
اور کچھ رقم روزانہ اُس کے خرچ کے لیے مقرر کردی
جو اس کے اخراجات کو مکتفی نہ ہو سکی۔ اس وجہ سے
سلطان نے اپنا ایک لاکھ ساٹھ ہزار پونڈ کا قیمتی تاج
توڑ ڈالا اور جواہرات خفیہ طور پر فروخت کر دیئے۔
تخت نشینی کے دو سال بعد ۱۵۱۸ء مطابق ۹۲۴ھ
میں مرگیا۔ اس کی جگہ شہزادہ سلطان علاؤالدین ثالث
جانشین کیا گیا۔ دو سال بعد یہ شاہزادہ قید کر دیا گیا۔
اور محمود شاہ کا ایک اور لڑکا ولی اللہ شاہ تخت
نشین ہوا تین سال بعد وزیر کی سازش سے اس کی
بی بی نے زہر سے ہلاک کردیا اور وہ وزیر کے حرم میں
داخل ہوگئی۔ بعد ازاں احمد شاہ ثانی کے لڑکے کلیم اللہ
کو تخت پر بٹھایا۔ یہ برائے نام بادشاہ تھا۔ اس کو محل
چھوڑنے کی اجازت نہ تھی۔ امیر برید نے اس کے
ساتھ نہایت سختی کا برتاؤ کیا تو وہ وہاں سے فرار ہو کر
بیجاپور میں اپنے چچا اسمٰعیل عادل شاہ کے پاس چلا گیا
وہاں سے برہان نظام شاہ والیٔ احمد نگر کے پاس پہنچا
اور وہاں آخر عمر تک رہا اس کے ساتھ دکن کے بہمنی
فرماں رواؤں کا خاندان ختم ہوا۔ اس کی موت سے
قبل دکن پانچ سلطنتوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔ عادل شاہی
والیان بیجاپور۔ قطب شاہی والیان گولکنڈہ۔
عماد شاہی۔ والیان برار۔ نظام شاہی والیان
احمد نگر۔ برید شاہی والیان احمد آباد بیدر۔

احمد شاہ بہمنی سلطان اول۔ بہمنی نسل کے سلطان
داؤد شاہ کا دوسرا لڑکا تھا۔ ۱۵ ستمبر ۱۴۲۲ء مطابق
۵ شوال ۸۲۵ھ کو جبکہ سلطان فیروز شاہ کو تخت و
تاج اس کی خاطر چھوڑے ہوئے ۱۰ دن گزرے
تھے تخت پر بیٹھا۔ احمد آباد بیدر کے قلعے اور شہر کا
بانی ہے جس کی بنیاد ۱۴۳۲ء مطابق ۸۳۶ھ رکھی۔

احمد شاہ ثانی۔ گجرات کا بادشاہ تھا چونکہ محمود شاہ
سوم لاولد تھا اعتماد خاں اس کے وزیر اعظم نے اس کو
جو اس وقت احمد آباد کا حاکم تھا بادشاہ کا جانشین بنایا
۱۸ فروری ۱۵۵۴ء کو تخت نشین ہوا۔ سات برس
چند ماہ حکومت کی ۱۲ اپریل ۱۵۶۱ء کو قتل ہوا۔
مظفر شاہ ثالث جانشین ہوا۔

احمد شیخ۔ فتح پور سیکری کے شیخ سلیم چشتیؒ کے دوسرے
لڑکے۔ اکبر کے عہد میں ملازمت کی اور ۹۸۵ھ میں
وفات پائی۔

احمد ظواہری۔ مشہور مصری عالم ہے جس نے ۱۸۷۰ء میں
جبکہ وہ جامع احمدی طنطنہ کے مدرسی کے عہدہ پر ممتاز
تھا ایک کتاب العلم والعلماء کے نام سے شائع کی ہے جس میں
موجودہ علماء کے حالات اور اُن کے فرائض پر بحث
کی گئی ہے۔

احمد عرب شیخ یمنی۔ ابن شیخ یمنی شروانی۔ بارہویں
صدی کے آخر میں یا تیرہویں صدی کے شروع میں
ہندوستان آکر اکثر بلاد معروف کی سیاحت کی
اور زیادہ تر کلکتہ میں مقیم رہے۔ عربی کے فن ادب
میں کامل مہارت تھی۔ نفحۃ الیمن اور مناقب حیدریہ
جو غازی الدین حیدر نواب اودھ کی فرمائش سے
تصنیف کی ان کی مشہور تصانیف ہیں جس سے
ان کی لیاقت علمی کا اظہار ہوتا ہے۔ سال وفات معلوم
نہ ہو سکا۔

احمد علی خاں۔ رام پور کے نواب تھے (دیکھو نواب حامد علی
خاں۔ ردیف ح)

احمد علی خاں۔ کرنال کے نواب تھے غدر میں گورنمنٹ

برطانیہ کے خیر خواہ رہے۔ پانچ ہزار روپیہ کی مالگزاری دوامی بصلۂ خدمات خیر خواہی معاف کی گئی۔ اور دس ہزار روپیہ کا خلعت عطا کیا گیا۔ یہ نواب محمدی خاں کی اولاد میں تھے۔ محمدی خاں مذکور کو بشمول عزت علی خاں و اسحاق خاں کے لارڈ لیک نے پرگنہ انیال جس کی مالگزاری چالیس ہزار روپیہ سالانہ تھی سنہ ۱۸۱۸ء میں عطا فرمایا تھا۔

احمد علی خاں اور ولی داد خاں۔ مالاگڈھ کے باغی نواب تھے۔

احمد علی خاں سید۔ بنگال کے نواب ناظم تھے اپنے بھائی عالی جاہ کے جانشین ہوئے۔ ۳۰ اکتوبر ۱۸۲۴ء کو انتقال ہوا۔

احمد علی عباسی۔ مولوی۔ چریاکوٹی۔ آپ مشاہیر علمائے ہند سے تھے تمام فنون علی الخصوص فقہ و فلسفہ میں کامل مشق تھی۔ پیدائش سنہ ۱۲۱۲ھ۔ اپنے وطن میں معمولی صرف و نحو پڑھنے کے بعد سیر و سیاحت کرکے علمائے ہند سے علم حاصل کیا۔ چنانچہ فنون ریاضیہ اور اصول قرات و تجوید کا رامپور میں اکتساب کیا تیس سال کی عمر میں جمیع فنون سے فارغ ہو کر وطن واپس آئے اور شادی کرنے کے بعد تدریس کا سلسلہ جاری کیا اکثر متعلم بہرہ یاب ہوئے۔ آپ کی مشہور تصانیف انوار احمدی حاشیہ قال اقوال شرح سلم العلوم و نور النواظر ہیں علاوہ بریں مختلف فنون میں آپ کے اکثر رسائل موجود ہیں ماہ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ میں انتقال کیا۔

احمد علی قاضی۔ وطن سندیلہ۔ ابن سید محمد فتح شاگرد و داماد مولانا حمید اللہ سندیلوی۔ یہ ایک عالم متبحر اور مصنف کتاب کثیرہ تھے۔ سلاطین دہلی کی جانب سے قصبہ سندیلہ کے عہدۂ قضا پر ممتاز تھے۔ اپنے استاد زادہ مولوی حیدر علی کو بھی اپنے علم سے مستفیض کیا۔ میر زاہد ملا جلال و حاشیہ میر زاہد شرح مواقف و شرح سلم العلوم و حاشیہ منہیہ بر شرح سلم و رسالہ فرائض حنفی ان کی مشہور تصانیف ہیں۔ بارہویں صدی ہجری کے آخر میں انتقال کیا اور قصبہ سندیلہ میں سید غلام حسین کے امام باڑے میں مدفون ہوئے۔

احمد علی ہاشمی شیخ۔ حالات مشاہیر میں ایک کتاب مخزن الغرائب تصنیف کی جو فیض آباد کے نواب صفدر جنگ کے نام نامی پر معنون کی گئی تھی بسنہ ۱۸۵۴ء مطابق سنہ ۱۱۷۰ھ میں انتقال ہوا تخلص خادم تھا

احمد غزنوی شیخ۔ مقامات شیخ کے مصنف ہیں جس میں احمد شاہ (جام) شیخ الاسلام نیشاپور کی سوانح عمری لکھی ہے۔

احمد کبیر سید۔ ایک باخدا شخص تھے۔ آپ کا مزار ملتان میں موضع اُچھ میں ہے۔ سید جلال کے لڑکے ہیں۔ ان کے دونوں صاحبزادے سید جلال الدین الملقب مخدوم جہانیاں جہاں گشت اور راجو قتال اکابر اولیا اللہ سے تھے۔

احمد کھٹو شیخ۔ الملقب بہ وجیہ الدین احمد مغربی پسر ملک اختیار الدین۔ اختیار الدین مذکور سلطان فیروز شاہ تغلق شاہ دہلی کے امرا میں سے اور اس کے رشتہ دار بھی تھے۔ اپنے والد کی وفات کے بعد تمام دولت عیش پرستی میں اڑا دی۔ بعدہ شیخ بابا اسحاق مغربی کے مرید ہو گئے۔ اور بہت پرہیزگار ہو گئے گجرات چلے گئے یہاں آپ کی پرہیزگاری کا اس درجہ شہرہ ہوا کہ سلطان مظفر گجراتی آپ کا مرید ہو گیا اسی ملک میں سلطان محمد شاہ گجراتی کے عہد میں یوم پنجشنبہ ۹ جنوری ۱۴۴۶ء مطابق ۱۰ شوال ۸۴۹ھ ۱۱۱ برس کی عمر میں وفات پائی سرکھیج میں احمد آباد

کے نزدیک مزار ہی کھٹو ناگور میں ایک جگہ ہے جہاں شیخ احمد پیدا ہوئے تھے۔

احمد مرزا سلطان۔ پسر ابو سعید مرزا اپنے والد کی وفات کے بعد سنہ ۱۴۶۹ء میں سمرقند پر قبضہ کر لیا سنہ ۱۴۹۵ء میں انتقال ہوا۔

احمد ملا ٹھٹے کے قاضی کے لڑکے تھے۔ آپ کے آبا و اجداد جو سندھ کے باشندے تھے۔ فاروقی حنفی تھے لیکن ملا خود شیعہ تھے ایک کتاب خلاصۃ الحیات تصنیف کی سنہ ۱۵۸۲ء مطابق سنہ ۹۹۰ھ میں دکن سے اکبر اعظم کے دربار میں آئے شہنشاہ نے تاریخ الفی کے تالیف کرنے کا حکم دیا۔ بہت سے مصنفین اس بات میں مشغول ہوئے لیکن زیادہ کام ملا کو کرنا پڑا پہلی دو جلدیں چنگیز خاں کے عہد تک کی آپ نے ختم کیں اس کے بعد مرزا فولاد برلاس نے جنوری سنہ ۱۵۸۸ء مطابق صفر سنہ ۹۹۶ھ میں ملا کو دھوکا دیکر رات کے وقت گھر سے نکالا اور ان پر قاتلانہ حملہ کیا۔ کیونکہ وہ علانیہ سنیوں کی دل آزاری کے واسطے خلفائے ثلاثہ کو برا کہتے تھے۔ اس جرم میں مرزا فولاد شہر لاہور میں ایک ہاتھی کے پیر سے زندہ باندھ کر ہلاک کر دیے گیے۔ مرزا کے مرنے کے ۳ یا ۴ دن کے بعد ملا فوت ہو گئے۔ ملا احمد کے مرنے کے بعد باقی کتاب آصف خاں جعفر بیگ نے سنہ ۹۹۷ھ مطابق سنہ ۱۵۸۹ء تک ختم کی۔ ملا احمد لاہور میں دفن ہوئے لیکن لوگوں نے ان کی لاش کو اٹھا کر جلا دیا۔

احمد نظام شاہ بحری۔ دکن کے نظام شاہی خاندان کا بانی تھا۔ باپ کا نام نظام الملک بحری تھا۔ جو سلطان محمود شاہ بہمنی کا وزیر اعظم تھا۔ احمد نظام شاہ نے باپ کی جاگیر کے قریب بہت سے مقامات فتح کیے اور قلعہ دندا راج پوری کے دوران محاصرہ میں سنہ ۱۴۸۶ء مطابق سنہ ۸۹۱ھ میں اپنے والد کے قتل کی خبر سنی فوراً واپس جا کر اپنے باپ کا لقب اختیار کیا اس کے بعد لوگوں نے شاہ کا لقب زیادہ کر دیا سلطان یہ چاہتا تھا کہ اس کو معزول کر دیا جائے لیکن تمام ارکین سلطنت میں سے کسی کو جرأت نہ ہوئی کیونکہ احمد نظام شاہ اکثر جنگی کارناموں کی وجہ سے ایک خوفناک ہستی سمجھا جاتا تھا۔ آخر کار اس نے ۳ مئی سنہ ۱۴۹۰ء مطابق ۳ رجب سنہ ۸۹۵ھ کو سلطان کی فوج پر فتح پائی اور اس کے بعد وہ خود مختار بن بیٹھا اور یوسف عادل شاہ کی رائے سے جو کہ پہلے ہی خود مختار ہو گیا تھا خطبہ میں سلطان محمود کا نام نکال کر اپنا نام داخل کیا اور چتر سفید جو اس زمانے میں مغلیہ بادشاہوں کا نشان تھا سر پر رکھا۔ احمد نگر کے شہر کی نیاد ڈالی سنہ ۱۴۹۵ء مطابق سنہ ۹۰۰ھ میں رکھی جو دو برس میں مکمل ہو گیا۔ احمد نگر کا پہلا نظام شاہی بادشاہ ہوا۔ سنہ ۱۵۰۸ء مطابق سنہ ۹۱۴ھ میں فوت ہوا اس کے بعد اس کا لڑکا برہان نظام شاہ اول تخت نشین ہوا۔ احمد نگر کے نظام شاہی بادشاہوں کی فہرست حسب ذیل ہے:۔

احمد نظام شاہ اول سنہ ۱۴۹۰ء
برہان نظام شاہ سنہ ۱۵۰۸ء
حسین نظام شاہ سنہ ۱۵۵۳ء
مرتضیٰ نظام شاہ سنہ ۱۵۶۵ء
میران حسین نظام شاہ سنہ ۱۵۸۸ء
اسماعیل نظام شاہ سنہ ۱۵۸۹ء
برہان نظام شاہ دوم سنہ ۱۵۹۰ء
ابراہیم نظام شاہ سنہ ۱۵۹۴ء
احمد نظام شاہ دوم سنہ ۱۵۹۴ء (شاہ طاہر کا لڑکا)
بہادر نظام شاہ سنہ ۱۵۹۵ء

مرتضیٰ نظام شاہ دوم ۱۵۹۹ء
نظام شاہی سلطنت ۱۶۰۰ء میں ملک عنبر کے قبضے میں پہنچی۔

احمدی۔ ایک ترک شاعر گزرا ہے۔ اصلی نام خواجہ احمد جعفری تھا۔ امیر تیمور اعظم شاہ تاتار کے عہد میں ہوا اس کے عہد کے کارنامے نظم کیے ہیں اور ترکی زبان میں سکندر نامہ لکھا ۱۴۱۲ء میں فوت ہوا۔

احمدی۔ نواب غلام احمد خاں۔ ریاست کنج پورہ ضلع کرنال میں یکم جنوری ۱۸۶۳ء کو پیدا ہوئے خاندان رئیسان کنج پورہ کے ایک رکن تھے۔ ابتدائے عمر سے علمی مذاق رکھتے تھے۔ اردو زبان میں شعر کہتے تھے۔ ایک مدت تک ریاست ٹونک اور ازاں بعد ریاست گوالیار میں ملازم رہے ۱۹۰۳ء میں ریاست گوالیار کے ممبر کونسل ہوگئے ۱۹۰۶ء میں کونسل کی میعاد ختم ہونے پر اپنے فرائض منصبی سے سبکدوش ہوگئے ۱۶ اپریل ۱۹۲۵ء کو ۶۲ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ ان کی تصانیف توحید و اخلاق میں اکثر طبع ہو چکی ہیں۔

احمد یادگار۔ تاریخ سلاطین افاغنہ کا مصنف ہے۔ یہ کتاب بہلول لودی سے لیکر آخر تک ہند کے تمام افغان بادشاہوں کی تاریخ ہے جو داؤد شاہ بنگال کے آخری بادشاہ کے حکم سے ۱۵۶۰ء کے قریب لکھی گئی۔

احمد یار خاں۔ ان کا تخلص یکتا تھا۔ ترکی النسل۔ خاندان برلاس میں سے تھے۔ ان کے والد اللہ یار خاں لاہور ٹھٹھہ۔ ملتان کے صوبہ دار ہوئے تھے۔ بعدہٗ غزنی کی فوجداری پر تقرر ہوگیا۔ احمد یار خاں بھی عالمگیر کے عہد کے آخر میں لاہور کے صوبہ دار تھے۔ یہ بہت نازک خیال شاعر تھے کئی نظمیں لکھیں ۱۲ ستمبر ۱۷۴۸ء مطابق ۲۳ جمادی الاول ۱۱۶۱ھ میں وفات پائی۔

احمد یار خاں نواب بریلوی۔ ذوالفقار الدولہ محمد ذوالفقار خاں دلاور جنگ بریلوی کے لڑکے تھے ۱۸۱۵ء مطابق ۱۲۳۰ھ میں زندہ تھے۔

اختر۔ ان کا اصلی نام قاضی محمد صادق خاں تھا۔ باپ کا نام قاضی محمد لال۔ سال ولادت کا پتا نہیں چلا تقریباً ۱۸۰۰ء یا ۱۸۰۱ء مرزا قتیل کے شاگرد اصلی وطن ہگلی غازی الدین حیدر شاہ اودھ کے زمانہ میں لکھنؤ آئے اور ملک الشعرا کا خطاب پایا تاریخ وفات صحیح نہیں معلوم ہوئی لیکن یہ مسلم ہے کہ وہ غدر ۱۸۵۷ء میں زندہ تھے اس کے بعد رحلت کی صاحب تصانیف کثیرہ تھے لیکن اس میں سے کسی کے چھپنے کی نوبت نہ آئی سب سے بڑی تالیف تذکرہ آفتاب عالمتاب ہے جس میں ۲۶۴ شعرا کا ذکر ہے ۳۰ سال کی مسلسل محنت سے تیار ہوا ہے لوامع النور فی وجوہ المنصور جو انشا و لغت فارسی کی کتاب ہے۔ انھیں کی تصنیف سے ہے اس کے علاوہ چند مثنویات اور دیوان بھی ہیں۔

اختر۔ ملاحظہ ہو واجد علی شاہ۔

اخفش اول۔ چونکہ اس کی آنکھیں بہت چھوٹی تھیں اس لیے اخفش کہلاتا تھا۔ اصلی نام ابوالحسن سعید تھا۔ مشہور مصنف اور علم صرف کا زبردست عالم تھا ۸۳۰ء میں وفات پائی۔ بعض کہتے ہیں کہ بلخ میں پیدا ہوا اور ۲۱۵ھ میں وفات پائی۔ اس نام کے تین آدمی گزرے ہیں اور تینوں مصنف تھے۔
اخفش اصغر نے ۳۱۵ھ میں وفات پائی۔

اخلاص خاں اخلاص کیش۔ لاہور کا ساکن قوم کا کھتری تھا۔ فارسی میں اچھی دستگاہ تھی۔ اور عالمگیر کے زمانہ میں شاہی ملازم رہا اور عالمگیر نے اخلاص خاں اخلاص کیش کا خطاب دیا۔ فرخ سیر کے زمانہ میں ۱۷۱۸ء میں ہفت ہزاری کا

منصب دار ہوا۔ اس نے فرخ کی لکھی اور "بادشاہ نامہ" نام رکھا۔

اخلاص خاں شیخ اللہ دیا۔ ابراہیم کشور خاں کا بیٹا اور شیخ نواب فرید کا بھتیجا تھا۔ اورنگ زیب کی فوج میں بھرتی ہو کر اپنے چچا نواب فرید کے ساتھ رہ کر اکثر لڑائیوں میں کار نمایاں کیے درجہ بہ درجہ ترقی حاصل کر کے سہ ہزاری کا منصب اور خطاب اخلاص خاں کا پایا۔ اس کا مقبرہ بمقام بدایوں اخلاص خاں کے روضے کے نام سے موجود ہے۔

ادھم خاں ماہم آنگہ۔ ماہم انکہ کا لڑکا تھا۔ ماہم انکہ نے اکبر کو دودھ پلایا تھا اور اکبر کے ساتھ بچپن سے تخت نشینی کے زمانے تک رہی اس نے بیرام خاں کے معزول کرانے میں بہت بڑا حصہ لیا تھا۔

ادھم خاں ... ۵ ہزار فوج کا سردار تھا اس نے باغی بہادر یہ خاندان کو لتھہ کانٹھ[1] کے قریب ہموار رکھنے میں امتیاز حاصل کیا ۹۶۸ھ میں باز بہادر حاکم مالوہ[2] کو شکست دی جس کی معشوقہ روپ متی نہایت حسین و باعظمت تھی۔ جب وہ ادھم خاں کی قید میں آئی اور اس نے دیکھا کہ اس کی عفت نہیں بچ سکتی ہے اس نے ادھم خاں کو ایک وقت خاص کا منتظر بنایا اور وقت مقررہ پر وہ خوب بن سنور کر زہر کا پیالہ پی کر پلنگ پر لیٹ گئی ادھم خاں اس کو مردہ پا کر مایوس ہوا۔ ۹۶۹ھ میں اپنے دشمن آتگہ خاں کو دربار میں قتل کیا جس پر بادشاہ نے اس کو بھی مروا ڈالا اس کی ماں ماہم انکہ ۴۰ دن کے بعد رنج و غم میں مر گئی اور دلی میں اپنے لڑکے کے برابر دفن کی گئی۔ اکبر نے ان ماں اور بیٹے کے مقبرہ پر ایک عمارت عالیشان بنوا دی۔ ادھم کا بھائی خان باقی خان گڑھ کٹنگا کا حاکم تھا جس نے اکبر کے عہد کے تیسویں سال وفات پائی۔

ادھن شیخ۔ ایک چشتی بزرگ اور ولی گزرے ہیں جون پور میں ۹۷۰ھ میں وفات پائی۔

ادیب۔ ابوحسن علی بن نصر کا تخلص ہے۔ ایک نہایت قابل فلسفی تھے۔ بزمانۂ خلافت فاطمیہ ۳۹۰ھ خلیفہ عامر کے عہد میں مصر میں قاضی تھے۔

ادیب۔ مولینا سیف الحق صاحب۔ حضرت مولینا شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی کی اولاد سے ہیں ۱۸۷۳ء میں بمقام دہلی پیدا ہوئے تحصیل علوم خاندانی کے علاوہ اگرچہ انگریزی بھی صرف مڈل تک ہی حاصل کی تھی۔ لیکن خداداد جودت و ذہانت کی بدولت اعلیٰ درجے کے تعلیم یافتہ حضرات کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ سب سے پہلے میور گزٹ نامی اخبار نکالا۔ زاں بعد انجمن قصور کے سکریٹری ہو گئے اس زمانے میں کوہ نور کی ایڈیٹری کی شفیق ہند جاری کیا۔ جس کے دو ضمیمے نسیم صبح اور شام وصال بھی نکلتے تھے۔ علم ادب کے دونوں فروع یعنی نظم و نثر میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ مرزا غالب مرحوم سے انکا ضۂ سخن تھا۔ خوشنویسی میں اچھا ملکہ تھا۔ اکثر قومی کانفرنسوں میں لکچر بھی دیا کرتے تھے فن تاریخ گوئی میں انتہائی کمال تھا۔ کلام اردو اور فارسی نہایت شستہ و رفتہ تھا۔ محض شہرت کی بدولت حیدرآباد دکن میں گورنمنٹ رپورٹر کے معزز عہدے پر ممتاز ہوئے تھے۔ جون ۱۹۰۱ء م ۱۳۱۹ھ میں بمقام دہلی دنیا کو خیر باد کہا۔

ادیب صابر (دیکھو شہاب الدین)

اذن حسن۔ یہ حسن بیگ بھی کہلاتا ہے۔ ایک ترکمان قبیلے

[1] آگرے کے جنوب مشرق میں ایک جگہ ہے۔ [2] یہ مقام ممالک متوسط میں واقع ہے ۱۲

کا بانی تھا اپنے حریف جہاں شاہ دین قرا یوسف کو ۱۴۶۷ء میں تباہ کرنے اور تمام ان کے اعزا کو مار ڈالنے کے بعد اس نے ابو سعید مرزا شاہ فارس سے جنگ کی اور اس کو قید کر کے ۱۴۶۹ء میں قتل کر ڈالا۔ اذن حسن اس طرح خاندان امیر تیمور کے ملک کے ایک بڑے حصے کا مالک ہوگیا۔ فارس کے بادشاہ بن جانے کے بعد وہ ترکی کی طرف متوجہ ہوا۔ مگر ترکی کے سلطان محمد ثانی نے اس کو ایک کامل شکست دی جس سے اس کے فاتحانہ ولولے سرد پڑ گئے۔ گیارہ سال تک حکومت کر کے برس کی عمر میں ، دسمبر ۱۴۷۷ء مطابق ۸۸۲ھ میں فوت ہوگیا

ارادت خاں ملقب بہ میر اسحاق یا اسحاق خاں نواب اعظم خاں کا پسر تھا جو شاہنشاہ جہانگیر کے عہد میں اعلیٰ عہدے پر ممتاز تھا۔ ارادت خاں بہ عہد شاہ جہاں بہت سے عہدوں پر ممتاز رہا۔ اور عہد عالمگیر کے پہلے سال میں وہ صوبہ دار اودھ مقرر ہوا لیکن دو ماہ بعد اکتوبر ۱۶۵۸ء مطابق ماہ ذی الحجہ ۱۰۶۸ھ میں فوت ہوا۔

ارادت خاں واضح ۔ مرزا مبارک اللہ۔ لقب۔ واضح تخلص تھا۔ اسحاق خاں الملقب بہ کفایت خاں کا لڑکا تھا۔ اس کی اولاد عہد جہانگیری میں معزز ملازمتوں پر ممتاز رہی آخر میں یہ خود بہ عہد عالمگیری صوبہ دار مالوہ ہوا شاہ عالم کے زمانے میں دوآبہ کا صوبہ دار رہا تھا اور پھر تارک الدنیا ہو کر قلندر ہوگیا۔ بہ زمانہ فرخ سیر ۱۷۱۶ء مطابق ۱۱۲۸ھ میں فوت ہوگیا۔ فارسی نظم و نثر کی بہت سی تصانیف چھوڑیں۔ کلماتِ عالیات۔ مینا بازار۔ تواریخ اور جانستان جمشید۔ اورنگ زیب کے جانشینوں کے حالات میں مشہور ہیں۔ اس تاریخ کا ترجمہ ۱۷۸۶ء

میں بمقام لندن بزبان انگریزی ہوا ہے۔ اس کے لڑکے میر ہدایت اللہ نے ہوشدار خاں کا لقب اور چار ہزاری منصب پایا ۱۶۸۴ء مطابق ۱۰۹۵ھ میں بمقام اورنگ آباد وفات پائی۔

ارپا خاں ۔ تاتاری خاندان کا شاہزادہ تھا بجائے ابو سعید خاں کے نومبر ۱۳۳۵ء مطابق ۷۳۶ھ میں تخت ایران پر بیٹھا۔ صرف پانچ ماہ حکومت کرنے کے بعد موسیٰ خاں کے مقابلہ میں ایک لڑائی میں مارا گیا۔ اور موسیٰ خاں اس کا جانشین ہوا۔

ارجمند بانو بیگم ۔ لقب ممتاز محل جو کہ عوام میں تاج بی بی مشہور ہے بادشاہ شاہجہاں کی محبوبہ بیگم تھی۔ نورجہاں کا بھائی آصف خاں وزیر اس کا باپ تھا پیدائش ۱۵۹۲ء مطابق ۱۰۰۰ھ میں ہوئی شاہ جہاں کے ساتھ شادی ہوئی۔ دہر آرا کی ولادت کے بعد زچگی کے ایام میں ۱۶۳۱ء مطابق ۱۱ ذی الحجہ ۱۰۴۰ھ برہان پور میں جاں بحق تسلیم ہوئی۔ وہیں باغ موسومہ زین آباد میں مدفون ہوئے وہاں سے لاش اکھاڑ کر آگرے لائی گئی جہاں عالیشان مقبرہ دریائے جمنا کے کنارے ساڑھے چار کرور روپیہ کی لاگت سے تعمیر ہوا جس کی کشش آج تک سیاحوں کو دور دور سے کھینچ کر لاتی ہے ہفت عجائبات عالم میں جو عمارتیں کہی جاتی ہیں اُن میں ایک یہ بھی ہے جو تاج بی بی کے روضے کے نام سے مشہور ہے یہ عمارت ۱۶۴۵ء مطابق ۱۰۵۵ھ میں مکمل ہوئی۔ ممتاز محل قدسیہ بیگم یا نواب عالیہ بیگم بھی کہلاتی تھی۔

اردشیر بابکاں ۔ بن بابک ساسان بن بہمن کی اولاد اسفندیار کا پوتا تھا وہ خاندان ساسانی کا پہلا بادشاہ ہوا اس کے باپ بابک نے جو سرکاری ملازمت میں ایک ادنیٰ افسر تھا۔ فارس کے صوبے دار کو جسے اردوان نے مقرر کیا تھا قتل کر کے خود صوبہ دار

بن بیٹھا۔ اس نے چونکہ یہ مرتبہ ضیعف العمری میں حاصل کیا تھا۔ اس لیے عرصے تک اس کا لطف نہ اٹھا سکا بلکہ اپنے نوجوان ہونہار اور جری بیٹے اردشیر کے واسطے جس کی قسمت میں کل فارس کا بادشاہ ہونا لکھا تھا جگہہ خالی کر دی۔ اردشیر کو اردوان حکمران فارس سے لڑائیاں لڑنا پڑیں۔ ہرمز کے مقام پر سنہ ۲۲۳ء میں فیصلہ کن لڑائی ہوئی جس میں اردوان قتل ہوا اس کے قتل سے ایران میں ساسانیوں کی جدید سلطنت کی نیاؤ پڑی اردشیر اس خاندان کا پہلا بادشاہ ہوا جس نے چودہ برس کامل بلاشرکت غیرے فارس پر حکومت کی اور سنہ ۲۳۰ء میں اپنی زندگی ہی میں اپنے بیٹے شاپور اول کو حکومت سپرد کر دی۔ اس خاندان کا آخری بادشاہ یزدجرد سوم ہوا۔ اسلامی فتح نے جو حضرت عمرؓ خلیفۂ دوم کے زمانۂ خلافت میں سنہ ۶۳۲ء اور سنہ ۶۳۹ء کے درمیان ہوئی اس کے عہد کا خاتمہ کر دیا

فہرست بادشاہانِ فارس خاندان ساسانی حسب ذیل ہے۔

اردشیر ؛	شاپور اول ؛	ہرمز اول ؛
بہرام اول	بہرام ثانی	بہرام ثالث
نرسی	ہرمز ثانی	شاپور ثانی
اردشیر ثانی	شاپور ثالث	بہرام چہارم
یزدجرد اول	بہرام گور	یزدجرد ثانی
ہرمز یا ہرمزد ثالث	فیروز	پلاش
قباد	جاماسپ	نوشیرواں یا کسریٰ
ہرمزد	خسرو پرویز	شہرویہ
اردشیر ثالث	شہریار	توران دخت
ازرمی دخت	فرخ بختیار	یزدجرد ثالث

اردشیر دراز دست۔ ایران کا بادشاہ زمانۂ قدیم (قبل سن عیسوی) میں گزرا ہے اس کے باپ کا نام اسفندیار تھا۔ چار سو چونسٹھ سال قبل عیسوی کے

اپنے دادا گشتاسپ کی جگہ تخت نشین ہوا اس نے اپنے زمانے میں سلطنت کی بہبودی کی بہت تدابیر کیں۔ مشہور پہلوان رستم اسی کے ابتدائی عہد میں تھا فارسی مورخ اس کے عہد کی مدت ایک سو بارہ سال بتلاتے ہیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد کے دو تین چھوٹے بادشاہوں کا زمانہ بھی اسی مدت میں شامل ہے اور ان بادشاہوں کا تذکرہ فارسی مورخین نے نظر انداز کر دیا ہے ملکہ ہمائی اسی کی لڑکی تھی (ہمائی ملاحظہ ہو)

اردی وراف۔ مجوسیوں کا ایک مذہبی پیشوا تھا جو اردشیر بابکان شاہ ایران کے عہد میں ہوا اور اردی وراف نامہ کا مصنف تھا جس کو اس نے زبان ژند یا ابتدائی ایرانی زبان میں لکھا تھا۔

ارزمی دخت۔ ملکۂ فارس۔ بدانتظامی سلطنت کی وجہ سے سنہ ۶۳۲ء بقول بعض سنہ ۶۳۵ء میں تخت سے اتاری گئی اور یزدجرد سوم جو ساسانی حکومت کا آخری بادشاہ تھا جانشین ہوا لیکن اس کے عہد میں بھی امورِ سلطنت اصلاح پر نہ آسکے اور مسلمانوں کے حملے نے ساسانی سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔

ارسلان شاہ۔ (ملاحظہ ہو الپ ارسلان)

ارسلان شاہ۔ سلطان مسعود غزنوی سوم کا بیٹا تھا اپنے بھائی شیرزاد کو سنہ ۱۱۱۵ء مطابق سنہ ۵۰۹ھ میں قتل کر کے خود تخت نشین ہو گیا اپنے اور سب بھائیوں کو قید کر لیا صرف بہرام شاہ خراسان کو بھاگ گیا اس نے وہاں اپنے چچا سلطان سنجر سے مدد چاہی۔ سنجر نے سنہ ۱۱۱۶ء مطابق سنہ ۵۱۰ھ میں غزنیں پر حملہ کر کے ارسلان شاہ کو شکست دی اور قید کر کے اس کو مروا ڈالا۔ بہرام شاہ بجائے اس کے تخت نشین ہوا۔

ارسلان سلجوقی۔ طغرل کا پسر اور سلطان محمود بن اور سنجر کا پوتا تھا ارسلان شاہ ماہ جنوری ۱۱۷۶ء مطابق ۵۷۱ھ میں فوت ہوا اس کا جانشین اس کا پسر طغرل سوم ہوا سلجوقی خاندان فارس کا آخری بادشاہ گزرا ہے۔

ارشد۔ میر غلام علی رضوی مع لواحقین ۱۲۱۰ھ میں اورنگ آباد آیا۔ فارسی اردو میں اچھا شعر کہتا تھا۔ ایک دیوان اور ایک رسالہ تنبیہ الشائقین یادگار ہے۔

ارشد۔ صاحب عالم مرزا عبد الغنی گرگانی سلسلۂ نسبی احمد شاہ بادشاہ دہلی تک پہنچتا ہے سنہ ۱۸۵۰ء میں قلعۂ معلیٰ میں پیدا ہوئے۔ مرزا آقا در بخش کے شاگرد رشید تھے۔ شاعری کے سوا موسیقی میں بھی کامل فن تھے۔ مرثیہ اور سلام پڑھنے کا شوق تھا۔ طرز قدیم کے علاوہ طرز جدید کی بھی نظم کہتے تھے۔ سررشتۂ تعلیم پنجاب میں ملازم تھے۔ ۱۲ فروری سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۱۳۲۸ھ میں ملتان میں انتقال ہوا۔

ارغون خاں بن آقا خاں۔ ہلاکو خاں کا پوتا تھا۔ اپنے چچا احمد خاں عرف نیکو دار کے قتل ہونے پر اگست ۱۲۸۴ء مطابق جمادی الاول ۶۸۳ھ میں تخت ایران پر بیٹھا۔ شمس الدین محمد صاحب دیوان اس کے باپ کا قابل وزیر تھا جو ناخوش ہو کر دربار سے اصفہان کو چلا گیا تھا۔ اس کے عہد میں پھر بلا لیا گیا اور تھوڑے ہی عرصے بعد اس شبہ میں کہ وزیر نے اباقان کو زہر دیا تھا پھانسی پر چڑھا دیا گیا۔ اس واقعے کے بعد امیر بوقا کا دور دورہ شروع ہوا وہ وزیر بھی ہوا بلکہ اختیارات شاہی پر ہاتھ مارنے کی کوشش میں اس کو ۶۸۷ھ میں اپنی جان نذر کرنا پڑی۔ ارغون خاں ۱۰ مارچ ۱۲۹۱ء مطابق ۵ ربیع الاول سنہ ۶۹۰ھ چھ برس ۹ ماہ حکومت کر کے فوت ہو گیا

ارغون شاہ جانی قربانی امیر۔ تقریباً ۱۳۳۰ء میں نیشاپور اور طوس میں حکمراں تھا۔ اس سربدالانِ سبزوار نے شکست دی تھی۔

ارزقی حکیم۔ عوام اس کو ارزقی کہتے ہیں۔ اصلی نام ابو المحاسن ابو بکر زین الدین بن اسمٰعیل وراق ہے فارس کا باشندہ طغرل ثالث شاہ ایران کے زمانے میں تھا۔ اس نے بادشاہ کے نام سے کئی کتابیں لکھیں ۱۰۸۰ء مطابق ۴۶۵ھ میں وفات پائی۔ اس کے دیوان میں تقریباً دو ہزار اشعار ہیں۔ کتاب سندباد کاشی کا بھی مصنف اسکو کہا جاتا ہے سلطان شاہ اول سلجوقی شہزادہ کا ندیم اور معتمد تھا جس کا دار الحکومت نیشاپور تھا۔ اس شہزادہ کے واسطے اس نے ایک فحش کتاب کتاب الفیہ شلفیہ معہ تصاویر تحریر کی۔ یہ کتاب کوک شاستر کا ترجمہ ہے۔ اس نے ایک کتاب تاریخ بابر "لکھی" ہے جس کے مسودے کے چند اجزا یورپ میں ہیں جن میں سے ایک کیمبرج کے کتب خانے میں بھی ہے ایک یورپین ڈاکٹر برکھاٹ مصنف نے اپنی کتاب ٹریولس ان عربیا سفرنامہ عرب کے دیباچہ میں ان مسودات سے مدد لینے کا اعتراف کیا ہے۔

اسحٰق۔ جمال الدین نام اسحاق تخلص شیرازنہ کا دھنا تھا اس نے ایک دیوان کثیر الاشتہا چھوڑا۔ اس دیوان میں یہ التزام رکھا گیا ہے کہ ہر ایک شعر میں کسی شیرینی یا کھانے کا نام ہے۔ اس کا اصلی نام ابو اسحاق ہے جس کو اختصار کر کے وہ نظم میں سحاق استعمال کیا کرتا تھا۔ وہ سلطان سکندر شہزادہ فارس

کے عہد میں گزر رہی۔

اسحاق بن علی۔ عربی دیوان اور ایک کتاب موسوم بہ ظہیر الادب کا مصنف ہی وہ سنہ ۱۲۲۲ء مطابق سنہ ۶۱۹ھ میں فوت ہوا۔

اسحاق موصلی۔ مشہور عربی مصنف شہر موصل میں پیدا ہوا۔ کتاب الغنی میں مذکور ہی کہ جب کبھی وہ سفر کو جایا کرتا تھا تو اپنے ساتھ کتابوں سے بھری ہوئی ۱۸ صندوقے جایا کرتا تھا اس پر یہ کہتا تھا کہ اگر میں اپنے بوجھ کو ہلکا کرنے کا خواہشمند نہ ہوتا تو ان سے دوچند لایا کرتا۔

اسد اللہ اسد یار خاں (ملاحظہ ہو انسان)

اسد اللہ خاں مرزا۔ (ملاحظہ ہو غالب)

اسد الاولیا۔ شیخ صوفی سرمست آپ کا نام تھا۔ صوفیائے کرام و اولیائے عظام سے تھے صاحب کشف و خوارق عادات تھے۔ نسباً فاروقی مذہباً چشتی تھے۔ نویں صدی ہجری میں عرب سے دکن میں تشریف لائے۔ دکن میں سب سے پہلے اشاعت اسلام آپ ہی کی ذات بابرکات سے ہوئی۔ اس سے پہلے یہاں کوئی اسلام کا نام لیوا نہ تھا۔ ۱۶ صفر سنہ ۸۰۶ھ مطابق سنہ ۱۴۰۳ء بمقام لشکر شاہ پور وصال ہوا۔ آپ کا عرس بڑی دھوم سے ہوتا ہی۔

اسد خاں نواب۔ ملقب بہ آصف الدولہ و جمیعتہ الملک ترکمان کے ایک مشہور خاندان کی اولاد سے تھا۔ سلطان جہانگیر نے اس کے باپ کو جو شاہ عباس ایرانی کے ظلم سے ہندوستان کو بھاگ آیا تھا۔ ذوالفقار خاں کے خطاب سے ایک اعلیٰ مرتبہ پر ممتاز کیا۔ نورجہاں کے ایک رشتہ دار کی دختر سے اس کی شادی کر دی۔ اسد خاں پر جو اسی ذوالفقار خاں کا لڑکا تھا۔ ابتدائے عہد شاہ جہانی میں شاہی عنایات مبذول ہونا شروع ہوگئی تھیں۔ شاہجہاں نے اپنے وزیر آصف خاں کی لڑکی سے اُس کی شادی کی اور بخشی دوم کے عہدے پر سرفراز کیا۔ وہ عہد عالمگیری میں بھی پندرہ برس تک بخشی دوم رہا تھا۔ شاہنشاہ عالمگیر نے اس کو چار ہزاری منصب پر ترقی دی اور بالآخر اپنا وزیر مقرر کر کے سب سے بڑا منصب (ہفت ہزاری) مرحمت فرمایا۔ بہادر شاہ کے زمانے میں وکیل مطلق جس کا مرتبہ وزیر سے بھی بڑا تھا مقرر ہوا اور اس کا بیٹا اسمٰعیل امیر الامرا ذوالفقار خاں کے لقب سے میر بخشی مقرر ہوا۔ لیکن فرخ سیر کے عہد میں اس کی جاگیر ضبط کر لی گئی اس کا لڑکا قتل کیا گیا اور وہ برائے نام پنشن دیکر نظربند کر دیا گیا۔ اسی حالت میں سنہ ۱۷۱۶ء مطابق سنہ ۱۱۲۸ھ میں ۹۰ سال کی عمر پاکر فوت ہوا۔

اسدی طوسی۔ خراسان کا رہنے والا عہد محمود غزنوی کا مشہور فارسی شاعر فردوسی مصنف شاہنامہ کا اُستاد تھا۔ بعض مورخین کہتے ہیں کہ شاہنامے کا کچھ حصہ اس نے بھی تصنیف کیا۔ سب سے زیادہ مشہور تصنیف اس کی "مناظرہ روز و شب" کہی جاتی ہی جو اب معدوم ہوگئی ہی۔ لیکن اس کا انگریزی ترجمہ جو بمقام لندن سنہ ۱۸۳۲ء میں شائع ہوا۔ اب بھی ملتا ہی۔ اسدی کا سال وفات صحیح معلوم نہیں۔ مگر اس قدر پتا چلتا ہی کہ سنہ ۱۰۱۱ء مطابق سنہ ۴۰۲ھ میں جبکہ فردوسی نے غزنین کو چھوڑا تھا وہ زندہ تھا۔

اسفندیار بن گستاسپ شاہ فارس کا سپہ سالار تھا۔ جس کو رستم نے قتل کیا تھا اُس کا تذکرہ شاہنامے میں ہی

اسکندر منشی۔ جس کو اسٹیورٹ صاحب نے اپنے رسالہ "فہرست کتب خانہ ٹیپو سلطان" میں سکندر بیگ منشی لکھا ہے تاریخ عالم آرائے عباسی کا مصنف ہے جو شاہان فارس خاندان صفوی کی تاریخ ہے از ابتدائے شاہ اسمٰعیل لغایت عباس اعظم کے نام پر معنون کی گئی تھی۔

اسلام خان والا تخلص بعہد عالمگیری پنج ہزاری منصب دار تھا سنہ ۱۶۶۳ء مطابق سنہ ۱۰۷۴ھ میں بمقام آگرہ فوت ہوا۔ نواب ہمت خاں و سیف خاں و عبدالرحیم خاں اس کے لڑکے تھے۔

اسلام خاں رومی۔ (ترک، لقب حسین پاشا بن علی پاشا۔ بصرہ کا صوبہ دار تھا۔ لیکن جب اس کے چچا محمد نے اس کو اس عہدہ سے معزول کر دیا تو اس نے اس ملک کو چھوڑا اور سنہ ۱۶۶۹ء مطابق سنہ ۱۰۸۰ھ میں ہندوستان آیا جہاں شاہنشاہ عالمگیر نے اس کی بڑی عزت کی اور منصب پنج ہزاری اور خطاب اسلام خاں سے سرفراز کیا۔ وہ دکن میں بیجاپور کی لڑائی میں بتاریخ ۱۳ جون سنہ ۱۶۷۶ء مطابق ۱۱ ربیع الثانی سنہ ۱۰۸۷ھ میں قتل کیا گیا۔ اس نے اپنا مکان آگرہ میں دریائے جمنا کے کنارے پر اس گھاٹ کے قریب تعمیر کرایا تھا جو نجارا کہلاتا ہے اور قلعۂ آگرہ کے قریب واقع ہے۔

اسلام خاں شیخ۔ خطاب اعتضاد الدولہ سلیم چشتی کا پوتا اور مشہور ابوالفضل کے باپ شیخ مبارک کا داماد تھا یعنی مسماۃ لاڈلی بیگم کا شوہر تھا۔ شاہنشاہ جہانگیر نے سنہ ۱۶۰۸ء مطابق سنہ ۱۰۱۷ھ میں اس کو صوبہ دار بنگال مقرر کیا۔ نواب اکرام خاں اس کا لڑکا تھا۔ اور قاسم خاں اس کا بھائی تھا۔ اس کے فوت ہونے پر قاسم خاں بنگال کی صوبے داری پر سنہ ۱۶۱۳ء مطابق

سنہ ۱۰۲۲ھ میں اس کا جانشین ہوا اس کی لاش فتح پور سیکری کو لائی گئی جہاں اس کا مقبرہ اب تک موجود ہے۔

اسلام خاں مشہدی۔ مشہد کا متوطن تھا۔ اس کا اصلی نام میر عبدالسلام تھا۔ جہانگیر کے عہد میں پنج ہزاری اور صوبہ داری بنگال کا منصب حاصل تھا اور شاہجہاں کے عہد میں معتمد الدولہ کے خطاب سے شش ہزاری کے مرتبے تک پہنچ گیا اور بخشی گیری دویم اور نظامت دکن کے عہدہ پر فائز ہوا۔ شاہجہانی جلوس کے تیرھویں سال میں وزارت کے عہدے پر ممتاز ہوا اور عمدۃ الملک کا خطاب پایا اور ہفت ہزاری منصب پا کر صوبہ دار دکن مقرر ہوا جہاں وہ عہد شاہجہاں کے اکیسویں سال میں بتاریخ ۱۲ نومبر سنہ ۱۶۴۷ء مطابق ۱۴ شوال سنہ ۱۰۵۷ھ فوت ہوا۔ اور اورنگ آباد میں دفن ہوا۔

اسلام شاہ (ملاحظہ ہو سلیم شاہ)

اسماءؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بیٹی تھیں۔ حضرت عائشہؓ ان کی سوتیلی بہن تھیں۔ جب آں حضرت صلعم نے مکے کے کافروں سے تنگ آکر غار ثور میں پناہ لی تھی۔ تو حضرت اسماءؓ چپکے سے کھانا پہنچا آتی تھیں۔ تیسرے روز جب ہجرت کی غرض سے حضرت علیؓ نے تین اونٹ اور ایک راہبر بھیجا تو آپ زاد راہ تیار کر کے لے گئیں۔ اس وقت دسترخوان کو باندھنے کے لیے رسی کی ضرورت ہوئی تو آپ نے نطاق کی (ایک رومال جو عرب کے عورتیں قمیص کے اوپر کمر سے باندھتی ہیں) چیر پھاڑ کر دو ٹکڑے کیے۔ ایک سے دسترخوان۔ دوسرے سے مشکیزے کا منہ باندھا گیا۔ اسی روز سے ان کو ذات النطاقین کا لقب ملا۔ ان کا نکاح حضرت زبیرؓ

کے ساتھ ہوا تھا۔ جو آں حضرت صلعم کے پھوپی زاد بھائی تھے۔ سو برس کی عمر میں ۲۰ جمادی الاول سنہ ۳۷ھ کو انتقال ہوا۔

اسمٰعیل مولوی محمد اسمٰعیل میرٹھی۔ پیدائش سنہ ۱۸۴۴ء ایک مشہور شاعر اور مصنف تھے۔ ان کا نام اردو نصاب کی ابتدائی کتابوں کی وجہ سے بچے بچے کی زبان پر ہی۔ ان کو گورنمنٹ سے "خاں صاحب" کا خطاب بھی ملا تھا۔ شاعری میں مرزا غالب سے تلمذ رکھتے تھے۔ یکم نومبر سنہ ۱۹۱۷ء کو انتقال کیا۔ ان کی تصنیف سے ایک مطبوعہ کلیات موجود ہی۔

اسمٰعیل اصفہانی۔ آپ کے والد احمد آباد گجرات میں آئے۔ آپ نے علم ظاہری کی تکمیل اپنے والد ماجد اور علمائے عصر سے کی۔ جامع علم و فضل اور صاحب کمالات تھے۔ حضرت شاہ عالم قدس سرہٗ سے بیعت کی اور عہدۂ قضا سے مستعفی ہوئے سلطان محمود نے حضرت کے پیر و مرشد سے التجا کی کہ آپ قاضی صاحب کو حکم دیں کہ عہدۂ قضا قبول کریں چنانچہ پیر و مرشد کے اصرار سے مجبور ہو کر آپ نے منظور کیا۔ ۲۶ ربیع الاول سنہ ۸۹۵ھ مطابق سنہ ۱۴۹۰ء کو وصال ہوا۔

اسمٰعیل بن امام جعفر صادقؓ۔ امام جعفر صادقؑ کے پسر اکبر تھے جن سے فرقۂ اسمٰعیلی یا اسمٰعیلیہ موسوم کیا جاتا ہی جس کے اڑتالیسویں امام سر آغا خان موجود ہیں جنھوں نے بمبئی کی سکونت اختیار کر لی ہی۔
(ملاحظہ ہو آغا خان)

اسمٰعیل بن حسن۔ مصنف کتاب ذخیرۂ خوارزم شاہ یہ شخص علاء الدین تاکش سلطان خوارزم کے عہد میں ہوا تھا جو سنہ ۱۲۰۰ء مطابق سنہ ۵۹۶ھ میں فوت ہوا خاقانی کا ہمعصر تھا۔

اسمٰعیل سامانی امیر۔ سامانیہ نسل کا پہلا بادشاہ تھا جس کا سلسلۂ نسب بہرام چوبین تک پہنچتا ہی جس نے تاج فارس کے واسطے خسرو پرویز سے جھگڑا کیا تھا۔ خلیفۂ معتمد نے سنہ ۸۷۵ء مطابق سنہ ۲۶۱ھ میں اس کے باپ نصیر احمد بن اسد بن سامان کو ماوراالنہر کا صوبہ دار مقرر کیا تھا اس کی وفات پر اس کا بیٹا اسمٰعیل اس کا جانشین ہوا عمرو بن لیث پر فتح پا کر جس کو کہ اس نے گرفتار کر کے بغداد کو بھیج دیا تھا۔ اسمٰعیل خود مختار ہو گیا۔ خاندان سامانی کی حکومت خراسان و سیستان و بلخ و بخارا و سمرقند میں پھیلی ہوئی تھی یہ عادل و مشہور بادشاہ ۲۰ سال حکومت کرنے کے بعد سنہ ۹۰۷ء مطابق ماہ صفر سنہ ۲۹۵ھ میں ۶۰ سال کی عمر میں فوت ہوا اور اس کا جانشین اس کا پسر امیر احمد سامانی ہوا اس خاندان کے بادشاہوں کے نام جو کہ امیر کہلاتے تھے اور جنھوں نے ۱۲۰ سال قمری حکومت کی حسب ذیل ہیں:-

فہرست خلفائے سامانیہ

(۱) امیر اسمٰعیل سامانی	سنہ ۲۷۹ھ
(۲) امیر احمد "	سنہ ۲۹۵ھ
(۳) امیر نصر دوم	سنہ ۳۰۱ھ
(۴) امیر نوح اول بن نصر	
(۵) عبد الملک۔	سنہ ۳۴۳ھ
(۶) امیر منصور اول	سنہ ۳۵۰ھ
(۷) امیر نوح دوم	سنہ ۳۶۶ھ
(۸) امیر منصور دوم	سنہ ۳۸۷ھ
(۹) عبد الملک دوم	سنہ ۳۸۹ھ
(۱۰) مستنصر	سنہ ۳۹۵ھ

اسمٰعیل سید بن حسین جرجانی۔ فارسی زبان میں طب کی دو کتابوں اغراض الطب و خف علائی کا مصنف

تھا جو اس نے الپ ارسلان سلطان خوارزم کے نام سے معنون کیں۔

اسمٰعیل شاہ سیّد۔ پیر چھتر بھی کہلاتے ہیں۔ شہر بھڑوچ میں دریائے نربدا کے کنارے مغربی دروازہ سے دو ہزار قدم کے فاصلہ پر مزار ہی۔ یہ مقبرہ تین سو سال کی پرانی عمارت کہی جاتی ہی۔ مقبرہ کے وسط میں ایک حوض ہی جس کا عرض ایک فٹ آٹھ انچ اور طول پانچ فٹ چار انچ اور عمق ایک فٹ دو انچ ہی یہ حوض ہر موسم میں سرد پانی سے لبریز رہتا ہی اس کے بیچوں بیچ سطح آب سے تقریباً ایک انچ اونچائی پر مزار بنا ہوا ہی۔ اس مزار پر پانی نہیں پہنچنے پاتا حتیٰ کہ چاروں طرف مزار کے پانی محیط ہی۔ ہر پنجشنبہ کو زائرین کا مجمع ہوتا ہی۔ لوگ تبرکاً اس مزار کا پانی پیتے ہیں۔ یہ چشمہ عجیب و غریب ہی یہ بات لوگوں کے اب تک سمجھ میں نہیں آتی کہ پانی کہاں سے آتا اور کس وجہ سے کم و بیش نہیں ہوتا۔

اسمٰعیل صفوی شاہ۔ بن سلطان حیدر خاندان صفوی کا پہلا بادشاہ تھا جو فارس میں سن ۱۵۰۲ء میں حکومت کرتا تھا وہ اپنے آپ کو حضرت موسیٰ کاظم امام ہفتم کی اولاد میں بتاتا ہی۔ اس خاندان میں شیخ صفی الدین نے بڑی شہرت حاصل کی تھی۔ انھیں سے یہ خاندان صفویہ یا صفوی مشہور ہی۔ ان کی اولاد سے صدرالدین موسیٰ و خواجہ علی و شیخ ابراہیم و سلطان ملا حیدر زہد و تقویٰ میں مشہور عالم تھے یہاں تک کہ بادشاہ وقت شاہ صدرالدین ان کے حجرہ کو اکثر ادب سے سلام کرتا تھا۔ تیمور اعظم جب ان سے ملنے کو گیا اس نے دریافت کیا کہ میں آپ کے ساتھ کیا سلوک کروں تو اس شریف النفس اور پاک طینت بزرگ نے صرف یہ کہا کہ اُن قیدیوں کو جو ترکستان سے لایا ہی رہا کردے۔ فاتح نے اس درخواست کو پورا کیا رہا ہونے پر یہ لوگ حضرت صدرالدین کے معتقد اور مرید ہوگئے۔ ان کی اولاد نے بھی اپنے اجداد کے اس عقیدے کو قائم رکھا۔ انھیں مریدوں کی مدد سے ایک دن ایسا آیا کہ یہ خاندان برسر حکومت ہوگیا۔ خواجہ علی مکے معظمے کا حج کرکے بیت المقدس کی زیارت کو گیے اور وہیں وفات پائی ان کے پوتے شیخ جنید بعد وفات اپنے باپ شیخ ابراہیم کے صاحب سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کی خدمت میں مریدوں کو اس قدر مجمع حاضر ہو۔ جہان شاہ حاکم آذربائجان ان کی تعداد کثیر سے خوف زدہ ہوا اور اس زاہد کو اردبیل سے جلاوطن کردیا جنید دیار بکر کو چلے گئے یہاں کے حاکم اذن حسن نے مہربانی سے ان کا استقبال کیا۔ اور اپنی بہن کی شادی ان کے ساتھ کردی۔ اس کے بعد وہ مع اپنے مریدوں کے شروان کو گئے جہاں ۱۴۵۶ء مطابق ۸۶۰ھ میں شہید کیے گیے سلطان حیدر آپ کے پسر جانشین ہوئے۔ اور آپ کے چچا اذن حسن نے جو جہان شاہ اور سلطان ابوسعید کو مغلوب کرکے فارس میں طاقتور ہوگئے تھے۔ اپنی دختر کی شادی آپ کے ساتھ کردی۔ سلطان حیدر بھی ایک جنگ میں جو شروان شاہ و یعقوب بیگ کی فوج سے ماہ جولائی ۱۴۸۸ء مطابق شعبان ۸۹۳ھ میں ہوئی تھی بہ زخم تیر ہلاک ہوگئے۔ سلطان حیدر کے تین پسر سلطان علی و ابراہیم مرزا و شاہ اسمٰعیل تھے۔ جب اسماعیل ۱۴ سال سال کی عمر کو پہنچا سلسلۂ بیعت کے قائم رکھنے کو سلطان حیدر کا سجادہ نشین ہوا۔ اور اپنے خاندان کے بڑے دشمن حاکم شروان کا مقابلہ

کا مقابلہ کیا جس کو اس نے ۱۵۰۱ء مطابق ۹۰۶ھ میں شکست دی اور ایک نئی فتح کے ذریعہ سے جو اس نے الوند بیگ پر حاصل کی تھی وہ صوبۂ آذربائجان کا مالک ہوا اور شہر تبریز میں اپنی سکونت قائم کی چار سال کے عرصے میں سلطنت فارس کا مسلم بادشاہ ہوگیا وہ ۱۷ جولائی ۱۴۸۶ء مطابق ۲۵ رجب ۸۹۲ھ کو پیدا ہوا تھا اور ۲۴ سال قمری حکومت کرکے بروز دوشنبہ بتاریخ ۲۳ مئی ۱۵۲۴ء مطابق ۱۹ رجب ۹۳۰ھ ۳۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اردبیل میں دفن ہوا اس نے چار لڑکے پانچ لڑکیاں چھوڑیں۔ ایک لڑکا طہماسپ جو اپنے باپ کا جانشین ہوا تھا۔ دوسرے لڑکے سام مرزا و بہرام و القاص مرزا تھے۔ اس نے ایک ترکی دیوان تصنیف کیا تھا۔ جس میں اپنا تخلص ختائی استعمال کیا ہے۔ شاہانِ ملک فارس خاندانِ صفوی کی فہرست حسب ذیل ہے

(۱) شاہ اسمٰعیل صفوی پسر اول سلطان حیدر۔

(۲) شاہ طہماسپ صفوی اوّل پسر اسمٰعیل صفوی۔

(۳) شاہ اسمٰعیل ثانی۔

(۴) محمد خدابندہ۔

(۵) حمزہ بن خدابندہ

(۶) شاہ اسمٰعیل سوم بن خدابندہ۔

(۷) شاہ عباس اول بن خدابندہ۔

(۸) شاہ صفی بن صفی مرزا بن عباس

(۹) شاہ عباس ثانی بن شاہ صافی۔

(۱۰) شاہ سلیمان بن عباس ثانی۔

(۱۱) شاہ حسین بن سلیمان۔

(۱۲) شاہ طہماسپ ثانی آخری بادشاہ خاندان صفوی

(۱۳) شاہ عباس سوم (ملاحظہ ہو نادر شاہ)

اسمٰعیل صفوی شاہ ثانی۔ شاہ طہماسپ اوّل صفوی کا پسر ثانی تھا وہ اپنے باپ کا جانشین تخت فارس پر ماہ مئی ۱۵۷۶ء مطابق ماہ صفر ۹۸۴ھ میں اپنی بہن پری خانم کی مدد سے ہوا اس نااہل بادشاہ کا مختصر عہد عیاشی و معصیت میں گزرا تخت نشین ہوتے ہی اس نے خاندان شاہی کے تمام شاہ زادوں کو جو کہ قزوین میں تھے علاوہ علی مرزا کے جس کی جان بخشدی گئی تھی قتل کا حکم دیا لیکن علی مرزا کو بھی اندھا کردیا گیا۔ علی مرزا کا بڑا بھائی محمد مرزا جس کی نظر قدرتی طور پر کمزور تھی اور جو قریب قریب نابینا تھا اور اپنے باپ کی حیات میں خراسان کا صوبہ دار تھا اس وقت شیراز میں موجود تھا اُس کو اور اُس کے پسر عباس کو قتل کرنے کا حکم بھیجا گیا لیکن قبل تعمیل احکام اسمٰعیل ایک روز ایک حلوائی کے مکان میں مردہ پایا گیا اور خیال کیا گیا کہ اس کی بہن نے اس کو زہر دیدیا اس کی وفات قزوین میں بروز دوشنبہ بتاریخ ۲۴ نومبر ۱۵۷۷ء مطابق ۱۳ رمضان ۹۸۵ھ میں ایک سال چھ ماہ کی مختصر حکومت کے بعد واقع ہوئی۔ اس کا بڑا بھائی محمد مرزا اس کا جانشین ہوا اور اس نے تخت نشین ہوکر محمد خدابندہ کا لقب اختیار کیا

اسمٰعیل عادل شاہ۔ سلطان بیجاپور عرف ابوالفتح بیجاپور کے تخت پر دکن میں اپنے باپ یوسف عادل شاہ کا جانشین ۱۵۱۰ء مطابق ۹۱۶ھ میں ہوا اور ۲۵ سال قمری حکومت کرنے کے بعد بروز چہارشنبہ بتاریخ ۲۰ اگست ۱۵۳۴ء مطابق ۱۶ صفر ۹۴۱ھ فوت ہوا اور مقام کوکی میں اپنے باپ کی قبر کے پاس دفن ہوا اس کا جانشین اس کا پسر ملو عادل شاہ ہوا۔

اسمٰعیل عرف المنصور۔ خاندان فاطمیہ کا تیسرا خلیفہ تھا ۹۴۵ء مطابق ۳۳۴ھ میں اپنے باپ القائم کا جانشین ہوا اور یزید کو جو کہ اس کے باپ سے باغی ہوگیا تھا قتل کیا اور اس کی کھال کھنچوا کر اس میں بھوسا بھروایا

اور اس کو شارع عام پر رکھوا دیا۔ سال ۱۷ دن حکومت کرنے کے بعد ۹۵۲ء مطابق ۳۰ شوال ۳۴۱ھ میں فوت ہوا اور اس کا جانشین اس کا پسر ابو تمیم معاد عرف معز الدین اللہ ہوا۔

اسمٰعیل نظام شاہ۔ بن برہان نظام شاہ ثانی۔ احمد نگر کا بادشاہ حسین شاہ کے بعد تخت پر بیٹھا۔ برہان نظام شاہ کی تخت نشینی پر قلعہ لاہہ گڈھ میں قید ہو گیا تھا لیکن کچھ دنوں بعد قید سے نکل کر اپنے بھائی سے لڑا اور شکست پا کر اکبر بادشاہ کے پاس چلا گیا اپنے دو بیٹوں ابراہیم اور اسمٰعیل کو قلعہ لاہہ گڈھ میں چھوڑ گیا میران حسین شاہ کی معزولی پر جمال خاں کی نظر ان دو بھائیوں پر پڑی اور اس نے چھوٹے بھائی اسمٰعیل کو مارچ ۱۵۸۹ء میں تخت پر بٹھایا جس نے اسمٰعیل نظام شاہ کا لقب اختیار کیا۔ برہان شاہ نے جو کہ اکبر بادشاہ کی پناہ میں تھا یہ خبر سن کر احمد نگر پر چڑھائی کی لیکن شکست کھائی پھر امرا اور رعایا کی مدد سے جو مذہب مہدویہ کی سرپرستی کے سبب موجودہ بادشاہ اور اس کے وزیر مسمی جمال خاں سے ناخوش تھے برہان شاہ احمد نگر پر متوجہ ہوا اور جمال خاں سے مقابلہ ہوا اس لڑائی میں جمال خاں کی پیشانی پر ایک گولہ لگا جس نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اسمٰعیل نظام شاہ اور اس کے ساتھی امرا بھی بھاگتے نظر آئے۔ بعدہٗ اس کے باپ نے گرفتار کر کے اسے قید میں ڈال دیا اور خود برہان شاہ ثانی کے نام سے تخت نشین ہوا اسمٰعیل نظام شاہ نے صرف دو برس سلطنت کی۔

اسود۔ یا الاسود (دیکھو مسیلمہ کذاب)

اسیر۔ معروف بہ مرزا جلال اسیر ایران کا مشہور نازک خیال شاعر کلیم و صائب کا ہمعصر تھا شاہ عباس اعظم کا رشتہ دار سنہ ۱۶۱۰ء میں عروج پایا۔ ایک فارسی دیوان تصنیف کیا سنہ ۱۶۳۰ء مطابق سنہ ۱۰۴۰ھ میں وفات پائی۔

اسیر۔ سید مظفر علی خاں نام۔ اسیر تخلص تھا قصبہ امیٹھی ضلع لکھنؤ کے رہنے والے تھے۔ واجد علی شاہ آخری شاہ اودھ کے اردو شاعری میں اوستاد تھے اردو کے پرگو شاعر مصحفی کے شاگرد رشید تھے آخری حصہ عمر کا نواب یوسف علی خاں والی رام پور کے دربار میں بسر ہوا۔ چھ دیوان اردو ایک دیوان فارسی مثنوی درۃ التاج اور ایک رسالہ عروض یادگار چھوڑیں ۱۲۹۹ھ میں بعمر ۸۸ سال بمقام رامپور انتقال کیا دو لڑکے چھوڑے جو حکیم اور افضل کے نام سے مشہور ہوئے ہیں۔

اشرف خاں۔ ان کا اصل نام محمد اصغر ہے مشہدی سید تھے۔ شاہنشاہ اکبر کے زمانے میں میر منشی تھے۔ بہت خوش نویس اور اچھے شاعر تھے۔ یہ منعم خاں خانخاناں کے ساتھ بنگال کو گئے اور ۱۵۷۵ء مطابق ۹۸۳ھ میں بمقام لکھنوتی وفات پائی۔

اشرف خاں۔ مرزا محمد اشرف خلف اسلام خاں مشہدی کا خطاب ہے شاہجہاں کے زمانہ میں پانزدہ صدی کا منصب اور اعتماد خاں کا خطاب تھا عالمگیر کے عہد میں سہ ہزاری کے منصب پر ممتاز ہوا۔ اور اشرف خاں کا خطاب پایا۔ بیجاپور کی فتح کے ۵ دن بعد ۱۷ ستمبر ۱۶۸۶ء مطابق ۹ ذی قعدہ ۱۰۹۷ھ میں وفات پائی۔

اشرف غلزئی۔ غلزئی قبائل کے افغانوں کا سردار تھا۔ ۲۲ اپریل ۱۷۲۵ء کو محمود غلزئی کا جانشین ہوا محمود سلطان حسن صفوی کے عہد میں بادشاہ کو قید کر کے ایران کے تخت پر قابض ہو گیا اشرف نے اپنی تخت نشینی پر غریب سلطان حسن کو قتل کرا دیا

اور نعش کو بمقام قم دفن ہونے کے لیے بھیجا۔ نادرشاہ نے اس کو ۱۷۲۹ء مطابق ۱۱۴۲ھ میں شکست دیکر شاہ طہماسپ ثانی خلف سلطان حسین کو تخت پر بٹھایا۔ بعد ازاں اشرف کو ایک بلوچی نے کرمان اور قندھار کے درمیان جنوری ۱۷۳۰ء مطابق ۱۱۴۲ھ میں پکڑ کر قتل کیا اور شاہ طہماسپ کے پاس اُس کا سر بھیج دیا۔

اشرف محمد حسن۔ ولد شاہ محمد زماں الہ آبادی کا تخلص ہی غالباً ۱۸۵۲ء میں زندہ تھے اور مثنوی معدن فیض کے مصنف ہیں۔

اشرف مرزا محمد سعید مازندرانی خلف ملا محمد قانع کا تخلص ہی۔ ایران سے ہندوستان آئے اور یہاں پہنچکر زیب النسا بیگم دختر شاہنشاہ عالمگیر کے اتالیق مقرر ہوئے۔ مونگیر میں وفات پائی۔ ایک دیوان و متعدد مثنویات کے مصنف ہیں۔

اشک۔ محمد خلیل اللہ خاں کا تخلص ہی (دیکھو محمد خلیل اللہ خاں)

اشہری۔ مولانا سید امجد علی نام اشہری تخلص۔ امام زین العابدین علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ ان کے والد میر احمد علی خان بہادر ایسٹ انڈیا کمپنی کے عہد میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھے۔ مورث اعلیٰ عہد جہاں گیری میں ترمز واقع ایران سے ہندوستان آئے۔ اشہری کا سال پیدائش ۱۲۶۸ھ ہی۔ علوم مشرقی کے زبردست ماہر تھے۔ علاوہ شاعری کے اعلیٰ درجے کے انشاپرداز اور ادیب تھے۔ ۱۲۹۸ھ میں دبیر الملک نامی اخبار بھوپال سے نکالا وہاں عہدۂ نائب مرافعہ و میر منشی گری وغیرہ پر مامور رہے ۱۰ جمادی الاول ۱۳۲۸ھ م ۱۹۱۰ء کو وفات پائی۔ صرف ایک فرزند منظر علی کو اپنی یادگار چھوڑا جو خود بھی کئی کتابوں کے مولف ہیں اور سرکار آصفیہ کے وظیفہ خوار ہیں۔ کتب ذیل مولانا اشہری کی تصنیف سے قابل تذکرہ ہیں۔ حدیقۂ شاہجہانی۔ گلدستۂ سلطانی۔ ترانۂ معرفت۔ ایشیائی شاعری گلدستۂ اردو۔ ادیب۔ لغات الخوانین۔ مرقع تاجپوشی۔ حیات نورجہاں۔ تاریخ اردو۔ حیات انیس۔

اشوکیہ۔ بندوسارا کا لڑکا تھا۔ اور چندر گپتا کا پوتا۔ مگدھ میں پٹلی پتر کا راجہ تھا سال ۲۳۲ء قبل مسیح تک تقریباً ۴۰ سال سلطنت کی۔ اس کی حکومت بہت مشہور ہی۔ بے شمار کتبے جو کہ اس کے حکم سے لکھے گئے تھے ہندوستان کے مختلف حصّوں میں ملتے ہیں وہ اپنے احکام و کاغذات میں اپنے آپ کو پیادسی لکھتا تھا۔

اصالت خاں۔ میر عبدالہادی ولد میر میراں یزدی کا خطاب ہی۔ شاہجہاں کے امرا میں تھا ۱۶۴۷ء مطابق ۱۰۵۷ھ میں وفات پائی۔

اصالت خاں۔ مرزا محمد خلف مرزا بدیع مشہدی کا خطاب ہی۔ یہ ہند میں ۱۹ جلوس شاہجہاں مطابق ۱۶۴۵ء م ۱۰۵۵ھ میں آیا اور شاہنشاہ عالمگیر نے اس کو منصب پنج ہزاری پر ممتاز کیا۔ ۱۶۹۸ء مطابق ۱۱۱۰ھ میں بعہد عالمگیری وفات پائی۔

اصمعہ نجاشی حبشے کے بادشاہ کا نام ہی۔ نجاشی حبشی لفظ نجوس کا معرب ہی۔ اس لفظ کے معنی بادشاہ کے ہیں۔ آنحضرت صلعم کی بعثت سے پانچویں سال میں جب کفار قریش کے ظلم و تعدی سے تنگ آکر جان نثاران اسلام نے مکّے سے حبش کو ہجرت کی تھی اُس وقت یہی حبش کا بادشاہ تھا اور اُس کے عدل و انصاف کی عام شہرت تھی۔

مسلمان جب تک وہاں رہے امن و امان کی زندگی بسر کرتے رہے۔

اصمعیؒ (ابو سعید عبد الملک بن قُریب) مشہور ادیب تھے۔ نحو اور لغت میں خاص دست قدرت حاصل تھا۔ امام وقت تھے۔ بصرے کے متوطن تھے۔ خلیفہ ہارون الرشید کے عہد میں بغداد چلے گئے۔ خلیفہ المامون نے اپنے عہد میں ان کو بلایا تو پیرانہ سالی کی بنا پر آنے سے انکار کر دیا تھا۔ مگر خلیفہ کو جب علمی مشکل پیش آتی تھی تو لکھ کر ان سے دریافت کر لیتا۔ سنہ ۱۲۲ھ مطابق سنہ ۷۴۰ء میں بصرے میں پیدا ہوئے اور سنہ ۲۱۶ھ مطابق سنہ ۸۳۱ء میں بصرہ ہی میں انتقال کیا۔ ان کی لکھی ہوئی کتابوں کی تعداد بہت ہے ان میں سے چند یہ ہیں۔ کتاب خلق الانسان کتاب الاجناس۔ کتاب الانواع۔ کتاب الہمزہ۔ کتاب المقصورہ والممدودہ۔ کتاب الفرق۔ کتاب الصفات۔ کتاب الاثواب۔ کتاب المیسر والقداح کتاب الخلق الفرس۔ کتاب الخیل۔ کتاب الابل۔ کتاب الشا۔ کتاب الوحوش۔ کتاب الامثال۔ کتاب الاضداد۔ کتاب ما اتفق لفظہ واختلاف معانیہ وغیرہ وغیرہ۔

اطہر خاں خلف امیر نظام الدین رضوی۔ بخارا کا باشندہ تھا۔ عہد شاہنشاہ عالمگیر میں ہندوستان آیا اور اپنے اشعار کو بشکل دیوان مرتب کیا۔

اعتقاد خاں۔ آصف خاں وزیر کا بھائی اور اعتماد الدولہ کا لڑکا تھا عہد شاہجہانی میں وہ کشمیر کا صوبہ دار مقرر ہوا اور اس عہدہ پر عرصہ تک رہا۔ وہ آگرے میں سنہ ۱۶۵۰ء مطابق سنہ ۱۰۶۰ھ میں فوت ہوا۔

اعتقاد خاں خطاب مرزا بہمن یار جو کہ آصف خاں کا پسر اور اعتماد الدولہ کا پوتا تھا وہ بعہد شاہجہاں سنہ ۱۶۴۱ء مطابق سنہ ۱۰۵۱ھ میں چار ہزاری کے منصب پر پہنچا اور اس کو اعتقاد خاں کا خطاب دیا گیا۔ جو کہ اس کے باپ اور اس کے چچا برادر آصف خاں کو کچھ عرصہ تک حاصل رہا تھا۔ عہد عالمگیر کے پانچویں سال یعنی سنہ ۱۶۶۲ء مطابق سنہ ۱۰۷۲ھ میں اس کو پنج ہزاری کا منصب عطا ہوا سنہ ۱۶۶۳ء مطابق سنہ ۱۰۷۳ھ میں وہ ڈھاکہ ملک بنگال میں اپنے بھائی شائستہ خاں سے ملنے کو گیا جو اس وقت میں صوبہ دار بنگال تھا اور وہاں سنہ ۱۶۷۱ء مطابق سنہ ۱۰۸۱ھ میں فوت ہوا۔

اعتقاد خاں۔ اس کا سابق خطاب ذوالفقار خاں نصرت جنگ تھا (ذوالفقار خاں ملاحظہ ہو۔)

اعتصام الدین شیخ۔ مصنف شگرف نامۂ ولایت اس مصنف نے سنہ ۱۷۶۶ء مطابق سنہ ۱۱۸۰ھ سے قبل یا بعد کو برطانیہ عظمیٰ اور فرانس کا سفر کیا تھا۔ اس کتاب میں اسی سفر کے حالات ہیں اس کا انگریزی ترجمہ بھی چھپ چکا ہے۔

اعتماد الدولہ۔ محمد امیر خاں وزیر اعظم بادشاہ محمد شاہ کا خطاب ہے (ملاحظہ ہو محمد امیر خاں۔)

اعتماد الدولہ۔ پسر محمد امین خاں وزیر (ملاحظہ ہو قمر الدین خاں)

اعتماد الدولہ۔ خواجہ غیاث پدر نور جہاں بیگم شاہنشاہ جہانگیر کا خطاب ہے جو تاتاری النسل تھا۔ اکبر کے زمانہ میں ایران سے ہندوستان آیا۔ جہانگیری عہد میں اس نے اعتماد الدولہ کا سب سے بڑا خطاب پایا نہ صرف اس کو یہ اعزاز ملا بلکہ اس کے دونوں بیٹے بھی آصف خاں و اعتقاد خاں کے خطاب سے امرائے شاہی میں داخل ہوئے سنہ ۱۶۲۱ء مطابق ربیع الاول سنہ ۱۰۳۰ھ میں معیت شاہی میں آگرہ سے کشمیر جاتے ہوئے اعتماد الدولہ فوت ہو گیا۔ اس

کی لاش آگرہ لائی گئی اور جمنا کے کنارے دفن کی گئی
جہاں نور جہاں کے حکم سے ایک عالیشان مقبرہ
تیار کیا گیا جو اب تک قائم ہی۔

اعتماد خاں خواجہ سرا۔ شاہنشاہ اکبر کا خواجہ سرا
تھا اس کو اس کے ملازم مقصود علی نے ۱۵۷۸ء
مطابق ۹۸۶ھ میں خنجر سے ہلاک کیا اور آگرہ سے
۱۲ میل کے فاصلے پر مقام اعتماد پور میں دفن ہوا۔
جس کو اس نے اپنی زندگی میں اپنے نام سے آباد
کیا تھا۔

اعزالدین۔ شاہزادہ فرزند ثانی شاہ عالم بہادر شاہ
دہلی۔ ولادت ۱۱ ذی قعدہ ۱۰۸۰ھ۔ نوجوان
فوت ہوا۔

اعزالدین۔ خلف شاہ معزالدین جہاندار شاہ دہلی
۱۱۲۴ھ کے آخر میں فرخ سیر نے اندھا کرا کے
قید کر دیا تھا۔

اعظم۔ سراج الدولہ محمد غوث خاں نواب کرناٹک کا
تخلص ہی۔

اعظم۔ سید اعظم علی الہ آبادی کا تخلص ہی۔ ایک اردو
دیوان جو ۱۸۵۸ء میں مرتب ہوا اس کی تصنیف
سے ہی۔

اعظم خاں۔ میر محمد باقر برادر آصف خاں جعفر بیگ کا
خطاب ہی شاہنشاہ جہانگیر کے جلوس کے دوسرے
سال ۱۶۰۶ء مطابق ۱۰۱۵ھ میں ان کو منصب
ہزاری اور خطاب ارادت خاں کا ملا۔ شاہجہاں
کے پہلے سال جلوس یعنی ۱۶۲۸ء مطابق ۱۰۳۷ھ
میں دو ہزاری منصب اور وزارت کل کا عہدہ ملا
۳ سنہ جلوس میں اعظم خاں کا خطاب پایا مختلف
اوقات میں بنگال۔ الہ آباد۔ گجرات اور آخر کار
جون پور کا صوبہ ہوا۔ اس نے ۱۶۴۹ء مطابق

۱۰۵۹ھ میں بعمر ۷۶ سال قمری بمقام جون پور وفات
پائی اور وہیں دفن ہوا۔ اس کی وفات کے بعد
اعظم خاں کا خطاب اس کے سب سے بڑے
لڑکے کو ملا۔ دارا شکوہ اور اس کے بھائی عالمگیر
کی جنگ میں جو ۱۶۵۸ء مطابق ۱۰۶۸ھ میں بمقام
آگرہ واقع ہوئی مارا گیا اس کے دوسرے لڑکے
میر خلیل کو خان زمان کا خطاب ملا۔ اعظم خاں کے
عہد صوبہ داری میں ۱۶۴۲ء میں انگریزوں کو بنگال
میں تجارت کرنے کے لیے شاہجہاں نے اجازت
دی۔ یہ اجازت محض بندر پپلی تک محدود تھی وہاں
انھوں نے ایک کارخانے کی بنیاد ڈالی۔

اعظم خاں۔ ہندو راجگان جون پور کے خاندان سے
تھا۔ بعہد جہانگیر اس نے شہر اعظم گڈھ کو جو جونپور
کے قریب ہی واقع ہی آباد کیا اور وہاں ایک
قلعہ تعمیر کیا جو اب تک موجود ہی۔ جہانگیر کے دربار
سے اس کو اعظم خاں کا خطاب ملا تھا۔

اعظم خاں۔ معروف بہ مرزا عزیز کوکا۔ کوکلتاش
اعظم خاں یا خان اعظم کا لڑکا تھا۔ اس کو کوکا یا
کوکلتاش اس لیے کہتے ہیں کہ یہ اکبر کا رضاعی بھائی
تھا اس کی ماں جیجی بیگم اکبر کی دایہ تھی۔ یہ بادشاہ
کے بہترین جرنیلوں میں تھا ۱۶ سنہ جلوس میں اس کو
اعظم خاں کا خطاب ملا۔
یہ کئی سال گجرات کا حاکم رہا۔ چونکہ حضوری سے
عرصہ تک غیر حاضر رہا اکبر نے ۱۵۹۲ء مطابق ۱۰۰۰ھ
میں دربار میں بلایا۔ اس سردار کی ہمیشہ سے حج بیت اللہ
کی آرزو تھی اور اس کے دوستوں نے اس کو یقین دلایا
کہ بادشاہ ناراض ہی اور قید کرنے کا ارادہ رکھتا ہی اس لیے
وہ ۱۳ مارچ یا اس کے قریب ۱۵۹۳ء مطابق یکم رجب
۱۰۰۱ھ میں بلا اجازت حجاز کو روانہ ہو گیا۔ تھوڑے

دنوں بعد وہ سفر کی مصیبتوں سے تنگ آکر ہندوستان واپس آیا اور بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اس کا قصور معاف فرما کر سابقہ عہدہ پر بحال فرمایا عہد جہانگیر کے اُنیسویں سال ۱۶۲۴ء م ۱۰۳۳ھ میں بمقام احمد آباد گجرات وفات پائی اس کی نعش دہلی کو بھیجی گئی اور اپنے باپ کے مقبرے کے پاس دفن ہوا۔ اس کا سنگ مرمر کا عالیشان مقبرہ تعمیر ہوا اس میں ۶۴ ستون ہیں۔ اسی وجہ سے وہ اب تک چونسٹھ کھمبہ کے نام سے مشہور ہے۔

اُعظم خاں۔ معزول شدہ امیر شیر علی خاں امیر کابل کا بھائی تھا۔ ۶ اکتوبر ۱۸۷۰ء کو بمقام شاہ رود وفات پائی۔

اعظم خاں یا خاں اعظم۔ معروف بہ آتکہ خان ہمایوں اور اکبر شاہانِ دہلی کے زمانہ میں سردار تھا اس کا دوسرا نام شمس الدین محمد تھا غزنیں وطن تھا۔ مرزا عزیز کوکا کا باپ تھا۔ اعظم خاں کا خطاب پایا۔ اولاً شاہزادہ کامران کی ملازمت میں کہا جاتا ہے کہ اسکی جان بچانے کا سبب یہی ہوا تھا۔ جب شیر شاہ نے ہمایوں کو قنوج پر شکست دی تو اُس نے بڑے کارنمایاں کیے تھے۔ جب ہمایوں کو سلطنت پھر ملی تو اس کارکردگی کے صلہ میں اعظم خاں کو بہت انعام دیا۔ یہ ہمایوں کے ساتھ ایران کو گیا۔ اس کی بی بی جی جی بیگم نے اکبر کو دودھ پلایا تھا۔ اسی وجہ سے اس کو اتابک خاں بھی کہتے ہیں۔ یہ پہلا شخص ہے جس کو اکبر نے ہفت ہزاری کیا۔ وکیل مطلق کا عہدہ ماہم آنکہ سے لیکر اس کو دیا گیا اس بنا پر ادھم خاں کوکلتاش جو ماہم آنکہ کا لڑکا تھا ناراض ہو گیا اور اُس نے خان اعظم کو بروز دوشنبہ بتاریخ ۱۶ رمئی ۱۵۶۲ء م مطابق ۱۲ ررمضان ۹۶۹ھ بادشاہ کے متصل کمرہ میں قتل کر ڈالا۔ حسب الحکم بادشاہ ادھم خاں کے ہاتھ پیر باندھ دیے گئے اور آگرہ کے محل کی ایک کھڑکی میں سے سر کے بل پھینکدیا گیا۔ خان اعظم کی نعش دہلی کو بھیجی گئی اور درگاہ نظام الدین اولیا کے متصل دفن ہوا۔ مرزا عزیز کوکا اس کے لڑکے نے اس کی قبر پر مقبرہ بنایا جو اس وقت تک موجود ہے۔ ماہم آنکہ اپنے بیٹے ادھم خاں کے رنج میں ایک ماہ بعد مر گیا۔ ادھم خاں دہلی میں دفن ہوا اور اس کی قبر بھول بھلیاں کہلاتی ہے۔

اعظم خاں کوکا۔ مظفر حسین نام فدائی خاں خطاب اس کے بڑے بھائی کا خطاب خان جہان بہادر کوکلتاش تھا۔ یہ دونوں بادشاہ عالمگیر کے رضائی بھائی تھے۔ فدائی خاں کو عالمگیر نے ۱۶۷۶ء مطابق ۱۰۸۷ھ میں اعظم خاں کا خطاب دیا اور ۱۶۷۸ء مطابق ۱۰۸۹ھ میں بنگالہ کا گورنر مقرر کیا۔ ایک سال کامل اس عہدہ پر ممتاز رہا اور بہار کو واپس ہونے کے وقت ماہ اپریل یا اس کے قریب ۱۶۷۸ء مطابق ۹ ربیع الاول ۱۰۸۹ھ کو وفات پائی

اعظم شاہ۔ شاہنشاہ عالمگیر کا تیسرا بیٹا تھا۔ ۱۱ رجولائی ۱۶۵۳ء مطابق ۲۵ رشعبان ۱۰۶۳ھ کو پیدا ہوا شہنشاہ عالمگیر کی وفات کے وقت بہادر شاہ جو بڑا لڑکا تھا گجرات میں موجود تھا اس لیے اسی کو بادشاہ بنا دیا گیا۔ ۱۴ رمارچ یا اُس کے قریب اُس کی تاج پوشی شاہی مارباغ میں بمقام احمد آباد ۱۰ رذی الحجہ ۱۱۱۸ھ عمل میں آئی۔ تھوڑے ہی دنوں بعد وہ مع اپنے دونوں لڑکوں بیدار بخت اور والا جاہ کے اپنے بھائی کے خلاف لڑائی میں مارا گیا۔ یہ لڑائی بمقام جاجوں مابین آگرہ و دھول پور بروز یکشنبہ بتاریخ ۸ رجون ۱۷۰۷ء مطابق ۱۸ ربیع الاول ۱۱۱۹ھ یعنی عالمگیر کی وفات سے ۳ ماہ ۱۸ دن بعد ہوئی تھی اس کی والدہ بانو بیگم شاہنواز خاں کی بیٹی تھی۔ مقبرہ ہمایوں میں بمقام دہلی دفن ہوا۔

اس کے دو چھوٹے لڑکے جو اس کے بعد زندہ رہے۔
عالی تبار اور بیدار دل تھے۔

اعظم علی۔ آگرہ کے رہنے والے ہیں سنہ ۱۸۰۵ء میں فارسی اسکندر نامہ کا اردو نظم میں ترجمہ کیا۔

اعظم ہمایوں۔ ملاحظہ ہو عادل خاں فاروقی ثانی

اعظم ہمایوں شروانی۔ سلطان سکندر شاہ لودی کے دربار کا امیر تھا۔ سلطان ابراہیم نے اس کو قید کیا اور قید خانہ ہی میں مرگیا۔

اغر خاں۔ پیر محمد نام ہے۔ شاہ اورنگ زیب کے زمانہ میں ملازمت کی۔ شہزادہ شجاع کے خلاف آسام اور کابل میں خدمت انجام دی۔ سنہ ۱۱۰۶ھ میں وفات پائی۔ اس کا لڑکا اغر خاں دوم محمد شاہ کے عہد میں زندہ تھا یہ خاندان اپنا سلسلہ نسب اغر سے جو نوح کے لڑکے یا قیس کی اولاد سے تھا شمار کرتا ہے عموماً مورخ ان کا مسکن اغر آباد کے قریب بتلاتے ہیں۔

افراسیاب۔ توران کا ایک قدیم بادشاہ تھا۔ پاشنگ کا لڑکا تھا۔ اس نے شاہ فارس نوزر کو جو کیپش وادی خاندان سے تھا شکست دیکر قتل کردیا۔ اس کے بعد فارس میں ۱۲۰ برس سلطنت کی۔ آخر میں کیخسرو شاہ فارس نے جو کیانی خاندان سے تھا اس کو ایک جنگ میں شکست دی۔

افراسیاب خاں۔ مرزا نجف خاں نے متبنیٰ کیا تھا۔ سنہ ۱۷۸۲ء میں مرزا کی وفات پر مرزا شفیع اپنے رقیب کے مقابلے میں امیر الامراء ہوا۔ مادھوجی سندھیا کے مقابلے میں سازش کی۔ نومبر سنہ ۱۷۸۳ء میں زین العابدین برادر مرزا شفیع کے ہاتھ سے مارا گیا۔

افسوس۔ میر علی نام مظفر علی خاں کے پسر تھے۔ ان کا سلسلۂ نسب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملتا ہے دہلی میں پیدا ہوئے۔ جہاں ان کے دادا شاہی ملازمت میں داخل تھے۔ ابتداءً نواب اسحاق خاں آصف الدولہ کے چچا کے یہاں تعلق تھا اور اس کے بعد مرزا جوان بخت کے ملازم ہوئے۔ آخر میں لارڈ ولزلی نے فورٹ ولیم کے کالج میں منشی مقرر کردیا۔ آرائش محفل اور گلستاں اردو زبان میں آپ کی تصانیف ہیں۔ بمقام کلکتہ سنہ ۱۸۰۹ء مطابق سنہ ۱۲۲۱ھ میں انتقال ہوا۔

افصح۔ شاہ فصیح نام۔ مرزا بیدل کے شاگرد لکھنؤ میں سنہ ۱۷۱۲ء میں راہیِ ملکِ بقا ہوئے۔ اور ایک دیوان چھوڑا۔

افضل (دیکھو شاہ غلام اعظم)

افضل (محمد افضل دیکھو)

افضل الدین میر۔ ۲۱ برس تک برائے نام سورت کے نواب رہے اور ۵۹ برس زندہ رہ کر اگست سنہ ۱۸۴۲ء میں وفات پائی۔ ان کے بعد ان کے داماد میر جعفر علی خاں جانشین ہوئے جنکو صرف آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ گورنمنٹ سے پنشن ملتی تھی۔

افضل خاں۔ ثابت تخلص تھا (ثابت دیکھو)

افضل خاں۔ شیخ عبدالرحمٰن ولد شیخ ابو الفضل اکبر کا وزیر تھا۔ جہانگیر کے زمانے میں سنہ ۱۶۱۰ء میں بہار کا حاکم رہا۔ آگرے میں سنہ ۱۶۱۳ء میں وفات پائی۔

افضل خاں۔ ان کا اصلی نام ملا شکر اللہ تھا۔ عبدالحق کے بیٹے تھے۔ شیراز سے دکن آئے خان خاناں عبدالرحیم خاں نے شاہنشاہ جہانگیر کی خدمت میں پیش کیا۔ جہانگیر نے ان کو امیر کا رتبہ عطا کیا۔ شاہ جہاں کی سلطنت کے دوسرے سال سنہ ۱۶۲۸ء مطابق سنہ ۱۰۳۸ھ میں وزارت کل کا عہدہ ارادت خاں برادر آصف خاں جعفری کے برطرف ہونے سے خالی ہوا اور

شاہنشاہ نے ان کو اس عہدے پر ممتاز کیا۔ شاہجہاں کے عہد کے گیارہویں سال ۰۰۰ہزاری منصب اور ۰۰۰ ۴ ہزار سوار عطا ہوئے۔ لیکن لاہور میں دوسرے سال مر گئے۔ ان کا تخلص علامی تھا۔ تاریخ وفات ۲ جنوری ۱۶۳۹ء مطابق ۱۲ رمضان المبارک ۱۰۴۰ھ ہے۔ ۸۰ سال کی عمر پائی۔ ان کا روضہ جو کہ چینی روضہ کہلاتا ہے آگرے میں جمنا کے کنارے پر ہے۔

اقبال خاں ابن ظفر خاں ابن فیروز شاہ تغلق۔ اس نے نصرت خاں کو شکست دی اور تقریباً شروع سال سن ۱۴۰۱ء مطابق سن ۸۰۳ھ میں تخت دہلی پر بیٹھا۔ خضر خاں صوبہ دار ملتان کے مقابلے میں ایک لڑائی میں بتاریخ ۲۹ جمادی الاول ۸۰۸ھ مطابق ماہ نومبر ۱۴۰۵ء قتل ہوا۔ اس کی وفات کے بعد سلطان محمود شاہ نے جس کو امیر تیمور نے شکست دی تھی اور جو گجرات کو بھاگ گیا تھا دولہ خاں لودی حاکم دہلی کے اشارہ سے واپس آکر دہلی پر قبضہ کر لیا۔

اقبال۔ شیخ محمد اقبال ڈاکٹر۔ سیال کوٹ کے رہنے والے ۱۸۷۷ء میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ ولایت میں بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد پی۔ ایچ ڈی کی ڈگری بھی وہیں حاصل کی۔ ابتدا سے اُن کی طبیعت شاعری کی طرف مائل تھی۔ ان کی ابتدائی شہرت اُس نظم سے ہوئی جو اُنھوں نے ۱۸۹۹ء میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسے میں "نالۂ یتیم" کے نام سے پڑھی۔ انگریزی۔ عربی۔ اور فارسی کے علاوہ سنسکرت سے بھی واقف ہیں۔ پہلے مرزا ارشد گورگانی اور پھر حضرت داغ دہلوی سے اصلاح لی۔ پروفیسر ڈاکٹر اقبال اُن چند شاعروں میں ہیں جو اردو میں جدید مغربی خیالات کے ظاہر کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ آپ فارسی میں بھی شعر کہتے ہیں۔ تصوف میں آپ کی مثنوی رموز بیخودی زمانۂ حال کے معرکۃ الآرا تصنیف ہے اسرار خودی بھی آپ کی تصنیف ہے جس کا انگریزی ترجمہ حال میں مشہور ادیب پروفیسر نکلسن نے کیا ہے۔ اردو میں شکوہ اور اکثر قومی نظمیں مشہور ہیں۔

اقبال الدولہ۔ محسن علی خاں بن شمس الدولہ احمد علی خاں بن نواب سعادت علی خاں نواب لکھنؤ۔ ماہ جنوری ۱۸۳۸ء میں تخت اودھ کا مدعی بن کر انگلستان روانہ ہوا۔ وہاں سے ناکام واپسی کے بعد عرب کو ہجرت کی اپنی بقیہ زندگی خدا کی یاد میں بسر کی۔ کتاب اقبال فرنگ کا مصنف ہے۔

افقا خاں۔ چنگیز خاں کی اُس اولاد میں جو اس کی وفات کے وقت زندہ تھی بڑا لڑکا تھا تاتار اور اُس کے شمال میں بجائے اپنے باپ کے بادشاہ ہوا خاقان کا لقب اختیار کیا ۶۲۴ھ مطابق ۱۲۲۷ء سال تخت نشینی اور ۱۲۴۱ء مطابق ۶۳۹ھ سال وفات ہے۔ اس کی موت کثرت شراب سے واقع ہوئی۔ اپنی معتوح رعیت پر انصاف اور بے لوثی سے حکومت کرتا بہ حیثیت ایک سپاہی کے وہ نہایت بہادر۔ مگر دور اندیش تھا اور بہ حیثیت ایک بادشاہ کے عادل اور فیاض تھا۔ اس کا بیٹا کایوک خاں جانشین ہوا تاتار کے خاقانوں کی فہرست حسب ذیل ہے۔

افقا خاں	۱۲۲۷ء
کایوک خاں پسر افقا خاں	۱۲۴۲ء
منگو خاں مہین پور تولی خاں	۱۲۴۳ء

قبلائی خاں بن منگو خاں (۱۲۵۹ء) تاتار کا چوتھا بادشاہ ہوا اور ۱۲۹۴ء میں مرگیا اس کا بھائی

ہلاکو خاں اپنے والد کی وفات کے بعد فارس کے بادشاہت کا مالک ہوا۔ (دیکھو ہلاکو خاں)۔

اکبر۔ خان بہادر مولوی سید اکبر حسین جج عدالت خفیفہ الٰہ آباد۔ ۱۶ نومبر ۱۸۴۶ء کو بمقام الٰہ آباد پیدا ہوئے۔ ۱۸۶۹ء میں وکالت کا سرٹیفکٹ حاصل کیا ۱۸۸۰ء میں منصف اور ۱۸۸۸ء میں سب جج ۱۸۹۴ء میں جج ہوئے۔ خطاب پایا۔ فن سخن سے خاص لگاؤ تھا وحید الٰہ آبادی کے مایۂ ناز تلامذہ میں سے تھے۔ مغربی خیالات کو ایشیائی لباس پہنانا اور انگریزی الفاظ کو اردو میں ضم کر دینا اور ظرافت کے پہلو میں تعلیم و تہذیب مغربی کے اثرات کا خاکہ اُڑانا ان کا رنگ خاص تھا۔ کلام صاف اور سادہ قوافی جدید کی تلاش بندش چست۔ تین دیوان چھوڑے ۹ ستمبر ۱۹۲۱ء کو وفات پائی۔

اکبر اعظم۔ ہندوستان کا شاہنشاہ۔ نام ابو الفتح جلال الدین محمد ہمایوں کا بڑا لڑکا تھا۔ سندھ کے صوبے میں بمقام امرکوٹ اتوار کے دن ۱۵ اکتوبر ۱۵۴۲ء کو پیدا ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ ہمایوں نے شیر شاہ شکست کھا کر راناپرشاد کے یہاں پناہ لی تھی ہمایوں کے مرنے کے وقت اکبر کلانور میں تھا جہاں وہ شاہی حکم سے سکندر شاہ سور کو سوالک پہاڑ سے نکالنے کے لیے متعین کیا گیا تھا۔ جبکہ اسے اس واقعۂ جاں کاہ کی خبر پہنچی۔ بیرم خاں اور دوسرے سرداروں نے جو وہاں موجود تھے جمعے کے دن ۱۴ فروری ۱۵۵۶ء مطابق ۲ ربیع الثانی ۹۶۳ھ کو اکبر کو جس کی عمر اس وقت صرف ۱۳ سال ۹ ماہ کی تھی بادشاہ مشتہر کر دیا اس نے اپنی سلطنت کو گجرات۔ بنگال۔ کشمیر اور سندھ تک وسعت دی۔ اٹک۔ آگرہ۔ اور الٰہ آباد کے قلعوں کے علاوہ دوسری فوجی عمارتیں بنوائیں۔ فتح پور سیکری کے شہر کو آباد کیا۔ اس کا قیام زیادہ تر وہیں رہتا تھا۔ ۵۱ برس ۹ ماہ کی سلطنت کرنے کے بعد ۶۳ برس گیارہ ماہ کی عمر میں ۱۶ اکتوبر ۱۶۰۵ء مطابق ۱۳ جمادی الثانی ۱۰۱۴ھ بدھ کے دن وفات پائی "فوت اکبر شاہ" سے سال وفات نکلتے ہیں۔ سکندرہ نواح آگرہ میں دفن ہوا۔ جہانگیر نے عالیشان مقبرہ بنوا دیا جو ابتک موجود ہے اور محکمہ آثار قدیمہ کی زیر نگرانی ہے۔ سلطان سلیم اس کے بعد تخت نشین ہوا اور جہانگیر لقب اختیار کیا اکبر کے وزیر ابو الفضل نے اکبر نامے میں اس کے زمانے کی مفصل تاریخ لکھی ہے۔ اکبر نے اپنے عہد میں ہندو سرداروں کو فوجی اور دیوانی عہدے دیے چنانچہ راجہ مالدیو مارواڑی عنبر کا راجہ بھگوانداس اور اُس کے لڑکے مان سنگھ اور راجہ ٹوڈرمل کو بڑے عہدوں پر مقرر کیا۔ اپنی اور اپنے لڑکے کی شادی ہندو راجاؤں کی لڑکیوں کے ساتھ کی اور اس طرح سے اُن کو سلسلۂ قرابت میں منسلک کیا۔ اکبر بادشاہ اور شہزادہ سلیم کے حرم میں بہت سی ہندو رانیاں تھیں۔ اس بادشاہ نے بندوبست مالگزاری کا طریقہ جاری کیا یعنی تمام ممالک محروسہ کی پیمائش کر کے جمع سرکاری تشخیص کی۔ فوتی پیدائش شادی وغیرہ کے درج رجسٹر ہونے کے احکام صادر کیے۔ میر محلہ یعنی مکھیا بنائے گئے۔ جزیہ کی معافی دی۔ اور ایشیائی بادشاہوں میں بحری طاقت حاصل کرنے کا شوق صرف اسی بادشاہ کو پیدا ہوا لیکن وہ اپنے اس ارادے کو پورا نہ کر سکا۔ اُس کے زمانے میں صرف دو جہاز ایک ۱۰۰۱ھ میں دوسرا ۱۰۰۲ھ میں تیار ہو سکا جو ۱۵ ہزار من بوجھ لے جا سکتا تھا اور سولہ ہزار تین سو اڑتیس روپیہ کی لاگت سے بنا تھا۔ ہاتھی کے شکار کا نیا طریقہ ایجاد کیا۔ رات کو چوگان بازی جاری رکھنے

کے لیے گولے آتشیں ایجاد کی۔ ۹۹۵ھ میں مردم شماری کرائی اس کے وقت میں بہت سے اہل علم جمع تھے۔ اکبری نورتن آج تک مشہور ہیں۔ اکبر کے حکم سے بہت سی کتابیں تالیف و تصنیف ترجمہ ہوئیں:۔

سنگھاسن بتیسی۔ حیات الحیوان۔ اتھرتن وید۔ تزک بابری معجم البلدان۔ رامائن۔ مہابھارت۔ نلدمن۔ اکبرنامہ وغیرہ اس کی مشہور یادگار ہیں۔ عمارات عہد اکبر شاہی میں مسجد و خانقاہ شیخ سلیم چشتی۔ بنگالی محل قلعہ اکبرآباد ہمایوں کا مقبرہ۔ عبادت خانہ چار ایوان۔ قلعہ تاراگڑھ وغیرہ مشہور ہیں۔ اس بادشاہ کے مذہبی خیالات ابتدا میں دین اسلام کی طرف راسخ تھے۔ وہ مشائخ و علماء و فضلا سے نہایت عقیدت رکھتا تھا۔ نقد و جنس زمین و جاگیر دیتا تھا۔ کئی مرتبہ اجمیر شریف تک پیادہ پا سفر کیا لاکھوں روپیہ نذر و نیاز میں صرف کیا۔ تخت نشینی کے بعد بیس سال تک یہ حالت رہی ۹۹۰ھ میں اسکے دربار میں مذہبی مباحثہ شروع ہوگیا۔ اور بادشاہ روز بہ روز لامذہبی کی طرف مائل ہونے لگا۔ پہلے پہل خود خطبہ پڑھا اور اجتہاد کا دعویٰ کیا پیغمبری کا بھی مدعی ہوا بالآخر ایک نیا مذہب دین الٰہی کے نام سے ایجاد کیا۔ لیکن یہ مذہب عوام الناس میں مقبول نہ ہوا صرف چند لالچی ملاؤں اور خوشامدی درباریوں تک محدود رہا۔ الفنسٹن صاحب نے اپنی تاریخ ہند میں اکبر کے مذہب کا خلاصہ یہ لکھا ہے۔ وہ توحید کا قائل تھا اس نے یہ اصول مقرر کیا تھا کہ انسان خدا کی عبادت اس علم کے موافق کرے جو اس کو اپنی عقل سے حاصل ہو اور عاقبت کی مسرت حاصل کرنے کے لیے انسان کو اپنی نفسانی خواہشوں پر غالب آنا چاہیئے۔ اسے وہ کام کرنا چاہیے جس سے دوسرے انسانوں کا بھلا ہو۔ ظاہری پرستش کے واسطے اس کے نزدیک آفتاب ستاروں اور آگ کی عظمت میں وہ علامتیں مضمر ہیں جو انسان کے دل کو خدا کی طرف لے جاسکتی ہیں

اکبر شاہ ثانی۔ دہلی کا بادشاہ اصلی نام ابونصر معین الدین محمد اکبر شاہ تھا۔ شاہ عالم کا لڑکا تھا۔ فن شعر سے بھی ذوق تھا شعاع تخلص تھا۔ ۲۲ راپریل ۱۷۶۰ء مطابق ۷ ر رمضان ۱۱۷۳ھ کو پیدا ہوا۔ ۱۹ رنومبر ۱۸۰۶ء مطابق ۷ ر رمضان ۱۲۲۱ھ ۴۶ برس کی عمر میں اپنے باپ کے مرنے کے بعد جانشین ہوا۔ تخت نشینی ہونے کے بعد اس نے اپنی طاقت بڑھانے کے لیے ہاتھ پاؤں مارے مگر کامیابی نہ ہوئی اور انگریزوں کی طاقت کے سامنے اس کی کچھ پیش نہ گئی۔ مگر لارڈ ویلزلی نے شاہی خاندان کے وظیفے کو بڑھانے کا وعدہ کرلیا۔ چنانچہ اس کے بڑے بیٹے کا وظیفہ جس کو اس نے ولیعہد بنایا تھا دس ہزار روپیہ کردیا گیا ۳۱ برس تک سلطنت کی اور ۲۸ ستمبر ۱۸۳۷ء مطابق ۲۸ رجمادی الثانی ۱۲۵۳ھ جمعہ کے دن وفات پائی ۸۰ سال کی عمر ہوئی۔ بہادر شاہ کی قبر کے قریب دفن ہوا اس کا لڑکا بہادر شاہ دوم جو کہ دہلی کا آخری بادشاہ ہوا تخت نشین ہوا۔

اکبر علی تشبیہی۔ فارس سے ہندوستان آئے فقیر ہوگئے تھے۔ ایک دیوان آٹھ ہزار اشعار کا چھوڑا۔ آپ کی ایک مثنوی بھی ذرہ و خورشید کے نام سے مشہور ہے آپ کا زمانہ ۱۵۸۵ء مطابق ۹۹۳ھ کا تھا۔

اکسیر مرزا اصفہانی۔ ایک مجموعہ مراثی اُن کی تصنیف سے ہے۔ نواب نظام الملک آصف جاہ اور صفدر جنگ کے یہاں ملازم تھے ۱۷۵۵ء مطابق ۱۱۶۹ھ میں وفات پائی۔

اکرام خاں۔ سید حسن کا تخلص ہے۔ عالمگیری زمانے کا

ایک امیر تھا سنہ ۱۰۶۶ء مطابق سنہ ۴۵۸ھ میں انتقال کیا

اکرام علی۔ اردو میں اخوان الصفا اس کی تصنیف ہے۔ جس کو اس نے سنہ ۱۸۱۰ء مطابق سنہ ۱۲۲۵ھ میں فارسی سے ترجمہ کیا۔

البطنی۔ ملک عرب میں علم نجوم کا ماہر گزرا ہے سنہ ۹۲۹ء میں فوت ہوا۔

الپ ارسلان۔ فارس کے خاندان سلجوقی کا دوسرا بادشاہ داؤد بیگ کا لڑکا تھا۔ اپنے چچا طغرل بیگ کے بعد سنہ ۱۰۶۳ء مطابق سنہ ۴۵۵ھ میں تخت نشین ہوا۔ خلیفہ قائم باللہ کی بہن سے اس کی شادی ہوئی تھی۔ یہ بادشاہ منصف مزاج خدا پرست اور بہادر تھا۔ آرمینیوں کو شکست دیکر اس نے آرمینیا اور جارجیا کو واپس لے لیا۔ ڈایوجنس بادشاہ یونان نے دو لاکھ فوج سے مسلمانوں کو ایشیائے کوچک اور شام سے اخراج کرنے کے لیے حملہ کیا اس بادشاہ نے اس کو شکست دیکر گرفتار کر لیا بعدہ چند شرائط کے ساتھ اس کو رہا کیا۔ نو برس سے کچھ زیادہ سلطنت کرنے کے بعد ۱۵ دسمبر سنہ ۱۰۷۲ء مطابق ۱۰ ربیع الاول سنہ ۴۶۵ھ کو ایک خوارزمی قیدی نے قتل کر دیا۔

الپ ارسلان۔ شاہ خوارزم کا بیٹا تھا سنہ ۱۱۶۶ء مطابق سنہ ۵۵۱ھ میں تخت نشین ہوا۔ سنہ ۱۱۶۲ء میں فوت ہوا۔

الپتگین۔ امرائے بخارا میں سے تھا۔ سامانی عہد میں حاکم خراسان رہا سنہ ۹۶۲ء میں امیر منصور سامانی کے تخت نشین ہونے پر تعلقات ملازمت شاہی ترک کر کے غزنیں چلا گیا۔ اس نے امیر منصور کی تخت نشینی کی مخالفت کی اس لیے اس کے ہاتھ سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا۔ غزنیں پہنچکر اس نے ایک علیحدہ سلطنت قائم کی اور غزنیں کو جو ایک چھوٹا سا مقام تھا دار السلطنت بنایا م ۹۶۳ء ۳۵۲ھ میں مرگیا اس کا بیٹا ابو اسحاق جانشین ہوا لیکن وہ نہایت کمزور طبیعت اور مسرف تھا۔ تھوڑے ہی دنوں بعد تمام اراکین سلطنت اس سے ناراض ہو گئے اور انہوں نے ۹۷۶ء م ۳۶۶ھ میں سبکتگین کو جو الپتگین کے زمانہ حکومت میں سردار رہا تھا تخت پر بٹھا دیا۔

التمش (ملاحظہ ہو شمس الدین التمش)

الجائتو۔ فارس کا تاتاری النسل بادشاہ تھا جو محمد خدابندہ کے لقب سے ملقب ہو کر تخت نشین ہوا۔ (محمد خدابندہ ملاحظہ ہو)

الحسن۔ ایک عربی مصنف تھا جس نے علم طب میں بصارت چشم کے متعلق ایک کتاب تقریباً سنہ ۱۰۰۰ھ میں لکھی

الخصاف۔ ملاحظہ ہو ابو بکر احمد بن عمر الخصاف۔

الراشد باللہ۔ خاندان عباسیہ کا تیسواں خلیفہ تھا جو اپنے باپ المسترشد کا ماہ اگست یا ستمبر سنہ ۱۱۳۵ء مطابق ذی قعدہ سنہ ۵۲۹ھ جانشین ہوا اور سنہ ۱۱۳۶ء مطابق سنہ ۵۳۰ھ میں فوت ہوا۔ اس کا جانشین المکتفی بن المستظہر ہوا

الراضی باللہ بن المقتدر خاندان عباسیہ کا بیسواں خلیفہ تھا۔ یہ آخر خلیفہ تھا جس کا لقب امیر المومنین تھا۔ اس کے چچا القاہر باللہ کو وزیر ابن مقلہ نے ماہ اپریل سنہ ۹۳۳ء مطابق ماہ جمادی الاول سنہ ۳۲۲ھ میں معزول کر کے اس کو بغداد کے تخت پر بٹھایا تھا سنہ ۹۳۶ء میں خلیفہ نے یہ معلوم کر کے کہ ہر طرف سے غاصب اس کو پریشان کرتے ہیں اور اس کا وزیر لائق نہیں ہے ایک جدید عہدہ مقرر کیا جس کا مرتبہ وزیر سے بڑا تھا اور جس کا لقب اس نے امیر الامرا مقرر کیا۔ اس بڑے عہدہ دار عماد الدولہ علی بویہ کو خزانہ پر

اس قدر با اختیار کر دیا گیا کہ اس سے پیشتر کسی
دوسرے کو یہ اختیار نہیں ملا تھا۔ یہاں تک کہ
بغداد کی مسجد جامع میں خلیفہ کی قائم مقامی کیا کرتا
تھا۔ اور خطبہ میں بھی اسی کا نام لیا جاتا تھا ۹۴۱ء
مطابق ۳۲۹ھ میں وفات پائی۔

الرشید۔ یا ہارون الرشید المہدی کا بیٹا۔
خاندان عباسیہ کا پانچواں خلیفہ اپنے بھائی الہادی
کے بعد ۷۸۶ء مطابق ۱۷۰ھ میں جانشین ہوا۔ یہ
خلیفہ دیندار خدا پرست اور مخیر تھا۔ اس کے زمانے
میں ہر قسم کی تجارت صنعت و حرفت نے ترقی کی
مسجد۔ کالج۔ شفاخانے۔ سڑکیں اور نہریں بکثرت
تعمیر ہوئیں۔ ابراہیم بن اغلب کو اس نے سلطنت
افریقہ کا انتظام اس شرط پر سپرد کیا کہ وہ چالیس ہزار
دینار سالانہ خلافت کو ادا کرتا رہے اور افریقہ میں
امن و انتظام قائم رکھے نسلاً بعد نسلٍ یہ حکومت اس
کے خاندان میں منتقل ہوتی رہے گی۔ اسی طریقے سے
ہارون رشید نے افریقہ میں ایک باج گزار
سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ یونانیوں سے اس بادشاہ
کو اکثر مقابلہ کرنا پڑا ملکہ آیرین Irane سے بھی
اس نے خراج وصول کیا۔ اس ملکہ کے بعد
جب نق فورس بادشاہ ہوا تو اس نے خلیفہ کو
لکھا کہ جس قدر روپیہ ملکہ آئرین نے بطور خراج
ادا کیا ہے وہ واپس کیا جائے ورنہ فوج کشی کی جائیگی
اس بدعہدی اور گستاخی سے غضبناک ہو کر خلیفہ
ہارون الرشید نے فوج کشی کر دی۔ نق فورس کو
شکست دی جب وہ پہلے کی بہ نسبت زیادہ
خراج ادا کرنے پر راضی ہوا ہارون اپنے ملک کو
واپس چلا گیا۔ لیکن نق فورس کی بدعہدی کی وجہ سے
اس کو متعدد مرتبہ لڑائی لڑنا پڑی اور وہ بار بار
شکستیں کھا کر معافی مانگتا رہا۔ آخر کار جزیرہ قبرص کے
فتح ہو جانے پر نق فورس نے ہتھیار ڈال دیے اور جو کچھ
خراج اس کے ذمے تھا وہ سب ادا کر دیا۔ تئیس سال
کامیاب اور شاندار حکومت کرنے کے بعد خلیفہ
ہارون الرشید ۳ جمادی الثانی ۱۹۳ھ مطابق
۸۰۹ء کو راہی ملک بقا ہوا اور طوس میں جس کو مشہد
بھی کہتے ہیں مدفون ہوا۔

السفاح۔ کنیت ابو العباس بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن
عباس تھا اہل کوفہ نے بروز جمعہ تاریخ ۲۹ نومبر
۷۴۹ء مطابق ۳ ربیع الثانی ۱۳۲ھ اس کو
خلیفہ مشتہر کیا جس سے مروان ثانی کو جو خاندان امیہ
کا آخری خلیفہ تھا اشتعال پیدا ہوا اور اس نے
السفاح سے مقابلہ کیا ۵ اگست ۷۵۰ء کو قتل ہوا
اس فتح کے السفاح نے اطمینان کے ساتھ حکومت کرنا
شروع کی اور خلافت عباسیہ کی بنیاد ڈالی۔
اس خاندان میں نہایت شان و شوکت کے ساتھ
پانسو چوبیس سال حکومت اس وقت تک قائم
رہی جب تک کہ ہلاکو خاں تاتاری شاہ ایران نے
۱۲۵۸ء مطابق ۶۵۶ھ میں اس کو نیست و نابود
نہ کر دیا خاندان عباسیہ کے ۳۷ خلیفہ سلسلے وار
گزرے ہیں جن کی فہرست درج ذیل ہے۔ یہ
خاندان علوم کی تشہیر و ترقی کے واسطے یادگار رہی
چند مستثنیات کے سوا باقی جملہ خلفاء عباسیہ
علوم و فنون کے حامی رہے۔ ابو العباس چار
سال سے زیادہ عرصے تک حکومت کرنے کے
بعد بعارضہ چیچک بروز یکشنبہ تاریخ ۹ جون
۷۵۴ء مطابق ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۶ھ کو فوت
ہوا۔ اس کا بھائی ابو جعفر المنصور اس کا
جانشین ہوا۔

فہرست خلفائے خاندانِ عباسیہ

(۱) السفاح یا ابو العباس السفاح۔
(۲) المنصور۔
(۳) المہدی بن منصور۔
(۴) الہادی بن المہدی۔
(۵) الرشید ہارون الرشید بن المہدی
(۶) الامین بن ہارون۔
(۷) المامون بن ہارون۔
(۸) المعتصم باللہ بن ہارون۔
(۹) الواثق بن المعتصم۔
(۱۰) المتوکل۔
(۱۱) المستنصر باللہ۔
(۱۲) المستعین باللہ
(۱۳) المعتز باللہ
(۱۴) المہتدی باللہ۔
(۱۵) المعتمد باللہ۔
(۱۶) المعتضد باللہ۔
(۱۷) المکتفی باللہ۔
(۱۸) المقتدر باللہ
(۱۹) القاہر باللہ۔
(۲۰) الراضی باللہ۔
(۲۱) المتقی باللہ۔
(۲۲) المستکفی باللہ۔
(۲۳) المطیع باللہ۔
(۲۴) الطائع باللہ۔
(۲۵) القادر باللہ۔
(۲۶) القائم باللہ۔
(۲۷) المقتدی باللہ۔
(۲۸) المستظہر باللہ۔
(۲۹) المسترشد باللہ۔
(۳۰) الراشد باللہ۔
(۳۱) المکتفی بامر اللہ۔
(۳۲) المستنجد باللہ۔
(۳۳) المستضی باللہ۔
(۳۴) الناصر باللہ۔
(۳۵) الظاہر بامر اللہ۔
(۳۶) المستنصر باللہ ثانی۔
(۳۷) المعتصم باللہ آخری خلیفہ۔

الصحراوی۔ (ملاحظہ ہو ابو القاسم)

الطائع باللہ۔ بن المطیع باللہ بغداد کا ۲۴ واں خلیفہ سنہ ۹۷۴ء میں اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ ۱۷ سال ۴ ماہ حکومت کی۔ اس کو بہاء الدولہ نے سنہ ۹۹۱ء میں معزول کیا۔ قادر باللہ بن اسحاق بن مقتدر جانشین ہوا۔

الطبری۔ ایک بڑا مورخ گزرا ہے یورپ میں اس کی تاریخ طبری نے خاص شہرت حاصل کی ہے اس نے ایک خاص مذہبی فرقہ کی بنیاد ڈالی تھی جو اس کی وفات کے بعد ہی فوراً معدوم ہو گیا۔

الظاہر بامر اللہ محمد۔ اپنے باپ الناصر باللہ کا سنہ ۱۲۲۵ء مطابق سنہ ۶۲۲ھ میں بغداد میں جانشین ہوا خاندان عباسیہ کا پینتیسواں خلیفہ تھا ۹ ماہ ۱۱ دن حکومت کی اور سنہ ۱۲۲۶ء مطابق سنہ ۶۲۳ھ میں فوت ہوا اس کا جانشین اس کا پسر المستنصر ثانی ہوا۔

العزیز باللہ ابو المنصور طرار۔ مصر کے خاندان فاطمیہ کا دوسرا خلیفہ سنہ ۹۷۵ء میں اپنے باپ معز الدین اللہ کا جانشین ہوا جعفر اس کے باپ کا کارآزمودہ جنرل اور وزیر تھا اس کو اس نے تمام امور سلطنت میں دخیل کر دیا تھا۔ ملک شام کے راستے میں ۲۱ سال سلطنت کرنے کے بعد ۴۲ سال کی عمر میں سنہ ۹۹۶ء

مطابق ۸۵۳ھ میں انتقال ہوا اس کا بیٹا ابوالمنصور جانشین ہوا۔

الغ خاں ۔ الغ بیگ مرزا۔ مرزا شاہ رخ بن امیر خوارزم کا بیٹا۔ چالیس سال سمرقند میں حکومت کی۔ مارچ ۱۴۴۷ء مطابق ۸۵۰ھ میں اپنے باپ کے بعد تخت نشین ہوا۔ اس کو فنون جنگ کے بنسبت علوم کا زیادہ شوق تھا۔ اس نے تمام سلطنت کے ہیئت داں جمع کرکے فہرست بنوائی تھی جو زیچ الغ بیگ کے نام سے مشہور ہے۔ اس نے بڑے بڑے آلات رصد بنوائے تھے جن میں ایک زاویہ ناپنے کا آلہ تھا۔ جس کی اونچائی ۱۵۰ فٹ بحساب رومن تھی۔ اس علم دوست بادشاہ کا اس کے بیٹے مرزا عبداللطیف نے ۲۰ اکتوبر ۱۴۴۹ء مطابق رمضان ۸۵۳ھ میں بے رحمی کے ساتھ خاتمہ کردیا۔ لیکن یہ پدر کش ظالم شاہزادہ بھی چھ ماہ سے زیادہ لطف سلطنت نہ اٹھا سکا۔ اور اپنے سپاہیوں کے ہاتھ سے قتل ہوگیا۔ الغ بیگ کی مرتبہ فہرست ثوابت آکسفورڈ میں ۱۶۶۵ء میں مفید حواشی کے ساتھ شائع کی گئی۔

الف بن نور کاشانی ۔ مطلع الانوار کا مصنف یہ کتاب اس مطلع الانوار کے سوا ہے جو ملا حسین واعظ نے لکھی تھی۔ اس کتاب میں آں حضرت صلعم اور ان کی اولاد امجاد و خلفائے راشدین کے حالات لکھے گئے ہیں۔

الفرغانی فرغانی ملاحظہ ہو۔

القادر باللہ ۔ بن اسحاق بن مقتدر باللہ خاندان عباسیہ کا پچیسواں خلیفہ تھا وہ ۹۹۱ء مطابق ۳۸۱ھ میں الطائع کی معزولی کے بعد بغداد میں تخت نشین ہوا۔ یہ خلیفہ سلطان محمود غزنوی کا ہم عصر تھا۔ اس کا عہد حکومت بحساب قمری ۴۱ سال ۳ ماہ رہا اور وفات ۱۰۳۱ء مطابق ۴۲۲ھ میں واقع ہوئی۔ اس کا جانشین القائم بامر اللہ ہوا۔

القاہر باللہ ۔ خاندان بنو عباس کا انیسواں خلیفہ المعتضد باللہ کا لڑکا اپنے بھائی المقتدر کا جانشین تخت بغداد اکتوبر ۹۳۲ء مطابق شوال ۳۲۰ھ میں بیٹھا اس نے صرف ایک برس ۵ ماہ اور ۱۲ دن حکومت کی اس کے وزیر ابن مُقلہ نے چہارشنبہ کو ۲۳ اپریل ۹۳۴ء مطابق ۶ جمادی الاول ۳۲۲ھ کو خلیفہ کو گرم لوہے سے اندھا کرکے تخت سے محروم کردیا۔ اور بجائے اس کے الراضی باللہ بن المقتدر کو سریر آرائے خلافت کیا۔ یہ مشہور ہے کہ القاہر معزولی کے بعد سے جب تک زندہ رہا بغداد کی مسجد میں گوشہ نشین رہا اور عام مسلمانوں کی امداد سے بسر کرتا تھا۔

القائم ۔ فاطمیہ خاندان کا دوسرا خلیفہ تھا وہ اپنے باپ عبیداللہ المہدی کا جانشین ۹۳۴ء مطابق ۳۲۲ھ میں ہوا اس کے عہد حکومت کی کوئی بات قابل ذکر نہیں القائم کی حکومت تقریباً بارہ برس رہی اس کی وفات ۹۴۵ء مطابق ۳۳۴ھ میں واقع ہوئی۔ اس کا جانشین اسمٰعیل المنصور اس کا بیٹا ہوا۔

المامون ۔ عبداللہ نام عباسی خاندان کا ساتواں خلیفہ ہارون الرشید کا دوسرا بیٹا تھا۔

خلیفہ الامین کی بے دینی بدچلنی اور غفلت کے وجہ سے ملک میں فساد برپا ہوگئے تھے رعایا نے

اس کے چھوٹے بھائی المامون کو خلیفہ بنا لیا
الامین سے مقابلہ ہوا لیکن اس کی فوج نے
شکست کھائی۔ اور ایک لڑائی میں ۶ صفر
۱۹۸ھ مطابق ۶ر اکتوبر ۸۱۳ء کو وہ قتل ہوا
اس کے قتل ہونے پر کل ایران نے المامون کو
اپنا خلیفہ تسلیم کرلیا۔ المامون نے خلیفہ ہونے پر
خراسان کی حکومت ۸۲۰ء میں طاہر ابن حسین اپنے
سپہ سالار کے سپرد کردی۔ اس کے عہد میں افریقہ
کے مسلمانوں نے جزیرہ صقلی کا محاصرہ کیا اور بہت
سے مقامات پر قبضہ کرلیا۔ جزیرہ کریٹ اسی خلیفہ
کے وقت میں فتح ہوا۔ اس نے اپنا دار الخلافت
بجائے بغداد کے مرو بنایا۔ اس کو علوم کا بہت
شوق تھا۔ علما و فقہا کے کلام اور بحث سننے میں
اپنا تمام وقت صرف کیا کرتا تھا اور ہر قسم کے
علوم و فنون کا حامی تھا۔ اکثر یونانی کتب زبان
عربی اس کے وقت میں ترجمہ ہوئیں۔ بغداد میں
ایک دار العلوم قائم کیا اس کے عہد میں تمام
مذاہب کو آزادی تھی۔ سب سے رواداری
کا برتاؤ کرتا تھا۔ ایک مجلس شوریٰ قائم کی تھی
جس میں ہر مذہب کے لوگ ممبر بنائے گئے
تھے اس کی بی بی خاتون بوران اس کے وزیر
حسن بن سہیل کی لڑکی نہایت قابل تعلیم یافتہ اور
حسین تھی اس کو اپنی قابلیت کی وجہ سے امور
سلطنت میں بہت دخل ہوگیا تھا۔ اور اس نے
بہت سے شفاخانے درسگاہیں عورتوں کے
واسطے قائم کی تھیں۔ خلیفہ بقضائے الٰہی ۸ر
رجب ۲۱۸ھ مطابق ۸۳۳ء کو بیمار ہوکر
فوت ہوگیا۔ اس کے بجائے اس کا بھائی معتصم
تخت نشین ہوا۔

المہتدی۔ عباسیہ خاندان کا چودھواں
خلیفہ تھا۔ ۲۵۵ھ مطابق ۸۶۹ء میں تخت نشین
ہوا۔ اس کے وقت میں علی ابن محمد ابن عبدالرحمن نے
جس کو الجیب بھی کہتے ہیں بصرہ و کوفے میں
فساد برپا کردیا۔ شیعہ فرقے نے اس کو علی ابن
طالب کی اولاد سمجھ کر جیسا کہ اس نے غلط باور کرایا تھا مدد کی
جس کی وجہ سے اس نے بصرہ اور رملہ فتح کیا
اور ایک طاقتور فوج کے ساتھ دریائے دجلہ
کو عبور کرلیا۔ المہتدی ۸۷۰ء م ۲۵۶ھ میں
ترکوں ہی کے ہاتھ سے جنھوں نے اس کو تخت نشین
کیا تھا قتل ہوا۔ اس نے صرف گیارہ ماہ حکومت
کی المعتمد اس کا جانشین ہوا

المتقی باللہ۔ عباسیوں کا اکیسواں خلیفہ المقتدر
کا لڑکا تھا وہ تخت بغداد پر ۹۴۰ء مطابق
۳۲۹ھ میں اپنے بھائی الراضی کا جانشین ہوا
تین برس گیارہ ماہ اور ۱۵ دن حکومت کی۔
وفات ۹۴۵ء مطابق ۳۳۳ھ میں واقع ہوئی
یہ بادشاہ بھی برائے نام خلیفہ تھا۔ اس کو بھی
ترکوں نے بغداد سے دوبار نکالا اور آخرکار
اس کو معزول کرکے اس کے بھتیجے مستکفی کو
تخت نشین کردیا۔

المتوکل علی اللہ۔ خاندان عباسیہ کا دسواں
خلیفہ تھا بجائے اپنے بھائی الواثق کے پندرہ
سال سات ماہ حکومت کی۔

المختار۔ ایک مشہور مسلمان سردار تھا جس نے
یزید مروان اور عبد الملک کے جنرلوں کو شکست
دی تھی اور عراق کا جس کا دار السلطنت کوفہ
تھا مالک بن بیٹھا۔ اس نے چن چن کر دشمنانِ
حسینؑ کو قتل کیا اور جن جن لوگوں نے جگر گوشگانِ

رسولؐ کے خون میں ہاتھ ڈبوئے تھے ان کو کافی سزائیں دیں۔ مصعب برادر عبد اللہ بن زبیر حاکم بصرہ کے ہاتھ سے ۶۷ھ کی لڑائی میں کوفے میں شہید ہوئے۔ ۶۷ برس کی عمر پائی۔ اس شخص نے بذات واحد اپنی زندگی میں تقریباً پچاس ہزار دشمنان اہل بیت کو تہ تیغ کیا۔

المزنی۔ (دیکھو ابو ابراہیم اسمٰعیل)

المستعلی باللہ۔ چھٹا فاطمی خلیفہ اپنے باپ المستنصر باللہ کے بعد مصر اور شام کی حکومت پر قابض ہوا۔ اس کے عہد حکومت میں خاندان فاطمیہ کی قوت کمزور اور زوال پذیر رہی شام کے بہت سے شہروں سے اس کا سیاسی اثر جاتا رہا۔ ملک شام کے بہت سے شہر ترکوں اور فرانسیسیوں کے پاس چلے گئے۔ اکتوبر ۱۰۹۷ء مطابق ذیقعد ۴۹۰ھ میں عیسائی مجاہدین شام میں داخل ہوئے۔ انطاکیہ کے سامنے لشکر کشی کی ۲۰ جون ۱۰۹۸ء مطابق ۱۶ رجب ۴۹۱ھ کو بہروز آرمینی کی دغابازی سے انطاکیہ پر قبضہ کرلیا۔ بعدہ چند اور لڑائیاں ہوئیں۔ جولائی ۱۰۹۹ء مطابق شعبان ۴۹۲ھ میں ۴۰ روز کے محاصرہ کے بعد بیت المقدس عیسائیوں نے فتح کرلیا اور مسلمانوں پر سخت ظلم کیے گئے۔ ستر ہزار مسلمانوں کا خون مسجد عمر میں بہایا گیا۔ مورخ میکاڈ کا بیان ہے کہ بازاروں اور گھروں میں مسلمان بے دریغ قتل کیے گئے۔ عیسائیوں کے دلوں میں کوئی نالہ و فغاں ذرہ بھر رقت پیدا نہ کرسکا۔ بسمل رہ رہ کے پھڑکتے۔ عورتوں اور بچوں کو فراریوں کے تعاقب میں روندتے ہوئے پھرے اور گھوڑوں کو بے دردی کے ساتھ تڑپتے ہوئے جسموں پر دوڑایا۔ اسیروں کو قصائیوں کی طرح کاٹا جو لوگ وحشیانہ قتل سے بچنے کے لیے فصیلوں پر سے کود پڑے اور ہڈیاں ٹوٹ گئیں ان کو گھسیٹ کر زندہ جلا دیا گیا۔ یہ واقعات پانچویں صلیبی جنگ میں پیش آئے تھے۔ المستعلی ۱۰ دسمبر ۱۱۰۱ء مطابق ۱۴ صفر ۴۹۵ھ کو فوت ہوا۔ اس کا بیٹا عامر باحکام اللہ ابو علی منصور جانشین ہوا

المستعصم باللہ۔ معروف بہ ابو احمد عبد اللہ خاندان عباسیہ کا سینتیسواں (۳۷) آخری خلیفہ اپنے باپ المستنصر کے بعد ۱۲۴۲ء مطابق ۶۴۰ھ میں تخت نشین ہوا اس وقت عباسیوں کا زمانہ عروج روبہ تنزل تھا۔ صرف بغداد اور کچھ اطراف کی اراضیات پر بادشاہ کا قبضہ باقی تھا۔ اسی خلیفہ کے عہد میں بادشاہ مغل ہلاکو خاں تاتاری نے جو چنگیز خاں کا پوتا تھا۔ بغداد کا محاصرہ کیا۔ خلیفہ سے رعایا اس قدر بیزار تھی کہ خود سلطنت کے وزیر اعظم ابن علقمی نے ہلاکو خاں کو ترغیب دے کر بلایا اور ۱۰ فروری ۱۲۵۸ء مطابق ۴ صفر ۶۵۶ھ کو آخر کار بغداد پر ہلاکو خاں کا قبضہ ہوگیا۔ اور بنو عباس کے خاندان کا خاتمہ ہوگیا۔ المستعصم جو بہت کمزور اور عیش پرست خلیفہ تھا۔ بڑی بے رحمی کے ساتھ قتل کیا گیا۔ فتح کے بعد بغداد کے بے شمار باشندے مغلوں نے تہ تیغ کردیے۔ المستعصم نے بحساب قمری پندرہ سال تک حکومت کی۔

المستعین باللہ۔ خاندان عباسیہ کا بارہواں خلیفہ محمد کا بیٹا اور معتصم باللہ کا پوتا تھا۔ ۸۶۲ء مطابق ۲۴۸ھ میں تخت نشین ہوا اس کے زمانے میں دینی فسادات بہت بڑھ گئے تھے اور خلافت کا زوال بھی روز بروز ہوتا جاتا تھا۔ تمام عربی اور ایرانی فوجیں خلیفہ سے بیزار ہوگئی تھیں۔ جس کی وجہ

سے خلیفہ بغداد کو فرار ہو گیا ۳۳۴ھ مطابق ۹۴۵ء
میں المعز باللہ نے اس کو تخت سے اتار دیا اور قتل
کروا ڈالا۔

المستکفی باللہ۔ خاندان عباسیہ کا بائیسواں خلیفہ المکتفی کا
بیٹا تھا ۳۳۳ھ ۹۴۴ء میں اپنے چچا المتقی کا جانشین ہوا۔
ایک برس چار ماہ سلطنت کی اس کے وزیر نے ۳۳۴ھ ۹۴۶ء
میں اس کو معزول کر دیا۔ المطیع باللہ جانشین ہوا۔

المستنصر باللہ۔ طاہر کا بیٹا خاندان فاطمیہ کا پانچواں
خلیفہ تھا ۱۰۳۶ء میں تخت نشین ہوا اور ارسلان
ترکی کمانیر کی مدد سے بغداد کو فتح کیا ۱۰۵۸ء میں القائم
باللہ کو قید کیا۔ ڈیڑھ برس تک خلیفہ رہا۔

المستنصر باللہ ثانی۔ کنیت ابوجعفر المنصور اپنے
باپ الظاہر کے بعد ۱۲۲۶ء میں تخت نشین ہوا یہ
خاندان عباسیہ کا چھتیسواں خلیفہ تھا۔ سترہ برس
تک حکومت کر کے ۱۲۴۲ء میں فوت ہوا المستعصم باللہ
اس کا بیٹا تخت نشین ہوا۔

المستنجد باللہ۔ ۳۲ واں خلیفہ خاندان عباسیہ کا
تھا اپنے باپ المکتفی کے مرنے پر ۱۱۶۰ء میں بغداد کا
بادشاہ ہوا گیارہ برس حکومت کی ۱۱۷۰ء میں فوت
ہوا۔

المسترشد باللہ۔ خاندان عباسیہ کا انتیسواں
خلیفہ اپنے باپ المستظہر کے بعد بغداد کے تخت پر
بیٹھا۔ سلطان مسعود بن محمد بن ملک شاہ سلجوقی ۱۷ ذیقعدہ
۵۲۹ھ کو جب مراغان ضلع آذربائجان میں مع
اپنے خدم وحشم کے خیمہ زن تھا۔ اس وقت المسترشد
بھی اس کے ہمراہ تھا۔ ایک گروہ قاتلوں کا خیمے میں
گھس آیا اور المسترشد کو قتل کر دیا۔ اس نے سترہ
برس کچھ ماہ حکومت کی۔ الراشد باللہ اس کا جانشین ہوا

المستظہر باللہ۔ خاندان عباسیہ کا اٹھائیسواں
خلیفہ تھا اس کے باپ کا نام المقتدی ۱۰۹۴ء
مطابق ۴۸۷ھ میں برقیارق سلجوقی ترکی فارس
کی مدد سے تخت نشین ہوا۔ بحساب قمری ۲۵ سال
اور کچھ ماہ حکومت کی۔ اس کی موت ۱۱۱۸ء م
۵۱۲ھ میں واقع ہوئی اس کا بیٹا المسترشد
جانشین ہوا۔

المستضی بامر اللہ۔ دولت عباسیہ کا تینتیسواں
خلیفہ تھا ۱۱۷۰ء مطابق ۵۶۶ھ میں اپنے باپ
کا جانشین ہوا۔ اس کا دور حکومت سات سال
رہا ۱۱۸۰ء مطابق ۵۷۵ھ میں وفات پائی۔
اس کا بیٹا الناصر باللہ جانشین ہوا۔

المعتز باللہ۔ خلف المتوکل۔ دولت عباسیہ کا
تیرہواں خلیفہ ہوا اس نے اپنے بھائی المستعین کو
۸۶۶ء مطابق ۲۵۲ھ میں تخت سے اتار دیا
اور خفیہ طور سے اس کو قتل کر کے بغداد کے تخت
کا مالک ہوا۔ قتل اور خونریزی سے جو حکومت
اس نے حاصل کی تھی وہ زیادہ عرصے تک قائم
نہ رہ سکی۔ اس کے زمانے میں ترکی فوجوں نے
خلفائے عباسیہ کے عزل ونصب کا کام
شروع کر دیا تھا۔ انھوں نے اس سے ناراض
ہو کر تخت سے بے حرمتی کے ساتھ اس کو قید خانے
بھیج دیا۔ جہاں وہ بھوک پیاس سے تنگ آکر
ہلاک ہو گیا۔ صرف تین برس سات ماہ حکومت
کی۔

المطیع باللہ۔ خلف المقتدر باللہ بنو عباس کا
تیئیسواں خلیفہ تھا وہ المستکفی باللہ کے بعد وارث تخت
بغداد ۹۴۶ء مطابق ۳۳۴ھ میں ہوا اس کا عہد
حکومت دور قمری سے ۲۹ سال اور ۴ ماہ رہا۔
۹۷۴ء مطابق ۳۶۳ھ میں فوت ہوا۔

المعتمد باللہ۔ عباسیہ خاندان کا پندرہواں خلیفہ، المتوکل باللہ کا بیٹا تھا سنہ ۸۷۰ء میں المہتدی کے مرنے پر ترکوں نے اس کو بغداد میں تخت پر بٹھایا المعتمد نے بائیس سال گیارہ ماہ سلطنت کی ۸۹۲ء مطابق ۲۷۹ھ میں مرگیا۔ اس کے عہد میں احمد ابن تولون۔ مصر میں خود مختار حاکم ہوگیا۔ علاوہ خاندان امیہ اس وقت چار طاقتیں خود مختار تھیں۔ خلفائے فاطمیہ افریقہ میں۔ احمد بن تولون شام و مصر میں یعقوب بن لیث خراسان میں۔ الحجیب عرب و عراق میں حکمراں تھے۔

المعتصم باللہ۔ ہارون رشید کا چوتھا لڑکا اور بنی عباس کا آٹھواں خلیفہ تھا۔ یہ المامون کی وصیت کے مطابق خلیفہ ہوا۔ المامون نے اپنے بیٹے العباس اور اپنے بھائی القاسم کو محروم کردیا اس خلیفہ کو آغاز عہد خلافت یعنی سنہ ۸۳۳ء میں ایک مدعی نبوت اور مشہور قزاق بابک سے جو ملک کو تاخت و تاراج کرتا رہا مقابلہ کرنا پڑا آخر کار بابک کو شکست ہوئی اور مارا گیا۔ اس خلیفہ نے اپنا دار الخلافت بغداد کی بجائے سامرہ مقرر کیا۔ ۱۸ ربیع الاول سنہ ۲۲۷ھ میں انتقال ہوا۔ آٹھ کے عدد سے اس خلیفہ کے عہد کو بہت مناسبت تھی۔ اس لئے مورخ اس کو المثمن کے نام سے پکارتے ہیں۔ جب پیدا ہوا تو شعبان عربی کا آٹھواں مہینا تھا۔ تخت نشین ہوا تو آٹھواں خلیفہ کہلایا۔ سال تخت نشینی بھی سنہ ۲۱۸ھ تھا۔ آٹھ محل بنائے۔ آٹھ لڑائیاں لڑیں۔ آٹھ لڑکے لڑکیاں پیدا ہوئیں آٹھ ہزار غلاموں کا مالک تھا۔ اسی لاکھ دینار اور اسی ہزار درم خزانے میں چھوڑے۔ ۴۸ برس کی عمر پائی۔ ۵ جنوری سنہ ۸۴۲ء کو فوت ہوا۔ سب سے پہلے شاہی لقب میں لفظ باللہ اسی خلیفہ نے اضافہ کیا واثق باللہ اس کا جانشین ہوا۔

المعتضد باللہ۔ الموافق کا بیٹا اور المتوکل باللہ کا پوتا۔ بغداد کا سولہواں خلیفہ تھا اپنے چچا المعتمد باللہ کے بعد سنہ ۸۹۲ء مطابق ۲۷۹ھ میں تخت نشین ہوا تخت نشین ہونے کے پہلے سال میں اس نے احمد بن تولون کی پوتی سے شادی کی درخواست کی بعد ازاں سنہ ۲۸۲ھ میں یہ شادی نہایت دھوم دھام سے ہوئی۔ معتضد نہایت مستعد محنتی اور دانشمند بادشاہ تھا۔ اس نے رومیوں سے شہر واپس لے لیے۔ کردوں کو الجزیرہ سے نکالدیا موصل کی بغاوت کو رفع کیا۔ مصر کو پھر خلافت میں شامل کرلیا۔ بغداد سے بدچلن اور آوارہ گرد لوگوں کا اخراج کیا قرآنی احکام کے مطابق قانون وراثت جاری کیا۔ اسی خلیفہ نے نو برس آٹھ ماہ پچیس یوم حکومت کی سنہ ۹۰۲ء مطابق سنہ ۲۸۹ھ میں فوت ہوا مکتفی باللہ اس کا جانشین ہوا۔

المغیرہ۔ امیر معاویہ کے وقت میں کوفے کا حاکم تھا۔ بعدہٗ خاندان امیہ کا پہلا خلیفہ ہوا۔ سنہ ۵۰ھ میں مرض طاعون میں مبتلا ہوکر کوفے میں فوت ہوا۔

المقتدر باللہ۔ خلفائے عباسیہ کا اٹھارہواں بادشاہ معتضد باللہ کا لڑکا تھا۔ اپنے بھائی المکتفی باللہ کے بعد سنہ ۹۰۸ء مطابق سنہ ۲۹۵ہجری میں بعمر ۱۳ سال تخت نشین ہوا۔ اس کے وزرا دیانتدار اور قابل تھے اس لیے امور سلطنت بخوبی انجام پاتے تھے مگر جب مقتدر جوان ہوکر آرام طلبی میں پڑگیا تو سلطنت میں زوال شروع ہوگیا۔ بحساب قمری اس نے ۲۴ سال ۲ ماہ اور ۷ دن سلطنت کی ۲۹ اکتوبر سنہ ۹۳۲ء مطابق (۲۵) شوال سنہ ۳۲۰ھ کو ایک خواجہ سرا کے ہاتھ سے قتل ہوا

اس کا بھائی القاہر باللہ اس کا جانشین ہوا۔

المقتدی باللہ۔ معرف بہ ابو القاسم عبداللہ محمد کا بیٹا القایم کا پوتا تھا اپنے دادا کے مرنے کے بعد ۱۰۷۵ء مطابق ۴۶۷ھ میں سلطان ملک شاہ سلجوقی کے حکم سے جو اس وقت سلطنت کا حقیقتاً مالک تھا تخت نشین ہوا۔ المقتدی خلفائے عباسیہ کا ستائیسواں فرماں روا تھا بحساب قمری ۱۹ سال ۵ ماہ سلطنت کی ۴۸۷ھ مطابق ۱۰۹۴ء میں المقتدی فوت ہوا۔ اس کی بجائے اس کا بیٹا مستظہر تخت نشین ہوا۔

المقدسی۔ مصنف فرائض المقدسی۔ یہ قانون وراثت فقہ شافعی کا مشہور رسالہ ہے مصنف ممدوح کی وفات ۱۵۰۰ء مطابق ۹۰۶ھ میں ہوئی۔

المقنع۔ اس کا اصلی نام حکم بن ہاشم تھا اور یہ ابو مسلم مشہور سپہ سالار کا نائب رہا ہے۔ اس کے بعد فوج میں داخل ہوگیا اور بعد ازاں ماوراء النہر جا کر نبوت کا دعویٰ کیا اور المقنع کا لقب اختیار کیا۔ کیونکہ وہ اپنے منہ پر ایک لڑائی میں ایک آنکھ کے ضائع ہو جانے کی وجہ سے مقنع یا نقاب ڈالتا تھا۔ اس کے مرید اس کی یہ وجہ قرار دیتے تھے کہ یہ نقاب پوشی صرف اس وجہ سے ہے کہ مبادا اس کے چہرے کی تجلی دیکھنے والوں کی آنکھیں چکاچوند پیدا کردے۔ اس کے پیرو سفید لباس پہنتے تھے۔ اور مبیضی کے نام سے مشہور تھے جو مقنع کو خدا کا اوتار سمجھتے تھے۔ مقنع کی تعلیم تھی کہ نجات ایمان سے ہوتی ہے نہ کہ اعمال سے۔ اس کا قول تھا کہ مجھ پر ایمان لائے بغیر نجات ناممکن ہے۔ خلیفہ مہدی کی فوج نے اس کو ۷۷۹ء مطابق ۱۶۳ھ قلعۂ خراسان کے ایک مضبوط قلعے میں بُری طرح گھیر لیا۔ جب جان کی سلامتی کا اس نے کوئی طریقہ نہ دیکھا تو اولاً اپنے تمام رفقا اور اہل و عیال کو شراب میں ملا کر زہر دیا اور پھر تمام اسباب میں آگ لگادی اور مردہ لاشیں اس میں ڈال دیں۔ اور خود بھی اسی بھڑکتی ہوئی آگ میں کود کر خودکشی کرلی۔

المکری۔ تاریخ اسپین عہد اسلام کا مصنف ہے۔ سولہویں صدی عیسوی میں پیدا ہوا۔ اور بمقام دمشق ۱۶۳۱ء مطابق ۱۰۴۱ھ میں وفات پائی۔ اس مصنف نے محمد ابن الخطیب مشہور ذی علم وزیر اعظم غرناطہ کی مفصل سوانح عمری لکھی ہے۔ اس کے مقدمے میں اسپین میں عربوں کی حکومت کی تاریخ ابتدائے فتح سے آخر تک شامل کی ہے۔

المکتفی بامر اللہ۔ المستظہر کا بیٹا خاندان عباسیہ کا اکتیسواں خلیفہ تھا۔ ۱۱۳۶ء مطابق ۵۳۰ھ میں اپنے بھتیجے الرشید کے بجائے تخت نشین ہوا ۲۴ سال قمری حکومت کی۔ ۱۱۶۰ء مطابق ۵۵۵ھ میں فوت ہوا اس کا بیٹا المستنجد باللہ تخت نشین ہوا۔

المکتفی باللہ۔ بغداد کا سترھواں خلیفہ اپنے باپ معتضد باللہ کے مرنے کے بعد ۹۰۲ء مطابق ۲۸۹ھ میں تخت نشین ہوا۔ اس نے رومیوں کے حملوں کو دفع کرکے انطاکیہ اور سالونیکا پر قبضہ کرلیا۔ بعدہ یونانیوں سے جنگ ہوئی جس میں سالونیکا المکتفی کے ہاتھ آیا۔ ۹۰۴ء مطابق ۲۹۲ھ میں احمد ابن طولون کے خاندان سے شام اور مصر کے صوبے واپس لے لیے اس کے بعد یونانیوں اور رومیوں سے دوبارہ جنگ

پھر گئی اس میں بھی آخر کار المکتفی فتحیاب ہوا ۹۰۸ء مطابق ۲۹۵ھ میں وفات پائی۔ ساڑھے چھ سال حکومت کی خلفائے عباسیہ میں یہ آخری بادشاہ تھا جس نے جنگ میں کارہائے نمایاں دکھائے۔ اس کے بعد غاصب لوگوں نے روز بروز سر اٹھانا شروع کیا اور المقتدر القاہر اور الراضی کو اتنا پریشان کیا کہ آخر کار ۳۲۵ھ مطابق ۹۳۶ء میں صرف بغداد ان کے قبضے میں باقی رہ گیا۔ مکتفی کے بعد اس کا لڑکا مقتدر بعمر ۱۳ سال تخت نشین ہوا۔

المنصور۔ فاطمیہ خاندان کا دوسرا خلیفہ تھا۔ (ملاحظہ ہو اسمٰعیل)

المنصور۔ خاندان عباسیہ کا دوسرا خلیفہ تھا۔ اصلی نام ابوجعفر تھا اپنے بھائی ابوالعباس عبداللہ السفاح کے بعد ۱۳۶ھ مطابق ۷۵۴ء میں جانشین ہوا۔ اس کی تخت نشینی میں عبداللہ بن علی اس کا چچا حارج ہوا۔ لیکن اس کو مسلم نے جو المنصور کا بہادر سپہ سالار تھا شکست دی بغداد اسی خلیفہ کے عہد میں ۷۶۲ء میں دریائے دجلہ کے کنارے آباد کیا گیا ہے۔ اس خلیفہ کو اشاعت علوم کا بہت شوق تھا۔ یہ اس درجے طامع تھا کہ اس نے اپنے خزانے میں ساٹھ کروڑ درم اور دو کروڑ چالیس لاکھ دینار چھوڑے اس کے عہد میں رومی حملہ آور ہوئے مگر ان کو شکست ہوئی۔ ۱۵۸ھ میں منصور نے کاروبار سلطنت اپنے بیٹے مہدی کے سپرد کر دیا اور خود بہ ارادہ حج مکہ شریف کو روانہ ہو گیا تا کہ بقیہ زندگی کے دن وہیں گزارے مگر راستے میں بیر معونہ پہنچکر ۶ ذالحجہ ۱۵۸ھ مطابق ۷۷۵ء میں انتقال ہو گیا۔ اس کی لاش مکہ شریف میں لے جا کر دفن کی گئی ۲۲ سال حکومت کی۔

الناصر باللہ یا الناصر لدین اللہ اپنے باپ المستضی کا ۱۱۷۹ء میں جانشین ہوا۔ مذہب شیعہ اختیار کر لیا تھا۔ ۴۶ برس ۱۱ ماہ بحساب قمری حکومت کی۔ ۱۲۲۵ء میں فوت ہوا۔ یہ خاندان عباسیہ کا چونتیسواں خلیفہ تھا۔ اس کا لڑکا الظاہر باشاہر کا جانشین ہوا۔

المؤمل۔ عربی مورخ تھا اس نے ساسانیوں کے زمانے کے تاریخی واقعات سلسلہ وار من ابتدائے ۴۴۲ء لغایت ۹۰۰ء قلمبند کیے ہیں اس کا قلمی مسودہ کتب خانہ اسپین میں موجود ہے اور لاطینی زبان میں اس کا ترجمہ بھی ہو گیا ہے۔

المہدی۔ خلافت عباسیہ کا تیسرا خلیفہ ۱۰ اکتوبر ۷۷۵ء مطابق ۶ ذی الحجہ ۱۵۸ھ کو اپنے باپ ابوجعفر المنصور کی بجائے تخت نشین ہوا۔ اس کے زمانے کا سب سے بڑا واقعہ المقنع کی بغاوت ہے۔ اس بغاوت کے فرو ہونے پر خلیفہ نے اپنے بیٹے ہارون الرشید کو یونانیوں کی بغاوت فرو کرنے کو بھیجا۔ ہارون الرشید وہاں سے فتحمندی کی صلح کر کے اور اسباب غنیمت لیکر واپس آیا۔ المہدی زہر کے کھانے سے ہلاک ہوا۔ واقعہ یہ کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کی بیگم حسنہ نے خلیفہ کی ایک دوسری بیگم کو جس پر اس زمانے میں خلیفہ کا زیادہ رجحان تھا زہر دیکر ہلاک کرنا چاہا تھا اور اس ارادے سے ایک زہر آلود ناسپاتی اس کو دی تھی۔ لیکن اس بیگم نے اس کو خود نہیں کھایا۔ بلکہ نہایت سادگی سے خلیفہ کو نذر کر دی۔ خلیفہ اس کو کھا کر فوراً مر گیا۔ یہ واقعہ ۴ اگست ۷۸۵ء مطابق ۲۲ محرم ۱۶۹ھ

کا ہی۔ اس کے بعد اس کا بڑا بیٹا الہادی جانشین ہوا۔

الواثق یا الواثق باللہ۔ خاندان عباسیہ کا نواں خلیفہ ہوا۔ اپنے باپ المعتصم باللہ کا ہ جنوری ۸۴۲ء مطابق ۱۸ ربیع الاول ۲۲۷ھ میں تخت بغداد پر جانشین ہوا۔ دوسرے سال اس نے سسلی پر حملہ کر کے فتح کیا اس کے باقی عہد میں کوئی مشہور واقعہ نہیں ہوا اس نے بحساب قمری پانچ سال ۹ ماہ ۳ یوم حکومت کی اور ۸۴۷ء مطابق ۲۳۲ھ میں فوت ہوا اس کا جانشین اس کا بھائی المتوکل باللہ ہوا۔

الولید۔ (ملاحظہ ہو ولید)

الہ داد مولانا۔ مولوی عبدالملک عادل کے شاگرد تھے۔ جون پور کے باشندے تھے۔ شاہان شرقی کے زمانے کے مشہور علماء میں تھے۔ شرح کافیہ شرح ہدایہ۔ شرح بزدوی تفسیر مدارک اور اکثر کتب تصنیف کیں۔ ۹۲۳ھ مطابق ۱۵۱۷ء انتقال ہوا۔ جون پور میں عیدگاہ کے شمالی و غربی گوشے میں دفن ہوئے۔

الٰہی شیخ۔ بیانہ کا رہنے والا ایک فلسفی تھا جس نے سلیم شاہ سور کے زمانے میں امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ۱۵۴۹ء مطابق ۹۵۶ھ میں بادشاہ کے حکم سے قتل کیا گیا۔

الٰہی میر۔ طویۂ ہمدان ملک فارس کے شہر رشید آباد کے سیدوں کی اولاد میں تھا۔ جہانگیر کی آخر حکومت میں ہندوستان آیا اور شاہ جہاں کی ملازمت اختیار کی۔ خزینۂ گنج الٰہی از قسم سوانح عمری اور ایک دیوان فارسی اس کی تصنیف سے ہے ۱۶۵۷ء مطابق ۱۰۶۷ھ میں انتقال ہوا۔

امام اعظم۔ (ملاحظہ ہو ابو حنیفہ)

امام الدین امیر کاتب۔ بن امیر عمر۔ تفسیر ہدایہ موسوم بہ غایہ کا مصنف جس کو اس نے ۱۳۴۶ء مطابق ۷۴۷ھ میں ختم کیا تھا۔ اس سے قبل اسی کتاب کی شرح لکھی تھی جس کا نام غایت البیان ہے۔

امام بخش شیخ۔ (ملاحظہ ہو ناسخ)

امام بخش مولوی۔ (صہبائی ملاحظہ ہو)

امام عالم بن علاء الحنفی۔ فتووں کی ایک بڑے مجموعے کے مولف ہیں جو کئی جلدوں میں ہے۔ اور موسوم بہ فتاوائے تاتار خانیہ ہے۔ جو محیط البرہانی۔ ذخیرہ۔ خانیہ اور ظہیریہ سے لیے گئے ہیں۔ لیکن بعد کو امام ابراہیم بن محمد الحلبی نے ان فتووں کا انتخاب تیار کیا جو ایک جلد میں ہے وہ بھی تاتار خانیہ کے ہی نام سے مشہور ہے۔

امام مالک ابن انس (ملاحظہ ہو مالک ابن انس)

امام ہروی مولینا۔ آپ ہرات کے ساکن تھے اس وجہ سے ہروی کہلاتے ہیں۔ ایک مشہور شاعر اور شیخ سعدی شیرازی کے ہمعصر تھے قصیدہ گوئی میں خاص شہرت تھی۔ ۱۲۸۸ء مطابق ۶۸۶ھ میں فوت ہوئے اور ایک دیوان چھوڑا۔

امان اللہ (حافظ) ابن نور اللہ ابن حسین بنارسی۔ عہد عالمگیر اورنگ زیب میں لکھنؤ کے عہدہ صدارت پر ممتاز رہے۔ حافظ قرآن مجید جامع معقول و منقول اور حاوی فروع و اصول تھے ۱۱۳۳ھ میں وفات پائی اور بنارس میں مدفون ہوئے کتب ذیل ان کی تصانیف سے ہیں۔ مفسر در اصول فقہ محکم الاصول شرح مفسر مذکور۔ حواشی تفسیر بیضاوی و شرح مواقف وغیرہ۔

امان اللہ خاں۔ ہز مجسٹی حبیب اللہ خاں امیر کابل کے فرزند ثانی ۱۸۹۰ء میں پیدا ہوئے۔ ۲۰ فروری ۱۹۱۹ء کو اپنے والد ماجد کے انتقال کے

تخت نشین ہوئے۔ اپنے جلوس کے تھوڑے ہی دنوں بعد سرحد ہندوستان پر حملہ کیا مگر بہت جلد ان کو اپنی طاقت کا اندازہ ہوگیا اور گورنمنٹ سے صلح کرلی۔ شرائط صلح کا خلاصہ یہ تھا کہ برٹش گورنمنٹ وہ تمام امداد اور رعایتیں جو سابق امرائے افغانستان کو اسلحہ و دیگر سامان حرب اور وظیفے کے ذریعہ سے دیتی تھی آئندہ سے منسوخ کرتی ہو اور بقیہ وظیفہ بھی ضبط کرتی ہو اور آئندہ ہردو حکومتوں میں رشتۂ اتحاد و ارتباط ویسا ہی قائم رہے گا جیسا کہ ابتک تھا اور ہندوستان و افغانستان کی سرحد وہی قائم رہے گی جو سابق امیر منظور کرچکے ہیں صرف خیبر کی مغربی سرحد جو ابتک قائم نہیں ہوئی ہو اس کی حد بندی کرلی جائے۔ حقیقۃً یہ صلح ہردو حکومتوں کے لئے یکساں مفید اور ضروری تھی امیر امان اللہ خاں کے عہد میں افغانستان نے جس قدر سیاسی اور اقتصادی ترقی اس قلیل مدت میں کرلی ہو وہ کبھی اس ملک کو حاصل نہیں ہوئی تھی۔ اتحاد اسلامی کا سلسلہ افغانستان سے ترکستان تک بلا فصل قائم ہوگیا۔ سامان حرب جدید و قدیم کے کارخانجات اور مدارس و شفاخانجات وغیرہ رفاہ عام کے بہت وسیع ذرائع بہم ہوگئے۔ عدالت میں شرع محمدی کا طریقہ رائج ہو۔ غرض ہر قسم کی ترقی رونما ہو رہی ہو اس لئے ان کا عہد ایک مبارک عہد ہو۔

امانت۔ سید آغا حسن نام۔ امانت تخلص میر آغا رضوی لکھنوی کے بیٹے روضۂ مشہد مقدس کے کلید بردار سید علی رضوی کی اولاد سے تھے ۱۲۳۱ھ میں پیدا ہوئے۔ میاں دلگیر لکھنوی کے شاگرد تھے عہد شباب میں کسی عارضہ کی وجہ سے ان کی زبان بند ہوگئی اور ۹ برس تک گنگ رہے آخر میں زبان تو کھل گئی مگر لکنت باقی رہی تھی۔ اسیر، خواجہ برق۔ اشک گویا۔ وغیرہ کے ہمعصر تھے۔ ان کی تصانیف خزائن الفصاحت گلدستہ۔ واسوخت امانت اور ایک دیوان ہو لیکن اندر سبھا ان کی مشہور تصنیف ہو یہ اردو میں پہلا ڈراما ہو ان کے دو لڑکے فصاحت اور لطافت شعرائے لکھنؤ میں مشہور رہیں ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۸۵۸ء م ۱۲۷۵ھ کو انتقال کیا لکھنؤ میں دفن ہوئے۔

امانت خاں۔ میر حسین بن امانت خاں خوافی کا لقب ہو۔ بادشاہ عالمگیر نے ۱۶۸۵ء مطابق ۱۰۹۶ھ میں اس کو آبائی خطاب سے سرفراز اور اپنے سرداروں میں داخل کیا۔ اس بادشاہ کے عہد میں وہ مختلف عہدوں پر رہا اور بمقام سورت ۱۶۹۹ء مطابق ۱۱۱۱ھ میں راہی ملک بقا ہوا۔

امانت خاں ایک مشہور نستعلیق نویس تھا جس نے شاہجہاں کے عہد کے گیارھویں سال میں تاج محل آگرہ کے کتبے لکھے تھے جو آج تک موجود ہیں۔

امانت خاں (مولوی) انشائے بہار عجم کا مصنف ہو یہ کتاب ۱۲۱ فارسی خطوط کا مجموعہ ہو جو ابتدائی درسی کتابوں میں شامل ہو کتاب کی خصوصیت ہو کہ خالص فارسی یعنی دری میں لکھی گئی ہو الفاظ عربی کا اس میں دخل نہیں ہو۔

امانت خاں میرک۔ میر معین الدین احمد خاں خوافی خراسانی۔ خواف واقع خراسان کا ساکن تھا۔ بادشاہ عالمگیر کے عہد میں ایک عالی رتبہ سردار تھا۔ ۱۶۸۲ء مطابق ۱۰۹۳ھ میں اورنگ آباد میں انتقال ہوا کتاب شریعۃ الاسلام کا مصنف ہو

امانی۔ مہابت خاں کے بڑے پسر مرزا امان اللہ کا تخلص تھا۔ عہد شاہجہانی میں گزرا ہی ۱۶۳۷ء مطابق ۱۰۴۷ھ میں فوت ہوا ایک دیوان چھوڑا۔

امباجی انگلیا ریاست گوالیار کا ایک سپہ سالار تھا۔ مہاداجی سندھیا کے یہاں ۱۷۸۰ء سے ملازم تھا اس نے اپنی خدمات دولت راؤ کے عہد تک انجام دیں۔

امتیاز خاں (سید) خالص تخلص تھا۔ اصفہان یا مشہد کا باشندہ تھا۔ ہندوستان میں شاہنشاہ عالمگیر کے عہد میں آیا اور کچھ عرصے کے واسطے صوبیدار گجرات مقرر ہوا۔ اس کو خدایار خاں نے ملک سندھ میں ۱۷۱۰ء مطابق ۱۱۲۲ھ میں قتل کیا۔ کہا جاتا ہی کہ قاسم علی خاں نواب بنگال اس کا پوتا تھا یہ ایک دیوان کا مصنف ہی۔

ام جمیل حرب کی بیٹی۔ ابوسفیان کی بہن اور ابولہب کی بی بی تھی چونکہ ابولہب جناب نبی آخر الزماں کا سخت دشمن تھا۔ ام جمیل بھی اپنے شوہر کے ان مشوروں میں جو پیغمبر صاحب کی مخالفت میں کیے جاتے تھے شریک رہتی اور رات کو آنحضرت صلعم کے راستے میں کانٹے بچھا دیتی تھی۔ اس لیئے قرآن شریف میں اس کی مذمت میں سورۂ تبت نازل ہوئی ہی اس کی جس ذلت کی طرف اس سورہ میں اشارہ کیا گیا ہی اس کی موت بھی اُسی طریقہ سے واقع ہوئی یعنی ایک دن وہ ایندھن کی لکڑیوں کا بوجھ سر پر اُٹھائے چلی آرہی تھی کہ وہ گٹھا گر گیا اس کی رسّی اس کے گلے میں آگئی جو اس کی ہلاکت کا باعث ہوئی

ام حبیبہرض بنت ابوسفیان رملہ نام تھا۔ ام حبیبہ کنیت تھی۔ ان کے پہلے شوہر کا نام عبید اللہ بن جحش ہی جو مکہ والوں کے ظلم و تشدد سے تنگ آکر اپنی بی بی سمت حبشہ کو ہجرت کر گئے تھے عبید اللہ حبش جا کر عیسائی ہو گئے لیکن ام حبیبہ اسلام پر قایم رہیں اس لیے عبید اللہ نے ان سے علیحدگی اختیار کر لی اور سنہ ۶ھ میں ان کو ام المومنین بننے کا شرف حاصل ہوا۔ ۶۶۴ء مطابق ۴۴ھ میں وفات پائی۔

ام حبیبہرض بنت (رابعہ) حضرت علی کی زوجہ چہارم تھیں جن کے بطن سے ایک صاحبزادے عمر پیدا ہوئے

امداد اللہ (حاجی مولوی) ساکن تھانہ بھون۔ حضرت میاں جی نور محمد صاحب تھانوی سے بیعت و خلافت سلسلہ حاصل کی۔ ان کے مریدین ارشد میں مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی محمد قاسم نانوتوی و حاجی محمد حسین الہ آبادی تھے زمانۂ غدر ۱۸۵۸ء میں مکہ معظمہ کو ہجرت کر گئے اور مدت تک حرم شریف میں مثنوی مولینا روم کا درس دیا ان کی مشہور تصانیف غذائے روح۔ ضیاء القلوب تحفۃ العشاق۔ جہاد اکبر۔ ارشاد مرشد و رسالہ درد غمناک ہیں ۱۲ جمادی الاول ۱۳۱۷ھ ۱۸۹۹ء میں وفات پائی اور جنت البقیع (مکہ معظمہ) میں مدفون ہوئے۔

امرء القیس ابن حجر۔ عرب کا ایک مشہور شاعر جو ایام جاہلیت میں گزرا ہی وہ اُن سات شعراء میں سے ہی جن کے قصائد بوجہ ان کی خوبی کے خانۂ کعبہ میں آویزاں کیے گئے تھے یہ قصائد سبعہ معلقات کہلاتے ہیں اور چونکہ وہ سنہرے حروف میں تھے لہذا ان کو مذہبات بھی کہتے تھے ان سات مشہور شعراء کے نام امرء القیس۔ طرفہ۔ زہیر۔ لبید۔ عنترہ۔ عمرو۔ حارث تھے۔

امرت راؤ ایک مرہٹا سردار تھا جس کو ہلکر نے ۱۸۰۳ء میں پونا کی مسند پر بٹھایا تھا لیکن انگریزوں

نے اس کو معزول کر دیا۔

امر سنگھ ۔ راجہ پٹیالہ۔ سردل سنگھ کا پسر تھا جو اپنے باپ الاسنگھ کا دو یا تین سال بعد جانشین ہوا۔

امر سنگھ راٹھور قوم کا راجپوت سردار گاج سنگھ کا پسر تھا۔ اس نے صلابت خاں میر بخشی کو شاہجہاں کے عہد کے سترھویں سال میں بادشاہ کے حضور میں بروز پنجشنبہ بوقت شام بتاریخ ۲۵ جولائی ۱۶۴۴ء مطابق ۳۰ جمادی الاول ۱۰۵۴ھ کو قتل کیا اور بادشاہ کے حکم سے اس کا تعاقب کیا گیا اور بہادرانہ مقابلے کے بعد قلعہ آگرہ کے ایک پھاٹک کے قریب جو کہ آج تک امر سنگھ دروازہ یا امر سنگھ پھاٹک کہلاتا ہے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا گیا۔

امر سنگھ بنارسی تخلص خوشگو۔ ضلع کول یعنی علی گڑھ میں ایک سرکاری عہدے پر مامور تھا۔ اس نے اکبر کے محل اور تاج محل آگرہ کے حالات کی ایک مختصر تاریخ لکھی تھی اور بہار دانش کو نظم کر کے اس کا نام ترجمۂ بہار دانش رکھا۔ اظہار دانش جو بہار دانش کا ترجمہ مشہور ہے وہ ملازادہ ساکن پالنا کا کیا ہوا ہے۔

امر سنگھ خوشدل (رائے)، ولد جیون رام کایستھ اصلی وطن کڑہ مانکپور تھا۔ نواب شجاع الدولہ کے عہد میں سرکار غازی پور کا ناظم و حاکم اعلیٰ تھا۔ امر سنگھ نہایت لایق اور فاضل تھا۔ تعلیم سے فارغ ہو کر مہاراجہ اجیت سنگھ راجہ بنارس کی سرکار میں نوکر ہوا۔ اور آخر ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرف سے علی گڑھ کا ناظم مقرر ہوا۔ اس نے تاریخ فرمان روایان ہند لکھی ہے جو سلطان علاء الدین غوری کے زمانہ پر ختم ہوئی ہے جس میں خاص مشاہدات اور احوال موجودہ کی بنا پر اپنے ملک کے حالات لکھے ہیں۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ انگریزوں کے حالات بھی ضمنی طور پر اس میں شامل ہیں۔ ۱۲۳۱ھ میں فوت ہوا۔

امر سنگھ رانا ۔ رام پال سنگھ چتوڑی کا پسر تھا ۱۶۲۶ء میں فوت ہوا۔

امر سنگھ رانا پسر رانا پرتاب سنگھ (ملاحظہ ہو رانا شنکر سنگھ)

ام سلمہ کنیت ہند نام۔ بنت ابی امیہ بن معیزہ حضور سرور عالم صلعم کی بی بی تھیں ۶۳ھ م ۶۷۹ء میں وفات پائی۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۸۴ سال کی تھی سب ازواج مطہرہ کے بعد تک آپ زندہ رہیں وہ سب سے پہلی عورت ہیں جو ہجرت کر کے مدینہ آئیں۔ ان کے شوہر کا نام ابو سلمہ تھا۔

ام سلیم رض ان کا نام رمیصاء ہے اور ملیحان بن خالد کی بیٹی اور حضرت انس رض کی ماں تھیں۔ حضرت انس کے والد کا نام مالک تھا جب حضرت انس کی عمر دس سال کی ہو گئی تو ام سلیم نے ابو طلحہ سے نکاح کر لیا وہ حضرت ابو طلحہ کے ساتھ ساتھ جنگ احد اور حنین میں شریک رہی ہیں وفات کا صحیح سال معلوم نہیں حضرت عثمان رض کی خلافت کے زمانے میں انتقال ہونا مسلم ہے عہد صحابہ کے عاقل ترین عورات میں سمجھی جاتی تھیں۔

ام عمارہ بنت کعب ہجرت سے تقریباً ۴۰ سال قبل مدینے میں پیدا ہوئیں۔ آنحضرت صلعم کے مدینے تشریف لیجانے سے پہلے اسلام لے آئی تھیں۔ "بیعت عقبہ" میں جو لوگوں نے حضور نبی کریمؐ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی اُن میں ام عمارہ بھی تھیں جنگ احد میں شریک تھیں اور اس موقع پر نہایت دلیری اور جرات دکھائی تھی حضرتِ خلیفۂ دوم کے زمانے تک زندہ رہیں۔

امن میر امن نام۔ امن تخلص اور کہیں کہیں لطف بھی ظاہر کیا ہے۔ ان کے آبا و اجداد شاہان مغلیہ کی خدمات پر

ہمایوں بادشاہ کے وقت سے مامور رہے سلطنت کے زوال پر جاگیریں ضبط ہوگئیں۔ احمد شاہ درانی کے عہد میں ان کا خاندان قدیمی مکان کی بربادی کے بعد عظیم آباد چلا گیا۔ ۱۸۰۱ء میں بمقام کلکتہ فورٹ ولیم کالج میں ملازم ہوگئے۔ باغ و بہار المشہور چہار درویش جو اُردو نثر میں پہلی قصے کی کتاب کہی جاتی ہے انھیں کی تصنیف سے ہے جو نہایت مقبول عام ہے۔ یہ قصہ نوطرز مرصع سے ماخوذ ہے یہ کتاب ۱۸۰۲ء م ۱۲۱۷ھ میں تصنیف ہوئی۔ نظم میں بھی مشاق اور ماہر فن تھے کلکتے میں انتقال کیا سنہ وفات معلوم نہیں ہوئی۔

امید مرزا محمد رضا نام امید تخلص۔ شاگرد مرزا طاہر وحید وطن ہمدان۔ عہد شباب میں اصفہان آیا۔ عہد عالمگیری میں ہندوستان آیا اور عہد بہادر شاہ میں منصب ہزاری مع خطاب قزلباش خاں ممتاز ہوا۔ بعدہٗ کسی خدمت پر مامور ہو کر برہان پور چلا گیا وہاں سے معزولی کے بعد اس کی شیریں بیانی سے خوش ہو کر امیر الامرا فیروز جنگ نے کرناٹک کا حاکم بنا دیا۔ نظام الملک نے نواب ہو کر اس سزا میں کہ وہ مبارز خاں ناظم حیدرآباد کا حامی ہو کر لڑا تھا قید کر دیا۔ مگر ایک مدحیہ نظم سے خوش ہو کر رہا کر دیا اور جاگیر عنایت کی۔ آخر ترک ملازمت کر کے دہلی میں رہنے لگا۔ ۱۱۵۹ھ میں مر گیا فارسی میں آٹھ ہزار اشعار نظم کیے ہندی میں بھی شعر کہتا تھا۔

امیدی مولینا اپنے زمانے کا ایک بہترین شاعر تھا طہران میں پیدا ہوا نجم ثانی۔ میر عبد الباقی اور خواجہ حبیب اللہ جو شاہ اسمٰعیل صوفی کے امیر تھے اس کے دوست تھے مگر شاہ قوام الدین نوربخشی نے جو بادشاہ کا مصاحب اور اس کا دشمن تھا۔ اس کو ۱۵۱۹ء مطابق ۹۲۵ھ میں بوقت شب قتل کر دیا۔

امیر۔ امیر الدولہ ناصر جنگ معروف بہ مرزا مینڈھو بن نواب شجاع الدولہ برادر نواب آصف الدولہ کا تخلص تھا۔

امیر احمد (مولینا) امیر حسن سہسوانی کے بیٹے سادات مودودی سے تھے سب سے پہلے خطاب شمس العلماء گورنمنٹ سے آپ کو عطا ہوا۔ بڑے ذہین اور طباع علما میں تھے اکثر علمائے عصر سے مناظرے کیے ذہن و حافظہ قوی تر تھا ایک مدت بدایوں میں قیام رہا۔ آخر بعمر ۸۴ سال ۱۳۰۶ھ کو بدایوں میں ہی انتقال کیا مباحثے کی چند مطبوعہ کتابیں آپ کی تصانیف سے ہیں۔

امیراں شاہ (ملاحظہ ہو میران شاہ)

امیر اسنگھ تھاپہ جس کو امر سنگھ بھی کہتے ہیں ایک گورکھا سپہ سالار تھا نیپال کے تمام فوجی سرداروں سے وہ رتبہ اور اوصاف میں اعلیٰ تھا ۱۸۱۴ء میں سر ڈیوڈ آکٹرلونی کے مقابلے میں اس نے کمایوں کی پہاڑیوں میں شجاعت اور حب الوطنی کا اظہار کیا لیکن مقام ملاؤن میں شملہ کے قریب بتاریخ ۱۰ مئی ۱۸۱۵ء ہتھیار ڈال دینے پر مجبور ہوا۔

امیر برید اول اپنے باپ قاسم برید کا جانشین سلطنت احمد آباد بیدر پر ۱۵۰۴ء میں ہوا۔ اس کے دوران حکومت میں سلطان محمود شاہ بہمنی ۱۵۱۸ء مطابق ۹۲۴ھ میں فوت ہو گیا اس وقت امیر برید نے سلطان علاء الدین ثالث کو تخت پر بٹھایا اس کے بعد سلطان کلیم اللہ جانشین ہوا امیر برید کے خراب برتاؤ کی وجہ سے سلطان کلیم اللہ بیدر سے احمد نگر کو بھاگ گیا جہاں وہ

تھوڑے عرصے کے بعد فوت ہوگیا۔ اور کلیم اللہ کے ساتھ خاندان شاہان بہمنی ختم ہوگیا۔ امیر برید نے احمد آباد بیدر کے ملک پر پوری طاقت کے ساتھ ۵۰ سال سے زیادہ حکومت کی اور دولت آباد میں ۱۵۴۲ء مطابق ۹۴۹ھ کو فوت ہوا اور احمد آباد بیدر میں دفن ہوا۔

امیر برید ثانی اپنے عزیز علی برید ثانی کو ۱۶۰۹ء میں معزول کرنے کے بعد سلطنت احمد آباد بیدر پر قابض ہوا اور خاندان برید شاہی کا آخری بادشاہ ہوا۔

امیر تیمور صاحبقران گیتی ستان مغل خان ترکی کی اولاد میں تھا۔ اس کو تمرلنگ بھی کہتے ہیں بمقام کش جو قدیم سُگدِیانیا میں واقع ہے ۸ اپریل ۱۳۳۶ء مطابق ۲۵ شعبان ۷۳۶ھ کو پیدا ہوا اس کے باپ کا نام امیر طرغائی اور ماں کا نام تکینہ خاتون تھا بعض مؤرخوں نے اُسے گڈریے کا لڑکا لکھا ہے۔ امیر تیمور ایک اولوالعزم بادشاہ تھا اس کا ارادہ تھا کہ وہ تمام روئے زمین پر قبضہ کرے۔ بری قوت اُس کی انتہائی حد کو پہنچ گئی تھی لیکن بحری قوت بالکل نہ تھی چھتیس سال حکومت کی۔ بلخ جو اس وقت خراسان کا دارالسلطنت تھا سب سے پہلے فتح کیا اور اسکے تخت پر ۱۰ اپریل ۱۳۶۹ء مطابق ۱۲ رمضان ۷۷۱ھ کو متمکن ہوا یہی تاریخ اس کے ابتداء سلطنت کی ہے اس کے بعد قندھار فارس۔ بغداد کو فتح کیا اور پھر ایک پرجوش فوج کے ساتھ ۱۳۹۸ء میں ہندوستان پر حملہ کیا۔ ۱۷ دسمبر ۱۳۹۸ء مطابق ۸ ربیع الثانی ۸۰۱ھ کو منگل کے روز دلی میں داخل ہوا یہاں سے بیشمار زر و جواہر حاصل کرکے بغداد کو واپس گیا۔

ہندوستان کے سوا ترکستان۔ قپچاق۔ روس شام اناطولیہ (ارض روم) آرمینا۔ جارجیہ پر حملے کیے اور ان کو فتح کیا بے شمار غنایم لیکر اپنے ملک کو واپس گیا۔ وہ جن ملکوں کو فتح کرتا تھا وہاں کوئی اپنی آئندہ حکومت قایم رکھنے کا انتظام نہیں کرتا تھا صرف ایران اور ماوراالنہر کی سلطنت کو اپنی سلطنت سمجھتا تھا اور اس کی خوشحالی و قیام امن میں کوشاں رہتا تھا امیر تیمور کی شہرت مغرب و مشرق تک پھیل گئی تھی ۸۰۶ھ میں اس نے لڑکوں کی شادی کے موقع پر ایک جشن عظیم ماوراالنہر میں بمقام کان گل ترتیب دیا تھا جو دو ماہ تک قایم رہا تھا اس جشن کے سامنے چگاگو کی نمایش بے حقیقت تھی۔ دُنیا کا کوئی ملک ایسا نہ تھا جہاں کا آدمی شریک نہ ہوا۔ یورپ کی سلطنتوں کے سفیر بھی شریک جشن تھے ۱۴۰۵ء میں چین اور ختا کے فتح کرنے کے لیئے لشکر عظیم کو ساتھ لیکر جانے کا ارادہ کر رہا تھا کہ ۱۴۰۵ء مطابق ۱۷ شعبان ۸۰۷ھ کو پیغام اجل آپہنچا۔ اکہتر سال کی عمر پائی ۳۶ سال حکومت کی سمرقند میں دفن ہوا۔ "وداع شہریاری" سے مادہ تاریخ وفات نکلتا ہے۔ جہانگیر مرزا۔ عمر شیخ مرزا۔ شاہ رُخ مرزا میران شاہ چار لڑکے تھے جن میں سے جہانگیر مرزا اور مرزا شیخ عمر اپنے باپ کی زندگی میں فوت ہو چکے تھے۔ تیمور کی وفات پر پیر محمد جہانگیر مرزا کا لڑکا اس کی وصیت کے موافق تخت نشین ہوا لیکن فوراً ہی سلطان خلیل اس کے دوسرے پوتے نے اپنے بھائی کو تخت سے اتار کر خود تخت چھین لیا اور بادشاہ بن بیٹھا پیر محمد اس واقع کے چھ ماہ بعد قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد مندرجۂ ذیل بادشاہ اس خاندان کے سمرقند کے تخت پر بیٹھے۔ (۱) خلیل سلطان بن میرن شاہ

(۲) شاہ رخ مرزا ابن امیر تیمور (۳) علاء الدین مرزا (۴) الغ بیگ مرزا ابن شاہرخ (۵) مرزا بابر جس نے بعد کو دہلی فتح کی اور ہندوستان کے خاندان مغلیہ کا پہلا بادشاہ ہوا۔ (۶) مرزا عبد اللطیف (۷) مرزا شاہ محمد (۸) مرزا ابراہیم (۹) سلطان ابو سعید (۱۰) مرزا یادگار محمد

امیر خاں پسر اکبر میر قاسم خاں نمکین عہد جہانگیری اور شاہجہانی میں سردار تھا اپنے باپ کے مرنے کے وقت امیر خاں ٹھٹھہ کی صوبہ داری پر مامور تھا اور اسی مقام پر ۱۶۴۲ء مطابق ۱۰۵۰ھ میں بعمر ایک سو سال فوت ہوا۔ اس کا اصلی نام میر خاں تھا مگر شاہجہاں کو ایک لاکھ نذرانہ دے کر امیر خاں کے خطاب سے سرفراز ہوا۔

امیر خاں۔ ابتدا میں وہ جسونت راؤ ہلکر کا ملازم تھا ۱۸۰۶ء میں ہلکر کے مجنون ہو جانے پر اس کے دربار میں اپنے آپ کو ذی اختیار بنانا چاہا اور امور مملکت میں دخل دینے لگا لیکن اس میں ناکامیابی دیکھ کر وہ پنڈاریوں کا جو اس وقت ملک میں لوٹ مار کر رہے تھے سرغنا بن گیا اور اس طرح خودمختار سردار بننا چاہا چنانچہ آخر ۱۸۱۷ء میں وہ اپنی اس خواہش میں کامیاب ہوگیا ۱۹ر دسمبر ۱۸۱۷ء کو برٹش گورنمنٹ نے اُس سے ایک عہدنامہ کر لیا جس کی رو سے یہ طے ہوا کہ وہ تمام علاقہ جو جسونت راؤ ہلکر کے خاندان کا اس نے دبالیا ہے اس کی ملکیت میں رہے لیکن توپخانہ کی فوج برٹش گورنمنٹ کے حوالے کردے اور پنڈاریوں کے غارت گر گروہ کو جو اس زمانے میں دو سال سے زائد عرصے تک مالوے اور راجپوتانہ میں نقض امن کرتا رہا تھا منتشر کردے ۱۸۳۴ء مطابق ۱۲۵۰ھ میں فوت ہوگیا ریاست ٹونک کی بنیاد اسی نے ڈالی آج تک اس کی نسل اس ریاست میں حکمراں ہے۔

امیر خاں جس کا اصل نام میر خاں تھا لیکن سلطان عالمگیر نے اس میں الف کا اضافہ کرکے اس کو امیر خاں کردیا تھا۔ اس نے چھ بیگہ آراضی پر مقام گزر تجارہ کے قریب اپنا مکان تعمیر کیا تھا جس میں محلہ چھیپی ٹولہ شامل ہے۔ جلوس عالمگیری کے سال اوّل میں وہ قلعہ شاہجہاں آباد کا صوبہ دار مقرر ہوا اور گیارھویں سال میں کابل کا صوبیدار ہوگیا۔

امیر خاں سندھی میر عبد الکریم بن امیر خاں بن میر ابو القاسم نمکین کا لقب تھا۔ وہ عالمگیر اور بہادر شاہ و فرخ سیر کے عہد میں مختلف عہدوں پر سرفراز رہا اور محمد شاہ کے تخت دہلی پر بیٹھنے سے کچھ عرصہ پیشتر فوت ہوا۔

امیر خاں میر میراں میر میراں لقب خلیل اللہ خاں یزدی کا پسر شاہجہاں اور عالمگیر کے عہد میں ایک عالی رتبہ سردار تھا عالمگیر اس کو بہت عزیز رکھتا تھا۔ وہ کابل میں ۲۸ر اپریل ۱۶۹۸ء مطابق ۱۱۱۰ھ کو فوت ہوا اور بادشاہ نے اس کے پسر کو امیر خاں کا خطاب عطا کیا۔

امیر خاں نواب لقب عمدۃ الملک انجام تخلص۔ شاہ نعمت اللہ ولی کی اولاد میں اور محمد شاہ رنگیلے کے مخصوصین میں تھا ۱۷۳۹ء مطابق ۱۱۵۲ھ میں الہ آباد کا صوبہ دار مقرر ہوا ۱۷۴۳ء مطابق ۱۱۵۶ھ میں دربار میں واپس بلایا گیا کیونکہ بادشاہ اس کو دربار سے جدا کرنا پسند نہ کرتا تھا بادشاہ کو اس کی حاضر جوابی بہت پسند تھی اور اس وجہ سے وہ شاہی حضور میں بہت گستاخ تھا اس کی یہ بیباکی اس حد تک پہنچ گئی کہ وہ خاص اوقات کے علاوہ ملکی معاملات میں بھی بادشاہ سے بیباکی

اور گستاخی سے جواب دینے لگا۔ بادشاہ کو اس کا
یہ انداز ناگوار ہونے لگا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ
نے ایک روز ناخوش ہو کر ایک ایسے شخص کو
جو عمدۃ الملک سے زخم خوردہ تھا اشارہ کیا کہ
خنجر سے اس کا کام تمام کردے چنانچہ ۲۶ر دسمبر
۱۸۰۱ء مطابق ۳ر ذی الحجہ ۱۲۱۶ھ کو وہ قتل
کردیا گیا اپنے دادا خلیل اللہ خاں کے مقبرہ واقع
دہلی متصل سرائے روح اللہ خاں میں دفن ہوا
فارسی وریختہ میں شعر لکھتا تھا۔

امیر خسروؔ (ملاحظہ ہو خسرو امیر)

امیر روحانی سلطان شمس الدین التمش کے شعرا میں تھا ۶۲۳ھ
میں التمش نے قلعہ ناندو فتح کیا تو یہ قطعہ منظوم پیش کیا

خبر بہ اہل سما برد جبرئیل امین
ز فتح نامہ سلطان عہد شمس الدین

کہ ای ملایکۂ قدس آسماں ہا را
بدیں بشارت بندید کلہ و آئین

کہ از بلاد سوالک شہنشہ اسلام
کشاد بار دگر قلعۂ سپہر آئین

شہ مجاہد غازی کہ دست و تیغش را
روان حیدر کرار می کند تحسین

امیر شاہ (ملاحظہ ہو شاہی امیر)

امیر علی (سید) خاندان سادات موہان ضلع اناؤ
تک ان کا سلسلۂ نسب پہنچتا ہے مذہب شیعہ ہے۔ ان
کے والد نے جن کا نام سعادت علی خاں تھا صوبۂ
بنگال میں بمقام چنسورہ سکونت اختیار کرلی تھی
اور یہ وہیں ۱۸۴۹ء میں پیدا ہوئے ہگلی کالج
سے ایم اے پاس کیا اور قانونی ڈگری اعزاز
سے حاصل کرنے کے بعد گورنمنٹ کے وظیفہ سے
بیرسٹری کی تعلیم کے لیے ولایت بھیجے گئے ۱۸۷۳ء
میں بیرسٹری پاس کر کے ہندوستان واپس آئے
زمانۂ قیام ولایت میں انھوں نے انگریزی میں
حضور سرور عالم صلعم کی سوانح عمری پر ایک تبصرہ
شایع کیا جس میں نہایت پرزور دلائل کے
ساتھ عیسائی مصنفین کے غلط الزامات کی تردید
کی گئی ہے اس کتاب سے انگلستان میں آپ کی
زباں دانی کا سکہ بیٹھ گیا۔ لندن کے قیام میں مذہبی
اور ملکی خیالات میں کچھ تغیر نہیں ہوا لیکن انگریزی
طرز معاشرت کا گہرا رنگ چڑھ گیا اور آپ نے
ایک تعلیم یافتہ معزز خاندان کی انگریزی خاتون سے
شادی کرلی یہاں آکر پانچ برس بیرسٹری کرنے کے
بعد چیف پریسیڈنسی مجسٹریٹ کے عہدے پر تقرر
ہوگیا تھوڑے عرصے بعد اس کو ترک کر کے پھر بیرسٹری
کرنے لگے اس کے بعد ۱۸۹۰ء میں کلکتہ ہائی کورٹ
کے جج مقرر ہوگئے کئی سال تک پراونشل اور
امپیریل کونسل کے ممبر بھی رہے ۱۹۰۴ء میں ججی
سے پنشن یاب ہو کر انگلستان میں ہز مجسٹی ملک معظم
کی پریوی کونسل کے جوڈیشل ممبر مقرر ہوئے اس
وقت بھی لندن میں مقیم ہیں ملکی علمی اور ادبی ترقی
ترقی میں آپ کی تصنیفات کو بہت بڑا درجہ حاصل
ہے اسپرٹ آف اسلام آپ کی مشہور کتاب ہے قانون
میں شرح قانون شہادت اور شرح محمڈن لا کی شرح
بھی آپ نے بزبان انگریزی لکھی آخر الذکر کتاب کا
اردو ترجمہ جامع الاحکام کے نام سے شایع ہوا ہے
جو مقبول خاص و عام ہے۔ کلکتے میں سنٹرل محمڈن
ایسوسی ایشن کی بنیاد آپ ہی کے ہاتھ سے قایم
ہوئی تھی ۱۸۸۷ء میں سی۔ آئی۔ ای کے خطاب
سے ممتاز ہوئے۔

امیر محمود فخر الدین اصل نام فخر الدین تھا اور عام طور پر

ابن یمین کہلاتا تھا۔ امیر یمین الدین کا پسر تھا اس کو ملک الفضلا کا خطاب ملا تھا امیر محمود ایک زبردست شاعر تھا بروز شنبہ بتاریخ ۲۹ر جنوری ۱۳۶۸ء مطابق جمادی الثانی ۷۶۹ھ ایران میں فوت ہوا بعض مورخین کہتے ہیں کہ وہ ۱۳۴۴ء مطابق ۷۴۵ھ میں مرا ہے اس نے ایک دیوان چھوڑا

امیر معزی سمرقند کا ایک مشہور شاعر تھا جو سلطان ملکشاہ اور سلطان سنجر سلجوقی کے یہاں ملازم تھا اس کو ملک الشعراء کا خطاب عطا ہوا تھا۔ اتفاقیہ سلطان سنجر سلجوقی کے تیر سے ہلاک ہو گیا اس کے دیوان میں ۱۵۰۰۰ اشعار ہیں ۱۱۴۷ء مطابق ۵۴۲ھ میں فوت ہوا۔ اصلی نام امیر علی تھا۔

امیر مینائی منشی امیر احمد امیر تخلص شاہ مینائی کی اولاد سے تھے باپ کا نام مولوی کرم محمد تھا شاہ نصیرالدین حیدر بادشاہ اودھ کے عہد میں ۱۶ر شعبان ۱۲۴۴ھ کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے وہیں تربیت و تعلیم پائی۔ عربی کے عالم تھے صوفی مشرب درویش صفت خاندان چشتیہ صابریہ میں مرید و خلیفہ تھے شاعری میں مظفر علی خاں اسیر سے تلمذ تھا ۱۲۶۹ھ میں واجد علی شاہ کے دربار میں رسائی ہوئی اور بادشاہ کے ایما سے دو کتابیں ارشاد السلطان و ہدایت السلطان تصنیف کیں ۱۲۷۴ھ میں نواب یوسف علی خاں بہادر والی رام پور نے اپنے یہاں طلب کیا اس وقت سے آپ کی سکونت رام پور میں منتقل ہو گئی جب نواب کلب علی خاں بہادر کا عہد آیا تو انھوں نے آپ کے کمال کی بیحد قدر کی چونکہ نواب صاحب خلد آشیاں کو خود شاعری کا شوق تھا۔ انھوں نے منشی صاحب کی شاگردی قبول کر لی ۱۳۱۹ھ میں نواب کلب علی خاں کے انتقال کے بعد آپ نے حیدرآباد دکن کا سفر کیا اور بھوپال قیام فرماتے ہوئے ۱۰ر جمادی الاول ۱۳۱۸ھ کو آپ کی مٹی حیدرآباد لے گئی جہاں ۱۹ر جمادی الثانی ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۳ر اکتوبر ۱۹۰۰ء کو انتقال کیا آپ کے دو دیوان مراۃ الغیب و صنم خانۂ عشق اور ایک دیوان نعتیہ محامد خاتم النبیین زندگی ہی میں شایع ہو گئے تھے ایک تذکرۂ شعرائے رام پور معروف بہ انتخاب یادگار بھی آپ کی تصنیف سے ہے آخر زمانہ میں ایک بڑا کام تدوین لغت اردو کا شروع کیا تھا جس کی فقط دو جلدیں جن میں صرف الف ممدودہ اور مقصورہ کے الفاظ ہیں امیر اللغات کے نام سے بہ سرپرستی ریاست رام پور شایع ہو پائی تھیں کہ پیام اجل آگیا۔ ان کے دو صاحب زادے پسر اکبر منشی محمد احمد مینائی ریاست رام پور میں اعلیٰ عہدہ پر مامور ہیں اور دوسرے منشی لطیف احمد اختر مینائی ریاست حیدرآباد میں صیغہ امور مذہبی کے ناظم و معتمد ہیں ۱۳۲۲ھ میں نواب اختر یار جنگ کا خطاب بھی ملا ہے۔

امیری نام مولانا سلطان محمد تخلص امیری مشہور مصنف عہد شاہ طہماسپ صفوی اول میں گزرا ہے شاہ طہماسپ کی مدح میں اکثر اس کی نظمیں ہیں تذکرہ امیر علی شیر موسوم بہ مجالس النفائس کا ترجمہ ترکی سے فارسی میں کیا۔ بوستان خیال بھی انھیں کی تصنیف سے ہے۔

امیر یمین الدین (ملاحظہ ہو طغرائی)

امین شاہ امین الدین ساکن عظیم آباد کا تخلص تھا جو ۱۸۱۵ء مطابق ۱۲۳۰ھ میں فوت ہوا تھا ایک دیوان غزلیات چھوڑا۔

امین احمد یا امین محمد رازی کتاب تذکرہ موسوم ہفت اقلیم کا مصنف تھا اس کتاب میں جو اس نے بادشاہ اکبر کے عہد میں ۱۵۹۴ء مطابق ۱۰۰۲ھ میں ختم کی تھی منطقۂ معتدلہ کے ہفت اقلیم کا مختصر حال اور وہاں کے بڑے بڑے شہروں کے حالات درج ہیں اور مشہور شعراء و مشہور اشخاص کے حالات ہیں

امین الدولہ ابوالحسن طبیب تھا اور ملک صالح اسمٰعیل کا وزیر رہا تھا اس کو قاہرہ میں ۱۲۵۱ء مطابق ۶۴۸ھ میں پھانسی دی گئی۔ اس کے مکان میں علاوہ قیمتی اشیاء کے قابل قدر کتابوں کی دس ہزار جلدیں برآمد ہوئیں۔

امین الدین امیر (ملاحظہ ہو یمین الدین امیر طغرائی)

امین الدین خاں نواب لوہارو۔ اس کا مورث اعلیٰ احمد بخش ریاست الور میں ۱۸۰۶ء سے ۱۸۲۶ء تک وزیر رہا امین الدین خاں اپنے بھائی شمس الدین کا ۱۸۳۵ء میں جانشین ہوا اور ۳۱ دسمبر ۱۸۶۹ء کو بعمر ۰ سال فوت ہوا اس کے بعد اس کا بڑا لڑکا مرزا علاء الدین خاں ۱۱ جنوری ۱۸۷۰ء کو جانشین ہوا۔

امین الدین میر بڑا ظریف شاعر مولینا علی کاہی و خواجہ علی شہاب کا ہمعصر تھا۔

ایمی امیر سلطان ابراہیم کا تخلص تھا جو خواجہ آصفی کا ہمعصر تھا۔ آصفی ۱۵۲۰ء مطابق ۹۲۶ھ میں فوت ہوا اور ایمی نے اس کی تاریخ وفات لکھی۔

انارکلی اس کا اصلی نام نادرہ بیگم تھا۔ اکبر کی حرم سرا کے ایک کنیز کی لڑکی اپنے حسن و جمال میں شہرۂ آفاق تھی بعض مورخین کا بیان ہے کہ خود جہانگیر یا کوئی دوسرا شہزادہ اس پر عاشق تھا اس کی موت اسی عشق کے جھگڑے میں بمقام لاہور واقع ہوئی جہاں اس کا مقبرہ تعمیر ہوا جو اب تک موجود ہے اور جس کو ترمیم کر کے گرجا بنا لیا گیا ہے جس جگہ یہ مقبرہ واقع ہے اس کے قرب و جوار کی آبادی محلہ انارکلی کے نام سے لاہور میں مشہور ہے۔

انجام نواب عمدۃ الملک امیر خاں کا تخلص تھا (ملاحظہ ہو امیر خاں)

انتظام الدولہ خان خاناں نواب قمر الدین خاں وزیر کا پسر ثانی ۱۷۵۴ء مطابق ۱۱۶۷ھ میں احمد شاہ کے تخت دہلی پر بیٹھنے کے بعد بخشی دویم کے عہدے پر مقرر کیا گیا اور ۱۷۵۶ء مطابق ۱۱۶۹ھ میں وزارت کے عہدے پر بعد معزولی نواب صفدر جنگ ممتاز ہوا۔ اس کو عماد الملک غازی الدین خاں نے بتاریخ ۲۶ نومبر ۱۷۵۹ء مطابق ۵ ربیع الثانی ۱۱۷۳ھ شاہنشاہ عالمگیر ثانی کے قتل سے تین یوم پیشتر قتل کیا۔

انس (ملاحظہ ہو موہن لال)

انسان تخلص نواب اسد اللہ اسد یار خاں۔ محمد شاہ کے عہد میں اس کو منصب ہفت ہزاری حاصل تھا اور ماہ اپریل ۱۷۴۸ء مطابق ماہ ربیع الاول ۱۱۶۱ھ میں فوت ہوا۔ اس کی لاش آگرہ لائی گئی اور وہاں اپنے موروثی قبرستان میں دفن کیا گیا

انس بن مالک ان کی والدہ کا نام ام سلمہ تھا انہوں نے شیرخوارگی کی حالت میں اپنے بیٹے انس کو کلمہ سکھانا شروع کر دیا جب دس سال کے ہوئے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے آئے تھے آپ کی والدہ دربار نبوی میں ان کو لیکر حاضر ہوئیں اور حضور نبی اکرم کے خدام میں داخل کر دیا آنحضرت ان سے بہت محبت رکھتے تھے حضور نے ان کے لیے

مال اور اولاد اور عمر کی ترقی کی دعا دی تھی جس کا اثر یہ ہوا کہ انس تمام انصار میں سب سے زیادہ دولتمند اور صاحب اولاد ہوئے ۱۲۹ لڑکے اور دو بیٹیاں پائیں سو سال سے زائد عمر پا کر سنہ ۹۳ھ میں بمقام بصرہ انتقال فرمایا۔

انشاء اللہ خاں انشا تخلص پسر سید ماشاء اللہ خاں۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کے مورث نجف اشرف یا کشمیر سے ہندوستان میں آئے آپ کا مولد مرشدآباد ہے شاہ عالم بادشاہ کے عہد میں دہلی آکر دربار نو میں داخل ہوئے۔ مصحفی کے ہمعصر تھے اپنی وسیع معلومات اور لطائف و ظرائف اور علمی لیاقت کی وجہ سے طبقہ شعرا میں خاص شہرت حاصل کی۔ آپ کی تصانیف میں چار دیوان اور دیگر فارسی و اردو کی تصانیف کے علاوہ ایک کتاب موسوم بہ دریائے لطافت جو قواعد عروض و قواعد صرف و نحو پر مشتمل ہے خاص یادگار ہے قواعد اردو کی یہ پہلی کتاب ہے یہ کتاب فارسی زبان میں ہے حال میں انجمن ترقی اردو نے اس کو اردو زبان میں چھاپا ہے اور مولوی عبدالحق صاحب بی اے (علیگ) سکریٹری انجمن ترقی اردو نے اس میں ایک مفید مقدمہ شامل کیا ہے۔ انشا کا آخر عمر میں بمقام لکھنؤ آصف الدولہ کے یہاں تعلق ہوگیا تھا۔ وہیں سنہ ۱۲۳۳ھ مطابق سنہ ۱۸۱۷ء میں انتقال ہوا۔

انگ یا انگھ خاں شاہ تاتار جو کاراکورم میں رہا کرتا تھا اور جس کا چنگیز خاں خراج گزار تھا چنگیز خاں نے سرتابی کر کے اس سے مقابلہ کیا سخت کشت و خون ہوا۔ یہ کشت و خون سنہ ۱۲۰۳ء تک جب کہ انگھ خاں فوت ہوا جاری رہا۔

اننگ پال اپنے باپ جے پال اول راجہ لاہور کا قریب سنہ ۱۰۰۱ء میں جانشین ہوا۔ سلطان محمود غزنوی کا باجگزار ہوگیا تھا وہ تقریباً سنہ ۱۰۱۳ء میں فوت ہوا اور اس کا پسر جے پال ثانی اس کا جانشین ہوا۔

انند راؤ گیکوار بڑودہ کا ایک مرہٹہ سردار تھا جس سے سرکار انگریزی نے سنہ ۱۸۰۲ء میں رابطہ اتحاد کیا تھا عہدنامہ سے قبل وہ برائے نام پیشوا کی ماتحتی میں تھا۔

انند روپ ضلع نارنول (مدراس) کا ایک برہمن تھا کھا لوجی بھونسلا کے دربار میں کچھ دنوں نوکر رہا تھا۔ نصیر الملک نصیر جنگ کے معاملے میں ناگ پور سے الہ آباد آیا یہاں اس نے سنہ ۱۱۸۲ھ (۱۷۶۸ء) میں میزان الانش لکھی جو جنگ کے اعتبار سے چار حصوں میں منقسم ہے۔

انوپ سنگھ (راجہ) بڑگوجر (انی رائے سنگھ دلن) اس کا دادا شاہی چیتے کے اتفاقی شکار کے جرم میں ماخوذ ہوگیا تھا۔ مگر راست گوئی کے سبب رہا ہو کر ملازمت شاہی میں داخل کیا گیا۔ راجہ انوپ سنگھ کا باپ بیر نراین تھا سنہ ۶ جلوس جہانگیری میں شیر کے شکار میں بادشاہ کے ساتھ تھا۔ اس نے خود مجروح ہو کر بادشاہ کی جان بچائی۔ اس صلے میں ایک مرصع تلوار عطا ہوئی۔ اور انی رائے سنگھ دلن کا خطاب ملا جس کے معنی ہیں "سپہ سالار شیر کا مارنے والا" یہ دربار جہانگیری کا نہایت معزز و معتبر شخص تھا۔ شاہجہاں نے تخت نشین ہو کر اس کو پہلے ہی جشن میں منصب سہ ہزاری و پانصد سوار سے سرفراز کیا۔ صفر سنہ ۱۰۴۰ھ کو راجہ کا خطاب پایا سنہ ۱۰ جلوس میں وفات پائی۔

انوپ بائی جہاندار شاہ بادشاہ کی بیگم اور عالمگیر دوم بادشاہ دہلی کی ماں تھی۔

انوار اللہ خاں (حاجی مولوی) تعلقہ قندھار ضلع ناندیڑ

سے قاضی زادہ اور صحیح معنی میں دکنی تھے۔ ابتدائی
تعلیم بھی دکن میں پائی بعدہٗ فرنگی محل (لکھنؤ) میں جاکر
علوم دینیہ کی تکمیل کی حضور نظام میر عثمان علی خاں
سلطان دکن کے اُستاد تھے اور ندوۃ العلماء
کے ایک ممتاز رکن۔ آپ نے دارالعلوم ندوہ کی
حالت پر دولت آصفیہ کو توجہ دلائی آپ کی
تحریک سے سلطان دکن خلد اللہ ملکہ کو خواجہ غریب نواز
کے آستانے پر حاضر ہونے کا شرف حاصل
ہوا۔ اجمیر شریف میں خدام درگاہ کے بچوں
کی تعلیم و تربیت کے لیئے ہائی اسکول مدرسہ دینیات
اور یتیم خانہ کے قیام کی کوشش کی جو مدرسہ معینیہ
کے نام سے مشہور ہے سلطان دکن کے تخت نشین
ہونے کے کچھ عرصے بعد نواب [illegible] جنگ کا انتقال
ہونے پر مولینا مرحوم کو صدر الصدور اور معین المہام
امور مذہبی کے جلیل القدر عہدے پر مامور کیا اور
۱۹۱۰ء میں نواب فضیلت جنگ بہادر کا خطاب
عطا فرمایا۔ آپ ہی کی کوشش سے دکن میں
عشرہ محرم میں شیر اور بھیڑیوں کے سوانگوں اور
"دولھا" وغیرہ کی مذموم رسوم کا انسداد ہوا اس بدعت
کے دور کرنے کے سبب مولانا کا نام ہمیشہ دکن
کی تاریخ میں یادگار رہے گا۔ ۲۴ر مارچ ۱۹۱۸ء
کو بوقت شب بمرض "سرطان" حیدرآباد میں انتقال
فرمایا۔ آپ نے اکثر کتابیں محاسن اسلام کے ثبوت
اور بعض مسایل متنازعہ کی تحقیق میں لکھیں مدرسہ نظامیہ
حیدرآباد آپ ہی کی یادگار ہے۔

انور ۔ تخلص سید شجاع الدین عرف امراؤ مرزا
نام سید جلال الدین حیدر مرصع رقم استاد ابوظفر
خاتم سلطنتِ مغلیہ کے خلف اصغر اور خاتم الاساتذہ
راقم الدولہ حضرت ظہیر دہلوی کے برادر خورد تھے
عربی میں فارغ التحصیل۔ خط نسخ و نستعلیق میں جو
فن آبائی تھا کامل۔ اوائل عمر سے فن سخن کے دلدادہ
تھے ابتداءً خاقانی ہند حضرت ذوق سے استفادہ
سخن حاصل کیا۔ اُن کی وفات کے بعد حضرت غالب
سے مشورہ لیتے تھے حقیقتۃً اپنے اساتذہ کے لیئے
مایۂ ناز شاگرد تھے۔ داغ۔ ظہیر۔ حالی۔ مجروح کے
ہم بزم تھے لیکن محفل سخن میں ان کے مقابل کسی کا
چراغ نہ جلتا تھا۔ آپ نے استاد ذوق کا لطف زبان
مومن کی نازک خیالی۔ مرزا غالب کا استعارہ بالکنایہ
ان جداگانہ رنگتوں کو جمع کرکے ایک انوکھا رنگ
بنایا تھا۔ غدر ۱۸۵۷ء کی دست برد سے تنگ آکر
الور اور ازاں بعد جے پور میں قیام کیا افسوس کہ
عین عالمِ شباب میں یعنی تیئیس سال کی عمر میں
دنیا سے کنارہ کیا۔ دو مکمل و مرتب دیوان جن میں
سے ایک خاص صوفیانہ اور دوسرا عاشقانہ رنگ
میں تھا تلف ہوگئے۔ ایک مختصر سا دیوان متفرق
اور پریشان و ناتمام مسودوں سے مرتب کرکے
لالہ سری رام صاحب۔ ایم۔ اے۔ دہلوی مؤلف
تذکرہ خمخانۂ جاوید نے چھپوا کر یادگار قایم کردیا
ہے جس کی اکثر غزلوں پر نظر ثانی کی بھی نوبت نہیں
پہنچی ہے۔

انور الدین خاں ابتدا میں شاہنشاہ دہلی کی ملازمت
میں تھا اور کوڑا جہان آباد کی صوبہ داری اُس کو
تفویض ہوئی تھی لیکن خراج سالانہ خزانہ شاہی
میں نہ بھیج سکنے کی وجہ سے وہ احمد آباد کو بھاگ کر
چلا گیا یہاں غازی الدین خاں پدر نظام الملک
نے اس کو ایک معزز عہدے پر مامور کردیا۔
غازی الدین کے فوت ہوجانے پر نظام الملک
نے اُس کو نواب کرناٹک کا اتالیق اور ولی

مقرر کر دیا اصل نابالغ نواب کو دغا بازی سے قتل کر کے خود نواب بن بیٹھا اور ۱۷۴۲ء سے ۱۷۴۴ء تک غاصبانہ حکومت کی اور ۱۷۴۴ء میں وہ باقاعدہ گورنر ہوا ۱۱۶۲ھ میں مظفر جنگ سے لڑائی ہوئی اس جنگ میں انورالدین بعمر ۱۰۷ سال قتل ہوا۔ مظفرالدین نے کرناٹک پر قبضہ کر لیا بعدہٗ نواب ناصر جنگ نے ۱۷۵۰ء میں انورالدین کے لڑکے محمد علی کو کرناٹک کا گورنر مقرر کر دیا۔

انور پاشا (دیکھو غازی انور پاشا)

انوری ایک مشہور فارسی شاعر تھا۔ اشہدالدین نام اپنی ذہانت اور خداداد طبع رسا کی وجہ سے خراسان کا ملک الشعرا مشہور تھا۔ ابی ورد کا رہنے والا تھا جو خراسان میں واقع ہے سلطان سنجر سلجوقی کا مداح تھا سلطان اس کی بہت عزت کرتا تھا۔ رشیدی جس نے اتسز سلطان خوارزم کی اکثر مدح لکھی ہے اس کا ہمعصر تھا ان دونوں میں باہم خوب چھیڑ چھاڑ رہتی تھی رشیدی کے علاوہ سلمان اور ظہیری بھی اس کے ہمعصر تھے انوری کا فارسی نظم میں بہت بڑا درجہ ہے اس کے اکثر اشعار شیخ سعدیؒ نے گلستاں میں لکھے ہیں قصیدہ گوئی میں اور بذلہ سنجی میں وہ اپنے معاصرین میں ممتاز تھا جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

در شعر سہ تن پیمبرانند ❊ ہر چند کہ لا نبی بعدی
ابیات و قصیدہ و غزل را ❊ فردوسی و انوری و سعدی

خلاصۃ الاشعار میں اس کی تاریخ وفات ۵۸۶ھ لکھی ہے بعض مورخ ۵۹۲ھ بتلاتے ہیں۔ دیوان و قصائد انوری اب تک مقبول خاص و عام ہیں اس کا سوگندنامہ اس کی چوٹی کی نظم شمار کی جاتی ہے۔

انوشتگین سلطان سنجر کا پیالہ بردار اور سلطان قطب الدین خوارزم کا باپ تھا۔

انی رائے ذات کا برہمن عہد شاہجہانی میں منصب دوہزاری پر سرفراز تھا شاہنشاہ عالمگیر کے عہد میں صدر دفتر کے صیغۂ حساب و تنخواہ کا دیوان اعلیٰ (اکونٹنٹ جنرل) مقرر ہوا۔ چونکہ وہ بلا رو رعایت حساب کرتا تھا اس لیے لوگ اس پر رشک کرتے اور پھبتیاں اڑاتے تھے چنانچہ عہد عالمگیری کے مشہور و معروف معتمد علیہ امیر نعمت خاں عالی نے کسی محاسبہ پر ناراض ہو کر اس کی ہجو لکھی ہے جو کتاب وقائع نعمت خاں عالی میں موجود ہے۔ ہجو کا ایک شعر یہ ہے:۔

یارب نصیب ہیچ مسلماں مکن دو چیز ❊ ظلمیکہ آن برہمن خانہ خراب کرد

انیس (میر) میر حسن دہلوی کے جن کی مثنوی سحرالبیان مشہور ہے پوتے تھے فیض آباد میں ۱۲۲۰ھ مطابق ۱۸۰۵ء میں پیدا ہوئے فیض آباد سے ان کا خاندان لکھنؤ چلا آیا تھا اس وجہ سے انھوں نے لکھنؤ میں تعلیم و تربیت پائی۔ مگر اپنے دہلوی ہونے پر ہمیشہ فخر کیا اور زبان دہلی کے مقلد رہے۔ ابتدا میں غزل گوئی کی طرف مائل ہوئے لیکن باپ کی نصیحت پر عمل کر کے غزل گوئی کے تنگ میدان کو چھوڑ کر اردو لٹریچر میں مرثیہ گوئی کی ایک خاص طرز کے موجد ہوئے صفائی کلام و خوبی بیان لطف محاورہ سوز و گداز رزم بزم کے لیے اُن کا کلام ممتاز ہے۔ ان کی شاعری انگلستان کے مشہور شاعر ملٹن سے بہت مشابہت رکھتی ہے۔ علاوہ چھ جلد مراثی کے سلام و رباعیات بھی جو اخلاقی مضامین سے پُر ہیں آپ نے بکثرت چھوڑیں ۷۱ برس کی عمر پاکر ۲۹ شوال ۱۲۹۱ھ مطابق دسمبر ۱۸۷۴ء بروز جمعہ اس جہان فانی سے کوچ کیا میر خورشید علی نفیس و میر سلیس و میر رئیس صاحبزادے چھوڑے جن میں میر نفیس نے بھی مرثیہ گوئی میں کافی شہرت حاصل کی تھی اب ان کا بھی انتقال ہو گیا۔

انیسی شاملو یول قلی بیگ نام شہزادہ ابراہیم مرزا کا جو شاہ اسمٰعیل صفوی کا پوتا تھا دوست اور مصاحب تھا اور اسی وجہ سے اس نے اپنا تخلص انیسی کیا تھا جبکہ عبداللہ خاں ازبک نے ہرات پر قبضہ کیا اس نے اپنی فوج میں اشتہار دیا کہ انیسی کی جان بخشی کیجائے اور اس کی خوب عزت کی جائے۔ وہ ہندوستان آیا اور پچاس ہزار تنخواہ اور جاگیر حاصل کی۔ ۱۶۰۵ء مطابق ۱۰۱۴ھ میں برہان پور میں فوت ہوا۔ اور ایک دیوان اور ایک مثنوی موسوم بہ محمود و ایاز چھوڑی۔

اوج مرزا محمد جعفر خلف مرزا دبیر مرحوم۔ عربی میں فارغ التحصیل فن عروض میں کامل تھے چنانچہ اس فن میں ان کا ایک رسالہ بھی شایع ہوچکا ہی۔ مرثیہ گوئی میں اپنے والد کے قدم بقدم تھے ایک مرتبہ اپنے اجداد کے وطن دہلی میں قاضی حوض کے متصل اپنا قدیم مکان تلاش کرنے کے لیے گئے تھے مگر وہ محلہ ہی امتداد زمانہ سے بے نشان ہوچکا تھا اس لیئے پتا نہ چل سکا۔ نہایت خلیق و زندہ دل تھے۔ رئیسہ عظیم آباد کے اوقاف سے دو ہزار روپے سالانہ مقرر تھا۔ اپنے وطن لکھنؤ میں بعمر ۷۰ سال ۱۹۱۷ء میں انتقال کیا۔

اوحد الدین کرمانی (شیخ) حامد تخلص ہمعصر شیخ سعدی شیرازیؒ حضرت شیخ رکن الدینؒ کے مرید تھے۔ شیخ صدر الدین ملی یمنی اور حضرت شیخ اوحد الدین اصفہانی آپ کے مشہور مریدین میں گزرے ہیں حضرت بابا فرید الدینؒ گنج شکر بھی آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ آپ مستنصر باللہ خلیفۂ بغداد کے وقت میں تھے۔ اور ۶۹۷ھ مطابق ۱۲۹۸ء میں بمقام بغداد انتقال کیا۔ کتاب "مصباح الارواح" آپ کی تصنیف سے ہی۔

اوحد الزماں صاحب تصانیف بزرگ تھے۔ اول یہودی تھے لیکن آخر میں مسلمان ہوگئے تھے۔ خلفائے عباسیہ میں سے مستنجد باللہ کے طبیب تھے آپ کی تصانیف سے چند کے یہ نام ہیں۔ (المعتبر) (اختصار التشریح نجا لینسوس) (مقالتہ فی سبب ظہور الکواکب لیلاً واختفا نہاراً) (رسالتہ فی العقل وماہیتہ) وغیرہ

اوحد سبزواری خواجہ فخر الدین کا تخلص ہی سبزوار میں بزمرہ اطباع و منجمین و شعرا اچھی شہرت حاصل تھی ۸۶۸ھ ۱۴۶۳ء میں ۸۰ سال قمری کی عمر میں فوت ہوا۔ فارسی میں ایک دیوان چھوڑا جس میں غزلیں اور قصاید وغیرہ شامل ہیں۔

اوحدی شیخ معین الدین محمد نام۔ سادات حسینی سے ہیں آپ کا اصل وطن بلبان ہی وہاں سے ۹۷۱ھ مطابق ۱۵۶۳ء میں بزمانۂ شاہ طہماسپ قزوین اور وہاں سے شیراز ہوتے ہوئے سلطان عبداللہ قطب شاہ کے زمانے میں دکن پہونچے آپ صوفی باکمال ہونے کے ساتھ ہی شاعر کامل الفن تھے کلام تصوف میں ڈوبا ہوا ہی سلطان نے آپ کی بڑی عزت کی اور منصب اعلیٰ پر ممتاز فرمایا۔ ۹۷۹ھ مطابق ۱۵۷۱ء بمقام حیدرآباد وفات پائی اور دائرہ میر میں دفن ہوئے۔

اوحدی شیخ اوحد الدین ساکن اصفہان کا تخلص ہی ایک مشہور ایرانی شاعر تھا کتاب جام جم کو نظم کیا جو تصوف کی کتاب ہی جس کو اس نے کتاب حدیقہ سنائی کے جواب میں لکھا تھا۔ غزلوں کا ایک دیوان بھی چھوڑا۔ ارغوں خاں شاہ تاتار نے اس کو فیاضی کے ساتھ انعام دیا تھا وہ اوحد الدین کرمانی کا شاگرد تھا اور ۱۳۳۷ء مطابق ۷۳۸ھ میں

فوت ہوا۔ اور بمقام مراغہ واقعہ تبریز میں دفن ہوا

اودھم بائی ایک ہندو عورت شاہنشاہ محمد شاہ کی بیگم تھی جس کے بطن سے احمد شاہ پیدا ہوا تھا۔ احمد شاہ کے تخت نشین ہونے پر اودھم بائی کو نواب بائی۔ نواب قدسیہ اور صاحب زمانی کے خطابات عطا ہوئے اور اودھم بائی کا بھائی مان خاں معتقد الدولہ کے خطاب کے ساتھ شش ہزاری کے منصب پر مقرر ہوا

اودی سنگھ راٹھوری عام طور سے موٹا راجہ کے نام سے مشہور ہی۔ جودھ پور ماروار کے رائے مالدیو کا لڑکا تھا اس نے بادشاہ اکبر کی ملازمت کی۔ ۱۵۸۶ء مطابق ۹۹۴ھ میں اس کی لڑکی ملقب معروف بہ جودھا بائی کی شادی شہزادہ سلیم (جو بعد کو جہانگیر بادشاہ ہوا) کے ساتھ ہوئی بادشاہ شاہ جہاں اسی کے بطن سے پیدا ہوا۔ اودی سنگھ کے حال پر شاہنشاہ اکبر نے حد مہربان تھا۔ جاگیر و مناصب اعلیٰ تریں اس کو عطا ہوئے جودھ پور جو اس کا وطن تھا اس کو دیا گیا وہ ابتک اس کی اولاد کے قبضے میں ہی ۱۵۹۴ء مطابق ۱۰۰۲ھ میں فوت ہوا۔ اس کے ساتھ اس کی چار بی بیاں ستی ہوگئیں۔

اودی سنگھ رانا چتور کے رانا مشہور رانا سنکا بابر کے حریف کا لڑکا تھا۔ فطرۃً کمزور واقع ہوا تھا انتہا۔ اکبر نے اس کے زمانے میں مارچ ۱۵۶۸ء مطابق شعبان ۹۷۵ھ میں چتور کا قلعہ فتح کیا تھا۔ اس کے لڑکے رانا پرتاب نے شہر اودی پور کی بنیاد ڈالی اور اس کو اپنا پایۂ تخت بنایا جو ابتک موجود ہی اور اس کی نسل کے قبضے میں چلا آتا ہی۔ رانا پرتاب سنگھ ۱۵۹۵ء مطابق ۱۰۰۴ھ میں مرگیا امر سنگھ اس کا لڑکا جانشین ہوا۔

اورخاں عثمان کا بیٹا اور امیر طغرل کا پوتا تھا۔ اپنے والد کی وفات کے بعد بمقام بروصہ ۱۳۲۶ء میں اپنے بڑے بھائیوں کو تباہ کرنے کے بعد ترکی سلطنت کا مالک ہوا۔ اس نے باپ کے مقبوضات میں بہت اضافہ کیا اور پیدل فوج کا ایک دستہ بنایا اس کو جاں نثاروں کے نام سے موسوم کیا جس کا وجود بعد کو یورپ کے لئے وبال جان ہوگیا۔ وہ ۱۳۵۹ء مطابق ۷۶۰ھ میں مرگیا اور مراد اول اس کا لڑکا جانشین ہوا۔

اورنگ آبادی بیگم شاہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی ایک بیگم تھی جس کا نام رابعہ دورانی ہی ان کا مقبرہ اورنگ آباد میں ابتک موجود ہی جو تاج محل کے نمونہ پر تعمیر ہوا ہی۔

اورنگ زیب (عالمگیر ملاحظہ ہو)

اوس اور خزرج۔ دو بھائی یمن کے رہنے والے خاندان قحطان سے تھے۔ یمن میں جب مشہور سیلاب جس کو سیل عرم کہتے ہیں آیا تو یہ دونوں بھائی یمن سے نکل کر مدینے میں آباد ہوئے تمام انصار انھیں کی اولاد سے ہیں۔

اوگر سین راجہ کہا جاتا ہی کہ سلطان سکندر لودی سے کئی صدی پہلے اس نے آگرے میں حکومت کی اس کے بعد آگرہ بیانہ کا ایک گاؤں ہوگیا۔ بیانہ راجہ بیجے سے جو وہاں کا راجہ تھا موسوم ہوا تھا۔

اونک خاں یا اونگ خاں مغل یا مشرقی تاتار کے کرت نسل کا مغل شہزادہ تھا۔ عیسائی مذہب قبول کیا اور ملک یوحنا کے نام سے مشہور ہوا۔ اس شہزادے کا نام رابرٹ رکھا گیا۔ اس کی سلطنت چنگیز خاں نے ۱۲۰۳ء مطابق ۶۰۰ھ میں چھین لی بعض مصنفین نے اس کو اونت خاں تحریر کیا ہی۔ نہایت مقتدر بادشاہ تھا اور بڑا حصہ تاتار کا اس کا باجگزار تھا۔

اویس جلایر سلطان اپنے باپ امیر حسن بزرگ کی بجائے ۱۳۵۶ء مطابق رجب ۷۵۷ھ میں بادشاہ بغداد ہوا اور تقریباً ۱۹ قمری سال سلطنت کرنے کے بعد بروز سہ شنبہ ۱۰ اکتوبر ۱۳۷۴ء مطابق ۲ جمادی الاول ۷۷۶ھ کو انتقال کیا اس کا لڑکا سلطان حسین جلایر جانشین ہوا۔

اویس قرنی خواجہ حضور رسول خدا کے عاشق نادیدہ صاحب معرفت بزرگ تھے۔ جو لوگ ان کے پاس جاتے تھے آپ فرماتے تھے کہ اگر طالب خدا ہو تو تم کو میرے پاس آنے سے کیا فائدہ۔ اور اگر تم طالب خدا نہیں ہو تو مجھ کو تم سے کیا کام یمن کے رہنے والے قبیلہ قرن سے تھے۔ حضرت علی اور امیر معاویہ کے باہم جو لڑائی ہوئی تھی اس میں ۶۵۷ء/۳۷ھ میں شہید ہوئے۔

اہلیا بائی مادھو راؤ پیشوا کی بیوی تھی شاہ عالم کے عہد میں آگرے میں جمنا کے کنارے بسنان گھاٹ کے نام سے ایک گھاٹ بنایا جو قلعے کی خندق سے دارا شکوہ کے محل تک لمبا تھا۔

اہلیا بائی کھانڈے راؤ کی بیوی تھی۔ کھانڈے راؤ ۱۷۵۴ء میں سورج مل جاٹ کے ہاتھ سے ڈیگ کی لڑائی میں مارا گیا۔ اس کا لڑکا مالی راؤ ۱۷۶۶ء میں گدی نشین ہو ۹ ماہ کے بعد مرگیا۔ یہ عورت قابل اور جری تھی اس نے اپنی کو اپنی جانشینی کے لیئے نامزد کیا اور وہی راج کا مالک ہوا۔

اہلی شیرازی مولینا شاہ اسمٰعیل صفوی کی ملازمت میں تھے۔ وطن شیراز تھا۔ اکثر کتابیں لکھیں جن میں سے سحر حلال شمع و پروانہ۔ رسالہ نغز۔ ساقی نامہ فوائد الفوائد مشہور ہیں ۱۵۳۵ء مطابق ۹۴۲ھ میں وفات پائی شیراز میں آپ حافظ کے مزار کے قریب دفن ہوئے۔

ایاز سلطان محمود غزنوی کا غلام تھا لیکن نہایت معتمد۔ جواہر خانہ اُس کی سپرد تھا جب وہ وہاں جاتا اپنا غلامی کا لباس جو اُس نے محفوظ رکھا تھا پہن لیتا درباری اُس سے رشک کرتے تھے ایک دن سلطان کو اطلاع دی کہ خدا معلوم ایاز تنہا جواہر خانے میں جا کے کیا کرتا ہے بادشاہ نے اس معمے کو حل کرنا چاہا اور اپنی آنکھوں سے ایاز کے اس تبدیل پوشاک کے واقعہ کو دیکھا۔ وجہ دریافت کی جواب ملا کہ میں اپنی پہلی حالت کو روزانہ یاد کرلیتا ہوں تاکہ غرور سر میں نہ سما جائے۔ بادشاہ اس پر خوش ہوا اور مراتب و مناصب میں ترقی کی۔

ایزد بخش مرزا رسا تخلص آصف خاں جعفر بیگ وزیر جہانگیر کا پوتا پہلے شاہزادہ اعظم شاہ کی ملازمت میں تھا پھر شاہ عالمگیر نے اپنا منشی مقرر کیا فرخ سیر کے عہد میں معزول ہوا اور افشائے راز کے الزام میں فرخ سیر نے اُس کو ۱۷۱۳ء مطابق ۱۱۲۵ھ میں قتل کرادیا اس کی قبر آگرہ کالج کے احاطہ میں ابتک موجود ہے۔

ایشر داس قوم ناگر پٹن کا باشندہ تھا بچپن سے ۳۰ سال کی عمر تک وہ قاضی شیخ الاسلام ابن عبدالوہاب المتوفی ۱۰۹۶ھ کی خدمت میں حاضر ہو کر تحصیل علم کرتا رہا شجاعت خاں حاکم گجرات کی وساطت سے جودھپور کا امین مقرر ہوا۔ اس نے فتوحات عالمگیری نام ایک اچھی تصنیف اپنی یادگار چھوڑی۔

ایشور چند (ودیا ساگر) ٹھاکر داس کے بیٹے وطن قریب کلکتہ پیدائش ۲۶ ستمبر ۱۸۲۰ء سنسکرت کا عالم ودیا ساگر (بحر العلوم) سے مخاطب کیے جاتے تھے عقد بیوگان کے حامی تھے ۱۸۵۶ء میں انہیں کی تحریک سے گورنمنٹ نے عقد بیوگاں کو قانوناً جائز ٹھہرایا۔ ۷۰ سال سے زائد عمر پاکر ۲۹ جولائی ۱۸۹۱ء کو انتقال کیا اُن کی اکثر تصانیف ہیں مگر زیادہ مشہور "شکنتلا" "سیتا بن باس" (سیتا کی جلا وطنی) بھرتی ولاس وغیرہ ہیں۔

ایشری سنگھ اپنے باپ راجہ جے سنگھ سوائی والی جے پور کا ۱۷۴۳ء میں جانشین ہوا۔ اور ۱۷۵۰ء میں فوت ہوا اس کا پسر مادھو سنگھ راجہ ہوا۔

ردیف ب

باب. مذہب بابی کے بانی. اصل نام سید علی محمد بعض نے غلطی سے محمد علی لکھا ہے وہ صحیح نہیں ہے ۱۸۱۹ء میں بمقام شیراز پیدا ہوئے ۱۸۴۴ء تک بوشہر میں رہے دوران قیام بوشہر میں اُنھوں نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ میں ایک غائب اور بزرگ شخص تک پہنچنے کا دروازہ ہوں (دروازہ کے لئے اُنھوں نے لفظ باب استعمال کیا اور آخر میں وہ اسی نام سے مشہور ہو گئے اسی سبب سے اُن کے مذہب کا نام بابی مذہب ہوا) امام مہدی ہونے کے مدعی تھے اُن کی ایک کتاب موسومہ **بیان** مشہور ہے جس کو وہ منزل من اللہ کہتے تھے. بوشہر چھوڑ کر مکہ معظمہ کا سفر کیا اور وہاں بھی اپنا دعویٰ پیش کیا حکومت اُن کے خلاف ہو گئی گورنر شیراز نے ان کی گرفتاری کا حکم دیا. اس کے حکم سے گرفتار ہو کر وہ شیراز آئے اور وہاں سرسری تحقیقات کے بعد ضمانت پر رہا کئے گئے وہاں سے اصفہان آئے یہاں کے قیام کے زمانہ سے اُن کی قید کا زمانہ شروع ہوتا ہے ماہرلیق اور ماکو وغیرہ میں چھ سال تک قید رہے ۱۲۲۹ھ اور ۱۸۵۰ء کے درمیان آذربائیجان کے دار الخلافہ میں قتل کئے گئے. ان کے بعد پیروان باب میں دو گروہ ہو گئے ایک پرانے عقیدوں کو باب کے تعلقات سے مطابق کرنا چاہتا تھا. اور دوسرا گروہ ان کی تعلیمات پر بلا لحاظ اس کے کہ وہ عقائد قدیم کے مطابق ہیں یا خلاف عمل کرنے کے حق میں تھا اس اختلاف کو رفع کرنے کی غرض سے باب کے سربرآوردہ مریدوں نے ایک مجلس شوریٰ قائم کی چنانچہ بہاء اللہ اور قرۃ العین کی کوششوں سے یہ فیصلہ ہوا کہ اس مذہب کو نئے اصولوں پر چلایا جائے اسی بنا پر باب کے بعد یہ مذہب بہاء اللہ کی سرکردگی میں ترقی کرتا رہا. (ملاحظہ ہو بہاء اللہ)

بابا. ایک ترکی مفتری تھا ۱۲۴۰ء میں پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا بہت لوگ اُس کے پیرو ہو گئے اُس نے اناطولیہ کو برباد کیا آخرکار مغلوب ہوا اور اُس کا فرقہ تتر بتر ہو گیا.

بابا. فغانی شیرازی ایرانی شاعر کا نام ہے جو سلطان یعقوب بن اوزن حسن تبریزی کا ملازم تھا ۱۵۱۹ء مطابق ۹۲۵ھ میں بمقام مشہد وفات پائی. چھ ہزار اشعار کا دیوان چھوڑا.

بابا افضل. کاشانی افضل الدین محمد کاشان کا باشندہ سلطان محمد غزنوی کا مقرب مصاحب اور فاضل شاعر تھا. رباعیات بہت لکھی ہیں اور دیگر تالیفات بھی ہیں

بابا چیو. لاہوری ریشم کا سوداگر نہ لکھا نہ پڑھا مگر عبد اللہ چکڑالوی کا جس نے اپنے آپ کو اہل قرآن مشہور کر کے حدیث رسول اللہ کو کالعدم کرنے کی کوشش کی بڑا حامی اور مددگار تھا. خدا کی قدرت ہے. جاہل اور نیا مذہب. ۳۰ نومبر ۱۹۱۱ء میں انتقال ہوا.

بابا سودائی (سودائی ملاحظہ ہو)

بابا شرف الدینؒ. آپ کا مولد عراق اور بقول بعض سبزوار تھا. حضرت شیخ شہاب الدینؒ سہروردی یا حضرت محبوب الٰہیؒ کے خلیفہ تھے سلاطین خلجیہ کے زمانے میں عراق عرب سے ہندوستان وہاں سے دکن میں تشریف لائے. اور ایک پہاڑی کی چوٹی پر جو حیدر آباد سے

جانب غرب چار میل پر ہی فروکش ہوئے۔ آپ نے اپنے
خرق عادات و حسن اخلاق کے ذریعہ دکن میں دین اسلام
کی اشاعت کی۔ ۱۹ شعبان ۶۸۷ھ کو وصال ہوا۔ اُسی
چوٹی پر مزار شریف مرجع خلائق ہے جو پہاڑی شریف سے
موسوم ہے۔ آپ کی رحلت کا مادہ تاریخ "آہ بابا شرف الدین"
ہے۔ ریاست حیدرآباد سے مصارف درگاہ کے لیے معقول
وظیفہ مقرر ہے۔

بابا شہاب الدین۔ آپ بابا شرف الدین قدس سرہ کے بھائی
اور حضرت شہاب الدین سہروردی کے مرید و خلیفہ تھے
سلاطین خلجیہ کے زمانے میں دکن آئے اور ایک پہاڑی پر
جو حیدرآباد سے تیرہ میل کے فاصلے پر ہے قیام فرمایا نواب
امیر کبیر فخر الدین خاں شمس الامرا بہادر نے اس پہاڑی کے دامن
میں ایک قصبہ آباد کر کے شمس آباد کے نام سے موسوم کر دیا۔
آپ مدۃ العمر وہیں قیام پزیر رہے اور فیوض ظاہری و باطنی
سے اکثر کفار و مشرکین کو راہ راست پر لائے آپ مقبول الدعا
تھے ۱۱ محرم ۶۹۱ھ م ۱۲۹۱ء کو رحلت فرمائی اور جائے
قیام پر ہی مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار مبارک زیارت گاہ
خلائق ہے۔ پائیگاہ آسماں جاہی سے سالانہ عرس دھوم
کے ساتھ ہوتا ہے۔

بابا عیسیٰ یا میسیٰ لنگوٹ بند ایک خدارسیدہ فقیر تھے اُن کا
مزار لکھنؤ میں ہے مزار پر ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۲۰ء کندہ ہے۔

بابا فخر الدین۔ آپ کا لقب گنج الاسرار گاہ منت گاہ ہشیار
تھا۔ آپ سید حسین بن سلطان ابو القاسم الحسینی السیستانی کے
صاحبزادے ہیں آپ کے والد ماجد نے سلطنت ظاہری و باطنی
آپ کو عنایت کری۔ اور خود حکومت ظاہری سے دستکش
ہو گئے۔ آپ تمامی علوم ظاہری و باطنی میں صاحب کمال
تھے۔ آپ حضرت بابا سید مطہر ولی طبل عالم مدراسی کے خلیفہ
ہیں۔ آپ سے خرق عادات بہت سے شمار ہیں۔ ۱۷ جمادی الثانی
م ۱۲۶۹ھ کو رحلت فرمائی پینگنڈہ ضلع مدراس میں آپ کا

مزار زیارت گاہ خلائق ہے عرس بڑی شان سے ہوتا ہے
شاہان سلف کی مقرر کی ہوئی جاگیر بارہ ہزار روپیہ سالانہ
کی آپ کی درگاہ کے متعلق ہے۔

بابر بن عمر شیخ مرزا ولد سلطان ابوسعید مرزا پسر سلطان محمد مرزا
فرزند سلطان میراں شاہ خلف امیر تیمور پورا نام ظہیر الدین
محمد بابر تھا مغل بادشاہان دہلی کا مورث اعلیٰ تھا ننھیال
کی طرف سے اس کا سلسلہ چنگیز خاں سے ملتا ہے حسب و
نسب کے اعتبار سے منگول اور ترک فاتحین سے اس کو
نسبت حاصل تھی۔ پیدایش ۶ محرم ۸۸۸ھ مطابق ۱۴۸۳ء
۸۹۹ھ م ۱۴۹۴ء میں اپنے باپ کے مرنے پر حکومت فرغانہ کا
مالک ہوا۔ اس موروثی حکومت پر قبضہ و تسلط رکھنے
کے لئے اُسے مختلف لڑائیاں لڑنی پڑیں۔ رفتہ رفتہ اُس
نے کابل اور قندھار کو بلا کسی مجادلے کے فتح کرلیا۔
کابل وغیرہ پر ۲۲ سال حکومت کرنے کے بعد اس نے
ہندوستان کی طرف قدم بڑھائے۔ پانی پت کی
مشہور لڑائی سے قبل جس میں اس نے ۱۵۲۶ء میں محمد
ابراہیم لودی کو شکست دے کر ہندوستان میں عظیم الشان
سلطنت مغلیہ کی بنا ڈالی پنجاب پر چار حملے اور بھی کیے
بابر نہ صرف اہل سیف تھا بلکہ اہل قلم بھی تھا اس نے
اپنی زندگی کے حالات میں ایک مبسوط کتاب تزک بابری
کے نام سے ترکی زبان میں لکھی جس سے اس کے مذاق
زباں دانی اور وقائع نگاری کی خداداد قابلیت کا اندازہ
ہوتا ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ دنیا کی مختلف زبانوں میں
ہو چکا ہے وہ ترکی اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتا
تھا۔ فتح ہندوستان کے بعد ۵ سال تک ہندوستان
میں رہا ۹۳۷ھ م ۱۵۳۰ء ۴۸ سال کی عمر میں بمقام آگرہ
وفات پائی اور وہیں اُس کی نعش روشن باغ میں
جس کو اب آرام باغ کہتے ہیں سپرد خاک کی گئی اور
چھ ماہ کے بعد نعش کو کابل میں لے جاکر دفن کیا گیا۔

شاہجہاں کے عہد میں اُس کا روضہ تعمیر ہوا۔ ہمایوں بادشاہ اس کا بیٹا اور جانشین تھا۔

بابر سلطان۔ ابوالقاسم مرزا بایسنغر کا لڑکا اور شاہ رخ مرزا کا پوتا مرزا اُلغ بیگ اور اُس کے لڑکے عبداللطیف کی وفات کے بعد جنوری ۱۴۵۲ء مطابق ۸۵۶ھ میں یہ اپنے بھائی سلطان محمد کے قتل میں کامیاب ہوا۔ اور خراسان اور ملحقہ ممالک میں اپنی حکومت قایم کی اس کے مرنے سے چند مہینے پہلے ۱۴۵۶ء مطابق ۸۶۰ھ میں دُم دار ستارہ ظاہر ہوا جس سے خراسان کے لوگوں میں خوف پیدا ہو گیا۔ بروز سہ شنبہ بتاریخ ۲۲ مارچ ۱۴۵۷ء مطابق ۲۵ ربیع الثانی ۸۶۱ھ بمقام مشہد وفات پائی اس کی وفات کے بعد مرزا ابوسعید جو بابر شاہ دہلی کا دادا تھا خراسان پر قابض ہو گیا۔

بابک۔ اردشیر بابکان کے باپ کا نام ہی (اردشیر ملاحظہ ہو)

بابک۔ یہ ایک مکار شخص تھا جو مدعیان نبوت میں سے گزرا ہی ۸۱۶ء مطابق ۲۰۱ھ میں سب سے پہلے بحیثیت ایک پیمبر کے نمودار ہوا۔ اس کی تعلیمات کی تفصیل معلوم نہیں لیکن کہا جاتا ہی کہ اس کا مذہب ان تمام مذاہب سے جو اُس وقت ایشیا میں رائج تھے مختلف تھا آذربائجان اور عراق عرب میں اس نے بہت سے پیرو جمع کیے اور اس قدر طاقت والا ہو گیا کہ خلیفہ المامون سے جنگ کی اور خلیفہ کی فوج کو اکثر شکست دی خلیفہ المعتصم کے شروع زمانے میں یہ شخص انتہا درجہ کا خطرناک سمجھا جاتا تھا۔ خلیفہ نے اس کے استیصال کے واسطے حیدر ابن کاؤس عرف افشین کو جو ترکی نژاد تھا بھیجا اس نے بابک کو بڑی خونریزی کے بعد شکست فاش دی۔ اور کم سے کم پہلے مقابلے میں ساٹھ ہزار آدمی قتل ہوئے۔ دوسرے سال ۸۳۷ء مطابق ۲۲۲ھ میں بابک کو اس سے بڑی شکست ہوئی اور تقریباً ایک لاکھ آدمی قتل اور قید ہوئے اس شکست کے بعد بابک پہاڑوں کی طرف بھاگ گیا اور اس طرح سے قلعہ بند ہوا کہ افشین ۸۳۷ء مطابق ۲۲۲ھ تک اُس کو فتح نہ کر سکا اِسی سال میں افشین نے اُس سے عفو کا وعدہ کیا اور وہ مطیع ہو گیا افشین نے اُس پر قابو پاتے ہی اُس کے ہاتھ پیر اور آخر کار سر کٹوا دیا۔

بابک نے ۲۰ سال سے زائد خلفا کی مخالفت کی اور اس زمانے میں ڈھائی لاکھ آدمیوں کا قتل و خون کیا اور اُس کا یہ عمل تھا کہ مسلمانوں یا اُن کے اِتحادیوں میں سے مرد عورت یا بچے کسی کو زندہ نہ چھوڑتا تھا۔

بابویہ۔ یا ابن بابویہ ابن بابویہ کا باپ تھا (ملاحظہ ہو ابوالحسن علی ابن الحسن القمی)

باجی بائی۔ اس کو بیجا بائی بھی کہتے ہیں (ملاحظہ ہو بیجا بائی)

باجی راؤ اوّل۔ اکتوبر ۱۷۲۰ء میں تخت نشین ہوا۔ اس کے باپ کا نام بالاجی راؤ بشوا ناتھ پیشوا تھا۔ ۲۸ اپریل ۱۷۴۰ء مطابق ۱۲ صفر ۱۱۵۳ھ کو فوت ہوا۔ تین لڑکے چھوڑے۔ بڑا لڑکا بالاجی باجے راؤ اس کا جانشین ہوا۔ دوسرے کا نام رگھوناتھ راؤ عرف رگھوبا تھا جس کا انگریزوں سے بہت کچھ تعلق رہا ہی تیسرا لڑکا شمشیر بہادر تھا اس خاندان کا سب سے آخری پیشوا رگھوبا کا بیٹا باجے راؤ ثانی ہوا۔

باجے راؤ ثانی پیشوا۔ آخری پیشوا رگھوبا یا رگھوناتھ راؤ کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ شہر ختار پیشوا مادھو راؤ کا جانشین ہوا تھا جو ۲۷ اکتوبر ۱۷۹۵ء میں فوت ہوا تھا مادھو راؤ کے عہد میں باجی راؤ اور اس کا بھائی چمنا جی جنیر کے قلعے میں قید رہے تھے جو پونا کے قریب ہی مادھو راؤ کی وفات کے بعد چمنا جی جانشین ہوا لیکن جلد معزول کر دیا گیا۔ دولت راؤ سندھیا نے بتاریخ ۴ دسمبر

۱۷۹۶ء باجی راؤ کو جلسۂ عام میں پیشوا مشتہر کیا۔ ماہ مئی ۱۸۱۸ء میں منجانب سرکار ایک اشتہار جاری ہوا جس کے ذریعہ سے باجی راؤ کو بعلت بغاوت معزول اور پرتاب سنگھ نراین راجہ ستارہ کو قید سے رہا کیا گیا اور ملک پونا کا ایک حصہ اُس کی پرورش کے واسطے عطا کیا گیا۔ باجی راؤ نے مجبوراً اپنے آپ کو انگریزوں کے حوالے کر دیا انگریزوں نے ۳ جون ۱۸۱۸ء کو آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ اُس کی پنشن مقرر کر دی۔ وہ کانپور کے قریب بٹھور میں ماہ دسمبر ۱۸۵۱ء میں فوت ہوا۔ ڈھونڈو پنت اِس کا پسر متبنیٰ جو نانا صاحب کے نام سے مشہور ہے اُس کا جانشین ہوا۔ یہ ہی نانا صاحب ۱۸۵۷ء میں باغی ہو گیا تھا۔

بادشاہ بانو بیگم۔ جہانگیر بادشاہ دہلی کی بیگم تھی ۱۶۲۰ء مطابق ۱۰۲۹ھ میں فوت ہو گئی۔

باذل۔ رفیع خاں باذل ملاحظہ ہو۔

باربد۔ ایک مشہور ایرانی گویا تھا خسرو پرویز شاہ ایران کے دربار میں گانے کا اُستاد تھا۔ اُس نے ایک راگ موسومہ اورنگی ایجاد کیا اور اپنے نام پر ایک باجہ بنایا تھا جس کا نام بربط یا بربط تھا۔

باربک بن بہلول لودی شاہ دہلی (ملاحظہ ہو حسین شاہ شرقی)

باربک شاہ پوربی بن ناصر شاہ اپنے باپ کی جگہ بنگال کے تخت پر ۱۴۶۰ء میں بیٹھا اُس نے ۱۷ سال حکومت کی اور ۱۴۷۴ء مطابق ۸۷۹ھ میں فوت ہوا۔

بارزی بن عبد الرحیم ایک عربی مصنف تھا جس نے ایک کتاب اسرار التنزیل لکھی تھی وہ ۱۳۳۸ء مطابق ۷۳۸ھ میں فوت ہوا یہ مصنف وہی شخص معلوم ہوتا ہے جو کہ بازری بھی لکھا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ خواب میں اسے حضور سرورِ عالم کی زیارت نصیب ہوئی تھی اور اُس خواب میں حضور نے اس کو مرض جذام سے شفایاب ہونے کی بشارت دی تھی چنانچہ اس مرض سے شفا پانے کے بعد بطور اظہار تشکر اُس نے نعت نبوی میں ایک قصیدہ لکھا تھا جس کا ہر شعر "م" پر ختم ہوتا ہے۔ یہ قصیدہ کتاب الدرّیت کے نام سے مشہور ہے۔

باز بہادر۔ اس کا اصل نام ملک بایزید تھا شجاع خاں اپنے باپ کے بجائے ۱۵۵۴ء ۹۶۲ھ میں حاکم مالوہ ہوا تخت نشین ہونے پر سلطان باز بہادر کا لقب اختیار کیا۔ اور مالوے کے چند شہروں پر جو اُس وقت تک خود مختار رہتے قبضہ کر لیا۔ وہ اپنے وقت کی ایک شاعرہ روپ متی پر عاشق تھا۔ اُس کے عشق کی کہانی نے اس قدر شہرت پکڑی کہ اُس کے بعد تک یہ قصہ گیتوں میں گایا گیا۔ اُس نے سترہ برس حکومت کی اور جبکہ ۱۵۷۰ء ۹۷۸ھ میں اکبر نے ملک مالوہ کو سلطنت دہلی میں شامل کیا وہ معزول ہوا اور بادشاہ نے اُس کو اپنے یہاں دو ہزار (۲۰۰۰) سواروں کی فوج کا کمانیر مقرر کر لیا۔ باز بہادر اور اُس کی معشوقہ روپ متی کی قبر بمقام اُجین ایک تالاب کی وسط میں واقع ہے۔

باز بہادر۔ یہ شاہزادہ سلاطین مالوہ میں سے تھا۔ سارنگپور دار السلطنت تھا اکبر نے فتح کر کے خراج گزار بنایا سارنگپور ضلع پنوار میں عالی شان مقبرہ ہے۔

باز خاں بہادر شاہ کے عہد کا امیر تھا اعظم شاہ کے مقابلے میں جو لڑائی دھول پور کے نزدیک ہوئی اُس میں ۸ جون ۱۷۰۷ء مطابق ۱۰ ربیع الثانی ۱۱۱۹ھ کو مارا گیا۔

باسطی۔ رسالہ باسطی کا مصنف ہے جس میں شعرا کے حالات درج ہیں۔

باسوس۔ ایک عربی عورت کا نام ہے جس سے حرب باسوس منسوب ہے یہ نام جاہلیت میں یہ لڑائی صرف اس وجہ سے

واقع ہوئی تھی کہ اس عورت کے اونٹ کے پاؤں سے ایک مرغی کا انڈا ٹوٹ گیا تھا انڈے کے مالک نے اونٹ کو تیر سے زخمی کر دیا۔ اس پر جانبین کے دو قبیلے برسرپیکار ہوئے اور چالیس سال تک یہ جنگ جاری رہی۔

باقر۔ محمد باقر علی خاں کا تخلص ہے جو سلطان محمد شاہ کے عہد میں تھا اس نے ایک مثنوی رموز الطاہرین ۱۷۲۶ء مطابق ۱۱۳۹ھ میں تصنیف کی اور ۱۷۳۲ء مطابق ۱۱۴۴ھ میں ایک کتاب گلشن اسرار تصنیف کی اس کے علاوہ ایک دیوان اور نظم مراۃ الجمال بھی یادگار چھوڑی۔

باقر (امام) (ملاحظہ ہو محمد باقر امام)

باقر خاں سلطان شاہجہاں کے دربار کا امیر تھا۔ حاکم الہ آباد مقرر ہوا وہیں ۱۶۳۷ء مطابق ۱۰۴۷ھ میں فوت ہو گیا اسی سال خان زمان بہادر کا دولت آباد میں انتقال ہوا۔

باقر خاں نجم ثانی۔ عہد شاہجہاں کا ایک امیر تھا۔ نہایت آزاد خیال شعر و سخن کا شائق اور خود بھی صاحب دیوان شاعر تھا ۱۶۴۰ء مطابق ۱۰۵۰ھ میں فوت ہوا لیکن صاحب مآثر الامرا تاریخ وفات ۱۶۳۷ء مطابق ۱۰۴۷ھ لکھتے ہیں۔

باقر کاشی۔ خرد تخلص ظہوری کا ہمعصر تھا۔ جو تقریباً ۱۶۰۰ء میں گزرا ہے اور ایک دیوان کا مصنف ہے۔

باقلانی۔ کتاب عجاز القرآن کا مصنف تھا (ملاحظہ ہو ابوبکر باقلانی)

باقی۔ ان کا نام راجہ گردھاری پرشاد خطاب محبوب نواز ونت راجہ منشی بہادر تھا سنسکرت اردو و فارسی کے ماہر اور عربی سے بھی واقف تھے۔ دولت آصفیہ کے سررشتہ دار تھے۔ شعر و سخن سے دلی رغبت تھی۔ فارسی اردو دونوں زبانوں سے ذوق تھا۔ ارباب کمال کے قدردان تھے مرزا داغ مرحوم کے قیام حیدرآباد میں انھیں کی مدت بھی تھی۔ ایک دیوان اردو موسوم بہ بقائے باقی کے علاوہ اور بھی پندرہ سولہ کتابیں نظم و نثر میں آپ کی مصنفہ طبع ہو چکی ہیں۔ ساٹھ برس کی عمر میں ۱۹۰۸ء میں انتقال کیا۔

باقی باللہ (خواجہ) بن قاضی عبدالسلام خاندان نقشبندیہ میں خواجہ امکنی کے خلیفہ جلیل القدر علما میں صاحب تصانیف گزرے ہیں۔ چالیس سال کی عمر پائی۔ ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ تاریخ وفات ہے بمقام دہلی متصل قدم شریف مدفون ہیں۔

باقی خاں سلطان شاہجہاں کے دربار کا ایک سردار تھا جس کو سلطان نے آگرہ کا حاکم مقرر کیا تھا عہد شاہجہاں کے چوبیسویں سال وہ ڈیڑھ ہزار کے منصب پر ممتاز ہوا۔ اور عہد شاہجہاں کے انتیسویں سال بھی وہ قلعہ آگرہ کا حاکم تھا اس کے دوسرے سال میں دو ہزار کا منصب پایا۔

باقی محمد خاں (کوکہ) ادھم خاں بن ماہم انکا سب سے بڑا بھائی تھا اور اکبر بادشاہ کے عہد میں سہ ہزاری منصب رکھتا تھا وہ گڑھ کٹنگا میں جہاں اس کے پاس ایک جاگیر بھی ۱۵۸۵ء مطابق ۹۹۳ھ میں فوت ہوا۔

بالاجی باجی راؤ جس کو بالاراؤ پنڈت پردھان بھی کہتے ہیں۔ باجی راؤ پیشوا اول کا پسر تھا۔ اپریل ۱۷۴۰ء میں اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ وہ پونا میں تھا جب کہ مرہٹوں اور احمد شاہ ابدالی کے درمیان ماہ جنوری ۱۷۶۱ء میں لڑائی واقع ہوئی لیکن وہ اسی سال ماہ جون میں فوت ہو گیا اس نے تین بیٹے چھوڑے یعنی بسواس راؤ جو پانی پت کی لڑائی میں مارا گیا مادھو راؤ اور نرائن راؤ۔

بالاجی راؤ بشوا ناتھ پیشوا۔ برہمن خاندان پیشوا کا بانی کوکن میں ایک موضع کا موروثی پٹواری تھا۔ اس کے بعد وہ جادھوں خاندان کے ایک سردار کے یہاں ملازم ہو گیا جہاں سے وہ راجہ ساہو پسر سمبھاجی سردار مرہٹہ کی ملازمت میں چلا گیا اس کی لیاقت کی وجہ سے آخر کار اس کو پیشوا کا عہدہ عطا کیا گیا جو اس وقت میں اس ریاست میں درجہ دوم کا عہدہ تھا ماہ اکتوبر ۱۷۲۰ء میں فوت ہوا باجی راؤ پیشوا اس کا لڑکا جانشین ہوا۔

بالاش۔ (ملاحظہ ہو پالاش)

بالنی۔ (ملاحظہ ہو جودھا بائی)

بایزید انصاری۔ افغانی مرشد الموسوم بہ پیر روشن فرقہ روشنیہ کے بانی تھے اپنی روحانی قوت کی وجہ سے انھوں نے افغانستان کے پہاڑوں میں ایک دنیوی حکومت قایم کی اور اس طاقت سے انھوں نے اور ان کے جانشینوں نے شاہان دہلی کی امن کو پراگندہ کر دیا شہنشاہ اکبر کے عہد میں ان کا عروج تھا۔

بایزید اول یلدرم (برق) اپنے باپ مراد اول کی بجائے ۱۳۸۹ء مطابق ۷۹۱ھ ترکوں کا بادشاہ ہوا اپنے بڑے بھائی یعقوب کو جو دعویدار تخت تھا گلا گھونٹ کر مروا ڈالا۔ بلغاریہ مقدونیہ و تھسلی کو فتح کیا۔ اور شاہ قسطنطنیہ کو باجگزار بنانے کے بعد اس نے تیمور لنگ پر مشرق میں حملہ کیا لیکن اس نے اس میں بروز جمعہ بتاریخ ۲۰ جولائی ۱۴۰۲ء مطابق ۱۹ ذی الحجہ ۸۰۴ھ میں کامل شکست کھائی اور قید ہو گیا مغرور فاتح یعنی امیر تیمور نے جب بایزید سے پوچھا کہ اگر تم فاتح ہوتے تو تم کیا کرتے بایزید نے جواب دیا کہ تم کو آہنی قفس میں بند کر دیا جاتا۔ تیمور نے کہا کہ تمھارا بھی یہی حال ہوگا اور حکم دیا کہ اس کو لوہے کے پنجرے میں لشکر کے ساتھ لے چلیں۔ ۸ مارچ ۱۴۰۳ء مطابق ۱۳ شعبان ۸۰۵ھ کو تیمور کی قید میں بایزید نے وفات پائی اس کا لڑکا موسیٰ اس واقعہ کے وقت ساتھ تھا وہ اس کی نعش کو بروصہ لے گیا اور وہاں دفن کیا جبکہ موسیٰ لشکر میں تھا اس کا بھائی سلیمان تخت نشین ہو گیا۔

بایزید بسطامی خواجہ بسطام کے مشہور ولی تھے اور اصل نام طیفوری تھا اسی وجہ سے بعض ان کو بایزید طیفوری البسطامی بھی کہتے ہیں ان کے دادا گبر تھے بعدہٗ مسلمان ہو گئے ان کے دونوں بھائی آدم اور علی تھے وہ بھی انھیں کی طرح عابد و زاہد تھے ۷۷۷ء مطابق ۱۶۰ھ میں پیدا ہوئے ۸۴۵ء یا ۸۴۸ء مطابق ۲۳۱ھ یا ۲۳۴ھ کے درمیان وفات پائی۔ ابن خلکان لکھتا ہے کہ وہ ۸۷۵ء و ۸۷۸ء مطابق ۲۶۱ھ و ۲۶۴ھ کے مابین فوت ہوئے۔ احمد خضرویہ کا جو ۲۴۰ھ میں فوت ہوئے۔ اور ان کا ایک ہی زمانہ تھا۔

بایزید ثانی سلطان۔ بادشاہ ترکی اپنے باپ محمد ثانی کی جگہ تخت قسطنطنیہ پر مئی ۱۴۸۱ء مطابق ربیع الاول ۸۸۶ھ میں متمکن ہوا۔ اپنی سلطنت کی حدود کو وسعت دی اور اہل وینس کو صلح طلب کرنے پر مجبور کیا۔ اندرونی نفاق کی وجہ سے اس کا زمانہ پریشان رہا اور اس کے بڑے لڑکے سلیم اول نے دھوکا دے کر اس کو ۷۰ سال کی عمر میں ۱۵۱۲ء مطابق ۹۱۸ھ میں زہر دیا۔ اس نے ۳۱ سال حکومت کی یہ غیر معمولی قابلیت کا شخص تھا اس نے سلطنت اور علوم کی ترقی میں بہت کچھ حصہ لیا۔

بایزید خاں فوجدار سرہند۔ فرخ سیر نے سکھوں کی بغاوت اسلئے ان کی سرکوبی کا حکم دیا یہ آمادۂ پیکار ہوا لیکن ایک سکھ نے سردار بندا کے حکم سے اس کو نماز مغرب کے وقت تنہائی میں قتل کر ڈالا اور خود بلا مضرت واپس چلا گیا۔ یہ واقعہ

۱۷۱۴ء مطابق ۱۱۲۶ھ میں ہوا۔

بایسنغر مرزا۔ مرزا شاہ رخ بن امیر تیمور کا بیٹا تھا۔ یہ ذی علم اور شریف شاہزادہ علما و فضلا کا بڑا دوست تھا۔ قسم قسم کے خطوں میں لکھنا جانتا تھا۔ اس نے فارسی اور ترکی زبان میں نظمیں بھی لکھی تھیں۔ پیدائش ۷۹۹ھ/۱۳۹۷ء وفات ۸۳۷ھ/۱۴۳۳ء۔ بمقام ہرات بعمر ۳۵ سال واقع ہوئی۔

بجے پال۔ بیانہ کا ایک مشہور راجہ تھا جس کا ذکر ہندوؤں کی قدیم تاریخ اور قصے کہانیوں میں ملتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ دولت طاقت اور وسعت سلطنت کے اعتبار سے یہ راجہ غیر معمولی حکمران تھا۔ دہلی کے راجہ جمیپشر کو جو پرتھی راج کا باپ تھا اسی نے شکست دی تھی۔ اور اس کے بعد وہ کل ہندوستان کا راجہ راجگان ہو گیا تھا۔ بھرتپور کے جاٹ اپنا سلسلۂ نسب اس راجہ تک پہنچاتے ہیں اور راجہ قرولی بھی اپنے آپ کو اسی کی اولاد بتاتا ہے۔

بجے سنگھ۔ راجہ ابھے سنگھ کا بیٹا تھا اور مہاراجہ جسونت سنگھ راجہ جودھپور کا پوتا ۱۷۵۲ء مطابق ۱۱۶۵ھ میں جودھپور کا راجہ ہوا وہ شاہان مغلیہ سے چالیس سال تک لڑتا رہا۔ آخر کار ڈی بواین فرانسیسی جنرل نے اس کو ۱۷۹۰ء میں شکست دی۔ اس کے سرداروں نے بغاوت کی خاندان میں اندرونی جھگڑے پیدا ہو گئے اور وہ ریاست کو اسی حالت میں چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ راجہ مان سنگھ ۱۸۰۳ء میں اس کا جانشین ہوا۔

بجے سنگھ پسر راجہ بھگوانداس (ملاحظہ ہو راجی)

بحر الحفظ۔ ابو عثمان بن عمرو کا خطاب ہے اس نے ایک کتاب اخلاق و ادب شہزادگان پر لکھی ۸۶۹ عیسوی مطابق ۲۵۵ھ میں وفات پائی۔

بحر العلوم۔ مولانا عبد العلی فرنگی محل لکھنؤ کے مشہور عالم ہیں (ملاحظہ ہو عبد العلی)

بختاور خاں۔ عہد عالمگیر میں ایک امیر تھا۔ (نظیر بختاور خاں ملاحظہ ہو)

بخت سنگھ۔ راٹھور پسر اجیت سنگھ و برادر ابھے سنگھ راجہ جودھپور ۱۷۵۲ء میں اس کو زہر دیا گیا۔

بحتری۔ عرب کا ایک نہایت مشہور شاعر تھا کنیت ابو عبادہ اور نام ولید ہو قبیلہ طے میں سے تھا بقول بعض مورخین وہ ۸۲۱ء مطابق ۲۰۶ھ میں پیدا ہوا۔ خلیفہ المستعین باللہ کے زمانہ میں گزرا ہے۔ ۸۰ سال کی عمر پائی بغداد میں فوت ہوا۔ اس کا یادگار ایک عربی قصائد کا دیوان "حماسہ" کے نام سے مشہور ہے

بختاور بیگ۔ گرد شاہ منصور ترکمان ۱۶۰۱ء میں سیستان کا حاکم تھا۔

بختیار خلجی (ملاحظہ ہو محمد بختیار خلجی)

بخشو۔ ایک گویا تھا جو راجہ بکرما جیت منصور کے دربار میں رہا کرتا تھا لیکن جب بکرماجیت کا تخت جاتا رہا تو وہ کالنجر کے راجہ کیرت کے پاس چلا گیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد اس نے گجرات کی ملازمت قبول کی جہاں وہ سلطان بہادر کے دربار میں ۱۵۲۶ء سے ۱۵۳۶ء تک ملازم رہا۔

بخشی بانو بیگم۔ اکبر اعظم کی ایک بہن تھی

بخشی علی خاں۔ حشمت تخلص تھا بزمانۂ صلابت جنگ نواب حیدرآباد ۱۷۵۰ء مطابق ۱۱۶۴ھ میں گزرا ہے۔

بدایونی (عبد القادر بدایونی ملاحظہ ہو)

بدخشی۔ فارسی کا شاعر صوبہ بدخشاں کا رہنے والا تھا ۹۰۲ء مطابق ۲۸۹ھ میں خلیفہ المکتفی کے زمانے میں اس کا عروج ہوا اس کا دیوان بمبئی درباریوں کے حالات سے پر ہے۔

بدخشی (مولانا) سمرقندی الغ بیگ مرزا خلف شاہ رخ مرزا

کے زمانہ میں تھا اس کی تصنیف سے ایک دیوان ہے۔

بدرالدین بعلبکی۔ ایک شامی طبیب تھا کتاب مفرح النفس اس کی تصنیف سے ہے۔

بدرالدین جاجرمی۔ جاجرمی شیخ سعدی اور شمس الدین محمد صاحب دیوان کا ہمعصر تھا۔ اصفہان میں مسکن تھا۔ ۶۸۶ھ/۱۲۸۷ء میں وفات پائی۔

بدرالدین سرہندی۔ ایک فارسی کتاب حضرت القدس کا مصنف ہے۔ اس کتاب میں حضرت احمد سرہندی کی کرامتیں درج ہیں۔

بدرالدین شاہ ولایت۔ بدایونی (ملاحظہ ہو شاہ ولایت)

بدرالدین صوفی۔ بحرالحیات کا مصنف ہے جو علم اخلاق کی ایک مشہور کتاب ہے۔

بدرالدین طیب جی۔ (جسٹس) پیدایش ۸ اکتوبر ۱۸۴۴ء بمقام بمبئی۔ آپ کے والد کا نام محمد طیب تھا جو عرب سے تجارت کی وجہ سے بمبئی میں آکر سکونت پزیر ہوئے۔ اور طیب جی بھائی میاں کے نام سے مشہور ہوئے بدرالدین طیب جی نے فارسی و اردو کی ابتدائی تعلیم کے بعد الفنسٹن اسکول بمبئی میں انگریزی تعلیم پائی۔ پھر لندن میں جاکر انگریزی تعلیم حاصل کی ۱۸۶۷ء میں دوسری مرتبہ ولایت جاکر بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔ کونسل کے ممبر ہے ۱۸۸۷ء میں سب سے پہلے انڈین نیشنل کانگریس کے صدر کی حیثیت سے ہندوستان کے پولیٹکل معاملات پر ایک مدبرانہ ایڈریس دیا ۱۸۹۵ء میں ہائی کورٹ کے جج مقرر ہوئے جسٹس طیب جی نے انجمن اسلام بمبئی بحیثیت سکریٹری اور پریسیڈنٹ انجمن مذکور مسلمانان بمبئی کی تعلیم اور سوشل اصلاح میں بہت کوشش کی تھی بیسویں صدی کے مسلمان لیڈروں میں وہ نہ صرف اپنی فصاحت تقریر کے لیے مشہور تھے بلکہ اُن کے کیریکٹر کی ایک خصوصیت یہ بھی کہ وہ کسی سوشل اصلاح کے جاری کرنے میں عوام کی طعن و تشنیع کا خوف نہ کرتے تھے چنانچہ مسلمان مستورات کے پردے کی اصلاح میں بمبئی میں انھوں نے سب سے پہلے قدم بڑھایا اور اس اصلاح کو عملی طور پر اپنے خاندان سے شروع کیا ۱۹۰۳ء میں آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس بمبئی کی صدارت کی۔ ۱۹ اگست ۱۹۰۶ء کو لندن میں انتقال کیا۔

بدرالدین لولو۔ موصل کا حاکم تھا۔ اور ۱۲۵۹ء میں ہلاکو خاں تاتاری کے عہد میں زندہ تھا۔

بدرالدین محمد بن عبدالرحمن الدہری کنزالدقائق پر شرح موسوم بہ مطلب الفائق لکھی جو مقبول عام ہے۔

بدرالدین محمود۔ ابن القاضی سماوانا کے نام سے مشہور اور جامع الفصولین کا مصنف ہے اس کتاب میں تجارتی معاملات پر فتوے ہیں ۱۴۲۰ء مطابق ۸۲۳ھ میں وفات پائی۔

بدرالدین محمود بن احمد العینی۔ کنزالدقائق کی شرح رمزالحقائق لکھی ۱۴۵۱ء مطابق ۸۵۵ھ میں وفات پائی۔ فتاوے مسائل الہدیہ کا مصنف ہے۔ امام ابن محمد عسقلانی کا ہمعصر تھا جامع ازہر مصر میں مدتوں درس دیا ہدایہ کی شرح اور صحیح بخاری کی شرح بھی اس کی مشہور تصانیف سے ہیں۔

بدرالنسا بیگم۔ عالمگیر کی لڑکی تھی۔ مارچ ۱۶۷۰ء مطابق ذلیقعدہ ۱۰۸۰ھ میں وفات پائی۔

بدر چاچی۔ فخرالزمان نام چاچ کا رہنے والا (تاشقند کا پرانا نام چاچ ہے) سلطان محمد تغلق بادشاہ دہلی کے زمانہ میں گزرا ہے۔ ۱۳۴۶ء مطابق ۷۵۱ھ کے کچھ دنوں کے بعد فوت ہوا۔ نازک خیال شاعر

تھے ان کے قصائد کتابی صورت میں بدر چاچ کے نام سے مطبوع و مشہور ہیں۔

بدر محمد دہلوی۔ فارسی لغت اداب الفضلا، کا مصنف ہے یہ کتاب ۱۴۱۹ء مطابق ۸۲۲ھ میں لکھی گئی تھی اور قدر خاں ولاور خاں کے نام پر معنون کی گئی۔

بدھ سنگھ۔ قوم کھتری اس نے سکھ فرقے کی تاریخ سنہ ۱۱ھ سے اپنے زمانے تک لکھی ہے اس کو اس کتاب کی تالیف میں لالہ عجائب سنگھ سے مدد بہت ملی، کتاب کا نام رسالہ نانک شاہ ہے۔

بدیع الدین (دیکھو شاہ مدار)

بدیع الدین شیخ (سہارنپوری) شیخ احمد سرہندی کے خلیفہ تھے۔ ۱۶۳۲ء مطابق ۱۰۴۲ھ میں وفات پائی سہارنپور میں ایک مسجد تعمیر کرائی وہیں دفن ہوئے

بدیع الزماں۔ مرزا سلطان حسین مرزا کا بڑا لڑکا تھا ۱۵۰۶ء مطابق ۹۱۲ھ میں اپنے باپ کی وفات کے بعد اپنے چھوٹے بھائی مظفر حسین مرزا کے ساتھ خراسان پر مشترک حکومت کی ازبک فاتحین اور اپنے بھائی کی غاصبانہ دست درازیوں کی وجہ سے اس کو عراق میں پناہ لینی پڑی ۱۵۱۴ء مطابق ۹۲۰ھ میں وہ بادشاہ روم سلطان سلیم اول کے دربار میں گیا۔ چند مہینے قیام کے بعد بعارضہ طاعون مرگیا امیر تیمور کی اولاد میں یہ آخری بادشاہ تھا جس نے ایران میں حکومت کی۔ کتاب سفینۃ الزماں میں اس بادشاہ کی چند نظمیں موجود ہیں کتاب فارسی اشعار کا ایک مجموعہ ہے

بدیع الزماں۔ ابو الفضل کنیت احمد نام ہمدان کا باشندہ علم ادب و نظم و نثر عربی کا امام اور مقامات بدیعی و دیگر رسایل کا مصنف ہے۔ فارسی قصائد کا دیوان بھی چھوڑا۔ ہرات کو مسکن بنایا اور وہیں جوانی میں ۳۹۸ھ میں زہر سے مارا گیا۔ بعض کہتے ہیں مرض سکتہ میں بیہوش ہوگیا اور اسی حالت میں دفن کیا گیا۔ مقامات حریری اس کے مقامات بدیعی کی تقلید میں لکھی گئی ہے۔

برج نراین۔ (ملاحظہ ہو چکبست)

برجیس قدر۔ جس کا اصل نام رمضان علی تھا۔ واجد علی شاہ لکھنؤ کا بیٹا تھا جو معشوق بیگم کے بطن سے تھا۔ غدر ۱۸۵۷ء میں برکات احمد رسالدار پندرھویں رجمنٹ بے قاعدہ رسالہ سابق کی تحریک اور باغی سپاہیوں کے اتفاق رائے سے برجیس قدر اودھ کا بادشاہ بنایا گیا اس وقت برجیس قدر کی عمر ۱۱ سال کی تھی اس کے تخت پر بیٹھنے سے پیشتر باغیوں نے اس کے چچا سلیمان شکوہ کو تاج قبول کرنے کی ترغیب دی اس نے انکار کیا۔ برجیس قدر ہندوستان سے نکالدیا گیا اور اس نے مع اپنی ماں کے کٹھمنڈو واقع نیپال میں پناہ لی۔

برق۔ جوالا پرشاد نام۔ پیدائش ۱۲ اکتوبر ۱۸۶۲ء بمقام قصبۂ محمدی (سیتاپور) ۱۸۸۴ء میں بی۔اے کا امتحان پاس کیا۔ آخر ۱۸۸۵ء سرکاری ملازمت میں داخل ہوئے بعد ۱۹۰۰ء میں منجانب گورنمنٹ گریون کمیٹی کے ممبر ہوئے۔ انھوں نے اپنی زندگی اخبار اودھ پنچ کی نامہ نگاری کے لیے وقف کردی تھی طالبعلمی ہی سے شاعری کے شایق تھے۔ ان کی شاعری کے بہترین نمونے "مثنوی بہار" اور "معشوقہ فرنگ" (رومیو جولیٹ کا ترجمہ) ہیں۔ شیکسپیر کے متعدد ڈراموں اور بنکم چندر چٹرجی بنگالی ناولوں (بنگالی دلھن۔ پرتاب۔ مار آستین۔ روہنی۔ بروگ۔ دغیرہ وغیرہ) کا ترجمہ بھی نہایت سلاست اور صفائی سے کیا ہے۔ ۲۶ مارچ ۱۹۱۱ء کو جبکہ وہ مستقل عہدۂ ججی خفیفہ پر مامور تھے بعارضۂ طاعون لکھنؤ میں انتقال ہوا۔

برکیارق سلطان سلطان ملک شاہ سلجوقی کا سب سے

بڑا بیٹا تھا۔ بجائے اپنے باپ کے ۹۰۳ء مطابق ۲۹۰ھ جانشین ہوا۔ اُس کا وطن بغداد تھا اُس کا بھائی آذربائجان کا حاکم تھا اور اس کے تیسرے بھائی سنجر نے خراسان کی سلطنت قایم کی تھی جہاں سے اُس نے اپنی فتوحات کو غزنین تک بڑھایا برکیارق نے ۱۲ سال حکومت کی ۱۱۰۴ء مطابق ۴۹۸ھ میں فوت ہوا۔ اُس کا بھائی سلطان محمد جانشین ہوا۔

برکت اللہ شاہ (سید) لقب صاحب البرکات بن سید اویس بن میر عبد الجلیل بن میر عبد الواحد بلگرامی۔ کلام فارسی میں عشقی اور ہندی میں پیمی تخلص کرتے تھے آپ کا شمار اکابر اولیائے کرام میں ہے۔ دیوان فارسی و مجموعہ اشعار ہندی موسوم بہ پیمی پرکاش اب تک موجود ہے۔ قدیم وطن آپ کا بلگرام تھا۔ حضرت سید عبد الجلیل صاحب آپ کے جد امجد کا مزار پہلے سے مارہرہ ضلع ایٹہ میں واقع تھا آپ نے بھی وہیں توطن اختیار فرمایا۔ ۲۶ جمادی الثانی ۱۰۷۰ھ کو پیدا ہوئے اور ۱۰ محرم ۱۱۴۲ھ کو وصال ہوا۔ درگاہ آپ کی بمقام مارہرہ ضلع ایٹہ زیارتگاہ خاص و عام ہے۔

برندق۔ مولینا بہاء الدین کا تخلص ہے۔ سمرقند کا باشندہ تھا اور رنگیں طبع۔ ہجوگو شاعر تھا۔ اُس کے ہمعصر اُس سے بوجہ اُس کی ظرافت و شوخ طبعی گھبراتے تھے سلطان بایقرا مرزا پسر عمر شیخ نبیرۂ امیر تیمور کے خاص مداحوں میں سے تھا جب شہزادہ بایقرا ۱۳۹۴ء میں تخت نشین ہوا اُس نے حکم دیا کہ پانچسو دینار برندق کو ادا کیے جائیں لیکن میر منشی کی غلطی سے اُس کو صرف دو سو دینار وصول ہوئے اس وقت اس نے ایک فی البدیہہ نظم لکھ کر بادشاہ کے پاس بھیجی تھی جو مشہور ہے۔

برہان (ملاحظہ ہو محمد حسن)

برہان الدین ابو اسحاق۔ الفرزی عام طور پر ابن فراح کہلاتا ہے۔ فریض الفزاری کا مصنف ہے۔ اس رسالہ میں فقہ شافعی کے مسائل وراثت بیان کیے گئے ہیں ۱۳۱۱ء مطابق ۷۰۹ھ میں فات پائی۔

برہان الدین البخاری۔ ذخیرۃ الفتاوی جس کو ذخیرۃ البرہانیہ بھی کہتے ہیں اور محیط البرہانی اس کی مصنفہ ہے۔

برہان الدین ابراہیم بن علی بن فرحون علمائے مالکی کا خاص تذکرہ نویس تھا اور کتاب دیباج المذہب کا مصنف تھا ۱۳۹۶ء مطابق ۷۹۹ھ میں فوت ہوا۔

برہان الدین حیدر بن محمد ہروی مصنف کتاب سراجیہ سجاوندی ۱۴۲۶ء مطابق ۸۳۰ھ میں فوت ہوا۔

برہان الدین شیخ (ملاحظہ ہو قطب عالم)

برہان الدین علی بن ابوبکر المرغنانی شیخ۔ مرغنان وطن۔ پیدایش ۱۱۳۵ء ۵۲۹ھ وفات ۱۱۹۷ء ۵۹۳ھ ہدایہ شرح بدایہ کے مصنف ہیں جو فقہ حنفیہ کی ایک بہت بڑی کتاب ہے۔ اُس کا انگریزی ترجمہ وارن ہیسٹنگس کے زمانہ میں ہوا۔ اور ۱۷۹۱ء میں لندن میں شایع ہوا۔ فارسی ترجمہ مولوی غلام یحیٰ خاں نے کیا جو ۱۸۰۷ء میں کلکتہ میں شایع ہوا۔ کتاب فرایض العثمانی بھی انھیں کی مصنفہ ہے۔ انگریزی ترجمہ ہدایہ ہملٹن کے نام سے مشہور ہے۔

برہان الدین غریب۔ صاحب ولایت دکن۔ ہانسی کے رہنے والے حضرت سلطان المشایخ نظام الدین محبوب الٰہی بدایونی کے خلفائے اجل سے ہیں جب ہانسی سے آپ دہلی تشریف لائے تو ایک غریبانہ حالت میں تھے جس وقت پہلی مرتبہ حضرت سلطان المشایخ

کی خدمت میں حاضر ہوئے خادم نے غریب کہکر پکارا لفظ "غریب" آپ کا لقب ہوگیا۔ تمام عمر بحالت تجرد گزری۔ نکاح نہیں کیا۔ کتب فقہ کے حافظ تھے تمام عمر کوئی چیز اپنی ملک و تصرف میں نہیں رکھی آخر عمر میں دہلی سے دولت آباد تشریف لائے اور یہاں ہزاروں ہنود مشرف باسلام ہوکر سلسلۂ بیعت میں داخل ہوئے ۱۳۳۷ء مطابق ۷۳۸ھ میں وفات پائی مزار شریف خلد آباد میں متصل دولت آباد (دکن) زیارتگاہ خاص و عام ہے۔

برہان الدین محمود بن احمد۔ کتاب محیط البرہانی کا مصنف ہے۔ محیط السرخسی کا مصنف دوسرا شخص ہے۔

برہان الملک سعادت خاں (ملاحظہ ہو سعادت خاں و مرزا ناصر)

برہان عماد شاہ۔ عماد شاہی خاندان کا ایک شہزادہ تھا۔ وہ اپنے باپ دریا عماد شاہ کا بحالت صغرسنی برار کی حکومت پر جانشین ہوا طفیل خاں وزیر اس کے ریجنٹ کی حیثیت سے کار سلطنت انجام دیتا تھا۔ لیکن خود بادشاہ بننے کی ہوس میں شہزادہ کے بالغ ہونے سے پیشتر حاکم خاندیس اور نظام شاہی حکومت کی مدد سے اس نے ملک پر قبضہ کر لیا۔ اور نابالغ شہزادے کو پابجولاں کرکے قلعۂ پرنالہ میں قید کیا اور خود بادشاہ بن بیٹھا ۱۵۶۸ء مطابق ۹۸۰ھ میں نظام شاہ نے مقید شہزادے کو قید سے چھڑانے کے بہانے سے طفیل خاں کے مقابلے کے لیے کوچ کیا۔ طفیل خاں نے قلعہ گاول حوالہ کر دیا اور شکست کھاکر مع اپنے بیٹے کے مقید ہوگیا لیکن نظام شاہ نے قیدی شہزادے کو تخت برار پر بٹھانے کی بجائے اس کو طفیل خاں اور اس کے پسر کے ساتھ ایک نظام شاہی قلعے میں مقید کر دیا وہاں یہ تینوں بدنصیب بادشاہ کے حکم سے پھانسی دیکر ہلاک کیئے گئے اور اس طرح پر خاندان عماد شاہ اور خاندان طفیل خاں کا خاتمہ ہوگیا۔

برہان ناقد۔ ایک شاعر تھا نظم دل آشوب کا مصنف یہ نظم شاہجہاں کے زمانہ کی لکھی ہوئی تھی۔

برہان نظام شاہ اول۔ دکن میں تخت احمدنگر پر ۱۵۰۸ء مطابق ۹۱۴ھ سات سال کی عمر میں تخت نشین ہوا اس نے ۴۷ سال قمری حکومت کی اور ۵۴ سال کی عمر میں ۱۵۵۴ء مطابق ۹۶۱ھ میں فوت ہوا۔ اور اپنے باپ کے مقبرے میں دفن ہوا۔

برہان نظام شاہ ثانی۔ برادر مرتضیٰ نظام ثانی دکن میں احمدنگر کے تخت پر بتاریخ ۵ مئی ۱۵۹۱ء مطابق یکم شعبان ۹۹۹ھ خود اپنے پسر اسمٰعیل نظام شاہ کو معزول اور قید کرنے کے بعد تخت نشین ہوا جو اس کی عدم موجودگی میں جبکہ وہ بادشاہ اکبر کے دربار میں حاضر تھا تخت پر بٹھا دیا گیا تھا۔ باوجود سن رسیدہ ہونے کے وہ عیاشی کی طرف مائل ہوگیا اس نے بادشاہ بیجاپور سے جنگ میں شکست کھائی پرتگال والوں سے بھی لڑائی ہوئی جس میں سمندر کے کنارے کے شہر اس کے قبضے سے نکل گئے۔ وہ چار سال ۱۶ یوم حکومت کرنے کے بعد بتاریخ ۱۸ اپریل ۱۵۹۵ء مطابق ۱۸ شعبان ۱۰۰۳ھ سنہ اکبری کے چالیسویں سال میں فوت ہوا۔ اور اس کا پسر ابراہیم نظام شاہ جانشین ہوا۔ مولانا ظہوری نے اپنا ساقی نامہ برہان نظام شاہ کے نام پر معنون کیا تھا جس میں ۴۰۰۰ اشعار ہیں۔

برہم گپت۔ سن پیدائش ۵۹۸ء تیس سال کی عمر میں نجوم پر ایک کتاب برہم سپھٹ سدھانت تصنیف کی۔ ہندوستان کے جوتش کے منجموں میں گنا [illegible]۔

بزاز۔ کتاب ادب المفردات کے مصنف ہیں اس کتاب میں اقسام حدیث اور اُن کی خصوصیات سے بحث کی گئی ہے۔ اس کے سوا ان کی اور تصنیفات بھی مشہور ہیں۔

بزرجمہر۔ نوشیرواں عادل شاہ فارس کا وزیر تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اُس نے ہندوستان آکر شطرنج کا کھیل سیکھا اور اس کو ایران میں جاکر رواج دیا۔ وہ عقلمند اور نیک مشہور ہے اُس نے عمر طویل پائی ۵۸۰ء و ۵۹۰ء کے درمیان بعہد ہرمز سوم فوت ہوا۔

بزرگ امید اسمٰعیلی تھا جو ماہ جون ۱۱۲۴ء مطابق ربیع الثانی ۵۱۸ھ میں حسن صباح کا جانشین ہوا ۱۴ سال حکومت کی اُس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا کیا محمد اُس کا جانشین ہوا۔ اور ۲۵ سال تک حکومت کی۔

بزرگ امید خاں بن شائستہ خاں سلطان عالمگیر کے عہد میں ایک ذی مرتبہ افسر تھا۔ اپنی وفات کے وقت جو ۱۶۹۳ء مطابق ۱۱۰۵ھ میں واقع ہوئی وہ بہار کا صوبہ دار تھا۔

بزمی تخلص نام عبدالشکور۔ وطن کرخ۔ شیراز میں سکونت اختیار کر لی تھی بادشاہ جہانگیر کے وقت میں گجرات آیا۔ اور ۱۰۲۸ھ/۱۶۱۹ء میں پدماوت تصنیف کی جو فارسی نظم میں مشہور کتاب ہے ۱۶۳۴ء میں بعہد شاہجہاں زندہ تھا۔

بساسیری ارسلاں کا لقب ہے جو غلامی کے وجہ سے بہاء الدولہ وزیر خلیفہ بغداد کی افواج کا سپہ سالار رہا لیکن بعدہٗ بہاء الدولہ سے منحرف ہو کر مصر کو بھاگ گیا اور مستنصر باللہ خلیفہ مصر کی پناہ میں رہنے لگا تھوڑے دنوں بعد بغداد میں آکر اس نے قایم باللہ کو جو عباسیوں کا چھبیسواں خلیفہ تھا قید کر لیا اور تخت سے اُتار دیا اور یہ اعلان کیا کہ مستنصر باللہ تمام مسلمانوں کا خواہ وہ مصر میں ہوں یا بغداد میں جائز خلیفہ ہے اس طریقہ سے المستنصر باللہ ڈیڑھ سال تک خلیفہ بغداد رہا۔ طغرل بیگ بادشاہ سلجوقی نے اُس کو معزول کر کے پھر قایم باللہ کو تخت نشین کیا بساسیری کو اس معرکے میں شکست ہوئی اور وہ ۴۵۱ھ مطابق ۱۰۵۹ء میں مارا گیا سلطان طغرل بیگ نے اُس کا سر اُتار کر خلیفہ قایم باللہ کے پاس بھیجدیا۔ اُس نے نیزے پر چڑھا کر بغداد کی گلیوں میں گشت کرایا

بساطی سمرقندی سمرقند کا ایک شاعر تھا جو امیر تیمور کے پوتے سلطان خلیل اللہ کے زمانے میں گزرا ہے۔ سابق میں وہ ایک قالین باف تھا اسی مناسبت سے حصیری تخلص کرتا تھا۔ لیکن بعدہٗ تبدیل کر کے بساطی تخلص رکھا۔ وہ عصمت اللہ بخاری کا ہمعصر تھا۔

بسام عربی کا مشہور شاعر ابوالحسن علی نام۔ نہایت ظریف اور ہجو گو۔ کتاب ذخیرہ کا مصنف ہے ۳۰۲ھ میں بعمر ۷۰ سال فوت ہوا۔

بساون لال شاداں بلگرام کا باشندہ وزیر الدولہ خلف محمد امیر خاں والی ٹونک کے دربار میں نائب میر منشی تھا اور اسی کے حکم سے ۱۲۴۰ھ میں امیر نامہ تصنیف کیا یہ درحقیقت امیر خاں کی سوانح عمری ہے۔

بسمل بدایونی (ملاحظہ ہو رضی الدین مولوی)

بسواس راؤ مرہٹہ سردار بالا راؤ پیشوا کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ وہ اُس لڑائی میں جو بمقابلہ احمد شاہ ابدالی بتاریخ ۱۴ جنوری ۱۷۶۱ء ہوئی تھی مع سداشیو بھاؤ و دیگر مرہٹہ سرداروں کے مارا گیا۔

بشن سنگھ کچھواہا راجہ جے پور رام سنگھ کا پسر اور مرزا راجہ جے سنگھ سوائی کا باپ تھا۔ وہ ۱۶۹۳ء

مطابق ۱۱۰۰ھ میں فوت ہوا۔

بشن نرائن در۔ کشمیری برہمن تھے پیدائش ۱۸۶۴ء بمقام ضلع بارہ بنکی۔ اردو فارسی کی ابتدائی تعلیم کے بعد انگریزی شروع کی کیننگ کالج لکھنؤ میں ایف۔ اے۔ میں داخل ہوئے مگر ریاضی میں ناکام رہے۔ پھر ولایت جاکر بیرسٹری کی تکمیل کی اور انگریزی کی سنجیدہ تصانیف کا مطالعہ کرتے رہے بزمانۂ قیام لندن اخبار لندن ٹائمس میں اکثر مضامین لکھے ہندوستان آکر پولیٹیکل اور سوشل مسائل کی چھان بین میں ہمہ تن سرگرم رہے در تخلص کرتے تھے۔ ۱۹ نومبر ۱۹۱۶ء کو بمقام لکھنؤ انتقال کیا۔

بشیر ابن اللیث اس کے بھائی رفیع ابن اللیث نے ہارون الرشید خلیفہ بغداد سے ۸۰۶ء مطابق ۱۹۰ھ میں بمقام سمرقند بغاوت کی تھی اور اس کے مقابلے کے لیے جمعیت کثیر فراہم کی تھی بشیر بھی اپنے بھائی کا ساتھی تھا۔ خراسان کی فتح کرنے کے لیے باغیوں نے بہت کوشش کی ۸۰۹ء مطابق ۱۹۳ھ میں جبکہ ہارون الرشید کا عالم نزع تھا۔ بشیر پابہ جولاں اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ اسے دیکھتے ہی خلیفہ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ چنانچہ اسی وقت خلیفہ کے سامنے بشیر کے ٹکڑے کر دیئے گئے۔

بطلیموسی عرب کا مشہور مصنف ہے جس نے ایک رسالے میں اس مضمون سے بحث کی ہے کہ انشاپردازی کے فن میں کمال پیدا کرنے کے لیے کن خاص قابلیتوں کی ضرورت ہے۔ فن انشا میں اس کی ایک تصنیف بھی ہے۔

بغداد خاتون۔ امیر چوبان حاکم تاتار کی لڑکی تھی یہ زمانہ ابوسعید بن الجایتو کی بادشاہت کا تھا سلطان ابوسعید بغداد خاتون سے شادی کرنے کا خواہشمند تھا۔ لیکن امیر چوبان اس کے باپ نے اس بنا پر انکار کر دیا کہ اس کی نسبت شیخ حسن سے ہو چکی ہے بادشاہ نے اس انکار پر ناخوش ہوکر چوبان کو مروا ڈالا اور حسن سے طلاق دلوا کر خود نہایت دھوم سے اس کے ساتھ شادی کی۔ تھوڑے دنوں تک ابوسعید بالکل بیگم کے قبضے میں رہا۔ لیکن آخر میں ناخوش ہوگیا تھا ۱۳۳۵ء مطابق ۷۳۶ھ میں فوت ہوا اور شبہ کیا گیا کہ بیگم نے زہر دے کر مار ڈالا۔ بایدو خاں نے جو ابوسعید کا جانشین ہوا اس شبہ میں بغداد خاتون کو قتل کرا دیا۔

بغری یا بغشوری محمد بن اسحاق کا لقب تھا ایک عربی مصنف ہے جس نے اخلاق پر کتابیں لکھی ہیں۔ ۱۲۰۸ء مطابق ۶۰۹ھ میں وفات پائی

بغوی (ملاحظہ ہو ابو محمد فرائی ابن مسعود البغوی)

بقا خاں حکیم دہلوی مصنف قرابادین بقائی۔

بقائی ابراہیم بن عمر کا خطاب تھا جس نے قدیم حکما کی سوانح اور رمل پر مختلف رسالے لکھے اور ایک تفسیر قرآن شریف کا بھی مصنف تھا ۱۴۸۱ء مطابق ۸۸۶ھ میں فوت ہوا۔

بقائی ملا ایک شاعر تھا جو شہنشاہ بہادر شاہ کے زمانے میں گزرا ہے۔ ایک مثنوی کا مصنف ہے جس کو اس نے سلطان بہادر شاہ کے نام پر معنون کیا تھا

بقلی ابوالفضل محمد بن قاسم الخوارزمی کا لقب تھا جو اپنے علم کی وجہ سے زین الدین اور زین المشائخ کا خطاب بھی رکھتے تھے انھوں نے مسلمانوں کی عبادات اور اہل عرب کی شان و شوکت

اور خوبی پر ایک کتاب موسوم بہ صلوٰۃ البقا لکھی وہ سنہ ۱۶۱۱ء مطابق سنہ ۱۰۲۲ھ میں فوت ہوئے لیکن بموجب قول حاجی خلفا سنہ ۱۶۱۱ء مطابق سنہ ۱۰۲۰ھ میں انتقال کیا بقلی نامی ایک اور عالم بھی گزرے ہیں جو سنہ ۹۸۰ھ میں فوت ہوئے۔

بگرامی تخلص تھا عبدالرحمٰن وزارت خاں نام برہان قاسم خاں کا بھائی اور شمس الدولہ نواز خاں کا دادا تھا شاہ عالمگیر کے عہد میں اُس کو مالوہ اور بیجاپور کی دیوانی پر ترقی دی گئی تھی۔ وہ ایک اچھا شاعر تھا اُس نے ایک دیوان چھوڑا۔

بکرماجیت اہل ہند کے قدیم مذہبی قصوں میں اس راجہ کا ذکر آیا ہی اور کہا جاتا ہی کہ وہ مالوہ و گجرات کا راجہ تھا اُس کا دارالسلطنت اجین تھا اس کا سن جو بکرمی سمبت کہلاتا ہی شمالی ہند میں اب بھی استعمال ہوتا ہی ستاون سال قبل سنہ عیسوی سے شروع ہوتا ہی۔ یہ راجہ علم اور اہل علم کا سرپرست تھا۔ اس کے دربار کے نورتن مشہور ہیں جن میں سے دھن ونتری۔ کالی داس وغیرہ نامور گزرے ہیں۔

بکرماجیت بندیلہ (جگ راج) راجہ جھجار سنگھ بندیلہ کا بیٹا عہد شاہجہانی میں منصب دو ہزاری اور دو ہزار سوار پر سرفراز ہوا۔ اور جگ راج کا خطاب پایا۔ اس کے بعد مہمات دکن خصوصاً محاصرہ قلعہ دولت آباد میں جانبازی کا حق ادا کیا سنہ ۱۶۳۴ء مطابق ۱۰۴۴ھ عہد شاہجہانی میں جبکہ اس کا باپ آگرے سے بھاگا یہ بھی باپ کے ساتھ ہو لیا۔ راستے میں لشکر کے متعاقب سپاہیوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔

بلال حبشی الاصل جائے پیدایش مکہ معظمہ امیہ بن خلف کافر کے غلام تھے اُسی حالت میں اسلام قبول کیا جس کی وجہ سے کافر آقا اُن پر طرح طرح کے ظلم کرتا تھا اور ترک اسلام پر مجبور کرتا تھا اس وجہ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ اوّل نے آپ کو اُس کافر سے خرید کر کے آزاد کر دیا رسول کریم کے عاشق صادق اور خادم خاص تھے خدمت اذاں آپ ہی کے سپرد تھی حضور نبی کریم کی وفات کے بعد ملک شام کو ہجرت کر کے چلے گئے تھے خلیفہ دوم حضرت عمرؓ کے عہد میں سنہ ۶۴۱ء مطابق سنہ ۲۰ھ میں وفات پائی۔

بلال کنور زوجہ عالمگیر ثانی اور مادر شاہ عالم بادشاہ دہلی اُس کا خطاب زینت محل تھا۔

بلبن (ملاحظہ ہو غیاث الدین بلبن)

بلبھدر سنگھ ایک راجہ تھا جو قدیم راجگان اودھ کی نسل سے تھا ایک لاکھ راجپوت اُس کے محکوم تھے جس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو نواب وزیر لکھنؤ کے ہم پلہ سمجھ کر نواب وزیر سے منحرف ہو گیا تھا اس راجہ کے مغلوب کرنے کے واسطے سنہ ۱۷۷۶ء میں ایک فوج روانہ کی گئی جس میں کچھ تو نواب کی فوج تھی اور کچھ کمپنی کے سپاہی تھے لیکن نواب آصف الدولہ کے وزیر حیدر بیگ خاں اور چند ہندوستانی عاملوں کی سازش سے جنھوں نے بہت سا روپیہ زمینداروں سے وصول کر لیا تھا یہ مہم ناکامیاب رہی دو سال تک بلبھدر سنگھ کو بار بار شکست ہوتی رہی آخر کار جبکہ وہ اپنے لشکر میں محصور کر لیا گیا۔ وہاں سے فرار ہونے کی کوشش میں مارا گیا۔

بلدیو سنگھ جاٹ راجہ بھرتپور رنجیت سنگھ کا دوسرا بیٹا تھا وہ اپنے بڑے بھائی رندھیر سنگھ کے بعد جانشین ہوا۔ ۱۸۲۳ء میں فوت ہوا

بلوان سنگھ معروف بہ کاشی والا راجا چیت سنگھ راجہ بنارس کا بیٹا تھا۔ بلوان سنگھ گوالیار میں پیدا ہوا۔ باپ کی وفات کے بعد اس کا خاندان دو ہزار روپیہ ماہواری پنشن پر آگرہ میں مقیم رہا اُس کا اکلوتا بیٹا کنور جگربتی سنگھ، ار دسمبر ۱۸۱۰ء کو فوت ہوا۔ اور چند روز بعد اُسی ماہ کی ۱۹ر تاریخ کو بلوان سنگھ بھی طویل عمر پاکر فوت ہو گیا۔ بلوان سنگھ شاعر بھی تھا ایک اُردو دیوان تصنیف کیا۔ اُس نے ایک لڑکا بعمر ۹ سال اور ایک گیارہ سال کی دختر چھوڑی

بلونت سنگھ بنارس کا راجہ تھا وہ مشہور چیت سنگھ بانی کا باپ یا بھائی تھا۔ بلونت سنگھ اپنے باپ منسا رام کا ۱۷۴۰ء میں جانشین ہوا تھا۔ اُس نے ۳۰ سال تک حکومت کی اور ۱۷۷۰ء میں فوت ہوا اور اُس کا جانشین راجہ چیت سنگھ ہوا۔

بلونت سنگھ راجہ بھرتپور ماہ اگست ۱۸۲۵ء میں اپنے باپ بلدیو سنگھ کا جانشین ہوا اُس کو ماہ مارچ ۱۸۲۶ء میں چچازاد بھائی درجن سال نے معزول کر دیا لیکن سرکار انگریزی نے بتاریخ ۹ار جنوری ۱۸۲۶ء اُس کو تخت نشین کیا۔ بنگالی فوج نے بماتحتی لارڈ کومبرمیر سالار افواج انگریزی بتاریخ ۱۸ر جنوری بھرت پور کو لوٹ لیا۔ اور قبضہ کر لیا اس محاصرے میں انگریزوں کے ۴۵ افسر اور ۱۰۰۰ آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے دشمن کے کئی ہزار آدمی کام آئے اور درجن سال کو گرفتار کر کے الہ آباد بھیج دیا گیا۔ بلونت سنگھ ۳۴ سال کی عمر میں بتاریخ ۱۶ر مارچ ۱۸۵۳ء فوت ہوا اور اُس کا شیر خوار پسر جسونت سنگھ جانشین ہوا۔

بلہانہ کشمیری سنسکرت کا شاعر تھا اس کا زمانہ ۱۰۷۰ء کے قریب گزرا ہے اس پر یہ الزام لگایا گیا تھا کہ وہ شہزادی کشمیر سے محبت رکھتا تھا اُس پر بادشاہ نے اس کے قتل کا حکم دیدیا مگر بلہانہ نے ایک نظم لکھی بادشاہ نے اُس سے متاثر ہو کر جان بخشی کی اور اپنی لڑکی سے شادی بھی کر دی۔

بلیغ دلائل ظاہرہ و تلون قدرت و مکالمہ کا مصنف ہے ہندوستان کا باشندہ تھا ۱۲۸۰ء مطابق ۱۸۶۳ھ میں زندہ تھا۔

بناکتی (ملاحظہ ہو ابو سلیمان داؤد)

بنانہ۔ عرب کا ایک شاعر تھا جس کا پورا نام ابوبکر بن محمد بن بنانہ تھا۔ ایک اور بنانہ شاعر بھی گزرا ہے جسکا نام ابو نصر بن العزیز بن بنانہ تھا جو بغداد میں ۱۰۹۹ء میں فوت ہوا۔

بنایک راؤ راجہ پسر امرت راؤ ایک مرہٹہ سردار تھا وہ ماہ جولائی ۱۸۵۳ء میں ۵۰ سال کی عمر میں فوت ہوا۔

بنائی مولینا فن تعمیر کا ماہر مقام ہرات میں پیدا ہوا۔ شاعر بھی تھا۔ بنائی تخلص کرتا تھا۔ یہ تخلص فن عمارت کی مناسبت سے رکھا تھا ایک کتاب بہرام و بہروز اُس کی تصنیف سے ہے اس قصے کو اُس نے سلطان یعقوب ابن اوزن حسن کے نام پر معنون کیا امیر علی شیر کی تعریف میں اس نے ایک قصیدہ لکھا تھا لیکن کچھ صلہ نہ ملنے پر اُس نے سلطان احمد مرزا کی مدح میں اُس کو یہ کہکر تبدیل کر دیا کہ میں اپنی لڑکیاں (اشعار) بغیر مہر کے نکاح میں نہیں دے سکتا۔ امیر علی شیر

بہت غصے ہوا اور اُس کے قتل کا پروانہ
بادشاہ سے حاصل کر لیا۔ بنائی یہ خبر پا کر ماوراءالنہر
بھاگ گیا اور شاہ اسمٰعیل کے قتل عام میں ۱۵۱۲ء
مطابق ۹۱۸ھ میں مارا گیا۔ اُس نے ایک
دیوان چھ ہزار اشعار کا چھوڑا۔

بن بناتہ لقب ابو نصر ابن العزیز بن عمر و۔ ایک عربی
شاعر تھا جو بغداد میں ۱۰۱۴ء مطابق ۴۰۵ھ
میں فوت ہوا۔

بندادین لکھنؤ کا مشہور و معروف ماہر فن رقص و سرود
خاصکر نرت کے فن کا زبردست اُستاد تھا۔
آخری شاہ اودھ واجد علی شاہ کے زیر نگرانی
اس فن کی تعلیم پائی تھی۔ نوے سال کی عمر میں اپنے
وطن میں ۱۹ مئی ۱۹۰۱ء کو فوت ہوا۔ اس کے
چھوٹے بھائی کالکا بھی اس فن میں مشہور تھا جو
اُس سے پہلے مر چکا تھا۔ بندادین لاولد تھا لہذا
کالکا کے بیٹوں کو اُس نے اس فن میں اپنا یادگار
چھوڑا علاوہ اپنے بھتیجوں کے اُس نے اور
بہت لایق شاگرد فن موسیقی کے چھوڑے ہیں
جو تمام اطراف ہند میں پھیلے ہوئے ہیں۔

بندرابن خوشگو قوم بیش باشندہ متھرا اپنے
زمانے کے مشہور اساتذہ فن سے شرف تلمذ
حاصل تھا سراج الدین علی خاں آرزو مرزا عبدالقادر
بیدل محمد افضل سرخوش اور شیخ سعد اللہ گلشن
کی صحبتیں اُٹھائی تھیں۔ نظم و نثر دونوں میں کمال
رکھتا تھا سفینۂ خوشگو اور تذکرۃ المعاصرین دو تذکرے
لکھ کر نواب عمدۃ الملک امیر خاں کی سرکار میں پیش
کیے۔ نواب نے قدر دانی کی اور دو روپے
روزانہ وظیفہ مقرر کیا۔ نواب کی وفات کے بعد
ترک دنیا کر کے عظیم آباد پٹنہ میں اقامت اختیار
کی ۱۱۹۰ھ میں وفات پائی کتب خانہ بانکی پور
میں اس تذکرے کا ایک نسخہ موجود ہے جو علامہ آزاد
بلگرامی کی فرمایش سے ۱۱۶۳ھ میں نقل کیا گیا تھا
گل رعنا کے مولف نے اس تذکرے سے فائدہ
اُٹھایا ہے۔

بندرابن داس بندرابن داس بہادر شاہی بہادر شاہ
اول کے درباری متوسلین میں تھا سنہ ۴۰ جلوس
عالمگیری مطابق ۱۱۰۷ھ میں اس نے خلاصۃ التواریخ
نام ایک کتاب لکھی اس میں ہندوستان کی تاریخ
آریوں کی قدیم زمانے سے لیکر عہد عالمگیری تک ترتیب
دی ہے عربی آمیز فارسی عبارت اس خوبی سے لکھی ہے
کہ ایرانی قلم کا دھوکا ہوتا ہے مقدمہ میں اپنے ماخذ
گنائے ہیں واقعات کا نہایت اختصار کیا ہے اس
کتاب کا ایک نادر نسخہ ۱۲۰۳ھ کا لکھا ہوا ڈیسنہ
(بہار) الاصلاح لائبریری میں موجود ہے"

بندرابن (رائے) رائے بھارامل کا بیٹا تھا بھارامل
نے سنہ ۲ جلوس شاہجہانی میں حسن خدمت کے
صلے میں رائے کا خطاب پایا تھا داراشکوہ نے
اس کو اپنا دیوان مقرر کیا تھا اس کے بیٹے
بندرابن کو عالمگیر نے تربیت کیا اور رائے کا
خطاب بخشا بندرابن نے لب التواریخ کے نام
سے اپنی ایک بہترین یادگار چھوڑی ہے۔

بندن سنگھ جاٹ راجہ بھرت پور بانی قلعہ ڈیگ کا لڑکا
تھا۔ نادر شاہ نے ۱۷۳۹ء مطابق ۱۱۵۲ھ میں
جب ہندوستان پر حملہ کیا تو وہ زندہ تھا اس
کی وفات کے بعد سورج مل جاٹ جانشین ہوا۔

بندہ (ملاحظہ ہو رضی مولینا)

بندہ سکھوں کا گرو یا سردار گرو گوبند کا جانشین تھا اس
شخص نے بڑی قوت حاصل کی تھی اور بہادر شاہ

کے عہد میں صوبۂ لاہور میں سخت غارت گری پھیلائی
تھی جبکہ بادشاہ دکن میں اپنے بھائی کام بخش کا
مقابلہ کر رہا تھا بندہ نے اپنے (چیلوں) کو جمع
کیا تاکہ گرو گوبند کے لڑکوں کے قتل کا انتقام لیا
جائے اس نے مسلمانوں پر نہایت بیدردی کے
ساتھ مظالم کیئے اس پر بادشاہ نے بنفس نفیس خود
کوچ کرکے لوہ گڑھ کے قلعے میں اس کو محصور کر لیا
اور قلعے پر قبضہ کر لیا۔ مگر بندہ فرار ہو گیا۔ اور جدید
یورش شروع کی سلطان فرخ سیر کے عہد میں عبدالصمد خاں
صوبیدار کشمیر بڑی فوج کے ساتھ باغیوں کے
مقابلے کو بھیجا گیا بہت سی سخت لڑائیوں کے بعد
اس نے بندے کو ایک قلعے میں پناہ لینے کے
واسطے مجبور کیا۔ بحالت محاصرہ رسد قطعی بند کر دی
اہل قلعہ اس قدر مجبور ہو گئے کہ گائیں اور گھوڑے
اور گدھے وغیرہ تک کھانے لگے جن کا کھانا
ان کے یہاں مذہبًا ممنوع تھا۔ آخر کار جب
کسی قسم کی خوراک باقی نہ رہی اور قحط اور بیماری
انتہا درجے کو پہنچ گئی تو انھوں نے صلح کی درخواست
کی۔ عبدالصمد خاں نے میدان میں جھنڈا گاڑ کر
ان کو باہر نکلنے اور ہتھیار رکھدینے کا حکم دیا جس
کی انھوں نے تعمیل کی۔ اس وقت عبدالصمد کے حکم
سے کچھ لوگ قتل کر دیئے گئے۔ بندہ مع دیگر قیدیوں
کے ایک لوہے کے قفس میں بند کرکے دہلی
بھیجا گیا سکھ لوگ جان بخشی کی خاطر قبول اسلام
پر راضی نہ ہوئے۔ اس پر سات دن تک برابر
ایک سو سکھ یومیہ قتل کیے گئے آٹھویں دن بندہ
اور اس کے بیٹے کی باری آئی اس کے سامنے اول
بیٹے کو نہایت بے رحمی سے قتل کیا گیا پھر بندے
کو بھی گرم چمٹوں سے نوچ کر ہلاک کر دیا گیا۔ یہ
واقعہ ۱۷۱۶ء مطابق ۱۱۲۸ھ کا ہے۔

بنکم چندر بنگالی زبان میں نثر کا بہترین نمونہ وہ سبق آموز
افسانے ہیں جن کا آغاز بنکم چندر سے ہوتا ہے
۱۸۳۸ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۹۴ء میں انتقال
کیا درگیش نندنی ان کا سب سے پہلا ناول تھا
جس نے ۱۸۶۴ء میں شایع ہو کر ہندوستان
کی ادبی دنیا میں ہلچل ڈالدی ۱۸۷۲ء میں انھوں
نے ایک ادبی رسالہ جاری کیا جس میں بیشتر
انھیں کے ناول شایع ہوئے۔ اس رسالے نے بنگالی
زبان کی موجودہ طرز کی بنا رکھی ہے۔ ان کے اکثر
ناول اردو میں ترجمہ ہو چکے ہیں۔

بن محمد (ملاحظہ ہو ابوالفیض محمد)

بنوالی داس ولی شہزادہ داراشکوہ کا میر منشی تھا
بعضوں نے اس کا نام بھوانی داس لکھا ہے کتبخانہ
آصفیہ کے فہرست نویس نے ولی رام گسائیں
داراشکوہی نام بتایا ہے بنوالی تو کتابت کی
تصحیف ہے ولی اس کا تخلص نام میں داخل ہو گیا
ہے اس نے شاہان دہلی کی تاریخ لکھی ہے کتاب کا
نام راجاولی ہے کتاب مستند ہے اور بہت سی معتبر
کتابوں میں اس کے حوالے ہیں اس کے قلمی
نسخے اکثر کتب خانوں میں موجود ہیں

بوّاب نام ابوالحسن، جو ابن بوّاب کے نام سے بھی مشہور
ہے اس نے عربی کے حروف تہجی کی جن کو ابن مقلہ
نے ایجاد کیا تھا، اصلاح کی اس کے بعد یعقوب نے
جس کو مستعصمی بھی کہتے ہیں ان حروف کو موجودہ
خط نسخ کا جامہ پہنایا۔ ابن بوّاب ۴۱۳ھ/۱۰۲۲ء میں
اور بقول بعض ۴۲۳ھ/۱۰۳۲ء میں فوت ہوا۔

بودلے (سید) آپ کا نام بہبود علی تھا۔ آپ نے
اپنے والد کے انتقال کے بعد تمام مال و متاع

راہ خدا میں دیکر جامۂ الفقر فخری زیب تن کیا۔ اور حضرت شاہ امین الدین علی کی خدمت میں حاضر ہوکر بیعت کی اور ریاضات و مجاہدات میں مصروف ہوئے سلطان عبداللہ شاہ قطب شاہ کے عہد میں وارد حیدرآباد ہوئے۔ محلہ دبیرپورہ میں قیام فرمایا۔ اور ایصال فیض میں مصروف ہوئے آپ کی خرق عادات اکثر کتب تاریخ میں بھی درج ہیں اور زبان خلق پر بھی ہیں ۷ ربیع الثانی ۱۰۶۰ھ م ۱۶۴۹ء میں وصال ہوا۔ بیرون دبیرپورہ دروازہ آپ کا مزار ہے۔ سالانہ عرس بہت شاندار ہوتا ہے۔

بوس (ڈاکٹر) جگدیش چندر بوس۔ پیدائش ۱۸۵۸ء پریسیڈنسی کالج کلکتہ سے بی۔ اے اور کیمبرج سے ایم۔ اے۔ اور لندن سے بی۔ ایس۔ سی کا امتحان پاس کیا۔ پھر وہاں سے ڈی۔ ایس۔ سی کا خطاب پایا۔ پانچ سال بعد ہندوستان واپس آئے۔ یہ ہندوستان کے ایک نہایت پرمغز سائنس داں ہیں۔ اکثر ممالک آسٹریا۔ جرمنی۔ فرانس امریکہ۔ جاپان میں مدعو کیے گئے اور وہاں انھوں نے اپنے مفید لیکچروں سے دنیا کو فیضیاب کیا۔ انھوں نے اکثر مفید نصیحتیں ملک والوں کو کیں اور کامیابی کے گر سکھائے مسٹر بوس نے تعلیم نسواں کی طرف بے حد توجہ کی۔ فی الحال گورنمنٹ نے ڈاکٹر موصوف کے ذاتی تجربے کے اخراجات کے واسطے ایک معقول وظیفہ مقرر کردیا ہے۔

بوعلی شاہ قلندر (ملاحظہ ہو ابوعلی قلندر)

بہادر خاں روہیلہ ولد دریا خاں شاہجہاں کے زمانے میں معزز امیر تھا شہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ قندھار گیا اور ۱۹ جولائی ۱۶۴۹ء مطابق ۱۹ رجب ۱۰۵۹ھ میں محاصرہ کے زمانے میں مرگیا۔

بہادر خاں فاروقی ۱۵۹۶ء مطابق ۱۰۰۵ھ میں اپنے باپ راجہ علی خاں کی وفات کے بعد حکومت خاندیس پر قابض ہوا۔ چند سال بعد جب شاہ اکبر مانڈو میں آیا کہ دکن پر حملہ کرے۔ بہادر خاں نے اپنے باپ کی پالسی کے خلاف اکبر پر بھروسا نہ کیا اور نہ اُن کی امداد کے لیئے گیا۔ بلکہ اسیر کے قلعے میں قلعہ بند ہوگیا اور محاصرے کی مدافعت کی تیاری کی جب یہ خبر اکبر کو پہنچی تو اُس نے خانخانان عبدالرحیم خاں اور شاہزادہ دانیال مرزا کو حکم دیا کہ احمد نگر کا محاصرہ جاری رکھو۔ اور خود دکن کو روانہ ہوگیا اور برہان پور پر قبضہ کرلیا اور ایک اپنے سپہ سالار کو اسیر کے محاصرے کے لیے چھوڑا۔ اس قلعے کا محاصرہ عرصے تک جاری رہا۔ یہاں تک کہ ہتھیار ڈالدیئے گئے اور بہادر خاں نے اکبر کے تخت کے سامنے ۱۵۹۹ء مطابق ۱۰۰۸ھ میں عاجزی کی۔ اور ناقابل تسخیر اسیر کا قلعہ جس میں دس سال کے صرف کے قابل سامان رسد اور بے شمار خزانہ موجود تھا بادشاہ کے ہاتھ آیا۔

بہادر سنگھ ہزاری مل کا بیٹا اور لچھمی چند کا پوتا تھا اصل وطن گوشا ہجہان آباد تھا لیکن الہ آباد میں سکونت اختیار کرلی تھی، یہاں عربی فارسی اور ہندی کی تاریخی کتابوں سے مواد فراہم کرکے یادگار بہادری کے نام سے تمام دُنیا کی تاریخ لکھی اس کا سال ختم ۱۲۴۹ھ ہی

بہادر شاہ ابوظفر سراج الدین نسل تیموری سے دہلی کے آخری بادشاہ تھے۔ اکبر شاہ ثانی کے بیٹے تھے سہ شنبہ کے دن بتاریخ ۲۴ اکتوبر ۱۷۷۵ء مطابق ۲۰ شعبان ۱۱۸۹ھ میں پیدا ہوئے اُن کا تاریخی نام ابوظفر ہے اُن کی ماں کا نام لال بائی تھا فارسی

بڑے عالم اور اُردو کے فصیح شاعر خط نسخ کے اُستاد کامل ظفر تخلص کرتے تھے۔ ذوق دہلوی سے تلمذ حاصل تھا۔ چار دیوان مطبوعہ موجود ہیں۔ ۲۸ مئی ۱۸۳۷ء مطابق ۲۰ جمادی الثانی ۱۲۵۳ھ میں اپنے باپ کے بجائے تخت نشین ہوئے۔ بدقسمتی سے ۱۸۵۷ء کے ہنگامۂ غدر میں دہلی کا تخت انھیں کے قبضے میں تھا اسی زمانے میں اپنے سکّہ پر یہ شعر کندہ کرایا تھا ؎

بزرزد سکّہ نصرت طرازی
سراج الدین بہادر شاہ غازی

اِن پر بغاوت میں ملوث ہونے کا الزام لگایا گیا اور جب غدر فرو ہوا۔ اکتوبر ۱۸۵۸ء میں ان کو قید کرکے کلکتے بھیجا گیا۔ وہاں سے بتاریخ ۴ دسمبر ۱۸۵۸ء رنگون کو بھیجد یا گیا۔ اس وقت دو بیویاں ایک لڑکا اور ایک پوتا ان کے ساتھ تھے۔ گورنمنٹ سے ایک لاکھ روپیہ ماہانہ کا وثیقہ ملتا تھا۔ چند سال کے بعد رنگون میں وفات پائی وہیں مدفون ہوئے۔ تاریخ وفات ۷ نومبر ۱۸۶۲ء ہے۔

بہادر شاہ افغان سلیم شاہ کے عہد میں اپنے باپ محمود خاں کی بجائے بنگالے کا گورنر ہوا اور خود مختار بن گیا ۵ سال سلطنت کی ۱۵۴۹ء مطابق ۹۵۶ھ میں معزول کر دیا گیا سلیمان کیرانی اُس کا جانشین ہوا۔

بہادر شاہ بن مظفر شاہ گجراتی مظفر شاہ والیِ گجرات کا دوسرا بیٹا تھا باپ کی وفات کے وقت وہ جونپور میں تھا چھوٹے بھائی محمود شاہ نے اپنے سب سے بڑے بھائی سکندر شاہ کو قتل کیا اور خود گجرات کے تخت پر جانشین ہوا۔ مظفر شاہ جونپور سے واپس آیا اور محمود شاہ کو سلطنت سے محروم کرکے بتاریخ ۲۰ اگست ۱۵۲۶ء مطابق ۱۵ ذی قعدہ ۹۳۲ھ تخت پر بیٹھا ۲۰ فروری ۱۵۳۱ء مطابق ۹ شعبان ۹۳۷ھ میں اُس نے مالوہ کو فتح کیا اور وہاں کے بادشاہ سلطان محمود ثانی کو قید کرکے چمپا نیر بھیجدیا جو راستہ ہی میں موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔ ۱۵۳۶ء مطابق ۹۴۲ھ میں شاہ ہمایوں نے مالوہ کو تسخیر کیا اور بہادر شاہ شکست کھاکر کمبات کو بھاگا۔ یہاں پہنچکر اُس نے سُنا کہ ایک بیڑا جہازوں کا جس میں ۴ ہزار یا پانچ ہزار پرتگالی ہیں بندر ڈیو میں آیا ہے۔ فوراً یہ کمک لیکر وہاں پہنچا پرتگیزوں نے جب سُنا کہ سلطان بہادر کو ہمایوں بادشاہ کی مہم سے فراغت حاصل ہوگئی ہے اور اب وہ لڑکر کامیاب نہ ہوں گے یہ مشورہ کیا کہ کسی اور تدبیر سے بندر ڈیو پر قابض ہوں اور وہ کسی حیلے سے سلطان بہادر کو گرفتار کرنا چاہتے تھے دوسری طرف سلطان بہادر کی یہ خواہش تھی کہ وہ پرتگالیوں کو بندر ڈیو سے نکالدے۔ اِسی غرض سے بہادر شاہ نے مکرر اُن کے افسر کو بلایا اس نے بیماری کا حیلہ کرکے آنے سے انکار کر دیا تو سلطان نے خود اُس کی ملاقات کو جانے کا قصد کیا اپنے جہاز میں سوار ہوکر جہاں مخالفوں کے جہاز لنگر انداز تھے وہاں پہنچا پرتگیزوں کے بڑے جہاز میں داخل ہوا لیکن یہاں اور کچھ آثار نمودار تھے جب اُس نے یہ حالت دیکھی تو فوراً مراجعت کا ارادہ کیا جب اُس نے پرتگیزوں کے جہاز سے اپنے جہاز میں کودنا چاہا پرتگیز امیر البحر نے اپنے جہاز کو ہٹا دیا جس کی وجہ سے وہ بجائے اپنے جہاز میں داخل ہونے کے سمندر میں

گر گیا اور جانبر نہ ہوسکا او ہمیشہ کے لیے اُس کی قبر سمندر میں بن گئی یہ واقعہ ۱۴ر فروری ۱۵۳۷ء مطابق ۳ر رمضان ۹۴۳ھ کا ہے۔ مادہ تاریخ (فرنگیاں بہادر کش) ہوا (سلطان البر شہید البحر) سے بھی تاریخ وفات ۹۴۳ نکلتی ہے۔ اس بادشاہ نے ۱۱ برس سلطنت کی اکتیس سال کی عمر پائی۔ پرتگیزوں کو چرسے کی برابر زمین دینے کا جو قصہ مشہور ہے وہ اسی بادشاہ کے وقت کا ہے۔ ابتدا پرتگیزوں نے اپنا تجارتی اسباب رکھنے کے لیے ایک احاطہ بنانے کو چرسہ برابر زمین مانگی اس اجازت ملنے پر پرتگیزوں نے چرسے کے باریک تسمے کتر لیے اور اُس کے طول کی برابر زمین حاصل کر کے اُس پر ایک مضبوط سنگین حصار بنا کر توپیں لگائیں اور اس طریقہ سے بادشاہ کا مقابلہ کر کے ملک حاصل کرنے کی تیاری کی۔ بہادر شاہ کے بعد میراں محمد شاہ اُس کا بھتیجا جانشین ہوا۔

بہادر شاہ قطب الدین شاہ عالم اولاً یہ شہزادہ معظم کہلاتا تھا شاہ عالمگیر اول کا دوسرا لڑکا تھا۔ برہان پور دکن میں ۱۴ر اکتوبر ۱۶۴۳ء مطابق ۳۰ر رجب ۱۰۵۳ھ میں پیدا ہوا۔ اپنے باپ کی وفات کے بعد جو بمقام احمد نگر بتاریخ ۲۱ر فروری ۱۷۰۷ء مطابق ۲۸ر ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ واقع ہوئی وہ کابل میں تھا اس کا چھوٹا بھائی شاہزادہ اعظم شہنشاہ عالمگیر کی وصیت کے خلاف تمام ہندوستان کا بادشاہ مشتہر کیا گیا شاہزادہ معظم نے بمقام کابل تاج سر پر رکھا اور بہادر شاہ کا خطاب اختیار کیا۔ نوبت بانیجا رسید کہ دونوں بھائیوں میں تخت کے لیے دھولپور اور آگرے کے درمیان مقابلہ ہوا ۱۰ر جون ۱۷۰۷ء مطابق ۱۸ر ربیع الاول ۱۱۱۹ھ میں خونخوار لڑائی شروع ہوئی ان میں شاہزادہ اعظم اور اس کے دو جوان بیٹے بیدار بخت و والا جاہ مارے گئے بہادر شاہ نے تقریباً ۵ سال قمری سلطنت کی اور اکہتر سال کی عمر میں بمقام لاہور بروز دوشنبہ بتاریخ ۱۸ر فروری ۱۷۱۲ء مطابق ۲۱ر محرم ۱۱۲۴ھ وفات پائی۔ بمقام مہرولی مضافات دہلی میں قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب اس نے اپنی زندگی میں ایک مسجد موسوم بہ موتی مسجد تعمیر کرائی جو بالکل سنگ مرمر سے بنی ہے وہیں دفن کیا گیا اس کا مقبرہ بھی سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ وفات کے بعد خلد منزل کے خطاب سے مخاطب کیا جاتا تھا۔ چار لڑکے معز الدین جہاندار شاہ۔ عظیم الشان۔ رفیع الشان۔ اور جہاں شاہ۔ چھوڑے۔ ان چاروں میں جنگ شروع ہوئی آخر الذکر تین بھائی مارے گئے۔ اور جہاندار شاہ کے قبضے میں تخت آیا۔

بہادر علی حسینی میر فورٹ ولیم کلکتہ کالج کے میر منشی تھے انھوں نے اخلاق نبوی کو فارسی سے ترجمہ کیا تھا حسب الایماء ڈاکٹر گل کریسٹ ۱۸۱۲ء مطابق ۱۲۱۷ھ میں انھوں نے مثنوی میر حسن کو نثر میں لکھا جو نثر بے نظیر کے نام سے ۱۸۰۳ء میں بمقام کلکتہ طبع ہوئی۔

بہادر نظام شاہ احمد نگر کے نظام شاہی خاندان کا آخری بادشاہ تھا اس کا باپ ابراہیم نظام شاہ اگست ۱۵۹۵ء مطابق ذی الحجہ ۱۰۰۳ھ میں مرا۔ اُس وقت احمد نگر میں بہت سے فریق ہو گئے اور ہر فریق نے اپنا اپنا برائے نام بادشاہ قرار دے لیا۔ میاں منجو اس وقت احمد نگر پر قابض تھا اُس نے

بہادر نظام شاہ کو جو اُس وقت شیر خوار بچہ تھا بادشاہ تسلیم کرلیا شیر خوار شہزادے کے مخالفوں نے جو مدعیان سلطنت میں تھے شہر کا محاصرہ کرلیا۔ میاں منجو نے سلطان مراد سے جو گجرات میں گورنر تھا اور شہنشاہ اکبر کا بیٹا تھا مدد طلب کی اور یہ وعدہ کیا کہ اگر اس کی مدد سے کامیابی ہوئی تو وہ سلطنت مغلیہ کا باجگذار ہو جائے گا سلطان مراد نے اس شرط کو قبول کرلیا۔ اور احمد نگر پر بڑی جمعیت کے ساتھ چڑھائی کی قبل اس کے کہ شاہی فوج مدد کو پہونچے وہ اپنے حریفوں کو مغلوب کرچکا تھا اس لیے وہ مراد سے مدد مانگنے پر بہت پچتایا اور اب اس نے صرف اس غرض سے کہ اسے سلطنت مغلیہ کا باجگذار بننا نہ پڑے شہزادہ مراد کے مقابلے کی تیاری شروع کردی شہر کو چاند بی بی کی جو سلطان بہادر کی پھوپی تھی علم نگرانی میں دیکر نصیر خاں کے سپرد کیا اور خود لشکر فراہم کرنے اور قطب شاہ والی گولکنڈہ اور احمد شاہ والی بیجاپور سے کمک طلب کرنے کے واسطے روانہ ہوا۔ ۱۶ دسمبر کے قریب ۱۵۹۵ء مطابق ۲۲ ربیع الثانی ۱۰۰۴ھ میں سلطان مراد نے احمد نگر کا محاصرہ کرلیا جس کی مدافعت بڑی بہادری سے کی گئی دوران جنگ میں کئی بار رُخ بدلا ہوا دکھائی دیا مگر چاند بی بی کی بہادری کی وجہ سے فوراً حالت روباصلاح نظر آنے لگی چاند بی بی برقع ڈالکر خود سپہ سالاری کرتی تھی آخر کار ماہ مارچ ۱۵۹۶ء مطابق رجب ۱۰۰۴ھ میں سلطان مراد نے قلت رسد اور بیجاپور اور گولکنڈہ کے متحدہ اقوام کی آمد کی وجہ سے چاند بی بی سے خراج قبول کر کے محاصرہ اُٹھا دیا کچھ روپیہ نقد ادا کیا گیا نیز برار کے صوبے جو نظام شاہی سلطنت کے متعلق تھے تفویض کیے گئے۔ شروع ۱۶۰۰ء مطابق ۱۰۰۹ھ میں مغلوں نے احمد نگر کو فتح کرلیا اور بہادر شاہ مع کل عیال و اطفال کے گوالیار میں ہمیشہ کے واسطے قید کردیا گیا۔

بہار الدین ایک عربی کا عالم تھا جو ۱۱۹۵ء مطابق ۵۸۶ھ میں گزرا سلطان صلاح الدین کو بہت عزیز تھا۔ سلطان صلاح الدین کی سوانح عمری اسی نے لکھی ہے۔ یہ سوانح عمری ۱۷۵۵ء بمقام لیڈن (Leydam) چھاپی گئی تھی۔

بہار الدین۔ حاکم اصفہان منتخب الاخبار کا مصنف ہے۔ یہ ایک مختصر تاریخ انبیا اور اسلاف کی ہے۔ اس کتاب میں نبی کریم اور اُن کے آل کے حالات بھی ہیں شہر مکہ و مدینہ کی تاریخ اور ان شہروں کے دلچسپ حالات نہایت خوبی سے لکھے گئے ہیں۔ اس کا زمانہ ۱۲۱۲ء مطابق ۶۰۶ھ میں تھا۔

بہار الدین بن شمس الدین بن فخر الدین کا پوتا تھا سلاطین غور کی دوسری شاخ میں پہلا بادشاہ شمس الدین تھا بہار الدین دوسرا بادشاہ تھا۔ چودہ سال سلطنت کی امام فخر الدین رازی نے جو اس کے زمانے میں تھے اور ۱۲۱۰ء مطابق ۶۰۶ھ میں وفات پائی انھوں نے اپنی کتاب رسالہ ہیئت کو اُس کے نام پر معنون کیا۔ بہار الدین کی وفات کے بعد اس کا بیٹا جلال الدین جانشین ہوا جس کو سلطان محمد خوارزمی نے قتل کیا جس کے بعد غالباً اس شاخ کا خاتمہ ہوگیا۔

بہار الدین آملی شیخ ایران کے شہر عامل کا ایک ملا

تھا۔ شیخ حسین کا بیٹا تھا۔ بہائی تخلص تھا۔
اُس کی متعدد تصانیف ہیں مثنوی نان و حلوا اسی
کی تصنیف ہے۔ یہ شاہ عباس اعظم بادشاہ ایران
کے زمانے میں تھا۔ اصفہان میں بروز سہ شنبہ
بتاریخ ۱۲ اگست ۱۶۲۱ء مطابق ۱۲ شوال ۱۰۳۰ھ
میں وفات پائی۔ وصیت کے مطابق مشہد مقدس
میں دفن ہوا۔ عماد الدولہ ابوطالب وزیر اعظم
شاہ عباس نے اُس کی وفات کی تاریخ "شیخ
بہاء الدین وائے" میں نکالی۔ مثنوی کے علاوہ
بہت سی عربی تصانیف۔ ایک دیوان اور ایک
کشکول چھوڑا۔

بہاء الدین زکریا۔ (شیخ) بن شیخ وجیہ الدین قریشی
پیدائش ۱۱۷۰ء ۵۶۶ھ بمقام کوٹ کروڑ ضلع ملتان۔
نہایت فیاض اور صاحب کشف و کرامات تھے
بکثرت آپ کے مرید ہوئے۔ تعلیم کے بعد بغداد کا سفر
کیا اور شیخ شہاب الدین سہروردی کے مرید
ہوئے۔ بعدۂ ملتان واپس آئے اور بابا فریدالدین
شکر گنج کے مخصوص حاضر باشوں میں ہوئے۔
سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں ۷ نومبر
۱۲۶۶ء مطابق ۷ صفر ۶۶۵ھ بعمر ۱۰۰ سال قمری
بمقام ملتان وفات پائی۔ اور اب تک ہندوستان
کے مقدس اولیاء اللہ میں شمار کیے جاتے ہیں ان
کے لڑکے شیخ صدر الدین نے بمقام ملتان
۱۳۰۹ء مطابق ۷۰۹ھ میں وفات پائی۔
ان کے نبیرے کا مزار بدایوں میں ہے جن کا نام
حاجی جلال الدین عرف قاضی حسام الدین ہے جو
اولیائے کبار سے ہیں۔

بہاء الدین سام غیاث الدین محمود بادشاہ غور و
غزنیں کا لڑکا ہے ۱۴ سال کی عمر میں اپنے باپ کی
بجائے ۱۲۰۶ء مطابق ۶۰۲ھ میں تخت نشین
ہوا لیکن ۳ ماہ بعد علاء الدین اتسز خلف جہاں سوز
نے اس کو شکست دی اتسز نے غور و غزنیں
میں ۴ سال حکومت کی اور ۱۲۱۴ء میں تاج الدین
یلدز کی لڑائی میں مارا گیا اتسز کے ہاتھ سے شکست
اُٹھانے کے بعد بہاء الدین قید کر لیا گیا اور حاکم
ہرات نے اس کو قیدی بنا کر خوارزم کے پاس بھیج دیا
اور خوارزم شاہ نے اس کو مع اس کے بھائی
کے دریا میں غرق کرا دیا یہ وہی زمانہ تھا جبکہ
چنگیز خاں نے ہرات کا محاصرہ کیا تھا۔

بہاء الدین (شیخ) آپ شاہ باجن چشتی برہان پوری
کے نام سے مشہور ہیں حاجی معز الدین شہید کے
صاحبزادے ہیں۔ فاروقی شیخ ہیں۔ آپ کی
ولادت ۷۹۰ھ میں بمقام دہلی ہوئی۔ چودہ سال
کی عمر میں علوم ظاہری کی تکمیل سے فارغ ہو کر
مخدوم شیخ رحمت اللہ مانڈوی کے مرید اور خلیفہ ہوئے
عالم رویا کی بشارت پر عمل کر کے برہان پور
خاندیس میں قیام کیا۔ بادشاہ نے آپ کے لیے
خانقاہ اور مسجد بنوا دی۔ آپ کی ذات علوم ظاہری
و باطنی کے فیوض کا مرکز تھی ایک سو اکیس سال
کی عمر میں ۱۴ ذی قعدہ ۹۱۲ھ مطابق ۱۵۰۶ء
کو دار فانی سے رحلت فرمائی اور برہان پور میں
دفن ہوئے ایک کتاب علم سلوک و حقایق میں
بزبان فارسی و گوجری آپ کی علمی یادگار ہے۔

بہاء الدین شیرازی شیراز کے مشہور قاضی تھے جو
۱۳۳۰ء مطابق ۷۳۱ھ میں فوت ہوئے۔

بہاء الدین مولانا نام محمد لقب بہاء الدین عرف
سلطان العلماء ہے بلخ کے رہنے والے تھے اور
حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہٗ العزیز

کے پدر بزرگوار تھے سلطان محمد قطب الدین خوارزمی کے عہد میں بہت اعزاز پایا۔ اپنے وقت کے مشہور صوفی تھے اور تبلیغ اور وعظ میں ایسی شہرت حاصل کی تھی کہ ایران کی اطراف سے ان کے وعظ سننے کو لوگ جمع ہوتے تھے اپنی آخر زندگی میں اُنھوں نے اپنا وطن چھوڑ کر قونیہ جو ایشیائے ترکی میں ہی سکونت اختیار کی ۱۲۳۰ء مطابق ۶۲۸ھ میں وفات پائی مولینا روم آپ کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔

بہاء الدین نقشبندی (شیخ) مشہور ولی اور سلسلہ نقشبندیہ کے بانی ہیں۔ حیات نامے کے مصنف ہیں۔ یہ ایک اخلاقی نظم ہی جو مقبول خاص وعام ہے ۱۳۸۸ء مطابق ۷۹۱ھ میں بمقام حرفہ (ایران) میں وفات پائی۔ اِن کی دوسری تصنیف تصوف میں دلیل العاشقین ہی۔

بہاء اللہ اصلی نام میرزا حسین علی نوری باب بابی مذہب بابی کے شاگردان خاص میں تھے استاد نے بہاء اللہ کا لقب دیا تھا موضع نور واقع طہران کے رہنے والے کیانی بادشاہوں کی نسل سے تھے۔ طہران میں سب سے پہلے باب کی تصدیق کرنے والے یہی تھے۔ باب کے ایک خادم نے ایک سازش میں شریک ہوکر جب بادشاہ ایران پر گولی چلائی تھی اُس وقت بابیوں کا قتل عام ہوا تھا جس میں قرۃ العین مشہور بابیہ عورت بھی کام آئی اس وقت بہاء اللہ جیل میں ڈالے گئے ان پر بھی یہ شبہ کیا گیا تھا کہ بادشاہ کی جان لینے کی سازش میں شریک تھے لیکن تحقیقات کے بعد وہ شبہ غلط ثابت ہوا اور وہ بغداد چلے آئے جہاں بارہ برس تک قیام رہا۔ تین سال اڈریانوپل میں رہے یہاں بھی اُنھوں نے بابی مذہب کی تلقین شروع کی جنھوں نے ان کو "من یظہرہ اللہ" تسلیم کیا وہ بہائی کہلائے یہاں سے عکے کو بھیجدیے گئے ۱۸۶۸ء سے ۱۸۹۲ء تک عکے میں قید رہے اور چالیس سال کی قید کے بعد عکے سے ایک میل کے فاصلے پر ایک گانوں میں رحلت کی ان کے بعد ان کے بیٹے عبد البہا جانشین ہوئے۔

بہار ٹیک چند کا تخلص ہی (دیکھو ٹیک چند)

بہارا مل کچھواہہ (راجہ) برھتی راج کچھواہہ کا بیٹا راجہ بھگوانداس کا باپ اور راجہ مان سنگھ کا دادا خاندان کچھواہہ کا سردار تھا راجپوتوں میں سب سے پہلے اسی فرزانۂ روزگار راجہ نے ملازمت اکبری میں شامل ہونے کا فخر حاصل کیا۔ اور اسی کے اوصاف حمیدہ اور مساعی جمیلہ کا اثر تھا کہ راجپوتوں کے اکثر خاندان سلاطین مغلیہ کی جاں نثاری پر کمر بستہ ہوکر اِن کی محبت والفت کا دم بھرنے لگے ۹۶۹ھ میں راجہ بہارا مل کی بیٹی (مان سنگھ کی پھوپی) بیگمات اکبری میں شامل ہوئی اور یہ سب سے پہلی راجپوت لڑکی تھی جو اکبر کی بیگم اور شہنشاہ جہانگیر کی ماں ہوئی۔ بھگوان داس بہارا مل کا لڑکا تھا وہ بھی شاہی فوج میں بڑے عہدے پر ممتاز رہا۔ ۱۵۸۵ء میں بھگوانداس نے اپنی بیٹی کی شادی جہانگیر سے کردی۔

بہار بانو بیگم جہانگیر کی دوسری لڑکی تھی شہزادۂ تیمور خلف شہزادۂ دانیال کو منسوب تھی

بہاری لال ایک مشہور ہندی شاعر تھا سولھویں صدی میں اس کا عروج ہوا اُس نے اپنی شاعری کے ذریعے سے ایک راجہ کی چال چلن کی صلاح کی تھی قصہ یہ بیان کیا جاتا ہی کہ جے پور کے راجہ جے سنگھ

نے ایک نہایت حسین کم سن لڑکی سے جو ہنوز سن بلوغ کو نہ پہنچی تھی شادی کی تھی جس کے حسن وجمال پر وہ اس قدر فریفتہ تھا کہ اُس نے کاروبار ریاست چھوڑ دیا تھا صرف اپنی محبوبہ کا نظارہ کیا کرتا تھا بہاری لال نے یہ حالت دیکھ کر ایک ہندی شعر تصنیف کرکے ایک چھوکری کے ذریعہ سے راجہ کے تکیے کے نیچے رکھوا دیا اُس شعر کا مطلب یہ تھا ابھی جبکہ پھول کھلا نہیں جب تو درخت کا یہ حال ہے جب غنچہ شگفتہ ہوکر خوشبو دے گا تو خدا جانے کیا غضب ڈھائے گا۔ ایک اُردو شاعر نے کم وبیش اسی مضمون کو اس طرح ادا کیا ہے ؎

مشام بلبل میں عطر گل کی ہنوز بو بھی نہیں گئی ہے
ابھی وہ نام خدا ہے غنچہ نسیم چھو بھی نہیں گئی ہے

ہندی شاعر کی اس نصیحت آمیز شعر کا راجہ پر نہایت اچھا اثر ہوا۔ وہ ریاست کا کاروبار کرنے لگا اور بہاری لال کی ایک دوامی پنشن مقرر کردی اُس کے مصنفہ دیوان ہندی موسومہ ست سئی کے صلے میں پندرہ ہزار روپیہ انعام دیا۔ اس کتاب کا نام ست سئی سات سو اشعار کی مناسبت سے رکھا گیا تھا۔

بہاری لال گپتا (آنریبل) آئی۔سی۔ایس۔ پیدائش ۲۶ اکتوبر ۱۸۴۹ء بمقام کلکتہ پریسیڈنسی کالج کلکتہ میں ۱۸ سال تعلیم پانے کے بعد ولایت جاکر ۱۸۶۹ء میں انڈین سول سروس کا امتحان پاس کیا۔ کچھ دنوں بعد کلکتہ پریسیڈنسی کے مجسٹریٹ مقرر ہوئے سب سے پہلے اسی شخص نے اس قاعدہ میں ترمیم کرائی کہ دیسی حکام کو بھی یورپین کے مقدمات کی سماعت کا اختیار ہے بنگال لیجسلیٹو کونسل کے ممبر بھی ہوگئے اور ہائی کورٹ کے جج رہے دوران ملازمت میں تین مرتبہ پھر ولایت گئے اور یورپ کے اکثر ممالک کی سیر کی۔

بہاری مل (رائے) دیوان عہد شاہجہانی بن ترقی کرکے دارالسلطنت لاہور کا دیوان مقرر ہوا۔ سنہ ۱۲ جلوس شاہجہانی میں صوبہ ملتان کی دیوانی پر تبدیل ہوا۔ اس کے بعد خالصہ شاہی کا دیوان نائب (دوم وزیر اعظم) مقرر ہوا۔ سنہ ۱۵ جلوس میں کل صوبہ پنجاب کی دیوانی پر تبادلہ ہوا۔ پھر اُس کی ملازمت شاہزادہ دارا شکوہ کی سرکار میں منتقل ہوگئی اور شاہزادوں کی سرکار کا دیوان کل مقرر ہوا۔ سنہ ۲۰ جلوس شاہجہانی میں پھر شاہی ملازمت پر واپس ہوکر منصب ہزاری ذات صد وپنجاہ سوار سے ممتاز ہوا۔

بہرام خاندان ساسانی کا چوتھا بادشاہ تھا اور ہرمز کا لڑکا تھا۔ ۲۷۳ء میں ایران کے تخت پر بیٹھا۔ نرم دل اور فیاض شہزادہ تھا رعایا اُس سے بہت محبت کرتی تھی اس کے عہد کا سب سے مشہور واقعہ مشہور مسور مانی کا قتل ہے۔ جو فرقہ مانیاں کا بانی تھا (ملاحظہ ہو مانی) بہرام نے صرف ۳۰ سال ۳ مہینے سلطنت کی اس کے بعد وہ مرگیا اور اُس کا لڑکا بہرام ثانی ۲۷۶ء میں تخت نشین ہوا۔

بہرام ایک مصنف ہے جس نے بمبئی کے پارسیوں کی تاریخ الموسوم بہ قصہ سنجان ۱۵۹۹ء میں لکھی۔

بہرام ثانی بہرام اول کا لڑکا تھا ۲۷۶ء میں تخت ایران پر متمکن ہوا۔ ۱۷ سال سلطنت کی اس کی وفات کے بعد بہرام ثالث ۲۹۳ء میں جانشین ہوا۔

بہرام ثالث اپنے باپ بہرام ثانی کی بجائے ۲۹۳ء

میں تخت ایران پر بیٹھا اور صرف ۴ ماہ حکومت کی اس کے بعد اس کا بھائی نرسی جانشین ہوا۔

بہرام رابع خاندان ساسانیہ کا بارھواں بادشاہ ایران تھا۔ ۳۹۰ء میں اپنے بھائی شاپور کا جانشین ہوا اس نام کے دیگر شہزادگان سے وہ بوجہ خطاب کرمانشاہ کے ممتاز ہے یہ خطاب اس کا اس وجہ سے ہوا کہ اپنے بھائی کی زندگی میں یہ کرماں کا حاکم تھا بعض مورخ اس کے عہد کی مدت ۱۱ سال اور بعض ۵ سال بیان کرتے ہیں۔ اپنی فوج کی بغاوت فرو کرنے کی کوشش میں ایک تیر کے لگنے سے مرگیا۔ اور یزدجرد اول اس کا جانشین ہوا۔

بہرام خامس خاندان ساسانیہ کا چودھواں ایرانی بادشاہ تھا تاریخ ایران میں بہرام گور کے نام سے مشہور ہے یہ یزدجرد اول کا لڑکا تھا۔ اور اس کے بعد ۴۲۰ء میں تخت نشین ہوا۔ لفظ گور سے جنگلی گورخر مراد ہے اور اس بادشاہ کو گورخر کے شکار کا بڑا شوق تھا۔ اور یہ ایک گورخر ہی کے تعاقب میں مرا۔ بہرام ہندوستان میں آیا تھا اور تھیوڈوسیس (Theodosius) بادشاہ قسطنطنیہ کا ہمعصر تھا ۱۰ سال ایران پر حکومت کی اور ۴۳۸ء میں وفات پائی یزدخرد ثانی اس کا لڑکا جانشین ہوا۔

بہرام چوبیں ہرمز ثالث بادشاہ ایران کا سپہ سالار تھا اس نے بادشاہ کو تخت سے اتار دیا اور خود ۸ ماہ سلطنت تقریباً ۵۹۰ء میں کی (ملاحظہ ہو ہرمز ثالث)

بہرام شاہ ولد سلطان مسعود ثالث تخت غزنین پر اپنے بھائی ارسلان شاہ کے بعد جو ۱۱۱۸ء مطابق ۵۱۲ھ میں مارا گیا بامداد اپنے چچا سلطان سنجر کے جانشین ہوا۔ بہرام شاہ نے ۳۵ سال تک اچھی سلطنت کی۔ اس کے بعد ۱۱۵۲ء مطابق ۵۴۷ھ میں سلطان علاء الدین حسن غوری نے اس کو شکست دی اور یہ لاہور بھاگ آیا اور اسی سال وفات پائی۔ اس کا لڑکا خسرو شاہ حکومت لاہور کا جانشین ہوا۔ اس کے زمانے کے شعراء شیخ سنائی اور ابو المجد بن آدم الغزنوی ہیں۔

بہرام شاہ معز الدین ولد سلطان رکن الدین فیروز ملکہ سلطانہ رضیہ کے قتل کے بعد تخت دہلی پر بتاریخ ۲۱ اپریل ۱۲۴۰ء بروز دوشنبہ بٹھایا گیا اور اس نے دو سال سے زیادہ حکومت کی۔ وزیر مہذب الدین کے ایماء سے ۱۵ مئی ۱۲۴۲ء کو مارا گیا۔ اور سلطان شمس الدین التمش کا دوسرا لڑکا سلطان علاء الدین مسعود تخت نشین کیا گیا۔

بہرام گور یزدجرد ساسانیوں میں [illegible]واں بادشاہ تھا اس کی ظلم کی شدت سے عربوں نے اس کا لقب اثیم رکھدیا۔ اولاد زندہ نہ رہتی تھی۔ بہرام گور زندہ رہا چار سال کا ہوا تو دربار کے منجمین سروش اور ہوشیار نے زائچہ بنایا۔ ان کی پیشین گوئی تھی کہ بہرام گور صاحب تخت و تاج ہوگا مگر مدائن میں رہنا مناسب نہیں ہے عرب میں پرورش ہو یزدجرد نے نعمان بن منذر بن عمرو بن عدی کو جو حیرہ کا فرماں روا اور سلطنت عجم کا ماتحت تھا بلایا اور بہرام گور کو اس کے سپرد کردیا نعمان نے تین گنبدوں کا مکان اس کے رہنے کے لیئے بنوایا جس کا نام سدیر تھا۔ عربوں نے اس کو سدیر بنالیا۔ ایک مکان کھانا کھانے کے لیے بنایا اس کا نام خورنگاہ تھا جس کو عربوں نے

خورنق کر لیا۔ اور اس کے بعد خورنگاہ ہوا۔
خورنق قصر میں یہ صنعت تھی کہ طلوع آفتاب کے
وقت سفید، چاشت کے وقت سرخ۔ دوپہر کو
سبز غروب آفتاب کے وقت زرد ہو جاتا
تھا۔ معمار اور مہندس ان قصروں کا سنار رومی
تھا۔ دس برس کی عمر میں عربی۔ فارسی ترکی زبان
میں ماہر ہو گیا تھا شہسواری اور فنون پہلوانی میں
طاق تھا۔ یزدجرد کے مرنے کے بعد ارکان دولت
نے اردشیر بابکان کے خاندان سے کسریٰ نامی
کو سلطان بنا لیا۔ مگر بہرام نے اس سے تخت
چھین لیا بہرام گور کو گورخر کے شکار کا بہت
شوق تھا اس لیے بہرام گور مشہور ہو گیا۔ اس
کا وزیر مہداست روش خاقان چین مسمی ایڈی سے
مل گیا تھا بہرام نے حکمت عملی سے ایڈی کو
گرفتار کر کے مرو میں قتل کر دیا۔ رہست روش
وزیر کو بھی مارا۔ اس نے مہرزسی کو وزیر
مقرر کر دیا۔

بہرہ مند خاں ولد مرزا بہرام بادشاہ امرائے عالمگیر
میں سب سے زیادہ معمر تھا۔ روح اللہ خاں
کی وفات کے بعد بادشاہ نے ۱۰۹۲ھ مطابق
۱۶۸۱ء میں میربخشی کے عہدے پر ممتاز کیا اور
دکن میں ۱۷ اکتوبر ۱۷۰۲ء مطابق ۵ جمادی الثانی
۱۱۱۴ھ کو وفات پائی۔ اپنی وصیت کے
بموجب بہادر گڑھ میں مدفون ہوا۔ ذوالفقار خاں
نصرت جنگ اس عہدہ پر اس کا جانشین ہوا۔

بہلول دانا خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے میں
تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جن کو مسلمان
ولی یا مجذوب سمجھتے تھے۔ ان کا لقب المجنون
تھا۔ ظرافت طبیعت میں بہت تھی۔

بہلول لودی سلطان دہلی افغانوں
کے لودی خاندان سے تھا اس کا باپ ملک کالا
ابراہیم خاں عرف ملک بہرام کا بیٹا تھا جو گورنر ملتان
تھا ۱۴۵۰ء مطابق ۸۵۴ھ میں جبکہ سلطان
علاء الدین خلف محمد شاہ بدایوں کو چلا گیا تھا
اس نے دہلی پر قبضہ کر لیا۔ کچھ عرصے تک سلطان
کا نام خطبے میں جاری رہا۔ لیکن جب سلطان
نے اس کو سلطنت دینے کا اس شرط پر
وعدہ کیا کہ اسے بدایوں میں اطمینان کے
ساتھ رہنے دیں سلطان بہلول نے علاء الدین
کا نام خطبے سے نکلوا دیا اور ۱۸ جنوری ۱۴۵۱ء
مطابق ۱۵ ذی الحجہ ۸۵۴ھ کو رسم تاجپوشی
ادا کی۔ بہلول نے قمری حساب سے ۳۸ سال
۷ مہینے ۷ دن حکومت کی۔ اور بتاریخ یکم جولائی
۱۴۸۹ء مطابق ۲ شعبان ۸۹۴ھ وفات
پائی نصرالدین محمود خلجی شاہ دہلی کے مقبرے کے
قریب دفن ہوا۔ اس کا لڑکا نظام خاں جانشین
ہوا۔ اور سکندر شاہ کا خطاب اختیار کیا لودی
خاندان کے حسب ذیل بادشاہ دہلی میں ہوئے
بہلول لودی بیٹا سکندر شاہ ابراہیم خلف سکندر شاہ
یہ اس خاندان کا آخری بادشاہ تھا بابر شاہ
نے اس کو شکست دے کر قتل کرا دیا۔

بہمن ایران کا قدیم بادشاہ تھا اسفندیار کا بیٹا دارا
کا دادا جس نے رستم کے خاندان کو قتل کیا
کیا آخر ایک رات اژدہے نے اس کا خاتمہ
کیا۔

بہمن یار شیخ الرئیس بوعلی سینا کا شاگرد علم منطق و
فلسفہ میں چند کتب کا مصنف مشہور ہے۔

بہمن یار خاں شایستہ خاں کا لڑکا اور آصف خاں

کا پوتا بادشاہ عالمگیر کے دربار کا امیر تھا۔

بہو بیگم نواب آصف الدولہ والیِ لکھنؤ کی ماں کا نام ہی یہ اُن بیگمات سے ہی جن سے بدسلوکی کرنے کا الزام وارین ہیسٹنگز پر لگایا گیا تھا اور جواب طلب کیا گیا تھا۔ بہو بیگم ۲۸ر دسمبر ۱۸۱۵ء کو فوت ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہی کہ یہ بیگم نہایت فیاض تھی ایک لاکھ آدمی اس کے دربار سے روزی حاصل کرتے تھے۔

بھاؤ (ملاحظہ ہو سداشیو بھاؤ)

بھاوابھوتی قوم کا برہمن۔ سال پیدایش و وفات دریافت نہ ہوا۔ آٹھویں صدی عیسوی کے اول نصف کو اس کا زمانہ کہنا چاہیے۔ داربھا (موجودہ برار) اس کا وطن تھا مگر زندگی کا کچھ حصہ راجہ یاسو ورمن کی زیرِ سرپرستی قنوج میں گزرا۔ تین ڈرامے اُس کی یادگار ہیں۔
بھاوابھوتی بعض خصوصیات میں نئی روش رکھتا ہی اُس کی سب سے زیادہ مقبول کتاب مالاتی مادھو ہی۔

بھاو سنگھ جو مرزا راجہ بھی کہلاتا ہی راجہ بھگوانداس کچھواہا راجہ (جے پور) کا دوسرا پسر تھا۔ وہ اپنے باپ کی وفات کے بعد ۱۶۱۴ء مطابق ۱۰۲۳ھ میں فوت ہوا اور سلطان جہانگیر نے اُس کو پنج ہزاری کا منصب عطا کیا۔ شراب خواری کی وجہ سے ۱۶۲۱ء مطابق ۱۰۳۰ھ میں فوت ہوا اُس کی دس بی بیوں نے اُس کے ساتھ ستی ہو کر جان دی۔

بھنبو خاں پسر ضابطہ خاں (ملاحظہ ہو ضابطہ خاں)

بھرتری ہری سنسکرت زبان کا ایک مشہور شاعر ہی ۶۵۰ء میں فوت ہوا۔

بھسکراچاریہ ہندوستان کا ایک نہایت مشہور نجومی تھا۔ جو دکن کے ایک شہر بیدالی میں سمت سالباہن ۱۰۳۶ مطابق ۱۱۱۴ء مطابق ۵۰۸ھ میں پیدا ہوا تھا۔ وہ بہت سے رسالوں کا مُصنف تھا منجملہ اُن کے لیلاوتی و بیجا گنیتا جبر مقابلہ ریاضی و ہندسہ میں ہیں اور سرومنی علم نجوم میں ہی۔ یہ کتابیں ہندوستان کے ذخیرہ علوم میں مستند شمار ہوتی ہیں۔
لیلاوتی کا فارسی ترجمہ شہنشاہ اکبر کے حکم سے فیضی نے کیا تھا اور انگریزی میں ڈاکٹر ٹیلر نے ترجمہ کیا جو بمبئی سے شایع ہوا بھسکر نے ستر سال سے زیادہ عمر پائی صرف اس کی ایک لڑکی لیلاوتی تھی جو جوانی میں کنواری مرگئی اُسی کی یادگار قایم رکھنے کی غرض سے اُس نے کتاب کا نام لیلاوتی رکھا۔

بھگوانداس راجہ (امیر الامرا) جس کو ابوالفضل نے بھگونت داس لکھا ہی راجہ بہارا مل کچھواہا راجہ جے پور کا بیٹا تھا اُس کی لڑکی کی شادی شہزادے مرزا سلیم کے ساتھ (جو کہ بعد کو جہانگیر کہلایا) ۱۵۸۵ء مطابق ۹۹۳ھ میں ہوئی تھی جس کے بطن سے ایک دختر سلطان النسا بیگم اور ایک پسر سلطان خسرو پیدا ہوا تھا یہ اکبر کا نہایت وفادار سردار اور بے تعصب شخص تھا۔ اس نے لاہور میں ایک جامع مسجد تعمیر کرائی تھی جس میں اکثر آدمی نماز جمعہ ادا کرتے ہیں۔

بھگوانداس (رائے) کایستھ متخلص بہ ہندی ولد دلپت داس ساکن کالپی تعلیم و تربیت لکھنؤ میں ہوئی مولوی سید یوسف علی سہارن پوری سے تحصیل علم کی، نواب آصف الدولہ کی سرکار میں

سرکار میں معزز عہدے پر ممتاز ہوئے پھر معتمد الدولہ مہاراجہ تکیت رائے نائب دیوان شاہ اودھ کے مصاحبوں میں داخل ہو گئے دو تذکرے ان کی علمی زندگی کی یادگار ہیں حدیقہ ہندی اور سفینہ ہندی حدیقہ ہندی میں گزشتہ شعرا اور سفینہ ہندی میں معاصرین کے حالات ہیں اس کی تالیف کا سنہ ۱۲۱۹ھ ۱۸۰۴ء ہے۔

بھگونت سنگھ رانا جو ایام غدر ۱۸۵۷ء میں دھولپور کا رانا تھا ۱۴ فروری ۱۸۷۳ء کو فوت ہوا۔

بھوج راجہ (ملاحظہ ہو راجہ بھوج)

بھوری رانی۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی آخر زوجہ تھی وہ لاہور میں بتاریخ ۱۵ اپریل ۱۸۶۲ء لاولد فوت ہوئی اس کے پسر متبنیٰ کنور بھوپ سنگھ نے بہت سا روپیہ اس کی وفات سے قبل اور بعد غریبوں کو بطور خیرات تقسیم کیا اس کا کریاکرم بڑی شان وشوکت سے ہوا۔ اس کی لاش مہاراجہ متوفی کی سمادھ کے قریب جلائی گئی اور اس کی راکھ ہردوار کو گنگا میں ڈالنے کے واسطے بھیجی گئی اس کو سرکار سے ۸۰۰ روپیہ ماہوار پنشن ملتی تھی اور ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ سے زیادہ کی اس کے پاس جاگیر تھی۔

بھیا بائی راجہ جسونت راؤ ہلکر والی اندور کی بیٹی تھی۔ اندور کی ندی پر پختہ پل اس کا بنوایا ہوا ہے۔

بھیم راجہ گجرات کا راجہ تھا جس کے عہد میں سلطان محمود غزنوی نے ۱۰۲۴ء میں سومناتھ کے مشہور مندر پر حملہ کیا۔

بھیم سنگھ رانا اودے پور ۱۸۰۵ء میں حیات تھا۔

بھیم سنگھ راٹھور اس نے اپنے دادا کی وفات پر ظالم سنگھ کو شکست دے کر ۱۷۹۳ء میں جودھپور کا راج چھین لیا اور ۱۸۰۳ء میں فوت ہوا اس کا جانشین مان سنگھ ہوا۔

بھیم سین کایستھ رگھونندن داس اس کے باپ کا نام تھا سنہ ۲۲ جلوس شاہجہانی ۱۰۵۹ھ ۱۶۴۹ء برہان پور دکن میں پیدا ہوا تھا اس کا ایک عزیز بھگوندا اس عالمگیر کے دربار میں دیوان تھا اور دیانت رائے کے خطاب سے ممتاز تھا بھیم سین نے بندیلہ کے حاکم راؤ دلپت کی سرکار میں نوکری کی راؤ دلپت دکن کی لڑائیوں میں نہایت کارآمد سردار ثابت ہوا تھا عالمگیر نے راؤ کے خطاب کے ساتھ تین ہزار فوج کا افسر بنا دیا۔ بھیم سین گو کایستھ تھا لیکن قلعہ ناالدرگ کی قلعہ داری اس نے نہایت خوبی سے کی سنہ ۱۱۲۰ھ ۱۷۰۸ء میں نوکری سے مستعفی ہو کر اپنے وطن میں گوشہ نشین ہو گیا۔ اور اب موقع آیا کہ تلوار کی بجائے قلم کا حق ادا کرے دلکشا کے نام سے عہد عالمگیری کی تاریخ لکھی جو ابتک موجود ہے۔

بھویا میاں سلطان سکندر لودی کے دربار کا ایک سردار تھا جس نے شہر دہلی میں مٹھ کی تعمیر کرائی لیکن بعد کو بادشاہ نے اس کو اس وجہ سے قتل کرا دیا کہ اس کے گرد لوگوں کا مجمع کثیر رہتا تھا۔

بوریا شاہ دکن کے مشہور فقرا میں صاحب کشف و کرامت گزرے ہیں شہر اورنگ آباد میں شایستہ خاں کی مسجد کے پاس رہتے تھے ایک کتا آپ کا رفیق تھا جب وہ فوت ہوا اس کے جنازے کی نماز پڑھی قبر بنا کر اس کو دفن کیا اہل شرع اس پر معترض ہوئے آپ نے کہا کہ وہ کتا قبر میں نہیں ہے اگر ہو تو نکال لو لیکن کسی کو قبر کھودنے کی جرأت نہ ہوئی جو لوگ آپ کے خرق عادات سے واقف

تھے وہ سمجھ گئے کہ کتا قبر میں موجود نہ ملے گا تو مفت کی ندامت ہوگی سنہ ۱۱۶۰ھ مطابق سنہ ۱۷۴۷ء میں وفات ہوئی اورنگ آباد دکن میں مزار موجود ہی۔

بوالحسن شاہ (بن شاہ بدرالدین حبیب اللہ قادری آپ سید عبدالقادر یوسف بغدادی کے جو بغداد سے بیدر (دکن) میں آکر سکونت پذیر ہوئے تھے پوتے ہیں اور سلطان ابراہیم عادل شاہ کے زمانے میں بیجاپور آگئے تھے بادشاہ کو آپ کے خرق عادات کا نہایت اعتقاد تھا سنہ ۱۵۵۰ء کے قریب آپ کا انتقال ہوا قبر شہر بیجاپور میں زیارت گاہ خاص و عام ہی۔

بیان (تخلص) نام سید محمد مرتضیٰ یزدانی بسید احمد حسن فرقانی کے شاگرد اور میرٹھ کے قابل شاعر تھے فن سخن میں کامل مہارت تھی سنہ ۱۸۴۲ء میں پیدا ہوئے "طوطی ہند" کے ایڈیٹر رہے۔ اس کے علاوہ جلوۂ طور وغیرہ اخباروں میں مدت تک مضامین نکالے انھوں نے مسدس حالی کے جواب میں ایک مسدس لکھا تھا جو چھپ چکا ہی ایک اُردو کا دیوان بھی چھوڑا جو چھپا نہیں تاہم اکثر غزلیں زبان زد عام ہیں سنہ ۱۹۰۰ء میں بمقام میرٹھ انتقال کیا فارسی میں یزدانی تخلص تھا۔

بیان خواجہ احسن اللہ دہلوی کا تخلص مولانا فخر الدین اورنگ آبادی کے مرید اور شاعری میں مرزا جان جاناں کے شاگرد تھے دلی سے حیدرآباد چلے آئے تھے وہیں سنہ ۱۲۱۳ھ مطابق سنہ ۱۷۹۸ء میں فوت ہوئے۔ آپ کے کلام میں شیرینی اور ظرافت کی چاشنی ہوتی تھی۔

بیان آقا مہدی اصفہانی کا تخلص تھا۔ ابوطالب کلیم کا بھانجا تھا فارسی کا مشہور شاعر تھا۔ اصفہان سے عہد عالمگیری میں ہندوستان آیا کچھ دنوں دلی لاہور آگرہ میں بسر کی عبداللہ قطب شاہ کے عہد میں گولکنڈہ (دکن) میں پہنچا۔ اس وقت یہاں ہیضے کی وبا پھیلی ہوئی تھی یہاں بھی اس وبا میں سنہ ۱۱۱۰ھ مطابق سنہ ۱۶۹۸ء میں فوت ہو گیا۔ صاحب تذکرہ نے نظیر نے بھی اس کی وفات اسی سنہ میں لکھی ہی لیکن وہ کہتا ہی کہ گولکنڈہ میں نہیں بلکہ اپنے وطن کو جاتے ہوئے کشتی میں آگ لگنے کی وجہ سے دریا میں غرق ہوگیا۔

بی بی بائی محمد شاہ عادل شاہ دہلی کی بہن تھی اُس کی شادی سلیم شاہ سور سے ہوئی تھی جس کے بطن سے شہزادہ فیروز تھا سلیم شاہ کی وفات کے بعد فیروز کو جو کہ اس وقت ایک شیر خوار بچہ تھا اُس کے ماموں محمد شاہ نے قتل کرنا چاہا اُس نے نہایت استقلال سے بچے کو اپنی گود میں چھپا لیا اور اپنا جسم خنجر کے سامنے کر دیا لیکن اُس کے بے رحم بھائی نے معصوم شہزادے کو گود سے چھین کر بدنصیب ماں کے سامنے اُس کا سر جسم سے اُتار لیا یہ واقعہ مئی سنہ ۱۵۵۴ء میں ہوا

بی بی دولت شاہ بیگم بادشاہ اکبر کی بیگم تھی جس کے بطن سے شکر النساء بیگم پیدا ہوئی جو شہنشاہ اکبر کے بعد تک زندہ رہی جہانگیر کے عہد میں فوت ہوئی

بی بی زندہ ابدی جس کو اوچھ کے لوگ عام طور سے بی بی جندو دی کہتے تھے سید جلال کی نسل میں تھی۔ وہ اوچھ واقع ملتان میں دفن ہوئی اُس کا مقبرہ نہایت شاندار ہی اس عمارت پر مختلف رنگوں کی گلکاری ہی اور بدخشاں کے

مشہور کان کے لاجوردی پتھر اُس میں لگائے گئے ہیں۔ یہ بڑی عمارت تخمیناً ۵ فیٹ بلند ہی اور اس کا محیط ۲۵ فیٹ ہی۔

بدل خاں ایران کا ایک شاعر تھا جو ابوطالب کلیم کے نام سے مشہور ہی وہ سلطان جہانگیر کے عہد میں ہندوستان آیا اور شاہجہاں کے عہد میں شہرت پائی اور نے بدل خاں کا خطاب عطا ہوا۔ تخت طاؤس اسی کے انتظام میں تیار ہوا تھا۔

بھل داس کور بسر گوپال داس راجہ شیوپور۔ اس نے اپنی آراضی بہتاج گنج کے قریب دریائے جمنا کے کنارے اپنا مکان اور باغ تعمیر کرایا تھا۔ قصبہ شالی گمن میں وہ سہ ہزاری منصب پر ممتاز کیا گیا اور قلعہ آگرہ کا قلعدار مقرر کیا گیا اور پنج ہزاری کے منصب پر فائز ہوا۔ سنہ ۱۰۶۲ء میں وطن چلا گیا اور وہاں فوت ہوا۔

بیجا بائی مہاراجہ دولت راؤ سیندھیا راجہ گوالیار کی رانی تھی اپنے شوہر کی وفات کے بعد جو لاولد فوت ہوا تھا اُس نے بتاریخ ۸ ار جون سنہ ۱۸۲۷ء جھنکو راؤ سیندھیا کو اس کا جانشین منتخب کیا جھنکو راؤ نے اُس کو سنہ ۱۸۳۳ء میں نکال دیا اور وہ جہانسی کو چلی گئی جہاں اُس کی بڑی ریاست تھی وہ گوالیار میں وسط سنہ ۱۸۶۳ء میں فوت ہوئی

بیجان۔ لالہ جگ کشن داس اورنگ آبادی کا تخلص ہی نواب صلابت جنگ بہادر والی دکن کے دارالانشا میں ملازم تھا۔ فن خوشنویسی میں کمال رکھنے کے سبب جواہر قلم مشہور تھا۔ شاعری میں شاہ سراج اورنگ آبادی سے اصلاح لیتا تھا تاریخ وفات معلوم نہ ہوئی۔

بیجو ہندوستان کا مشہور گویا ہی اس کے علاوہ نائک گوپال اور تنسین بھی اس فن میں مشہور گزرے ہیں۔

بے خبر خان بہادر ذوالقدر غلام غوث الہ آبادی کا تخلص ہی سنہ ۱۲۴۰ھ مطابق سنہ ۱۸۲۴ء میں نیپال میں پیدا ہوئے بنارس میں نشو و نما پایا سنہ ۱۸۴۰ء میں لفٹنٹی شمال و مغرب میں جس کو اب صوبہ متحدہ کہتے ہیں نائب میر منشی مقرر ہوئے بعدہ میر منشی ہو گئے سنہ ۱۸۸۵ء میں پنشن پائی غدر سنہ ۱۸۵۷ء کے موقع پر خیر خواہی کے صلے میں سند و خلعت ملا فارسی زبان کی شاعری پر مثل اہل زبان کے قادر تھے مرزا غالب کے ہمعصر تھے مرزا ان کی بہت قدر کرتے تھے۔ خون نابہ جگر (رقعات نثر و نظم فارسی) اور فغان بے صبر (رقعات اُردو) آپ کی تصنیف سے چھپکر آپ کی زندگی میں شایع ہو گئے تھے سنہ ۱۹۰۴ء میں انتقال کیا۔

بے خبر تخلص مرزا عظمت اللہ بن لطف اللہ بلگرامی سنہ ۱۱۴۲ھ کے قریب دہلی میں فوت ہوا۔ کتاب سفینۂ بے خبر کا مصنف ہی

بیخود سید وحید الدین دہلوی کا تخلص ہی مرزا داغ دہلوی کے شاگرد رشید ہیں ان کی پیدائش سنہ ۱۸۶۳ء کے بعد کی ہی تقریباً ۶۰ سال عمر ہی ایک ناول "نام و ننگ" اور دیوان بیخود آپ کی تصنیف سے شائع ہو چکا ہی وطن دہلی ہی۔

بے خود (بدایونی) مولوی عبد الحی خلف مولوی غلام محمد صدیقی بدایونی سنہ ۱۲۷۳ھ مطابق سنہ ۱۸۵۷ء میں پیدا ہوئے۔ خوش پوش۔ رنگین مزاج زندہ دل آدمی تھے پہلے مولانا حالی سے بعد کو داغ دہلوی سے شاعری میں تلمذ حاصل کیا۔ ایک مطبوعہ دیوان مرات الخیال یادگار چھوڑا۔ نومبر سنہ ۱۹۱۲ء میں انتقال ہوا۔

بیدار اصلی نام امام بخش انبالہ کا رہنے والا ایک مصنف تھا۔ کتاب تاریخ سعادت اس کی تصنیف

سے ہی جس میں نوابان اودھ کے حالات شجاع الدولہ کے عہد سے سعادت علی خاں کے زمانے تک لکھے گئے ہیں یہ کتاب نواب سعادت علی خاں کے عہد میں ۱۲۲۱ھ ۱۸۰۶ء میں تصنیف ہوئی اور مصنف کے نام سے موسوم کی گئی۔ اس نے نواب سعادت علی خاں کے نام سے گلشن سعادت ایک مثنوی بھی لکھی۔ نواب نصیر الدین حیدر کے زمانے تک زندہ تھا۔

بیدار شاہ سنگھ ہندو کا تخلص ہے۔ جو ۱۷۵۳ء مطابق ۱۱۶۶ھ میں حیات تھا۔

بیدار بخت بن احمد شاہ بادشاہ دہلی یکم ستمبر ۱۷۸۸ء مطابق ۲۷ ذیقعدہ ۱۲۰۲ھ کو تخت دہلی پر بیٹھا جبکہ غلام قادر نے شاہ عالم کو قید کر لیا تھا مرہٹوں کے دہلی کی طرف پہنچنے تک بیدار بخت حکومت کرتا رہا۔ وہ ۱۲ اکتوبر ۱۷۸۸ء کو بھاگا لیکن بعد کو گرفتار کر لیا گیا اور شاہ عالم کے حکم سے قتل ہوا۔

بیدار بخت شہزادہ سلطان بہادر شاہ اور بیدار بخت کے باپ سے ایک لڑائی ۸ جون ۱۷۰۷ء مطابق ۱۱۱۹ھ میں واقع ہوئی اسی جنگ میں بیدار بخت مارا گیا۔

بیدل تخلص۔ مرزا عبدالقادر نام۔ اس کا اصلی وطن توران تھا بخارا میں پیدا ہوا۔ نہایت صغر سنی میں بعہد جہانگیر ہندوستان آیا اس کی تعلیم و تربیت ہندوستان میں ہوئی اس بنا پر بیدل کا شمار اہل زبان شعرا میں نہیں ہے جیسا کہ غالب نے لکھا ہے کہ گرچہ بیدل ز اہل ایران نیست لیک ہمچو او قتیل نادان نیست شاہزادہ محمد اعظم پسر اورنگ زیب کی ہمرکاب میں ملازم ہوا شاہزادہ نے اپنی مدح میں قصیدہ کی فرمائش کی بیدل خفا ہو کر دہلی آیا اہل تصوف و فہم برابر اس سے ہی زبان فارسی کا یکتا ماہر اور نہایت نازک خیال شاعر مستغنی المزاج اور قانع شخص تھا غالب نے اس کا اتباع زیادہ تر مد نظر رکھا ہے تصنیفات میں چہار عناصر بیدل۔ نکات بیدل۔ رقعات بیدل اور ایک دیوان فارسی غزلیات کا چھوڑا ہے۔ م ۱۱۳۳ھ ۱۷۲۰ء میں بمقام دہلی فوت ہوا اس کا کلام تصوف سے مالا مال ہے۔

بیدو خاں طراغائی کا لڑکا اور ہلاکو خاں کا پوتا تھا۔ جنوری ۱۲۹۵ء مطابق صفر ۶۹۴ھ میں تخت نشین ہوا اور ایران میں صرف ۸ ماہ سلطنت کی اس کے بھتیجے غازاں خاں ولد ارغوں خاں نے اس کو معزول کر کے مار ڈالا۔ غازاں خاں کو اپنی حفاظت کے واسطے مجبوراً اپنے چچا پر حملہ کرنا پڑا۔ یہ واقعہ اکتوبر ۱۲۹۵ء میں ہوا۔ انگریزی تواریخ میں اس کو باتو لکھا ہے ۱۲۳۰ء میں اس نے پانچ لاکھ فوج کی جمعیت سے مشرقی روس کو فتح کر کے ریازن و ماسکو وغیرہ کو غارت کیا تھا۔

بیر سنگھ راؤ ایک بندیلا سردار تھا جس سے سلطان سلیم اکبر کے بڑے بیٹے نے اکبر کے وزیر ابوالفضل کو قتل کرنے کے واسطے سازش کی تھی اکبر نے سزا دینے کی غرض سے اس کا سخت تعاقب کیا لیکن وہ بھاگ گیا سلیم نے تخت نشین ہو کر اس کو انعام دیا۔

بیرم خاں الملقب خان خانان مغلیہ دربار کا نہایت ممتاز سردار۔ ترکمان تھا اور اس کے آبا و اجداد نے خاندان تیموریہ کی خدمت کی تھی بہشت کی بیرم خاں ہمایوں بادشاہ کے ساتھ ہندوستان سے ایران کو گیا اکبر کی تخت نشینی کے وقت خان خاناں

کاخطاب ملا بحیثیت وزیر اعظم کے کل اختیارات ملکی و فوجی اس کے ہاتھ میں تھے ۱۵۵۸ء مطابق ۹۶۶ھ میں جب اکبر نے عنان سلطنت اپنے ہاتھ میں لی بیرم خاں کو وزارت سے علحدہ کردیا۔ بیرم خاں نے پہلے بغاوت کی لیکن ناکام رہا۔ اور شاہی تراحم کی خواستگاری پر مجبور ہوا بادشاہ نے علاوہ معافی کے اس کو پچاس ہزار روپیہ سالانہ کی پنشن گزارے کے واسطے دی اس کے بعد بیرم خاں نے بادشاہ سے حج بیت اللہ کی اجازت چاہی اور تدارک کے ارادے سے گجرات کو گیا لیکن ایک شخص مبارک خاں لوہانی نے جس کے باپ کو شہنشاہ ہمایوں کے زمانے میں بیرم خاں نے اپنے ہاتھ سے لڑائی میں مارا تھا قتل کردیا یہ واقعہ بروز جمعہ بتاریخ ۳۱ جنوری ۱۵۶۱ء مطابق ۱۴ جمادی الثانی ۹۶۸ھ ہوا۔ اولاً شیخ حسام کی قبر کے قریب گجرات میں دفن ہوا بعدہٗ اس کی نعش مشہد کو بھیجی گئی اس کی قبر وہیں ہے صاحب دیوان ہے۔

بیضاوی قاضی۔ نام ناصر الدین ابو الخیر عبداللہ ابن عمر لقب بیضاوی۔ وطن بیضا واقع شیراز کے مدت دراز تک قاضی رہے اور بمقام تبریز ۱۲۸۶ء مطابق ۶۸۵ھ یا بقول دیگر ۱۲۹۲ء مطابق ۶۹۱ھ میں وفات پائی یہ مشہور تفسیر موسوم بہ تفسیر بیضاوی کے مصنف ہیں اس تفسیر کو انوار التنزیل اور اسرار التاویل بھی کہتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ نظامت التواریخ کے بھی یہی مصنف ہیں لیکن بعض لوگ ابو سعید بیضاوی کو اس کا مصنف بتاتے ہیں۔

بیکسی مولینا شیراز کا ایک شاعر۔ غزالی کا ہمعصر تھا جو ۱۱ء مطابق ۵ھ میں فوت ہوا۔

بیگم سلطان ایک ذی رتبہ عورت تھی جس کی قبر آج تک اعتماد الدولہ کے مقبرے کے پھاٹک پر آگرے میں موجود ہے اس کتبہ سے جو اس کی قبر پر ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بادشاہ ہمایوں کے عہد میں ۱۵۳۸ء مطابق ۹۴۵ھ میں فوت ہوئی تھی وہ شیخ کمال کی دختر تھی۔

بے نظیر سید محمد بے نظیر شاہ وارثی ۱۲۸۰ھ م ۱۸۶۳ء میں پیدا ہوئے۔ عربی فارسی میں فارغ التحصیل ہیں انگریزی بھی جانتے ہیں۔ اصل وطن کھڑا مانکپور ضلع الہ آباد ہے مدت سے حیدرآباد میں قیام ہے فن شعر میں خاصی مہارت ہے غزل میں وحید الہ آبادی سے اور مثنوی و قصائد میں امیر مینائی سے تلمذ ہے ایک مثنوی الکلام ۱۳۱۳ھ میں مطبع نولکشور میں طبع ہو چکی ہے۔

بینی نراین ایک ہندو تھا لیکن مولوی سید احمد ساکن رائے بریلی کا بہت معتقد تھا اس نے ایک قسم کا تذکرہ موسوم بہ تذکرہ جناں لکھا ہے (جو ۱۸۱۲ء میں شایع ہوا) اور بہت سی دوسری کتابیں نثر اور نظم میں لکھی ہیں۔

بیہقی (احمد بن حسین ابو بکر بیہقی) آپ مشہور محدث اور شافعی مذہب کے فقیہ غزنی کے دار العلوم میں معزز عہدے پر ممتاز تھے۔ آپ نے حدیث شریف کی سند لینے کے لیئے بہت کچھ سفر کیا۔ آپ ایک زاہد کامل اور قانع بزرگ تھے۔ پیدایش ۳۸۴ھ ۹۹۴ء بمقام بیہق ہوئی یہیں دفن ہوئے المبسوط۔ السنن الکبر و صغیر۔ دلائل النبوۃ۔ السنن والآثار۔ شعب الایمان۔ مناقب الشافعی المطلبی۔ مناقب احمد بن حنبل آپ کی مشہور تصانیف ہیں ۴۵۸ھ مطابق ۱۰۶۶ء میں وفات پائی۔

ردیف پ

پالاس۔ بجائے اپنے باپ فیروز اول کے ۴۸۴ء میں تخت فارس پر جانشین ہوا۔ چار سال حکومت کی بعدہٗ اُس کا بھائی قباد تخت پر بیٹھا۔

پتھورا۔ (ملاحظہ ہو پرتھی راج چوہان راجہ)

پدماوتی۔ لنکا کے راجہ کی بیٹی تھی جس کو چتوڑ کا راجہ رتن سنگھ چھین لے گیا تھا۔ اور راجہ مذکور سے اسکو سلطان علاء الدین نے ۱۳۰۳ء مطابق ۷۰۳ھ میں فتح چتوڑ کے وقت لے لیا۔ حسین غزنوی نے اس رانی کا قصہ فارسی نظم میں لکھا ہی اور ملک محمد جائسی نے بھاشا نظم میں بھی ترجمہ لکھا ہی۔ دوسرا ترجمہ فارسی نثر میں رائے گوبند تلسی نے ۱۶۵۲ء مطابق ۱۰۶۲ھ میں لکھا تھا۔ جس کا تاریخی نام تحفۃ القلوب ہی ۱۷۹۶ء مطابق ۱۲۱۱ھ میں دو شاعروں نے مل کر اس کو اردو میں نظم کیا۔ پہلا حصہ میر ضیاء الدین عبرت کا اور دوسرا حصہ غلام علی عشرت کا لکھا ہوا ہی

پران سکھ۔ ایک کایستھ تھا ایک انشا اس کی تصنیف ہی جس کا نام انشائے راحت جان ہی۔ یہ کتاب بعہد محمد شاہ ۱۷۴۵ء مطابق ۱۱۵۸ھ تکمیل کو پہنچی تھی

پربھو نرائن سنگھ بہادر۔ (سر مہاراجہ ہز ہائی نس) موجودہ والی بنارس پیدائش ۱۸۵۵ء مطابق ۱۸۸۹ء میں مسندنشین ہوئے۔ جی۔ سی۔ آئی کا خطاب ہی۔ یہ ریاست راجہ بھنت نرائن کے زمانے میں ۱۷۷۵ء کے عہدنامے کے ذریعے سے براہ راست گورنمنٹ انگریزی کے انتظام میں آگئی تھی۔ صرف چند دیہات بطور تعلقہ خاندانی (فیملی ڈومینس) راجہ کے انتظام میں باقی رہ گئے تھے۔ مال کے اختیارات اس علاقے میں راجہ کو۔ فوجداری کے کلکٹر کو حاصل رہتے تھے۔ لیکن مہاراجہ حال کے زمانے میں یکم اپریل ۱۹۱۱ء کو یہ تعلقہ بطور دیسی ریاست کے قرار دیا گیا۔ اور مہاراجہ کو وہ تمام اختیارات جو دوسرے والیان ملک کو حاصل ہیں چند شرائط کے ساتھ دیدیے گئے

پرتاب سنگھ۔ راجہ مان سنگھ کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ یہ اپنے باپ کے سامنے مر گیا۔ اور ایک بیٹا مہا سنگھ چھوڑا جو مرزا راجہ جے سنگھ کا باپ تھا۔

پرتاب سنگھ۔ جے پور کے راجہ کا نام ہی۔ یہ اپنے باپ مادھو سنگھ کی جگہ ۱۷۷۸ء میں تخت پر بیٹھا اور نبے سنگھ راٹھور کی سازش میں شریک ہوا جو ۱۷۹۰ء میں ہوئی۔ اور ۱۸۰۳ء میں مر گیا اُس کا بیٹا جگت سنگھ جانشین ہوا۔

پرتاب سنگھ۔ کرنل سر پرتاب سنگھ۔ کے۔ سی۔ بی ۱۸۴۵ء میں جودھپور میں پیدا ہوئے۔ ۲۳ سال کی عمر میں وزیر ریاست جودھپور ہوئے۔ رفاہ عام کے اکثر کام کیے۔ شجاعت میں قدیم راجپوتوں کی زندہ مثال ہیں۔ ۱۸۷۸ء میں منجانب گورنمنٹ برٹش سفیر کے ہمراہ کابل گئے۔ ۱۸۸۷ء میں لفٹنٹ کرنل کا اعزازی عہدہ عطا ہوا۔ ۱۹۰۱ء میں راجہ ایدر کے انتقال پر گورنمنٹ نے ان کو وارث جائز قرار دیا۔ اور والی ایدر بنا دیا۔

پرتاب سنگھ۔ اُودے پور کا رانا۔ رانا اودے سنگھ کا بیٹا اور رانا سنگھا کا پوتا تھا۔ مغلوں کے مقابلے

میں اُس نے جو کارہائے نمایاں کیے اُن کے واسطے وہ مشہور ہی۔ ۱۷۱۱ء میں حکومت کی اور اکبر کے مرنے سے پہلے اپنی کھوئی ہوئی ریاست کا زیادہ حصہ واپس لے لیا۔ اُس نے پایہ تخت اودے پور کی بنا ڈالی۔

پرتاب سنگھ نارائن۔ ستارے کا راجہ راجہ ساہو کا بیٹا اور رگھوجی بھونسلا کا پوتا تھا۔ اس کو پیشوا باجی راؤ نے قید کر لیا تھا۔ آپا صاحب کی معزولی کے بعد وہ قید سے رہا ہوا اس کو انگریزوں ۱۱ اپریل ۱۸۱۸ء میں تخت پر بٹھایا اور ایک عہدنامہ مورخہ ۵ ستمبر ۱۸۱۹ء کے ذریعے سے ضلع پونا کا وہ حصہ جو پہلے اس کی حکومت میں شامل تھا اُس کو دیا گیا۔ مگر ۱۸۳۹ء میں خلاف ورزی عہدنامے کی بنا پر معزول کر دیا گیا اُس کا بھائی آپا صاحب بوجہ اُس کے لاولد ہونے کے جانشین ہوا۔ اور ۵ اپریل ۱۸۴۸ء کو لاولد فوت ہوا۔ پرتاب سنگھ معزول راجہ نظربندی کی حالت میں ۱۸۴۷ء میں بمقام بنارس فوت ہوا۔

پرتول چند رچٹرجی۔ (سر) قوم برہمن۔ وطن کلکتہ قیام حال لاہور۔ پیدائش ۱۸۴۸ء ایم۔ اے بی ایل۔ ایل ڈی۔ ۱۸۹۸ء میں پنجاب چیف کورٹ کی ججی پر متعین ہوئے۔ ۱۹۰۸ء میں وکالت سے ریٹائر ہوئے۔ یونیورسٹی کے فیلو اور شعبۂ قانون کے سکرٹری بھی رہے۔ پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر بھی رہے۔ اس یونیورسٹی کو نئے ضابطے کے اندر لانے کی خدمات میں رائے بہادر کا خطاب حاصل کیا۔ فی الحال وکٹوریہ ڈائمنڈ جوبلی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کے پریسیڈنٹ ہیں۔

سر پرتول نے زیادہ نام آوری اردو کی مخالفت میں حاصل کی ہے۔ ان کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ پنجاب کی عدالتوں میں اُردو کی جگہ پنجابی رائج ہو جائے۔

پرتھی راج چوہان۔ اجمیر اور دہلی کا راجہ تھا جس کو شہاب الدین غوری نے ۱۱۹۳ء میں قید کر لیا اور غزنین بھیج دیا۔ جہاں وہ ہلاک ہو گیا۔ اُس کو پتھورا بھی کہتے ہیں۔

پرتھی راج رائے۔ شاہجہانی عہد کا منصبدار تھا۔ خان جہاں لودی سے اسی نے مقابلہ کیا کلہ بہ کلہ لڑائی ہو کر دونوں زخمی ہوئے بادشاہ نے اس کو منصب دوہزاری سے ممتاز کیا۔ دکن کی مہم پر ایام محاصرۂ قلعۂ دولت آباد میں کارہائے نمایاں انجام دیے۔ بلخ اور کابل اور بدخشاں کی مہم میں بھی کام کیا۔ ۱۶۵۶ء مطابق ۱۰۶۶ھ میں فوت ہوا اس کے مرنے پر اُس کے بیٹے کیسری سنگھ اور بھائی رام سنگھ کو مناصب عطا ہوئے۔

پرتھی سنگھ (ملاحظہ ہو مادھو سنگھ کچھواہہ)

پردل۔ عالمگیر کے زمانے میں شاعر تھا۔ جس کا حال تذکرۂ مراۃ الخیال میں درج ہے۔

پرساجی۔ پرساران بھونسلا کے نام سے مشہور رہی رگھوجی بھونسلا کا بیٹا تھا۔ مارچ ۱۸۱۶ء میں اپنے باپ کی جگہ برار کا مالک ہوا۔ چونکہ بیوقوف تھا مودھاجی المخاطب بہ آپا صاحب نے پھانسی دیدی۔ انگریزوں نے آپا صاحب کو اُس کا جانشین بنا دیا۔

پرہیز بانو بیگم۔ قندھاری بیگم کے بطن سے شاہجہان کی لڑکی تھی ۱۶۷۵ء مطابق ۱۰۸۶ھ میں وفات پائی۔

پروانہ۔ فارسی شاعر کنور جسونت سنگھ کا تخلص ہے جو راجہ بینی بہادر کا بیٹا تھا۔

پرویز سلطان۔ شاہ جہانگیر کا دوسرا بیٹا تھا۔ اُس کی ماں "صاحب جمال" خواجہ حسن کی بیٹی تھی۔ جو زین خاں کوکا کا چچا تھا۔ کابل میں ۱۵۹۰ء مطابق ۹۹۸ھ میں پیدا ہوا اور برہان پور میں بعمر ۳۸ سال ۲۸ اکتوبر ۱۶۲۶ء مطابق ۷ صفر ۱۰۳۶ھ کو فوت ہوا اس نے آگرے کے قریب موضع سلطان پور میں چار سو پچاس بیگھ آراضی میں شاندار عمارات تعمیر کی تھیں جو اب کھنڈر نظر آتے ہیں۔

پشنگ۔ توران کا بادشاہ افراسیاب کا باپ تھا۔

پنچھی۔ نجم الدین مولد بلگرام تھا۔ ۱۱۸۱ھ مطابق ۱۷۶۷ء میں حیدرآباد گئے۔ مرد متوکل و مستغنی المزاج تھے یہاں محلہ حسینی علم میں ان کا قائم کیا ہوا پنچھی کا براق نہایت مشہور رہی۔ ایک دیوان اردو اپنی یادگار چھوڑ کر ۱۲۲۰ھ م ۱۸۰۵ء میں انتقال کیا۔

پندار رازی۔ یہ رے کا ایک شاعر تھا۔ جس کا نام کمال الدین تھا اور سلطان مجد الدولہ بن فخر الدولہ کے دربار میں ۱۰۱۰ء مطابق ۴۰۰ھ میں گزرا ہے۔ عربی۔ فارسی اور دیلمی زبانوں میں شعر کہتا تھا۔

پور بہا جامی۔ قصبۂ جام واقع ہرات کا رہنے والا فارسی شاعر ہمام تبریزی کا ہمعصر تھا۔ ارغون بادشاہ فارس کے وقت میں گزرا ہے۔

پور حسن اسفراینی۔ ان کا شمار اولیا میں ہے۔ اسفراین کے رہنے والے تھے۔ شیخ جمال الدین ذاکر کے مرید تھے۔ شیخ رضی الدین علی لالہ کے ہمعصر شاعر بھی تھے۔ ترکی و فارسی غزلیات کا دیوان یادگار رہی۔ فارسی غزلیات میں پور حسن تخلص ہے اور ترکی کلام میں حسن اغلی

پہاڑ سنگھ بندیلا۔ راجہ نرسنگھ دیو بندیلا کا بیٹا تھا شاہجہاں کے عہد میں منصب سہ ہزاری پر ممتاز تھا۔ راجہ کا خطاب تھا۔ برہان پور کا ناظم رہا شہزادۂ مراد بخش اور اورنگ زیب کے ساتھ مہم بلخ و بدخشاں میں شریک رہا۔ منصب چہار ہزاری پر ترقی پاکر چوراگڈھ کی حکومت پر متعین ہوا۔ ۱۰۶۴ھ ۱۶۵۴ء میں فوت ہوا۔ بقول صاحب مآثر الامرا اورنگ آباد (دکن) کی شہر پناہ کے باہر پچھم اور اُتر کے کونے پر اس راجہ کا آباد کیا ہوا پورہ وہ اب تک موجود ہے

پھول شیخ۔ ولی۔ محمد غوث گوالیاری کے بھائی ہیں ان کو پھول شاہ بھی کہتے ہیں۔ ان کا مقبرہ بیانہ کے قلعے کے پاس ایک پہاڑی پر ہے۔

پیاری بانو۔ شاہزادہ شجاع کی جو شاہجہاں کا لڑکا تھا دوسری بی بی تھی۔ اس سے تین لڑکیاں اور دو لڑکے پیدا ہوئے وہ نہایت بذلہ سنج اور بہت خوب صورت تھی۔ بنگال میں اُس کی تعریف کے گیت آج تک مشہور رہیں اور اُس کے جسم کی موزونیت ضرب المثل ہے۔ ارکان سے جب اُس کے شوہر شجاع کے مرنے کی خبر آئی تو پتھر سے سر ٹکرا کر اُس نے جان دیدی اور اُس کی دو لڑکیاں بھی زہر کھا کر مرگئیں۔

پیام۔ میر شرف الدین کا تخلص ہے جو آگرہ میں ۱۷۴۳ء مطابق ۱۱۵۶ھ میں فوت ہوا۔ فارسی کا شاعر تھا

پیر علی ہجوری شیخ۔ ہجور کا جو غزنیں میں ایک گانوں ہے رہنے والا اور کشف المحجوب کا مصنف ہے ۱۰۷۲ء مطابق ۴۶۵ھ میں انتقال کیا لاہور میں مدفون ہے

پیر محمد جہانگیر۔ جہانگیر مرزا کا سب سے بڑا بیٹا اور امیر تیمور کا پوتا تھا۔ وہ ۱۳۹۷ء مطابق ۷۹۹ھ

میں ہندوستان بھیجا گیا اور امیر تیمور کے حملے
کے بعد اُس نے ملتان پر قبضہ کر لیا۔ اُس
کے دادا نے اپنا جانشین بنانے کے لیے
اس کے حق میں وصیت کی تھی۔ لیکن
امیر تیمور کی وفات کے وقت وہ
قندھار میں تھا۔ اس لیے سمرقند میں
اُس کا بھائی خلیل سلطان تخت پر بیٹھ گیا
جس پر دونوں بھائیوں میں جنگ ہوئی۔
لیکن سرداران سلطنت اور فوج نے
خلیل کا ساتھ دیا۔ اس وجہ سے پیر محمد کو کامیابی
نہ ہو سکی اور امیر تیمور کی وفات کو چھ مہینے
بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ وہ اپنے ہی وزیر
کی سازش سے ۱۴۰۵ء مطابق ۸۰۸ھ میں
مارا گیا۔

پیر محمد ملا ۔ شروانی شہنشاہ اکبر
کے زمانہ میں پنج ہزاری تھا باز بہادر مالوہ
کے بادشاہ کے تعاقب میں ۱۵۶۱ء عیسوی
مطابق ۹۶۹ھ میں دریائے نربدا میں
ڈوب گیا۔

پیلاجی ۔ مرہٹوں کا سردار تھا۔ اور
درحقیقت موجودہ ریاست بڑودہ کا بانی
تھا۔ محمد شاہ شہنشاہ دہلی کے وقت
میں اس نے نواح سورت میں چوتھ وصول
کرنے کے لیے کچھ دنوں تک لوٹ مار کی۔
پھر رستم علی خاں کو شکست ہوئی۔ یہ سب سے
پہلا مرہٹوں کا حملہ ۱۷۲۰ء میں گجرات پر ہوا
تھا اس حملے میں اور اس کے بعد کے حملے میں
پیلاجی گیکوار نے بڑی ناموری حاصل کی
۱۷۲۳ء میں پیلاجی نے گجرات سے
باقاعدہ چوتھ وصول کرنا شروع
کی۔ داماجی اُس کے لڑکے نے ۱۷۳۴ء
میں بڑودہ پر قبضہ کیا لیکن حکومتِ مغلیہ
اُس وقت تک گجرات میں قائم رہی۔
جب تک کہ ۱۷۵۳ء میں احمد آباد
پر مرہٹوں کا قبضہ نہ ہو گیا اور یہ وہ زمانہ
تھا جب کہ مرہٹوں کے دو فریقوں گیکوار
اور پیشواؤں نے ملک کا حصّہ بانٹ
کر لیا تھا۔ داماجی ۱۷۶۸ء میں مر گیا اور
سیاجی راؤ اوّل ۔ فتح سنگھ راؤ
مانا جی راؤ اور گوبند راؤ اُس کے لڑکے
تھے جنھوں نے باری باری سے علی الترتیب
تھوڑے تھوڑے دنوں حکومت کی سب سے
آخر میں گوبند راؤ کو حکومت ملی
جو ۱۸۰۰ء میں مر گیا۔ آنند راؤ اس کا
جانشین ہوا۔ اس کے زمانے میں نہایت
بدعملی رہی۔ بالآخر گورنمنٹ انگریزی کو
دخل دینا پڑا اور آنند راؤ کو راجہ
تسلیم کر کے ۱۸۰۵ء میں ریاست بڑودہ
اور گورنمنٹ کے باہم ایک عہد نامہ
ہوا اور منجملہ دیگر امور کے یہ طے ہوا کہ ریاست
کے امور خارجیہ انگریزی گورنمنٹ سے
متعلق ہوں گے۔ اور پیشوا و گیکوار کے
معاملات بھی گورنمنٹ انگریزی طے
کرے گی۔ باجے راؤ پیشوا نیز پنڈاریوں اور
ہلکر کی لڑائیوں میں ریاست بڑودہ انگریزوں
سے متحد رہی ۱۸۱۹ء سے ۱۸۴۷ء
تک جب کہ سیاجی راؤ حکمراں تھا۔
ان دونوں گورنمنٹوں میں اختلافات

رونما رہے۔ جن کو سر جیمس کارنگ گورنر بمبئی نے سنہ ۱۸۴۱ء میں طے کر دیا۔ سنہ ۱۸۴۷ء میں گنپت راؤ راجہ ہوا اُس کے عہد میں ریاست کا تعلق بجائے لوکل گورنمنٹ بمبئی کے سپریم گورنمنٹ سے ہو گیا۔

گنپت راؤ کے بعد سنہ ۱۸۵۶ء میں کھانڈے راؤ تخت نشین ہوا۔ اُس کے زمانے میں بہت سی اصلاحات ہوئیں غدر سنہ ۱۸۵۷ء میں اس راجہ نے انگریزوں کا ساتھ دیا اُس کے بعد سنہ ۱۸۷۰ء میں اُس کا بھائی ملہر راؤ راجہ ہوا۔ ملہر راؤ کو سنہ ۱۸۷۵ء میں بدنظمی کے الزام میں معزول کر دیا گیا۔ اُس کی جگہ موجودہ روشن دماغ حکمراں سیاجی راؤ سوم کی تیرہ برس کی عمر میں تخت نشینی ہوئی۔

(ملاحظہ ہو سیاجی راؤ)

ردیف ت

تاباںؔ - میر عبدالحی رضوی دہلی میں پیدا ہوئے۔ اس قدر حسین تھے کہ یوسف ثانی مشہور ہوگئے تھے۔ خود شاہ عالم بادشاہ شہرت سن کر دیکھنے کے مشتاق ہوگئے تھے۔ حسن ظاہری کے ساتھ طبیعت بھی نہایت صاف ستھری پائی تھی۔ امیرانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ ہر دل عزیزی میں آپ ہی اپنی نظیر تھے۔ مرزا مظہر جان جاناں کے مرید تھے۔ فن سخن میں شاہ عالم سے تلمذ تھا۔ لیکن بقول شیفتہ مرزا رفیع سودا سے اصلاح سخن لیتے تھے۔ لباس اکثر سیاہ رنگ کا پہنتے تھے جو اُن کی دل کش صورت اور جامہ زیب بدن پر زیب دیتا تھا۔ ۱۷۴۹ء تک زندہ تھے عین عالم شباب میں بمقام دہلی انتقال کیا۔ صاحب دیوان تھے۔

تاباںؔ - مرزا شجاع الدین خاں خلف نواب شہاب الدین احمد خاں ثاقب رئیس لوہارو ۱۸۶۰ء میں بمقام دہلی پیدا ہوئے۔ علوم مشرقی میں معقول دستگاہ ہی۔ فن سخن میں فصیح الملک داغ دہلوی سے تلمذ ہی۔ دو دیوان مرتب ہیں شاعرانہ روز مرہ بہی مشاق ہی۔ زبان درست بندش چست خیال پاکیزہ طبیعت فطرۃً شاعرانہ پائی ہی۔ کم وبیش اکثر اصناف سخن میں دخل ہی دہلی کی موجودہ دنیائے شاعری میں بہت غنیمت ہیں۔

تاتار خاں - غیاث الدین تغلق کا متبنیٰ۔ سلطان محمد شاہ تغلق کا وزیر جس نے قرآن شریف کی تفسیر لکھی اور اُس کا نام تفسیر تاتار خانی رکھا اُس کی دوسری کتاب فقہ میں فتاوائے تاتار خانی ہی۔ سلطان فیروز شاہ باربک کے زمانے میں انتقال کیا۔

تاتار خاں - خراسان کا رہنے والا تھا۔ عہد اکبر بادشاہ میں ایک ہزاری منصب دار تھا دہلی کا حاکم تھا اور وہیں ۱۵۸۰ء مطابق ۹۸۸ھ میں مرگیا۔

تاثیرؔ - مرزا محسن کا تخلص ہی جو صاحب دیوان تھا۔ اُس کا زمانہ ۱۷۱۰ء مطابق ۱۱۳۰ھ کا تھا۔

تاج آرا بیگم - واجد علی شاہ اودھ کی والدہ تھی جو اودھ کے سرکاری مقبوضات کے الحاق کے بعد انگلستان گئی اور فرانس میں ۱۸۵۸ء میں مرگئی (ملاحظہ ہو جواد علی)

تاج الدین ابو الفضل بن طاہر - حاکم سیستان طاہر کا لڑکا۔ یہ ملک سلطان سنجر نے اس کو ۱۱۵۰ء مطابق ۵۴۵ھ میں دیا تھا۔ چنگیز خاں کے حملے تک اس کے جانشینوں کی فہرست جو سیستان پر حکمراں رہے حسب ذیل ہی۔

۱- تاج الدین ابوجعفر۔

۲- شمس الدین محمد بن تاج الدین۔ اس کو رعایا نے قتل کیا

۳- تاج الدین ہرب بن عز الملک (اس نے ۶۰ سال حکومت کی)

۴- بہرام شاہ بن تاج الدین (اس کے زمانے میں ابو نصر فاریابی مصنف نصاب الصبیان گزرا ہی

۵- نصرت الدین بن بہرام (یہ اپنے بھائی رکن الدین کے مقابلے میں قتل ہوا)

۶- رکن الدین بن بہرام (جو چنگیز خاں کے حملے کے

وقت قتل ہوا۔

شہاب الدین بن تاج الدین لڑائی میں ہلاک ہوا۔ تاج الدین داس نے دو سال قلعہ سیستان میں مقابلہ کیا۔ مگر آخر کو چنگیز خاں کی فوج نے قلعے کو لے لیا اور اس کو مع ساتھیوں کے قتل کر دیا۔

تاج الدین حسین۔ سید عارف علی کے بیٹے۔ خاندان سادات موودیہ سے سہسوان ضلع بدایوں کے رہنے والے علوم ظاہری و باطنی میں کامل تھے۔ اکابر اولیا میں شمار ہیں۔ ابتدا ریاست رامپور اور پھر دہلی میں شاہ رفیع الدین و شاہ عبد العزیز سے کسب کمالات کرکے وطن واپس ہوئے پچاس سال سے زیادہ عرصے گوشہ نشین رہے۔ علوم ریاضی و تصوف و زبان فارسی میں علامہ تھے باوجود طلب امراء و والیان ملک گھر سے واپس نہیں گئے اور اپنے وطن میں بعمر ۹۰ سال ۱۲۹۴ھ میں وفات پائی۔ قبر زیارت گاہ عام ہے۔ مولوی حکیم سید اعجاز احمد ان کے نواسے منشی فاضل ہیں۔

تاج الدین عبد الوہاب بن آسکی۔ طبقات الشافعیات کا مصنف ہے۔ اس کتاب میں علماء شافعی کے حالات درج ہیں بہت مشہور ہے۔ ۱۳۶۹ء مطابق ۷۷۱ھ میں وفات پائی۔

تاج الدین گازرونی۔ بحر سعادت اس کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب بہ زبان فارسی لکھی گئی ہے۔ آفرینش عالم نیکی اور اخلاقی فرائض کی ضرورت پر مضامین لکھے ہیں جن پر آیات قرآنی سے استدلال کیا گیا ہے۔

تاج الدین یلدوز۔ شہاب الدین محمد غوری کا متبنی تھا جو بعد کو بادشاہ غزنیں ہوا۔ ۱۲۰۶ء مطابق ۶۰۲ھ میں شہاب الدین کی وفات پر ترکی افسروں نے اُس کے بھتیجے محمود کو غزنیں کا بادشاہ بنانا چاہا۔ لیکن وہ کاہل الوجود اور پست ہمت واقع ہوا تھا اُس نے اپنے موروثی حکومت غور پر قناعت کرکے غزنیں کا بادشاہ ہونے سے انکار کر دیا۔ یلدوز کو اُس نے غزنیں کا بادشاہ اس شرط پر تسلیم کیا کہ وہ اُس کا نذر گزار رہے۔ قطب الدین ایبک بھی شہاب الدین محمد غوری کا متبنی تھا وہ دہلی کا بادشاہ ہوا تھا۔ یلدوز نے قطب الدین کے مرنے پر دہلی سے سلطنت لینے کے لیے ہندوستان پر چڑھائی کی اور شمس الدین التمش سے اس کا مقابلہ ہوا ۶۱۲ھ مطابق ۱۲۱۵ء میں شکست کھائی۔ التمش نے اُس کو قید کرکے بدایوں بھیج دیا اور اسی قید میں اُس کا خاتمہ ہو گیا۔ مدت حکومت نو سال تھی۔

تاج الملک۔ اصلی نام ملک تاج خضر خاں۔ بادشاہ دہلی کا وزیر تھا۔ ۱۳ جنوری ۱۴۲۱ء مطابق ۸ محرم ۸۲۴ھ کو فوت ہوا اُس کا بیٹا سکندر اُس کے بعد ملک الشرق کے لقب سے وزیر ہوا۔

تاجی۔ میر محمد حسین کا تخلص ہے۔ اس کا آبائی وطن ملک فارس میں اندجان تھا۔ یہ عالمگیر شاہ کے زمانے میں گزرا ہے اور صاحب دیوان تھا۔

تارا بائی۔ راجہ رام برادر سمبھاجی پسر سیوا جی بھونسلا حاکم ستارا مرہٹہ سردار کی بی بی تھی مارچ ۱۷۰۰ء میں اپنے شوہر کی وفات کے بعد اپنے لڑکے سیوا کے نام سے جو دو برس کا تھا۔ حکومت کی۔ ۱۷۰۷ء میں اپنے شوہر کی وفات کے بعد جب اعظم شاہ نے

ساہو پسر سمبھاجی کو رہا کر دیا تو ساہو مذکور نے ستارے پر پہنچکر تارا بائی کو حکومت سے معزول کر کے قید کر لیا اور خود ستارا پر قابض ہو گیا۔

تارا بیگم۔ اکبر کی بی بی تھی۔ چالیس بگیہ آراضی پر آگرہ میں اس کا باغ تھا جو اب ویران ہے۔

تارک ناتھ پالت (سر)۔ باپ کا نام کال کنکر پالت۔ پیدائش بمقام کلکتہ سنہ ۱۸۴۱ع میں بی۔ ہند و کالج کی تعلیم ختم کرنے کے بعد انگلستان گئے۔ وہاں سے آکر کلکتے میں بیرسٹری کی۔ بنگال کے عظیم الشان صنعتی کالج کے بانی تھے۔ کلکتہ یونیورسٹی کو پندرہ لاکھ روپے دیے۔ گورنمنٹ سے سر کا خطاب ملا۔

تانا شاہ۔ (ملاحظہ ہو ابوالحسن قطب شاہ)

تانتیا توپی۔ سنہ ۱۸۵۷ع کے غدر کے باغیوں کا سرغنا تھا۔ ۷ اپریل سنہ ۱۸۵۹ع میں انگریزی فوج کی کوشش سے پیرون کے جنگل میں گرفتار ہوا اور ۱۸ اپریل کو پھانسی دی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ مرنے سے پہلے اس نے کانپور میں فرنگیوں کے قتل کے اغوا کرنے کا اقرار کیا اور کہا کہ نانا صاحب نے انگریزوں کی جان بچانے کا حلف اٹھایا تھا۔ اور وہ اُن کے قتل کا مانع تھا۔ اسی لیے وہ اُس سے ناراض تھا۔ اُس کا یہ بیان صرف اس وجہ سے تھا کہ وہ نانا صاحب کی جان بچانا چاہتا تھا۔ اور اپنے متعلق تو وہ یہ سمجھتا تھا کہ اُسے پھانسی ہوگی۔ اس نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ وہ قوم کا برہمن اور پونا کا باشندہ تھا۔ وطن سے آکر وسط ہند میں توپ خانے کا سپاہی ہو گیا۔ اسی وجہ سے وہ توپی کہلاتا ہے اس کے بعد وہ بٹھور میں خزانے کے کام پر نانا کا ملازم ہو گیا۔ ایامِ غدر میں وہ اسی کام پر تھا۔ غدر میں آٹھ ہزار باغیوں کی اُس نے سرگروہی کی۔ کرنل گریتھڈ کی فوج سے بمقام آگرہ مقابلہ کیا اور شکست کھائی۔ تانتیا نے بیان کیا تھا کہ بیتوا کی لڑائی میں بائیس ہزار جنگجو اشخاص اُس کی ماتحتی میں تھے جس سے زیادہ تعداد اُس کے گروہ کی کبھی نہیں ہوئی۔

تانسین۔ ایک مشہور ہندی موسیقی داں تھا شہنشاہ اکبر کے دربار میں نوکر تھا۔ پہلے یہ راجہ رامچندر کے یہاں تھا مگر شہنشاہ کی درخواست پر راجہ نے اُس کو یہاں بھیجدیا تھا۔ سنہ ۱۵۸۹ع مطابق سنہ ۹۹۷ھ میں مر گیا۔

تجلی۔ شاہ تجلی علی۔ حیدرآباد میں پیدا ہوئے علوم متداولہ میں فارغ التحصیل تھے۔ آہنگری نجاری۔ خطاطی۔ مصوری وغیرہ فنون میں کامل ہونے کے علاوہ ان کا شمار اہل اللہ میں تھا۔ اردو فارسی میں نہایت خوشگو۔ ناثر و ناظم تھے۔ علاوہ اور تصانیف کے تزک آصفیہ ان کی بہت مشہور و معروف کتاب ہے۔ جس کے صلے میں حضور آصف جاہ ثانی سے پچاس ہزار روپیہ نقد علاوہ خلعت کے سرفراز ہوا۔ سنہ ۱۲۱۹ھ مطابق سنہ ۱۸۰۴ع میں وفات پائی۔

تجلی۔ علی رضا کا تخلص ہے۔ یہ آقا حسین خوانساری کے زمانے میں تھا۔ معراج الخیال نظم اس کی تصنیف ہے۔ سنہ ۱۲۶۷ھ مطابق سنہ ۱۸۵۰ع میں وفات پائی۔

تخت سنگھ۔ جودھپور کا راجہ تھا۔ راجہ

مان سنگھ اپنے باپ کی بجائے نومبر ۱۸۴۳ء کو
تخت نشین ہوا۔ اور ۱۲ فروری ۱۸۷۳ء کو
مرگیا۔ اور جسونت سنگھ اس کا بیٹا جو اس کے
زندگی ہی میں کاروبار سلطنت کرنے لگا تھا۔
تخت نشین ہوا۔ اس کے زمانے میں وہ بدامنی
جو ۱۸۶۰ء میں شروع ہوگئی تھی۔ برٹش گورنمنٹ
کی مداخلت سے فرو ہوگئی۔ اس کی وفات پر
۱۸۹۵ء میں اس کا بیٹا سردار سنگھ گدی نشین
ہوا۔ لیکن ۱۹۱۱ء میں اس کو بھی موت نے آدبایا
اور موجودہ راجہ۔ مہاراجہ سمیر سنگھ بہادر اس
کے لڑکے گدی نشین ہوئے۔ (ملاحظہ ہو مہاراجہ
سمیر سنگھ)

تذروی۔ نرگسی کا بھتیجا تھا۔ روم سے ہندوستان
کو آیا۔ یہاں ۱۵۹۱ء مطابق ۹۹۹ھ میں فوت
ہوکر آگرے میں دفن ہوا۔ ایک مثنوی اس کی
تصنیف سے ہے جس کا نام رسالہ حسن و یوسف
محمد خاں ہے۔

تربیت خاں۔ عالمگیر کے زمانے کا چار ہزاری
منصب دار تھا اور میر آتش یعنی توپ خانے
کا کمانیر بھی تھا۔ اس بادشاہ کی وفات کے بعد
وہ اعظم شاہ کا طرفدار ہوگیا۔ اور بہادر شاہ
کے مقابلے میں جو لڑائی ۱۷۰۷ء مطابق ۱۱۱۹ھ
میں ہوئی مارا گیا۔

تربیت خاں برلاس۔ شفیع اللہ خاں کا لقب
تھا۔ ایران کا رہنے والا تھا ایران سے جانب
ہندوستان آیا۔ شاہجہاں اور عالمگیر کے زمانے
میں شاہی خدمات انجام دیں۔ اپنی وفات
کے وقت چار ہزاری منصب پر ممتاز رہا۔ اور
جونپور کا حاکم تھا وہیں ۱۶۸۵ء مطابق ۱۰۹۶ھ
میں فوت ہوا۔

ترخان یا نواب ترخاں۔ (ملاحظہ ہو نورالدین
سفید دونی لا)

ترکان خاتون۔ ملک شاہ کی بیوی تھی۔ ملک شاہ
سلجوقی خاندان کا مشہور بادشاہ تھا جس
کی حکومت دیوار چین سے قسطنطنیہ کے
فصیل تک رہی۔ یہ عورت نہایت مدبر اور
بیدار مغز تھی۔ سلطان ملک شاہ اسی کے
مشورے سے سلطنت کرتا تھا۔ بادشاہ
کے مرنے کے بعد اس کے سوتیلے بیٹے مسمی
برکیارق سے جانشینی کے معاملے میں ان بن
ہوگئی تھی۔ دونوں کی فوجوں میں مقابلہ ہوا۔
اس نے آخر میں امیر اسمٰعیل کے ساتھ جو برکیارق
کا حقیقی بھائی تھا نکاح کرلیا تھا اور اصفہان کے
صوبے میں اپنی علیحدہ حکومت قائم کرلی تھی
تمام ملک میں اس نے مسجدیں مدرسے اور
شفاخانے بنوائے تھے۔ ۴۸۷ھ مطابق
۱۰۹۴ء میں بمقام اصفہان وفات پائی
محمود سلجوقی بن ملک شاہ اس کے بطن سے
پیدا ہوا۔

ترمذی۔ یہ حکیم الترمذی بھی کہلاتا تھا۔ اس کا نام
ابو عبداللہ محمد بن علی تھا۔ یہ ایران کے شہر
ترمذ کا ایک مشہور مصنف اور حکیم ہو ۸۶۹ء
مطابق ۲۵۵ھ میں وفات پائی۔

ترتش۔ ملک شاہ سلجوقی کا بھائی تھا۔ مگر دونوں
بھائیوں میں ان بن تھی۔ ترتش نے ملک شاہ
سے بغاوت کی اور اپنی جان بچا کر چلا گیا
یہ شخص وہی معلوم ہوتا ہے جس کو ابن خلیکان
نے ترتش بن الپ ارسلان لکھا ہے اس نے

اقسیز سلطان خوارزم کو قید کر لیا تھا۔ اور ۲۱ اکتوبر ۱۵۰۴ء مطابق ۱۱ ربیع الثانی ۹۱۰ھ قتل کر دیا۔ ترلش نے اپنے بھتیجے برکیا رق سے جنگ کی اور اتوار کے دن ۲۵ فروری ۱۰۹۵ء مطابق ۱۷ صفر ۴۸۸ھ میں ۴۰ سال کی عمر میں اس جنگ میں قتل ہوا۔

تسخیر۔ شاہزادہ مرزا سلیمان قدر بن مرزا خورشید قدر کا تخلص ہے۔

تسلی۔ ابراہیم شیرازی کا تخلص ہے جو ہندوستان آیا ۱۶۲۳ء مطابق ۱۰۳۳ھ میں زندہ تھا۔ یہ صاحب دیوان ہے۔

تسکین۔ میر حسین عرف میرن صاحب ۱۸۰۱ء بمقام دہلی پیدا ہوئے۔ فارسی میں مولوی امام بخش صہبائی اور اردو میں ابتدا شاہ نصیر سے اور آخر میں مومن خاں سے اصلاح لیتے تھے کلام میں استاد کا رنگ تھا۔ شاہ نصیر کا دیوان ترتیب دے کر اردو ادبی دنیا پر خاص احسان کیا۔

تسلیم۔ محمد قلی۔ برہان پور میں پیدا ہوئے ان کے بزرگ ہمدانی تھے۔ وہ عالم فاضل تارک دنیا تھے بسا اوقات عالم جذب میں صحرا نوردی کرتے ان کی یادگار ایک مثنوی اور ایک دیوان فارسی ہے۔ ۱۶۹۰ء مطابق ۱۱۰۲ھ میں بمقام برہان پور وفات پائی۔

تسلیم۔ محمد ہاشم شیرازی کا تخلص ہے۔ عالمگیر کے زمانے میں ہندوستان آیا۔ صاحب دیوان تھا۔ ۱۶۹۸ء مطابق ۱۱۱۰ھجری میں حیات تھا۔

تسلیم۔ منشی امیر اللہ نام تسلیم تخلص۔ مولوی عبد الصمد کے بیٹے۔ اصل وطن فیض آباد تھا مگر اکثر لکھنؤ رہتے تھے اور عرصہ دراز تک نواب کلب علی خان والی رام پور کے یہاں ملازم رہے۔ شاعری میں مرزا اصغر علی خاں نسیم دہلوی کے شاگرد رشید تھے۔ مسلم الثبوت استاد تھے۔ ایک دیوان "نظم ارجمند" اور دوسرا "نظم دل افروز" کے نام سے مشہور ہے۔ مثنوی نالۂ تسلیم۔ شام غریباں۔ اور صبح خنداں وغیرہ ہیں (ان کے ارشد تلامذہ میں مولانا حسرت موہانی وغیرہ ہیں) ۱۸۱۹ء مطابق ۱۲۳۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۹۱۱ء مطابق ۱۳۲۹ھ میں انتقال ہوا۔

تشبیہی (ملاحظہ ہو اکبر علی تشبیہی)

تغلب۔ اصل نام ابو العباس احمد ہے۔ یہ ایک عالم اور اہل کوفہ کے امام تھے ۹۰۳ء مطابق ۲۹۱ھ میں بمقام بغداد وفات پائی۔

تغلق۔ سلطان غیاث الدین بلبن کا ایک غلام تھا۔ اس کا بیٹا خسرو شاہ کو قتل کرنے کے بعد تخت دہلی پر بیٹھا اور ۱۳۲۱ء میں سلطان غیاث الدین تغلق کا لقب اختیار کیا۔

تغلق شاہ۔ (ملاحظہ ہو غیاث الدین تغلق شاہ اور محمد تغلق شاہ)

تفتازانی۔ اصل نام ملا سعد الدین مسعود بن عمر ہے تفتازان ملک خراسان کا باشندہ مشہور مصنف ہے۔ شرح معاضد شرح عقائد۔ شرح کشاف۔ شرح شرف زنجانی۔ مطول۔ اور مختصر تلخیص اسی کی تصنیف سے ہیں۔ شرح حلاج بھی اسی کی مصنفہ ہے۔ آخر زمانے میں امیر تیمور کی ملازمت کی۔ اور سمرقند میں ۱۰ جنوری ۱۳۹۰ء مطابق ۲۲ محرم ۷۹۲ھ کو

وفات پائی۔ سال پیدائش ۱۸۰۷ء مطابق ۱۲۲۲ھ ہے۔

تفتہ - ہرگوپال نام سکندرآباد ضلع بلند شہر وطن قوم کایستھ۔ فارسی کے شاعر تھے۔ مرزا غالب کے ارشد تلامذہ میں شمار ہے۔ ۱۲۱۴ھ میں پیدا ہوئے ۱۲۸۵ھ میں انتقال ہوا۔ چار دیوان فارسی۔ ایک کتاب تضمین گلستان چھوڑی جو اُن کی زندگی میں طبع ہوگئی تھی۔

تفضل حسین خاں - فرخ آباد کا باغی نواب مظفر جنگ۔ یا مظفر حسین خاں کا پوتا اور جانشین تھا۔ اُس نے ۱۸۵۷ء میں بغاوت میں حصہ لیا تھا۔ امن ہونے پر تحقیقات کی گئی اور بعد ثبوت جرم پھانسی کا حکم دیا گیا لیکن گورنر جنرل نے سزائے موت کو جلا وطنی سے تبدیل کر دیا۔ چنانچہ ۲۳ مئی ۱۸۵۹ء کو وہ حراست میں بمبئی بھیجا گیا اور وہاں سے جہاز پر سوار کر کے مکے شریف بھیج دیا گیا۔

تقی - اوحدی ایک ایرانی شاعر تھا جو ہندوستان آیا ۱۶۱۱ء مطابق ۱۰۲۰ھ میں آگرہ میں حیات تھا۔ یہ صاحب دیوان ہے۔

تقی امام - (ملاحظہ ہو محمد تقی)

تقی (میر) - (ملاحظہ ہو میر)

تقی الدین تمیمی - حنفی فقہا کا حروف تہجی کی ترتیب سے ایک تذکرہ تصنیف کیا جس کا پورا نام "طبقات السنیہ فی تراجم الحنفیہ" ہے ۱۵۹۶ء مطابق ۱۰۰۵ھ میں وفات پائی۔

تقی الدین سبکی - عبدالکافی کا بیٹا۔ اس نے مختلف مضامین کی ۱۵۰ کتب تصنیف کیں ۱۳۵۵ء مطابق ۷۵۶ھ میں وفات پائی۔

تقی الدین محمد بن احمد بن علی - شفاء الغرام اس کی تصنیف ہے ۱۴۲۹ء مطابق ۸۳۲ھ میں وفات پائی۔

تقی الدین محمد کاشانی - شرف الدین علی حسین ذکری کا لڑکا تھا۔ کاشان میں ۱۵۳۹ء مطابق ۹۴۶ھ میں پیدا ہوا۔ خلاصۃ الاشعار و زبدۃ الافکار اس کی تصنیف ہے جو ۱۵۸۵ء مطابق ۹۹۳ھ میں لکھی گئی۔

تقی کاشانی (ملاحظہ ہو تقی الدین محمد کاشانی)

تقمتش خاں - دشت قپچاق کا حاکم تھا۔ جس کو امیر تیمور نے ۱۳۹۵ء میں شکست دی۔

تکلہ - فارس کا بادشاہ تھا (ملاحظہ ہو سنقر)

تکوجی ہولکر - موجودہ فرمانروائے ریاست اندور یعنی ہز ہائی نس مہاراج دھراج راج راجیشور سوامی سری تکوجی راؤ ہولکر اندور کی ریاست ستر لاکھ روپیہ سالانہ کی ہے موجودہ راجہ اپنے وزیر اعظم اور پانچ وزرا کی ایک کونسل کے مشورت سے حکومت کرتے ہیں۔

تکوجی ہولکر - ملہار راؤ ہولکر اول کا بھتیجا تھا۔ اہلیہ بائی نے جو کھانڈے راؤ پسر ملہار راؤ کی بیوی تھی ۱۷۶۷ء میں اُسے راجہ بنایا۔ اُس نے ۳۰ سال حکومت کی۔ ۱۵۔ اگست ۱۷۹۷ء کو مرگیا اُس کے بعد اُس کا بڑا بیٹا کاشی راؤ اُس کا جانشین ہوا۔ لیکن دولت رائے سندھیا نے کچھ دنوں کے لیے ریاست پر ناجائز قبضہ کر لیا اور اُس کے بعد جسونت راؤ کا قبضہ ہوا۔

تلک - بال گنگا دھر تلک - لوکمانیہ۔ پونا کے رہنے والے مرہٹہ برہمن پیدائش جولائی ۱۸۵۶ء انڈین نیشنل کانگریس کی روح رواں ہندوستان

کے نامور لیڈر رہتے تھے۔ دو مرتبہ ۱۸۹۷ء و ۱۹۰۸ء میں اُن پر باغیانہ مضامین شائع کرنے کا مقدمہ چلایا گیا۔ ۶ سال تک جیل خانے کی زندگی بسر کی۔ مسٹر تلک صرف ایک ملکی مدبر ہی نہیں تھے وہ فن ریاضی اور فلسفہ کے ماہر تھے۔ اور قانون جاننے والے تھے۔ سنسکرت کے جید عالم تھے۔ مشہور مصنف اور فن صحافت میں اعلیٰ دستگاہ رکھتے تھے اور تعلیم کے حامی تھے۔ فرگوسن کالج ان کی یادگار ہے۔ یکم اگست ۱۹۲۰ء کو بمبئی میں انتقال ہوا۔

تلسی داس سال پیدائش ۱۵۳۲ء قوم کے برہمن تھے۔ وہ ہندوؤں میں بحیثیت ایک مذہبی مصلح اور شاعر کے اُن کی بڑی عزت کی جاتی ہے وہ بادشاہ اکبر اور جہانگیر کے عہد میں گزرے ہیں۔ راجہ پور متصل چترکوٹ اُن کا وطن تھا۔ لیکن وہ زیادہ سفر میں فقیرانہ طریقے سے رہتے تھے۔ ۲۴ر اکتوبر ۱۶۲۳ء کو بمقام بنارس فوت ہوئے۔ وہ رامائن کے مصنف ہیں۔ ان کے بہت سے گیت اور بھاشا کی نظمیں مشہور ہیں۔ ہندوستان میں سوائے راجہ بودھ کے اور کوئی شخص بھی تلسی داس سے زیادہ وسیع الاثر نہیں گزرا۔

توران دخت۔ خسرو پرویز کی لڑکی تھی۔ اپنے بھائی شیرویہ کی وفات کے بعد ۶۳۰ء میں مالک تخت و تاج ہوئی۔ صرف ایک برس چار ماہ اس کی حکومت رہی اس کے بعد اس کا چچا زاد بھائی جو کہ اس کا عاشق تھا شاہ شنندہ کے نام سے تخت نشین ہوا اُس نے صرف ایک مہینہ سلطنت کی بالآخر آزرم دخت دختر ثانیہ خسرو پرویز نے اُسے تخت سے اُتار دیا۔ اور ۶۳۲ء میں خود تخت نشین ہو گئی۔ یہ شہزادی نہایت ذکی الفہم اور خوبصورت تھی۔ اُس نے کل انتظام سلطنت براہ راست اپنے ہاتھ میں لے لیا اور تقرر وزیر کی بھی کچھ ضرورت نہ سمجھی لیکن ایک ایرانی سردار کے غیض و غضب نے اُس کے منصوبے پورے نہ ہونے دیئے۔ فرخ ہرمز حاکم خراسان اُس پر عاشق ہو گیا۔ یا یہ کہنا چاہیئے کہ اُس کی سلطنت کا خواہاں تھا۔ اُس نے دربار شاہی میں پہنچکر اپنی محبت کا راز شاہزادی پر ظاہر کر دیا۔ لیکن شاہزادی نے شادی کرنے سے انکار کر دیا اور فوراً وہ شہزادی کے اشارے سے قتل کر دیا گیا۔ جب اُس کے بیٹے رستم کو اس واقعے کی خبر پہنچی وہ اپنی فوج لیکر شہزادی پر چڑھ آیا۔ شہزادی کو اس لڑائی میں شکست ہوئی اور اُس کو رستم نے قتل کر کے اپنے باپ کے قتل کا بدلا لے لیا۔ اس واقعے کے بعد فرخ زاد جو خسرو پرویز کا اصفہانی مغنیہ کے بطن سے لڑکا تھا بادشاہ ہوا وہ بھی ایک مہینے سے زیادہ سلطنت نہ کر سکا اور زہر سے اُس کا کام تمام کر دیا گیا۔ ایران کی تاریخ کے یہ واقعات جو یزدجرد سوم (جو نسل ساسانی کا آخری بادشاہ فارس تھا) کے وقت سے پہلے گزرے تھے اس بات کا پتا دیتے تھے کہ اِس عظیم الشان ایرانی حکومت کا آخری وقت قریب آ لگا تھا۔

توران شاہ۔ ملک المعظم نام۔ صلاح الدین سلطان شام کا بھائی تھا۔ سلطان نے اس کو دمشق کا سپہ سالار مقرر کیا تھا۔ یہ اسکندریہ میں پہلی جولائی ۱۱۸۰ء مطابق ۵ صفر ۵۷۶ھ

میں مرگیا۔

توران شاہ۔ خواجہ جلال الدین نام۔ شاہ شجاع حاکم شیراز کا وزیر تھا۔ تیسری اپریل ۱۳۰۵ء کو مرگیا۔

توسنی۔ منوہر داس کا تخلص تھا۔ مگر باوجود ہندو ہونے کے یہ محمد منوہر اور مرزا منوہر مشہور تھا یہ شاعر عہد شہنشاہ اکبر میں گزرا ہے۔ اس کے باپ کا نام لون کرن تھا جو سانبھر کا راجہ تھا لون کرن کے لفظی معنی نمک سار کے ہیں۔

توفیق۔ خدیو مصر تھا۔ ۱۸۹۲ء میں وفات پائی

توکل بن اسمٰعیل۔ صفوۃ الصفا اس کی تصنیف ہے۔ اس میں شیخ صفی کی تاریخ ہے جو ایران کے شاہی خاندان صفویہ کا مورث تھا ۱۳۹۶ء مطابق سنہ ھ میں یہ کتاب لکھی گئی۔

توکل منشی۔ شاہنامہ شمشیر خانی اس کی تصنیف ہے جو شاہنامہ فردوسی کا نثر میں خلاصہ ہے ۱۶۵۲ء مطابق ۱۰۶۲ھ میں لکھا گیا۔ شاہ اکبر ثانی کے زمانے میں ۱۸۱۰ء مطابق ۱۲۲۵ھ میں ایک شاعر نے اس کا ترجمہ اردو نظم میں کیا۔

تولی خاں۔ چنگیز خاں کا چوتھا بیٹا تھا۔ ۱۲۲۷ء میں باپ کے مرنے پر فارس خراسان کابل کا بادشاہ ہوا ۱۲۳۲ء میں مرگیا۔ بہت سے لڑکے چھوڑے جن میں سے منگو خاں اور ہلاکو خاں مشہور ہوئے۔

تیر انداز خاں۔ اکبر اعظم کا ایک غلام تھا۔ اعلیٰ عہدے پہ ترقی پائی اور خان کا خطاب ملا۔ دو ہزاری منصب دار ہوا بعد شاہ جہاں نے اس کو احمد آباد کا حاکم مقرر کیا۔

تیغ بہادر۔ سکھوں کا گرو تھا وہ اپنے چیلوں کو جمع کرکے اور حافظ آدم ایک مسلمان پیر کے مریدوں کو اپنے ساتھ لے کر قرب وجوار کے لوگوں سے روپیہ وصول کرتا تھا۔ شہنشاہ عالمگیر نے اس کو خطرناک شخص خیال کرکے ۱۶۷۳ء مطابق ۱۰۸۴ھ میں قتل کرا دیا۔ اور اس کی لاش کے چار ٹکڑے کرکے شہر میں آویزاں کرا دیئے۔

تیمور۔ (امیر تیمور ملاحظہ ہو)

تیمور سلطان۔ شیبانی خاں کے جوار بکوں کا سردار تھا۔ فوت ہونے کے بعد ۱۵۱۰ء مطابق ۹۱۶ھ میں وہ سمرقند کا بادشاہ ہوا اور جانی بیگ خاں اور عبداللہ خاں نے بخارا بانٹ لیا۔

تیمور شاہ۔ احمد شاہ ابدالی کا سب سے بڑا بیٹا تھا بجائے اپنے باپ کے کابل اور قندھار کے تخت پر ۱۷۷۳ء مطابق ۱۱۸۷ھ میں جانشین ہوا اور اپنے باپ کے وزیر مسمی شاہ ولی خاں کو قتل کر دیا۔ کیونکہ وہ اس کے چھوٹے بھائی کو جو وزیر کا داماد تھا۔ بادشاہ بنانا چاہتا تھا اس نے ۲۰ برس حکومت کی ۱۸ مئی ۱۷۹۳ء مطابق ۷ شوال ۱۲۰۷ھ میں مرگیا۔ سینتالیس سال کی عمر پائی اس کے بعد بڑا بیٹا ہمایوں قندھار کا بادشاہ ہوا اور محمود ہرات کا۔

ردیف ٹ

ٹکارام ۔ مرہٹی زبان کا ایک مشہور مصنف گزرا ہی اس کا دوسرا نام ٹلوبا بھی ہی سنہ ۱۶۰۸ء میں پیدا ہوا ذات کا شدر تھا۔ آغاز عمر میں دکانداری کی مگر تجارت کو فروغ نہ ہوا۔ اُس کے خانگی معاملات نے اُس کی زندگی تلخ کر دی تھی۔ انہیں اسباب سے دنیا کو ترک کرکے فقیری اختیار کر لی۔ اس کے کلام میں اخلاقی تعلیم زیادہ ہی

ٹھاکر لال (منشی) ولد بھوج داس کایستھ ماتر ضلع برہانپور کا رہنے والا تھا سنہ ۱۲۳۱ھ میں اس نے ایک کتاب لکھی جس کا نام دستور العمل شاہنشاہی رکھا اس میں اس نے ہندوستان اور دکن کے واقعات بطور فہرست ترتیب دیے ہیں۔

ٹوڈرمل ۔ ذات کا کھتری۔ اس کے وطن کی بابت مورخین کا اختلاف ہی۔ بعض کہتے ہیں لاہور کا ساکن تھا۔ بعض موضع لاہر علاقہ اودھ کا رہنے والا بتاتے ہیں۔ بیوہ ماں نے اس کو تنگدستی اور افلاس کی حالت میں پرورش کیا۔ شروع شروع میں شہنشاہ اکبر کے عام منشیوں میں داخل ہوگیا تھا۔ مگر اس نے اس قابلیت اور محنت سے کام انجام دیا کہ رفتہ رفتہ بے واسطہ بادشاہ کے سامنے حاضر ہوکر کاغذات کی پیشی کرنے لگا۔ اُس کی مستعدی کو دیکھ کر بادشاہ کا خیال قائم ہوگیا کہ علاوہ متصدی گری کے سپاہ گری اور سرداری کی بھی قابلیت رکھتا ہی۔ یہی وجہ ہوئی کہ ٹوڈرمل اکثر مہمات پر بھی جانے لگا جس جگہ وہ بھیجا گیا کامیابی اور فتح اور نصرت کے ساتھ واپس ہوا اور دربار شاہی میں روز بروز اُس کا وقار بڑھتا گیا یہاں تک کہ سنہ ۹۹۰ھ میں سب جھگڑے چکا کر پھر دربار میں آیا تو وزارت کی مستقل مسند پر بیٹھا اور دیوانِ کُل ہوگیا۔ سنہ ۹۹۳ھ میں چار ہزاری منصبدار ہوگیا آخر کار ۱۱ محرم سنہ ۹۹۸ھ مطابق ۱۰ نومبر سنہ ۱۵۸۹ء میں ایک کھتری نے اس عداوت سے کہ اس کو کسی بداعمالی کی راجہ نے سزا دی تھی رات کے وقت تلوار سے اُس کا کام تمام کردیا۔ راجہ چندو لال پیشکار و مدارالمہام دکن اسی کی اولاد سے تھے۔ جن کے جانشین موجودہ زمانے میں ہز اکسی لنسی سر مہاراجہ کشن پرشاد بہادر یمین السلطنت۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای پیشکار سابق مدارالمہام دکن ہیں۔

ٹیپو سلطان ۔ حیدر علی خاں سلطان میسور کا لڑکا تھا۔ سنہ ۱۷۵۰ء میں پیدا ہوا اور اپنے باپ کی جگہ دسمبر سنہ ۱۷۸۲ء میں میسور کا بادشاہ ہوا وہ انگریزوں کے خلاف فرانسیسیوں کے ساتھ ہوکر لڑا۔ سنہ ۱۷۹۰ء میں ٹراونکور کے مقام پر اُس نے شکست فاش کھائی۔ اور انگریزوں کی اطاعت قبول کرکے اُس نے سنہ ۱۷۹۲ء میں لارڈ کارنوالس کے ساتھ صلح کرنے کی رضامندی ظاہر کی اور یہ شرط ٹھہری کہ وہ اپنے دونوں لڑکوں کو بطور ضمانت کے حاضر رکھیگا۔ اور

ملک کا کچھ حصّہ دینے کے سوا تیس لاکھ روپیہ
بطور تاوان ادا کرے۔ لیکن اُس کا ساز باز
فرانسیسیوں کے ساتھ بدستور جاری رہا اور
وہ انگریزی طاقت کے برباد کرنے کی خفیہ
تدابیر کرتا رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۷۹۹ء میں
پھر لڑائی شروع ہو گئی اور انگریزوں نے عین
اُس کے دار السلطنت پر حملہ کیا اور اُس نے
سنگھاپٹن کے ایک قلعے کو بہادری کے ساتھ
بچانے کی کوشش کی جس میں وہ ۴ مئی
۱۷۹۹ء مطابق ۲۸ ذی قعدہ ۱۲۱۳ھ کو
بعمر ۵۲ سال مارا گیا اور بمقام لال باغ اپنے
باپ کے مقبرہ میں دفن ہوا۔ ٹیپو سلطان علوم
وفنون کا حامی اور سرپرست تھا اُس نے اپنے
محل میں ایک کتب خانہ جمع کیا تھا جس میں
سنسکرت کی کتابیں قرآن شریف کی تفسیریں
شاہانِ مغلیہ کی فتوحات کی تاریخ کے مسودے
اور ہندوستان کے تاریخی وقائع موجود تھے
جس سے اُس کے علم دوست ہونے کا پتا
چلتا ہے۔ یہ سارا ذخیرہ کلکتے کے کتب خانے میں
منتقل کر دیا گیا۔ ٹیپو سلطان کی تصنیف سے دو
کتابیں ہیں۔ ایک فرمان بنام علی راجہ دوسری
فتح المجاہدین ہے۔ آخر الذکر کتاب کے ایک حصے
کا ترجمہ مسٹر بی کرسپ B. Crisp
نے کیا ہے اور وہ شائع بھی ہو گیا ہے۔

ٹیپو شاہ۔ ارکاٹ کے مشہور درویش تھے
حیدر علی خاں بادشاہ میسور اُن کا بہت
معتقد تھا۔ اُس نے اپنے بیٹے کا نام انھیں کے
نام پر ٹیپو رکھا۔ ٹیپو کے لفظی معنے کناری زبان
میں جو جنوبی ہند میں بولی جاتی ہے چیتے کے ہیں
ٹیپو شاہ کا مقبرہ ارکاٹ میں اب تک
زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

ٹیک چند۔ اس کا تخلص چاند ہے۔ بلرام کا لڑکا تھا
سرہند کا رہنے والا عالمگیری عہد میں گزرا ہے۔
فارسی نظم میں گلدستۂ عشق اس کی مشہور
کتاب ہے جس میں کامروپ کا قصہ نظم کیا گیا ہے

ٹیک چند منشی۔ متخلص بہار ذات کا کھتری
بہار عجم کا مولف جو ایک فارسی کا ضخیم اور مستند
لغت ہے اور ایک کتاب جو ۱۷۳۹ء مطابق
۱۱۵۲ھ میں لکھی گئی موسومہ نوادر المصادر
بھی اسی کی تصنیف سے ہے۔

ردیف ث

ثابت۔ میر محمد افضل دہلوی کا تخلص ہے ۱۷۳۸ء مطابق ۱۱۵۱ھ میں فوت ہوا۔ پانچ ہزار اشعار کا ایک فارسی دیوان چھوڑا۔

ثابت۔ خواجہ حسن کا تخلص ہے ۱۸۰۷ء مطابق ۱۲۲۲ھ میں فوت ہوا۔ ایک دیوان اُردو اس کی تصنیف ہے۔

ثابت بن قرہ۔ اُس نے یونانی زبان سے اقلیدس و دیگر کتب کا عربی زبان میں ترجمہ کیا سنہ ۹۰۱ء مطابق ۲۸۸ھ میں فوت ہوا۔

ثاقب۔ شہاب الدین خاں خلف نواب ضیاء الدین خاں نیر دہلوی۔ روسائے لوہارو سے تھے۔ مرزا غالب مرحوم کے عزیز اور شاگرد تھے مرزا داغ کے چچازاد بھائی تھے۔ علمی مذاق بہت اچھا تھا۔ اردو فارسی میں شعر کہتے تھے۔ عالم شباب میں ۱۸۶۹ء میں وفات ہوئی۔

ثبات۔ میر محمد عظیم بن میر محمد افضل ثابت کے لڑکے کا تخلص ہے۔ بمقام الہ آباد سنہ ۱۸۰۷ء مطابق ۱۲۲۲ھ کو پیدا ہوا۔ ۱۸۴۵ء مطابق ۱۲۶۱ھ کو انتقال کیا۔ تقریباً چار ہزار اشعار کا ایک دیوان چھوڑا۔

ثقفی۔ اصل نام ابوعیسیٰ تھا۔ عربی صرف و نحو کا ماہر ۷۶۶ء مطابق ۱۴۹ھ میں انتقال ہوا۔

ثعلبی امام۔ تاریخ غدر السیر اور تاریخ عرائس کا مصنف ہے۔

ثمانینی۔ اصلی نام ابوالقاسم عمر ہے۔ اس کے باپ کا نام ثابت ہے۔ یہ عربی کی صرف و نحو کا ایک ماہر تھا سنہ ۱۰۵۰ء مطابق ۴۴۲ھ میں فوت ہوا۔

ثناء اللہ۔ ابوالوفا۔ مولوی فاضل۔ امرتسری آپ کی عمر تخمیناً ۷۵ سال ہے۔ مولد امرتسر (پنجاب) آپ کا سلسلۂ نسب کشمیر کے نومسلم خاندان سے جن کو کشمیر میں منٹو کہتے ہیں ملتا ہے۔ ان کی تصانیف عموماً مذہبی ہیں اردو اور عربی میں کلام مجید کی تفسیر کی ہے متعدد مذہبی کتب کے مصنف و مولف ہیں اخبار اہل حدیث کے ایڈیٹر ہیں۔ مباحثات غیر مسلم میں پیش پیش ہیں۔ آریہ سماج اور فرقۂ قادیانی سے معرکۃ الآرا مباحثے ہوئے۔ حضور نظام کے وظیفہ خوار ہیں۔

ثناء اللہ (قاضی) پانی پتی شیخ جلال الدین صاحب پانی پتی کی اولاد سے تھے۔ یہ نہایت متقی اور عالم اجل تھے۔ سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ اور سولہ سال کی عمر میں تحصیل علوم سے فارغ ہو گئے۔ شاہ محمد عابد سنامی سے بیعت کی پھر اُن کی وفات کے بعد مرزا مظہر جانجاناں سے کسب کمال کیا فقہ میں اکثر کتب و رسائل تصنیف کیے تفسیر سات جلدوں میں۔ السیف المسلول۔ (شمشیر برہنہ) ارشاد الطالبین۔ مالابد منہ و رسالہ شہاب ثاقب دیگر کتب و رسالہ جات تیس سے زائد ان کی تصنیف سے ہیں۔ یکم رجب المرجب ۱۲۲۵ھ کو وفات پائی۔

ردیف ج

جابر بن عبداللہ۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے صحابی اور مشہور محدث تھے۔ انھیں غزوات میں جو آن حضرتؐ کے زمانے میں ہوئے تھے ان کی شرکت ثابت ہے سنہ ۶۹۲ء مطابق سنہ ۷۳ھ میں ۹۴ سال کی عمر میں آپنے وفات پائی۔

جار اللہ زمخشری۔ اصلی نام محمود بن عمر تھا موضع زمخشر واقع خوارزم کے رہنے والے تھے اور اپنے وطن کی نسبت سے زمخشری کے نام سے مشہور ہیں۔ اپنی عمر کا بڑا حصہ مکہ معظمہ میں صرف کیا۔ اسی وجہ سے ان کا لقب جار اللہ ہوا۔ سنہ ۱۰۷۵ء مطابق سنہ ۴۶۷ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۱۴۳ء مطابق سنہ ۵۳۸ھ میں انتقال فرمایا۔ یہ فرقۂ معتزلہ کے جید عالم۔ مشہور تفسیر قرآن شریف کشاف انھیں کی تصنیف ہے۔

اساس البلاغت (لغت)۔ ربیع الابرار فصوص الاخبار۔ روس المسائل (فقہ) والفرائض در علم فرائض۔ منہاج اور مقدمۃ الادب دیوان التمثیل وغیرہ ان کی مشہور تصانیف ہیں۔

جاربردی۔ عرف فخر الدین احمد بن حسن ایک مصنف تھا جس نے شرح شافیہ اور حاشیہ کشاف لکھا۔ سنہ ۱۳۴۶ء مطابق سنہ ۷۴۶ھ میں فوت ہوا۔

جامہ باب۔ (ملاحظہ ہو میر سید جامہ باف)

جامی نور الدین عبد الرحمن۔ فارسی کے مشہور شاعر تھے۔ ان کے والد کا نام مولانا محمد صفہانی تھا۔ ۷ نومبر سنہ ۱۴۱۴ء مطابق ۲۳ شعبان سنہ ۸۱۷ھ کو موضع جام میں جو ہرات کے قریب واقع ہے ولادت ہوئی۔ اسی مناسبت سے انھوں نے اپنا تخلص جامی رکھا تھا۔ وہ نہایت خوش خلق اور شریف الطبع انسان تھے ان کی وسعت معلومات کا یہ حال تھا کہ اس زمانے میں کوئی دوسرا عالم ان کا ہم پلہ نہ سمجھا جاتا تھا سلطان ابوسعید مرزا ہراتی سے ان کے تعلقات نہایت دوستانہ تھے۔ جو سلطان مذکور کے مرتے دم تک قائم رہے سلطان مذکور کی وفات کے بعد اس کا بیٹا اور جانشین سلطان حسین مرزا بھی مولینا جامی کے ساتھ اسی مہربانی سے پیش آتا رہا۔ مولینا مشہور تذکرہ نویس دولت شاہ کے زمانے میں موجود تھے۔ دولت شاہ نے اپنے تذکرہ "دولت شاہی" میں تذکرۂ شعرائے فارس کے سلسلے میں ان کا حال بھی لکھا ہے مولینا جامی چالیس سے زیادہ کتب کے مصنف ہیں۔ مثنوی یوسف زلیخا جو ان کے مجموعۂ ہفت اورنگ میں شامل ہے فارسی کی درسی کتابوں میں مشہور کتاب ہے۔ دوسری کتاب نفحات الانس بھی مقبول عام ہے۔ اس کتاب میں صوفیائے کرام اور مشائخین عظام کے مختصر حالات دیئے گئے ہیں۔ جو عربی کتاب طبقات الصوفیہ کا فارسی ترجمہ ہے۔ مولینا نے اس ترجمے کو مشہور وزیر علی شیر کے نام سنہ ۱۴۷۶ء مطابق سنہ ۸۸۱ھ میں معنون کیا تھا۔ ان کی

سات کتابیں جو ہفت اورنگ کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ ہیں سلسلۃ الذہب۔ سلامان وابسال۔ تحفۃ الاحرار۔ سبحۃ الابرار۔ یوسف وزلیخا۔ لیلیٰ ومجنوں۔ خردنامہ۔ ان کے علاوہ سکندرنامہ۔ بہارستان۔ فتوح الحرمین۔ خورشید وماہ۔ لوائح جامی۔ شواہد النبوۃ۔ شرح ملاجامی۔ ان کی مشہور تصانیف ہیں۔ سلامان وابسال کا ترجمہ مسٹر ایڈورڈ فٹزرلڈ نے انگریزی نظم میں کیا ہے۔ جامی نے اکیاسی سال کی عمر پائی۔ ۹ر نومبر ۱۴۹۲ء مطابق ۱۸ محرم ۸۹۸ھ کو مدینہ منورہ کی راہ میں انتقال ہوا۔

جان جاناں مرزا۔ ان کے باپ کا نام مسمی مرزا جان تھا۔ جو جانی تخلص کرتے تھے۔ خود مرزا جان جاناں بھی شاعر تھے۔ ان کا دیوان مشہور ہے اس کو اہل تصوف نہایت قدر کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ مظہر تخلص تھا سنہ ۱۶۹۹ء مطابق سنہ ۱۱۱۱ھ میں بمقام آگرہ پیدا ہوئے اور زیادہ حصہ عمر کا دہلی میں صرف کیا۔ ۶ر جنوری سنہ ۱۷۸۱ء مطابق ۱۰ محرم سنہ ۱۱۹۵ھ بمقام دہلی وفات پائی۔

جان سپار خاں۔ شہنشاہ عالمگیر کے عہد کے ایک امیر مسمی مختار خاں سبزواری کا دوسرا بیٹا تھا۔ اپنی وفات کے وقت وہ حیدرآباد کا صوبہ دار تھا۔ اور حیدرآباد ہی میں سنہ ۱۷۰۰ء مطابق سنہ ۱۱۱۱ھ میں فوت ہوا۔

جان سپار خاں ترکمان۔ جہانگیر کے عہد میں چہار ہزاری منصب دار تھا۔ عہد شاہجہان کے پہلے سال سنہ ۱۶۲۸ء مطابق سنہ ۱۰۳۸ھ میں صوبہ دار الہ آباد مقرر ہوا اور اسی سال الہ آباد میں فوت ہوا۔

جان صاحب۔ میر یار علی ولد میران قدیم رہنے والے لکھنؤ کے تھے۔ آخر عمر میں رامپور آگئے تھے۔ وہاں نواب کلب علی خاں کے درباری سفرا میں شامل ہوکر خوب شہرت حاصل کی ریختی میں عورتوں کے محاورے اور رسم و رواج نظم کرنے میں خاص ملکہ حاصل تھا۔ ان کا دیوان سنہ ۱۲۶۹ء میں چھپا ہے جو اب کمیاب ہے تقریباً سنہ ۱۳۰۹ھ میں انتقال ہوا سنہ ۱۸۹۲ء

[illegible] دیوان جان صاحب کا خوبصورت ایڈیشن نظامی پریس بدایوں نے چھاپا ہے

جان فشاں خاں۔ سردھنے کے نواب تھے ان کا خاندان ضلع میرٹھ میں آج تک وفاداری کے لیے مشہور ہے۔ انھوں نے سنہ ۱۸۵۷ء میں سرکار انگریزی کی بڑی خیرخواہی کی اس کے صلے میں ایک ہزار روپیہ دوامی ماہواری پنشن پائی۔ اس کے علاوہ دس ہزار روپیہ سالانہ آمدنی کی جاگیر بطور معافی کے دی گئی

جان نثار خاں۔ شاہجہانی عہد کا سہ ہزاری منصب دار تھا۔ وفات کے وقت جو سنہ ۱۶۳۶ء مطابق سنہ ۱۰۴۶ھ میں واقع ہوئی سیستان کا حاکم تھا۔

جان نثار خاں۔ (دسیپی) وزیر قمرالدین خاں کا سالا تھا۔ نادرشاہ نے اس کو ان سب اشخاص کے ساتھ جنھوں نے اس کے قتل عام سے بچنے کی کوشش کی تھی قتل کرادیا تھا۔ یہ واقعہ سنہ ۱۷۳۹ء مطابق سنہ ۱۱۵۱ھ میں واقع ہوا۔

جان نثار خاں نواب۔ وزیر قمرالدین خاں کا

بہنوئی تھا۔ وہ ضلع کوڑا جہان آباد واقعہ صوبۂ الہ آباد کا چکلہ دار مقرر کیا گیا تھا۔ جہاں کے زمیندار راؤ بھگونت سنگھ نے اس کو سنہ ۱۷۳۵ء مطابق سنہ ۱۱۴۸ھ میں قتل کر دیا۔

جانوجی بھوسلا - برار کا دوسرا راجہ تھا۔ سنہ ۱۷۵۵ء میں اپنے باپ راگھوجی بھونسلا کا جانشین ہوا اور سنہ ۱۷۷۲ء میں فوت ہوا۔ اس کا جانشین اس کا بھائی مادھوجی بھونسلا ہوا۔

جانی بیگ ترخاں مرزا - ٹھٹھہ (گجرات) کا حاکم تھا۔ اپنے باپ کے بعد سنہ ۱۵۸۵ء مطابق سنہ ۹۹۳ھ میں تخت نشین ہوا۔ شاہنشاہ اکبر نے اس کے ملک پر سنہ ۱۵۹۱ء میں فوج کشی کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ سنہ ۱۵۹۹ء مطابق سنہ ۱۰۰۸ھ میں بمقام برہان پور فوت ہوا۔

جانی بیگم - عبدالرحیم خاں خانخاناں کی لڑکی کا نام ہے جو شہزادہ دانیال کے عقد میں آئی سنہ ۱۵۹۹ء مطابق سنہ ۱۰۰۸ھ میں فوت ہوئی۔

جاوید خاں - (خواجہ سرا) احمد شاہ جانشین محمد شاہ رنگیلے بادشاہ دہلی اور اس کی ماں کے مزاج میں اس درجہ درخور تھا کہ بادشاہ نے اس کو منصب امارت پر ممتاز کر کے نواب بہادر کا خطاب عطا کیا۔ یہ بات نواب صفدر جنگ کو ناگوار ہوئی۔ اور انھوں نے جاوید خان کو ایک دعوت میں مدعو کر کے ۲۰ اگست سنہ ۱۷۵۲ء مطابق ۲۸ شوال سنہ ۱۱۶۵ھ کو قتل کرا دیا۔

جاہی - تخلص ابراہیم مرزا سلطان کا ہے (ملاحظہ ہو ابراہیم مرزا سلطان)

جبالی - ابو علی محمد بن عبدالوہاب کا لقب ہے جو ابوالحسن الاشعری کا استاد تھا۔

جبلی - عبدالواسع کا تخلص (ملاحظہ ہو عبدالواسع جبلی)

چھبیلہ رام ناگر - ایک ہندو سردار تھا جو الہ آباد کا صوبہ دار تھا۔ ابتدائے عہد محمد شاہ میں سنہ ۱۷۲۰ء مطابق سنہ ۱۱۳۲ھ میں بمقام الہ آباد فوت ہوا۔ اس کی وفات کے بعد اس کا بھتیجا گردھر اودھ کا صوبہ دار مقرر ہوا اور سنہ ۱۷۲۲ء مطابق سنہ ۱۱۳۴ھ میں اس کو مالوہ کی صوبہ داری برہان الملک سعادت علی خاں کو دی گئی۔ باجی راؤ مرہٹوں کے پیشوا کے حملے کے دوران میں جس نے راجہ ساہو کی جانب سے حملہ کیا تھا۔ تقریباً سنہ ۱۷۲۹ء مطابق سنہ ۱۱۴۲ھ میں گردھر مالوہ میں فوت ہوا۔ دیا بہادر اس کا ایک عزیز راجہ گردھر کا جانشین ہوا۔ جو بہادری کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرتا رہا۔ سنہ ۱۷۳۰ء مطابق سنہ ۱۱۴۳ھ میں اسی مقابلے میں مارا گیا۔ جس کے بعد محمد بنگش اس صوبے کا صوبہ دار مقرر ہوا۔

جرأت - قلندر بخش کا تخلص ہے جو حافظ امان کا بیٹا اور میر جعفر علی حسرت کا شاگرد کوچہ رائے امان دہلی کا باشندہ تھا۔ سنہ ۱۸۰۰ء مطابق سنہ ۱۲۱۵ھ میں لکھنؤ جا کر مرزا سلیمان شکوہ کے یہاں ملازم ہوا۔ پھر نواب محبت خاں کے یہاں شعراء کے زمرہ میں داخل ہوا۔ عین شباب میں اندھا ہو گیا۔ مگر رنگین اور پر لطف مضامین خوب سوجھتا تھا۔ ستار بجانے میں مشتاق تھا۔ انشا، مصحفی اور قتیل وغیرہ اس کے ہمعصر تھے میر تقی کے طرز کا مقلد تھا۔ تین دیوان اس کی تصنیف سے ہیں۔ سنہ ۱۲۲۵ھ میں انتقال کیا

مادۂ تاریخ وفات یہ ہے ع

ہائے ہندوستان کا شاعر ہوا۔

جرجانی۔ السید الشریف ابوالحسن یا ابوالحسین علی نام ہے۔ تاریخ میں جرجانی کے نام سے مشہور ہیں۔ کیونکہ جرجان ان کا مولد تھا۔ وہ مسلمان عالموں میں نہایت مشہور عالم تھے ۱۳۳۹ء مطابق ۷۴۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۱۳ء مطابق ۸۱۶ھ میں بمقام شیراز فوت ہوئے

جریر یا اخضرہ جریر ابن عطیہ۔ ایک سب سے بڑا اور مشہور شاعر تھا۔ خلیفہ عبدالملک - خاندان بنی امیہ کے زمانے میں گزرا ہے۔ اور جس کو شاہی خزانے سے معقول وظیفہ ملا کرتا تھا ایک مرتبہ صرف ایک مدحیہ قصیدے پر خلیفہ نے اس کو ۱۰۰ اونٹ اور ۱۸ غلام اور ایک چاندی کا آفتابہ انعام دیا۔ عبدالفرج ابن جوزی نے جریر کی وفات ۷۲۹ء مطابق ۱۱۰ھ میں ۸۰ سال کی عمر میں بیان کی ہے

جریر ابن عبداللہ۔ حضرت عمرؓ خلیفہ دوم کے عہد میں فوج کے سپہ سالار تھے۔

جسونت راؤ ہلکر ۱۸۰۲ء میں اندور کا حکمران ہوا۔ ۱۸۰۵ء میں اس نے دوآب پر حملہ کیا مگر سرکار انگریزی کی فوج نے اس کو شکست دیکر اس کے ملک پر قبضہ کر لیا۔ صلح کے بعد ملک راجہ کو واپس کر دیا گیا۔ ۱۸۰۸ء میں یہ فاتر العقل ہو گیا۔ ۲۰ اکتوبر ۱۸۱۱ء میں فوت ہوا۔ اور ملہار راؤ سوم اس کا بیٹا جانشین ہوا۔

جسونت رائے۔ ولد بھگونت رائے۔ ولد سندرداس منشی لاہوری۔ فارسی زبان کا فاضل اور شاعر تھا۔ پہلے پردل خاں کے یہاں نوکر تھا۔ ۱۱۳۱ھ میں کرناٹک گیا۔ اور نواب سعادت اللہ خاں کے دربار میں رسائی پیدا کی اور ایک مدحیہ قصیدہ پیش کیا۔ نواب نے قدردانی کی اور جسونت رائے نے وہیں سکونت اختیار کر لی اور سعیدنامہ کے نام سے نواب سعادت اللہ خاں اور ان کے خاندان کی تاریخ لکھی۔

جسونت سنگھ۔ راجہ جودھپور بعد وفات اپنے باپ تخت سنگھ کے ۱۸۷۳ء مطابق ۱۲۹۰ھ میں گدی نشین ہوا

جسونت سنگھ بندیلا۔ ولد راجہ اندرمن شاہ عالمگیر کے عہد میں فوج کا ایک معقول عہدہ دار تھا اور تقریباً ۱۶۹۰ء مطابق ۱۱۰۱ھ میں فوت ہوا۔ اس کا چار سالہ لڑکا اس کا جانشین ہوا وہ ۱۶۹۳ء مطابق ۱۱۰۴ھ میں فوت ہو گیا۔

جسونت سنگھ مہاراجہ۔ راٹھور راجپوت قوم کا مشہور راجہ جودھپور تھا۔ راجہ گج سنگھ باپ کا نام تھا۔ جس نے عالمگیر اور اس کے بھائی دارا شکوہ کی باہمی خانہ جنگی میں دارا شکوہ کی جانب داری کی تھی۔ لیکن عالمگیر نے تخت نشین ہو کر نہایت فراخ دلی سے اس کا قصور معاف کر دیا۔ اور اس کو ہفت ہزاری کا منصب عطا کیا۔ اسی عہد میں وہ فوج کا سپہ سالار بنایا گیا۔ کابل کے قریب تاریخ ۱۰ دسمبر ۱۶۷۸ء مطابق ۲ ذیقعدہ ۱۰۸۹ھ کو فوت ہوا۔

جسونت سنگھ ولد بلونت سنگھ۔ مہاراجہ

بھرت پور بتاریخ ۲۸ فروری سنہ ۱۸۵۱ء پیدا ہوا اور اپنے باپ کی جگہ بتاریخ ۱۲ مارچ سنہ ۱۸۵۳ء دو سال کی عمر میں گدی نشین ہوا۔ سنہ ۱۸۱۱ء میں ریاست کو سرکار انگریزی نے اپنی نگرانی میں لے لیا تھا۔ اس کے بعد دو مرتبہ ریاست میں بدنظمی پیدا ہوئی۔ بالآخر راؤ جسونت سنگھ کو سرکار انگریزی نے گدی نشین کیا۔ اُس وقت سے امن کا دور دورہ ہوا۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں وفات پائی اور اُس کا بیٹا سردار سنگھ راجہ ہوا۔ جو سنہ ۱۹۱۱ء میں فوت ہوگیا۔

جعفر - آصف خاں کا تخلص ہے جو جعفر بیگ کے نام سے تاریخ میں مشہور ہے۔

جعفر - ایک سپاہی پیشہ شخص تھا۔ ایک مثنوی کا مصنف ہے۔ جس کو اُس نے سلطان شاہجہاں کے حضور میں نذر گزرانا تھا۔

جعفر ابن ابوطالب - حضرت علیؓ کے برادر حقیقی تھے۔ اُس لڑائی میں شہید ہوئے تھے جو بمقام موتہ (ملک شام) رومی فوج سے سنہ ۶۲۹ء مطابق سنہ ۸ھ میں ہوئی تھی

جعفر برمکی بن یحییٰ - خالد بن برمک کا جو ابتدا میں آتش پرست تھا پوتا تھا اس کا باپ یحییٰ ہارون رشید کا وزیر تھا۔ ہارون رشید تمام امور سلطنت میں اس سے مشورہ لیتا تھا۔ بعدہٗ اس کے بیٹے جعفر کو خلیفہ نے وزارت کے عہدے پر ممتاز کیا۔ اس کا دادا خلیفہ ابوالعباس سفاح کا وزیر تھا۔ اور وہ خلفائے عباسیہ میں سب سے پہلا وزیر ہوا ہے۔ کیونکہ خلیفہ سفاح سے پہلے کسی اور خلیفہ نے وزیر مقرر نہیں کیا۔ اپنے وزیر جعفر کو ہارون الرشید بہت عزیز رکھتا تھا۔ اُس نے اپنی بہن عباسہ کی شادی جعفر کے ساتھ اس شرط پر کر دی تھی کہ تعلقات زن و شو قائم نہ ہونے پائیں۔ لیکن جعفر خلیفہ کے اس حکم کی جو نہ صرف خلاف شرع ہی بلکہ خلاف فطرت بھی تھا۔ تعمیل میں قاصر رہا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہارون رشید نے اپنے وفادار اور قابل وزیر جعفر کو قتل کرایا۔ بلکہ اس کے باپ یحییٰ اور اُس کے بھائیوں فضل موسیٰ اور محمد نے قید میں ڈال دیا اور ان کی جائداد قرق کرلی۔ یحییٰ بحالت قید سنہ ۸۰۵ء مطابق سنہ ۱۹۰ھ میں فوت ہوگیا اور اس سے تین سال بعد فضل موسیٰ بھی جیل خانے ہی میں جاں بحق تسلیم ہوا۔ موسیٰ اور محمد نے یحییٰ کی وفات کے بعد رہائی پائی۔ جعفر جس وقت قتل ہوا ہے اس کی عمر صرف ۳۸ سال کی تھی اس کا قتل بروز یکشنبہ بتاریخ ۲۹ جنوری سنہ ۸۰۳ء مطابق یکم صفر سنہ ۱۸۷ھ واقع ہوا۔

جعفر بن ابوجعفر المنصور - بغداد کا خلیفہ تھا ہارون الرشید کی نامور بیگم زبیدہ خاتون جس کا نام نہر زبیدہ کی تعمیر کی وجہ سے مشہور عالم ہے اسی خلیفہ کی لڑکی تھی وہ سنہ ۸۳۱ء م سنہ ۲۱۶ھ میں فوت ہوا۔

جعفر بن طفیل - عرب کا ایک حکیم تھا جو بارہویں صدی میں گزرا ہے۔ وہ ایک کتاب کا مصنف ہے جس میں ایک قصے کے پیرایہ میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ فطرت کی روشنی سے انسان اشیاء اور خدا کا علم حاصل کرسکتا ہے۔

جعفر بن محمد حسینی - منتخب التواریخ کا مصنف تھا

جس میں حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لیکر شاہ رخ بن امیر تیمور لنگ کے حالات درج ہیں۔ یہ کتاب مشرقی واقعات کی مستند تاریخ سمجھی جاتی ہی۔ یہ تصنیف شاہ رخ کے پسر سوئم بیسانغر کے نام پر سنہ ١٤٢٠ء مطابق سنہ ٨٢٣ھ میں معنون کی گئی تھی۔ منتخب التواریخ کے نام سے اوس تاریخ کی تلخیص بھی پائی جاتی ہیں۔ جس میں ملا عبد القادر بدایونی کی تاریخ سب سے زیادہ مشہور رہی لیکن وہ جعفر کی اس تاریخ سے علیحدہ ہی۔

جعفر خاں۔ اس کا خطاب عمدۃ الملک تھا۔ صادق خاں میر بخشی کا لڑکا تھا اور یمین الدولہ آصف خاں وزیر کا بھانجہ اور داماد تھا۔ عہد شاہجہاں میں پنج ہزاری منصب پر ممتاز تھا۔ سنہ ١٦٦٣ء مطابق سنہ ١٠٧٣ھ میں عالمگیر نے اُس کو وزارت کا عہدہ عطا کیا۔ تیرھویں سال جلوس عالمگیری یعنی سنہ ١٦٧٠ء مطابق سنہ ١٠٨١ھ میں دہلی میں فوت ہوا لیکن اُس کی نعش آگرہ کو بھیجی گئی۔ اُس کی وفات کے بعد وزارت کا عہدہ اسد خاں کو دیا گیا۔ جو آصف الدولہ کے نام سے تاریخ میں مشہور ہی جعفر خاں کا مقبرہ آگرے میں جمنا کے کنارے پر ابتک موجود ہی۔

جعفر خاں۔ ابتدائی خطاب مرشد قلی خاں تھا۔ شہنشاہ عالمگیر نے سنہ ١٧٠٣ء مطابق سنہ ١١١٥ھ میں اُس کو صوبے دار بنگال مقرر کیا اُس نے دار السلطنت مرشد آباد کی بنیاد ڈالی اور اپنے خطاب کی رعایت سے اس نوآباد شہر کا نام مرشد آباد رکھا وہ ایک برہمن کا لڑکا تھا۔ اور اُس کو حاجی شفیع اصفہانی نے مسلمان کیا تھا۔ شہنشاہ محمد شاہ کے عہد میں سنہ ١٧٢٥ء مطابق سنہ ١١٣٨ھ کے قریب فوت ہوا۔ اُس کا داماد "شجاع الدین" جو بعد کو شجاع الدولہ مشہور ہوا اس کا جانشین ہوا اس خاندان کے حکمراں نوابان مرشد آباد کے نام سے مشہور رہیں۔ فہرست حسب ذیل ہی۔

مرشد قلی جعفر خاں	سنہ ١٧٣٩ء
شجاع الدین داماد جعفر خاں شجاع الدولہ	سنہ ١٧٢٦ء
علاء الدولہ سرفراز خاں	سنہ ١٧٣٩ء
الہ وردی خاں مہابت جنگ	سنہ ١٧٤٠ء
سراج الدولہ نبیرۂ الہ وردی خاں	سنہ ١٧٥٦ء
جعفر علی خاں (سنہ ١٧٦٠ء میں معزول ہوا	سنہ ١٧٥٧ء
قاسم علی خاں داماد جعفر علی خاں	سنہ ١٧٦٠ء
جعفر علی خاں دوبارہ مسند نشین کیا گیا۔	سنہ ١٧٦٣ء
نجم الدولہ پسر جعفر علی خاں	سنہ ١٧٦٤ء
سیف الدولہ برادر نجم الدولہ	سنہ ١٧٦٦ء
مبارک الدولہ	سنہ ١٧٦٩ء
ناظم الملک وزیر الدولہ بتاریخ ٢٠ اپریل سنہ ١٨١٠ء فوت ہوا۔	سنہ ١٧٩٦ء
سید زین الدین علی خاں پسر وزیر الدولہ	سنہ ١٨١٠ء
سید احمد علی خاں۔	
ہمایوں جاہ	سنہ ١٨٢٨ء
منصور علی خاں نصرت جنگ	سنہ ١٨٥٩ء

جعفر خاں - جلوس بہادر شاہ کے پہلے سال میں نوازش خاں کی جگہ ۱۱۲۰ھ مطابق ۱۷۰۸ء میں صوبہ دار کشمیر مقرر ہوا لیکن وہ ناقابل ثابت ہوا ایک مجمع نے اُس کے قیام گاہ میں آگ لگا دی - وہ شراب بکثرت پیتا تھا - یہی شہرت شراب نوشی اس کی موت کا سبب واقع ہوئی وہ ۱۷۰۹ء مطابق ۱۱۲۱ھ میں فوت ہوا۔

جعفر خاں بن صادق خاں شاہان خاندان زند سے فارس کا بادشاہ گزرا ہی - فارس میں ۱۷۸۵ء میں علی مراد خاں کی وفات کے بعد فارس کے مشاہیر شرفا نے اُس کو بادشاہ تسلیم کر لیا تھا مگر یہ لوگ آقا محمد خاں کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں رکھتے تھے - آقا محمد خاں نے جعفر خاں کو ۱۷۸۸ء میں دغا سے قتل کرا دیا۔

جعفر زٹلی میر - نارنول کے سید تھے شاہزادہ اعظم شاہ پسر عالمگیر کی ملازمت میں داخل تھے - ہندوستان میں اپنی بذلہ سنجی اور ہزلیات کے لیے مشہور ہیں - ریختہ میں ایک شاہنامے کے مصنف ہیں - شاہ فرخ سیر کی تخت نشینی کے موقع پر ایک ہجو آمیز نظم لکھنے کی وجہ سے بحکم بادشاہ مذکور ۱۷۱۳ء م ۱۱۲۵ھ میں قتل کیے گئے۔

جعفر صادق - (امام) کنیت ابو عبد اللہ و ابو اسمٰعیل نام جعفر اور لقب صادق ہی - کیونکہ آپ ہمیشہ سچ بولتے تھے - آپ محمد باقر علیہ السلام کے خلف اکبر تھے - اور جناب امام حسین علیہ السلام کے پرپوتے تھے - حضرت صدیق اکبر آپ کے جد مادری تھے - آپ کی والدہ بی بی ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن حضرت ابی بکر صدیق رضی تھیں - آپ امام ششم ہیں - مدینہ منورہ میں ۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ مطابق ۶۹۹ء کو ولادت ہوئی اور اسی شہر میں عہدہ خلافت ابو جعفر المنصور ۷۶۵ء مطابق ۱۴۸ھ میں وفات پائی - اکثر حدیثوں کے راوی ہیں - خلیفہ المنصور نے جب آپ کو اپنے دربار میں استفادہ حاصل کرنے کی غرض سے بلایا تو حضرت نے جواب بھیجا کہ "جس کی نظر اس دنیا پر ہو تجھ کو سچی نصیحت نہیں کرے گا - اور جس کی نظر عقبیٰ پر ہو وہ تیری محبت اختیار نہیں کریگا" مدت امامت کی چونتیس (۳۴) سال ہو وفات آپ کی (۱۵) رجب ۱۴۸ھ مطابق ۷۶۵ء روز جمعہ کو ہوئی - جنت البقیع واقع مدینہ منورہ میں آپ کا مزار ہی - وہیں آپ کے باپ دادا مدفون ہیں - آپ کی مادر گرامی کے نام سے جو حضرت قاسم بن محمد اول کی دختر تھیں ایک فالنامہ منسوب بتایا جاتا ہی۔

جعفر علی (میر) حسرت تخلص - اُردو کا شاعر - جرأت کا اُستاد تھا - ابتدا میں دہلی سے فیض آباد آیا - اور نواب شجاع الدولہ کی ملازمت اختیار کی - بادشاہ کے ساتھ فیض آباد سے لکھنؤ آگیا - آصف الدولہ کے دربار میں بہت معزز تھا ۱۷۹۴ء میں انتقال کیا - مفتی گنج لکھنؤ میں قبر ہی - قصائد لکھنے میں بہت ملکہ تھا - اکثر قصیدے مشکل

زمینوں میں کہتے۔ قصائد کا ایک مکمل دیوان چھوڑا
دو دیوان غزلیات ایک دیوان رباعیات
ایک قطعات کا اس کے علاوہ ہیں

جعفر علی خاں۔ تاریخ میں میر جعفر کے نام سے مشہور
ہے۔ انگریزوں نے شکست دی۔ وفات نواب
سراج الدولہ کے بعد ماہ جون ۱۷۵۷ء مطابق
شوال ۱۱۷۰ھ میں اس کو بنگال کا نواب بنایا تھا
مگر وہ انتظام سلطنت سے غافل ثابت ہوا۔
اس وجہ سے ۱۷۶۰ء مطابق ۱۱۷۴ھ میں
معزول کر دیا گیا اور اس کی معقول پنشن مقرر
کر دی گئی۔ اُس کا داماد میر قاسم علی خاں مسند
پر بیٹھا۔ میر قاسم نے مسند نشین ہو کر انگریزوں
کی مخالفت کی۔ اس لیے انگریزی فوج کو اس سے
مقابلہ کرنا پڑا۔ میر قاسم نے اودوانالہ کی لڑائی
میں بتاریخ ۲ اگست ۱۷۶۳ء مطابق ۲۲ محرم
۱۱۷۷ھ شکست کھائی۔ اس واقعہ کے بعد
انگریزوں نے پھر جعفر کو مسند نشین کیا۔ میر جعفر
بروز چہارشنبہ بتاریخ ۵ فروری ۱۷۶۵ء م
۱۴ شعبان ۱۱۷۸ھ فوت ہو گیا۔ اُس کا پسر میر
پھلواری نجم الدولہ کے لقب سے مسند نشین ہوا
جعفر کا مقبرہ مرشد آباد میں موجود ہے اس مقبرے
میں اُس کی بیگم اور اُس کا لڑکا میرن بھی مدفون ہے

جعفر نصیری۔ ایک مصنف تھا جس نے کتاب
لطائف خیال کو ۱۷۳۳ء مطابق ۱۱۴۶ھ میں
مکمل کیا۔ اس کتاب کی تصنیف کی بنیاد ایک شخص
محمد شاہ نامی نے ڈالی تھی۔

جگجیون داس۔ ولد منوہر داس باشندہ گجرات
محمد معظم شاہ کی سرکار میں ڈاک کا مہتمم تھا چونکہ
خفیہ سرکاری کاغذات اُس کی نظر سے گزرتے
تھے اس لیے اُس کے واقعات کے جمع کرنے کا
شوق پیدا ہوا ۱۱۲۰ھ میں بہادر شاہ اول نے
لاہور کے دربار میں باریابی بخشی اور وقائع
نگاری کی خدمت پر اس کو مامور کیا ۱۱۲۲ھ
میں اُس نے اپنی محنتوں کا ثمرہ منتخب التواریخ
کے نام سے لکھ کر پیش کیا اُس کے صلے میں دربار
شاہی سے خطاب و خلعت و انعام حاصل ہوا۔

جگت سنگھ۔ پسر کشن سنگھ ہاڑا۔ شہنشاہ
عالمگیر کے زمانے میں اُمرائے اہل الرائے سے
تھا ۱۶۵۹ء میں زندہ تھا۔

جگت سنگھ۔ جے پور یا جی نگر کا راجہ تھا۔ اِس کے
باپ کا نام راجہ پرتاب سنگھ تھا۔ اُس کا باپ
راجہ مادھو سنگھ ولد ایشری سنگھ تھا۔ ایشری سنگھ
مشہور راجہ ہوا ہے جو راجہ جے سنگھ کا بیٹا تھا۔ جو
سلطان محمد شاہ کے عہد میں گزرا ہے۔ ۱۸۰۳ء
میں جگت سنگھ اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ کہا
جاتا ہے کہ یہ راجہ شرابی اور عیاش واقع ہوا تھا
اس راجہ کے پاس ایک طوائف تھی جس کا
نام رس کپور تھا۔ ایک رات شراب کے نشے
میں مخمور پا کر اس نے آدھا راج مانگا۔ راجہ نے
فوراً بحالت نشہ اُس کی درخواست منظور کر لی
اُسی وقت تقسیم نامے پر مہر و دستخط ہو گئے۔
صبح کو جب مہاراج ہوش میں آئے اور خدام
سے حسب عادت اپنی ضرورت کی کوئی چیز
طلب کی کہا گیا وہ تو رس کپور جی کے حصے میں
گئی۔ پوچھا کیسا حصہ جب لوگوں نے
رات کی کیفیت بیان کی ہنس کر خاموش ہو رہے
رات ہی رات میں رس کپور جی نے مہر بھی
کھدوالی تھی اور ٹکسال میں سکہ بھی رس کپور نے

"ادھراجن" کے نام سے چلا لیا تھا۔ اس پر مہاراج
نے حکم دیدیا کہ اشتہار جاری کیا جائے اور منادی
کرادی جائے کہ رات کے وقت جو کچھ مہاراج حکم دیں
وہ کالعدم سمجھا جائے کوئی نہ مانے۔ راجہ جی سنگھ
اس کا جانشین ہوا جس کو مہاراجہ جگت
سنگھ نے بوجہ لاولد ہونے کے متبنیٰ کیا تھا۔

جگت سنگھ کنور۔ راجہ مان سنگھ کا بڑا بیٹا باپ کے
ساتھ ملازمت شاہی میں داخل ہو کر منصب
ہفت ہزاری سے سرفراز ہوا۔ یہ اکبر کا خاص
درباری تھا۔ ۱۵۹۹ء م ۱۰۰۸ھ عیسوی میں بنگالے
کا حاکم بنایا گیا۔ آگرہ میں تھا یہ سفر کر رہا تھا کہ سفر
آخرت پیش آیا۔ اکبر نے اس کے صغیر سن بیٹے
مان سنگھ کو باپ کی جگہ دی اور بنگالے کی
روانگی کا فرمان صادر کیا۔ شہنشاہ جہانگیر
نے ۳ جلوس میں اس کی بیٹی سے شادی کی
راجہ مان سنگھ نے علاوہ ساٹھ ہاتھیوں کے
لاکھوں روپیہ کے زیورات اور مرصع آلات
دیے۔

جگت گسائیں۔ (ملاحظہ ہو جودھا بائی)

جگت نارائن۔ ایک شاعر تھا جس نے آصف الدولہ
نواب لکھنؤ کی تعریف میں قصیدہ لکھا ہی یہ شاعر
۱۷۹۷ء مطابق ۱۲۱۲ھ میں فوت ہوا۔

جگدیش چندر بوس (پروفیسر) وطن بنگال۔
یہ اپنی سائنس دانی کی وجہ سے تمام ہندوستانیوں
میں قابل فخر اور تمام یورپین ممالک میں ممتاز تھے
فروری ۱۹۱۳ء میں لاہور گئے وہاں بہت
عزت ہوئی اور یونیورسٹی ہال میں لیکچر ہوئے
ایک مضمون برقی لہر کے عنوان سے ۱۸۹۵ء
میں شائع ہوا اُس وقت لندن یونیورسٹی
سے ان کو ڈاکٹر آف سائینس کی ڈگری عطا ہوئی
اُنھوں نے سائینس کے آلات بھی خود بنائے
اور اُنھیں سے کام لیا اُنھوں نے برلن دارالحکومت
جرمن میں بھی لیکچر دیے جو وہاں چھپے ہیں
اُنھوں نے یہ تحقیق کی ہی کہ حیوانات کی طرح نباتات
اور جمادات پر بھی بیرونی طاقتوں کا اثر ہوتا ہی۔

جگناتھ۔ راجہ بھگوانداس کا بھائی تھا۔ اُس نے
ایک لڑائی میں جو راجہ پرتاب سنگھ کے مقابلے
میں ہوئی تھی نام پیدا کیا تھا۔ مشہور پہلوان
رامداس کے پسر جاناہ کو اسی نے قتل کیا تھا۔

جگناتھ راجہ۔ پسر بہارامل۔ شہنشاہ جہانگیر
کے دربار کا ایک ہندو سردار تھا۔ ۱۶۰۹ء
مطابق ۱۰۱۸ھ میں گزرا ہی۔ اُس کو منصب
پنج ہزاری حاصل تھا۔

جگناتھ کلاونت۔ فن موسیقی میں کمال رکھتا تھا
شاہجہاں کے دربار میں ملازم تھا۔ بادشاہ
شاہجہاں نے اس کو مہاکب رائے کا خطاب عطا
کیا تھا۔

جلال۔ سید ضامن علی نام۔ جلال تخلص تھا۔ حکیم
اصغر علی کے فرزند۔ رشک و برق کے شاگرد
اور لکھنؤ کے باشندے تھے۔ ۱۲۵۰ھ میں
محلہ پار۔ لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ عربی فارسی تعلیم
مکمل نہ ہوئی تھی کہ شاعری کا شوق ہو گیا۔ اور
اس کو ایک حد تک پورا کیا۔ نواب یوسف علی خاں
کے آخر عہد میں رامپور قیام کیا۔ امیر مینائی اور
داغ کے ہمعصر تھے۔ صاحبِ دیوان تھے۔ کچھ
دنوں ریاست مانگرول کاٹھیاوار کے نواب
قاضی حسین میاں صاحب کے یہاں مقیم رہے
۲۰ اکتوبر ۱۹۰۹ء مطابق شوال ۱۳۲۷ھ میں

انتقال کیا۔

جلال یا جلالی ۔ عرف سید عالم جلال یا جلالی۔ احمدآباد کے رہنے والے تھے ہیر سید جلال بن حسن کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ ایک دیوان کے مصنف ہیں۔

جلال اسیر (ملاحظہ ہو اسیر)

جلال الدین الدوانی ۔ (ملاحظہ ہو دوانی)

جلال الدین پوربی ۔ اصلی نام جیت مال تھا۔ اس کے باپ کا نام کنس تھا۔ جو بنگال کا راجہ تھا اپنے باپ کے فوت ہونے پر ۱۴۱۴ء مطابق ۸۱۷ھ میں تخت بنگال پر مسند نشین ہوا۔ بادشاہ ہو کر اس نے مذہب اسلام اختیار کر لیا تھا۔ اس کا اسلامی نام جلال الدین تھا۔ اس نے اس قدر انصاف کے ساتھ حکومت کی کہ اپنے زمانے کا نوشیرواں کہلایا۔ اس کی مدت حکومت ۱۷ سال ہوئی۔ سنہ ۱۴۳۱ء مطابق ۸۳۵ھ میں وہ فوت ہوا اور اُس کا بیٹا احمد اُس کا جانشین ہوا۔

جلال الدین سیوطی بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر ۔ مصر کے رہنے والے چار سو کتابوں کے مصنف تھے۔ من جملہ ان کی تفسیر دُرّ المنثور اور تفسیر جلالین کا آخری نصف حصہ بہت مشہور ہے۔ اس تفسیر کو جلالین کا نام اسی وجہ سے دیا گیا ہے کہ اس کے دونوں حصے مختلف دو اشخاص کی جن کے نام جلال الدین تھے مصنفہ ہے۔ حصۂ اول کے مصنف جلال الدین محلی ہیں۔ جن کا انتقال ۱۴۵۹ء مطابق ۸۶۴ھ میں ہوا۔ جلال الدین سیوطی کی دوسری مشہور تصنیف کا نام لُبّ لباب ہے۔ یہ رسالہ کتاب فی الانساب کے اُسی انتخاب کا جو ابن الاثیر نے ساتویں صدی ہجری میں شائع کیا تھا۔ خلاصہ ہے۔ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہوتا ہے۔ سیوطی کی ایک اور تصنیف کشف الصلصلہ عن وصف الزلزلہ ہے جس میں اُن تمام زلزلوں کی تاریخ لکھی گئی ہے جو ۶۴۱ء مطابق ۲۰ھ سے اُن کے زمانے تک محسوس ہوئے تھے اس کتاب کو مصنف نے اس زمانہ میں تصنیف کیا تھا۔ جب کہ مصر میں ایک بڑا زلزلہ آیا تھا اِس کتاب میں سیوطی نے یہ بتایا ہے کہ زلزلہ اُس وقت خدا بھیجتا ہے جب کہ انسانوں کی معصیت بڑھ جاتی ہے۔ ڈاکٹر اے اسپرنگر نے عربی زبان سے اِس کتاب کا ترجمہ انگریزی میں کیا ہے۔ سیوطی کا نام علم الحدیث میں بھی مشہور رہا ہے۔ اس فن میں کی ایک کتاب جامع الجوامع مشہور رہی ہے۔ بعد ہ اُس کا ایک انتخاب خود مصنف ہی نے جامع صغیر کے نام سے لکھا تھا سیوطی نے ۹۱۱ھ مطابق ۱۵۰۵ء میں وفات پائی۔

جلال الدین رومی مولانا ۔ آپ کا نام محمد اور لقب جلال الدین۔ نسب صدیقی۔ والد کا نام محمد بہاء الدین ہے جو سلطان العلماء کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کا مولد بلخ ہے۔ ۳۰ ستمبر ۱۲۰۷ء مطابق ۶ ربیع الاول ۶۰۴ھ تاریخ ولادت ہے۔ ابتدا میں اپنے والد بزرگوار سے جو حنفی المذہب تھے تعلیم حاصل کی۔ پھر سید برہان الدین ترمذی۔ محقق خلیفہ رشید والد بزرگوار سے علم ظاہر و باطن حاصل کیا۔ طالب علمی کے زمانے کا بڑا حصہ بغداد میں گزرا آپ نے حصول علم کے لیے حجاز۔ شام۔ زنجان کا بھی سفر کیا شیراز میں بھی مقیم رہے۔ سات سال

لارندے میں گزارے وہیں ۱۸ سال کی عمر میں
تکمیل کا درجہ حاصل کیا۔ ۶۲۳ھ میں شادی کی
بڑے فرزند سلطان بہاء الدین پیدا ہوئے پھر
آپ قونیہ (روم) میں تشریف لے گئے اس
کے بعد سالہا سال آپ نے دمشق اور حلب کے
مدارس جلادیہ میں تعلیم پائی۔ جب حضرت شمس
تبریزی جو بابا کمال جنیدی کے خلیفہ تھے اپنے
پیر کے ایما سے قونیہ جاکر مولانا رومی سے
ملاقی ہوئے تو مولینا نے اُن سے بیعت
کرلی۔ اس سے پہلے مولینا پر علم ظاہری کا جو
رنگ غالب تھا یعنی درس وتدریس وعظ
وپند فتویٰ نویسی وغیرہ بیعت کے بعد یہ سب
اشغال ترک ہوگئے اور حضرت شمس تبریز کی
صحبت کے سوا اُن کو کوئی شے بھلی معلوم
نہ ہوتی تھی۔ محویت اور استغراق کا غلبہ ہوگیا
تھا۔ کئی کئی دن سماع کی کیفیت میں بلا خور ونوش
گزر جاتے تھے۔ زہد وقناعت اس قدر بڑھا
ہوا تھا کہ اکثر اوقات منہ میں ہلیلہ سیاہ رکھتے
تھے تاکہ خلو معدہ اور جگر کی گرمی سے صفرا کا غلیان
نہ ہو۔ سخاوت کا یہ حال تھا کہ کپڑے تک سائلوں
کو دیدیتے تھے۔ حلم وتواضع میں بھی بے مثل تھے
ان کی وجہ معاش صرف وہ پندرہ دینار تھے
جو خدمتِ فتویٰ نویسی کے معاوضہ میں اوقاف
سے ماہوار مقرر تھی۔ آپ نے ادائے فرض
کے خیال سے مریدوں کو ہدایت کردی تھی۔
کہ خواہ میں کسی حالت میں ہوں۔ مجھے فتویٰ کے
لکھانے والے ضرورت مند شخص کی آمد کی
اطلاع کی جائے۔ چنانچہ مریدین ہر وقت دوات
قلم لیے تیار رہتے تھے۔ جب کوئی استفتا لاتا
فوراً آپ جواب لکھا دیتے تھے ۶۷۲ھ میں قونیہ
میں ایک زلزلہ آیا جس کا اثر چالیس روز تک
رہا اُس کے چند روز کے بعد ۵ جمادی الثانی
۶۷۲ھ مطابق ۱۷ ستمبر ۱۲۷۳ء قونیہ میں وصال
ہوا جو سلسلۂ بیعت آپ سے چلا ہے وہ جلالیہ
اور مولویہ کے نام سے مشہور ہے روم وشام
مصر وعراقین اور حجاز وعرب وبعض دیگر جزائر
میں مروج ہے۔ مولینا کی مشہور تصانیف سے
تین کتابیں مشہور ہیں۔ ایک خطوط کا مجموعہ۔
دوسرا دیوان جس میں ۵۰ ہزار سے زیادہ
اشعار ہیں ایک دیوان جس میں تقریباً ۳ ہزار
اشعار ہیں پنجاب میں طبع ہوا ہے وہ انتخاب ہے
پورا دیوان بلکہ کلیات وہ ہے جو مطبع نولکشور
نے لکھنؤ میں چھاپا ہے۔ لیکن چونکہ مولینا نے جابجا
مقطع میں اپنے تخلص کے بجائے اپنے پیر شمس
تبریز کا نام لکھا ہے اس لیے غلطی سے اس کو
شمس تبریز کا دیوان کہا جاتا ہے۔ مثنوی مولینا
روم مشہور خاص وعام ہے جس کی تصنیف
انھوں نے ۶۶۲ھ میں شروع کی تھی اس کے
سات دفتر ہیں جس میں ۴۵ ہزار سے زیادہ
اشعار شمار کیے گئے ہیں۔ اس مثنوی کی
جس قدر شرحیں لکھی گئی ہیں غالباً اس سے
زیادہ کسی دوسری فارسی کتاب کی نہیں لکھی
گئیں۔

جلال بخاری یا سید جلال بخاری۔ بخارا
سے ہندوستان آئے۔ شیخ بہاء الدین
ذکریا ملتانی کے مرید ہوئے۔ اوچھ واقع
ملتان میں سکونت اختیار کی اور وہیں وفات
پائی۔ ہندوستان کے بعض شہروں میں

آپ کا توشہ اتنک ہوتا ہے۔

جلال بخاری سید۔ یہ دوسرے سید جلال ہیں جو سید احمد کبیر کی اولاد سے ہیں۔ ان کے والد کا نام سید محمد بخاری ہے۔ ۱۱۔ فروری ۱۵۹۵ء مطابق ۱۱ جمادی الاول ۱۰۰۳ھ کو پیدا ہوئے۔ شاہجہان ان کی بڑی عزت کرتا تھا جس کے عہد میں وہ تمام ہندوستان کے صدر الصدور مقرر ہوئے تھے۔ ششش ہزاری منصب حاصل تھا۔ شاعر بھی تھے۔ رضا تخلص تھا۔ ۲۵ مئی ۱۶۴۷ء مطابق یکم جمادی الاول ۱۰۵۷ھ میں وفات پائی اور تاج گنج آگرہ میں دفن ہوئے ان کے دادا سید احمد کبیر دہلی میں ایک مقام بجّی منڈل میں دفن ہیں۔ جلال۔ بخاری نے تین پسر چھوڑے تھے یعنی سید جعفر و سید علی ملقب بہ رضوی خاں اور سید موسیٰ۔ سید جعفر سب سے بڑے تھے جو تمام مدارج و مناصب میں اپنے باپ کے جانشین ہوئے

جلال شروانی۔ یا جلال الدین طبیب فارس میں ۱۳۰۳ء اور ۱۳۳۷ء کے درمیان گزرا ہے۔ "نظم گل و نوروز" جو ۱۳۳۳ء مطابق ۷۳۴ھ میں لکھی گئی اسی کی مصنفہ ہے۔

جمال۔ ابو الفضل محمد بن عمر بن خالد عربی کی مشہور لغت صراح کا مصنف ہے۔

جمال الدین بن مالک۔ "الفیہ" کا جو تصوف کی مشہور کتاب ہے مصنف ہے۔

جمال الدین افغانی۔ (سید) ۱۸۳۹ء میں بمقام [illegible] علاقہ کابل میں پیدا ہوئے۔ انیسویں صدی کے بعد سے افغانستان کے سوا ایران مصر اور ٹرکی میں بھی دستوری حکومت کے خیالات کی اشاعت میں ان کا بہت بڑا حصہ تھا۔ ۱۸۵۶ء میں ہندوستان آئے یہاں ایک سال چھ مہینے قیام کیا۔ علوم مغربیہ میں دستگاہ حاصل کی ۱۸۷۹ء میں یہاں سے تشریف لے گئے۔ ۱۸۸۰ء میں دوبارہ مصر سے ہندوستان آئے اور حیدرآباد میں رہنے لگے یہاں سے مصر کے سیاسی معاملات کے سلسلے میں کلکتے بلائے گئے۔ ۱۸۹۰ء میں آپ ایران میں مقیم تھے اسی سال بادشاہ ایران کے حکم سے گرفتار کر کے خارج البلد کر دیے گئے اور قسطنطنیہ چلے گئے وہیں ۹ مارچ ۱۸۹۷ء کو وفات پائی۔

جمال الدین حسن۔ بدایوں کے رہنے والے شیخ صدیقی۔ مولوی وہاب الدین موجد متولی کے پوتے تھے۔ اپنے بھائی مولوی جمال الدین باقر سے علوم عقلی و نقلی میں تعلیم پائی اور سرکار انگریزی کی ملازمت میں داخل ہوئے۔ غدر ۱۸۵۷ء سے پہلے ضلع مین پوری اور اضلاع اودھ میں ڈپٹی کلکٹر رہے بعد غدر جھانسی کی ڈپٹی کلکٹری ملی۔ شاعر بھی تھے حسن تخلص تھا۔ سراپائے رسول اکرم موسوم بہ شبیہہ احمدی اُن کی تصنیف ہے۔ چارلس ریکس صاحب بہادر کمشنر قسمت لاہور کی فرمائش سے ایک کتاب موسوم بہ "حالات دیہی" تصنیف کی جس میں پیمائش بند و بست وغیرہ کے قواعد و دیگر حالات جن کا جاننا یورپین حکام کو ضروری ہے۔ درج کیے ہیں۔ یہ کتاب گورنمنٹ کے حکم سے ۱۸۶۵ء میں سرکاری پریس آگرہ سے شائع ہوئی اور مدتوں تک سر رشتہ تعلیم کے نصاب میں داخل رہی۔ ۱۳ صفر ۱۲۸۳ھ م ۱۸۶۶ء کو انتقال کیا۔

جمال الدین حسن بن یوسف۔ بن مطہر حلی۔ آپ کا لقب شیخ العلماء تھا اور شہر حلہ کے فقہا میں

سربرآوردہ سمجھے جاتے تھے۔ کتاب خلاصۃ الاقوال کے مصنف ہیں اس کے سوا آپ کی فقہ کی کتابیں بہت مشہور ہیں۔ تلخیص المرام۔ غایۃ الاحکام۔ تحریر الاحکام مختلف الشیعہ آپ ہی کی تصنیف سے ہیں۔

جمال الدین حسین انجو۔ فخر الدین کشمیری کا بیٹا اور لغت فرہنگ جہانگیری کا مصنف تھا۔ یہ کتاب ۱۰۱۷ھ مطابق ۱۶۰۸ء میں بعہد جہانگیری لکھی گئی اور بادشاہ جہانگیر کے نام پر معنون کی گئی تھی انجو شیراز سے دکن آیا اور وہاں سے ۱۵۸۱ء ۹۸۹ھ اکبر کے عہد میں آگرہ آیا اور رفتہ رفتہ سہ ہزاری منصب پر فائز ہو گیا۔ جہانگیر کے عہد میں عضد الدولہ کا خطاب پایا۔ اور چہار ہزاری منصب ملا۔

جمال خاں۔ اس کو شاہ بہار کے عہد پنج ہزاری منصب حاصل تھا۔ بادشاہ نے ایک مینا بازار تعمیر کرایا اور یہ حکم دیا تھا کہ تمام ارکین اور معززین کی عورتیں اس بازار میں اپنے اپنے جواہرات کو فروخت کرنے کے لیے لے جائیں۔ وہ جو قیمت طلب کریں گے اسی قیمت پر خریدے جائیں گے اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ بازار میں فروخت کرنے والی عورتوں میں اس جمال خاں کی زوجہ بھی تھی جو کہ نہایت حسین اور صاحب جمال تھی۔ اس عورت کو دیکھکر بادشاہ نے اس سے بات چیت کی اور ایک لاکھ کی قیمت میں اس کا پیش کردہ مصنوعی ہیرا خرید لیا جو قند کو تراش کر بنایا گیا تھا۔ یہ عورت حسین ہونے کے سوا عقیل بھی تھی۔ اور آخرکار وہ محل شاہی میں داخل ہو گئی۔

جمال خلیفہ۔ اسحاق کرمانی کا لقب ہے۔ شرح حدیث الاربعین کا مصنف ہے۔ ۱۵۲۶ء مطابق ۹۳۳ھ میں وفات پائی۔

جمال گیلی شیخ۔ قزوین۔ واقعہ اصفہان کا باشندہ تھا اور فارس کے بادشاہ علاء الدین اسمٰعیلی کے زمانے میں گزرا ہے کہا جاتا ہے کہ وہ اسمٰعیلی مذہب کا پوشیدہ طور پر پیرو تھا۔ بروز دوشنبہ بتاریخ ۹ ستمبر ۱۱۵۵ء مطابق ۷ شوال ۵۵۰ھ فوت ہوا۔

جمالی شیخ (ملاحظہ ہو شیخ جمالی)

جمشید۔ حضرت عیسیٰ سے ۸۰۰ سال پہلے خاندان پیش دادیان سے فارس کا بادشاہ تھا۔ اس کا جام جمشید اور تخت جمشید مشہور ہے۔ اول الذکر کو زیادہ تر شعرا جام جم لکھتے ہیں اور اس کے متعلق مختلف قصے فارسی لٹریچر میں مشہور ہیں۔ جام جمشید کا شمار اس زمانہ کے عجائبات میں تھا

جمشید قطب شاہ اول۔ گولکنڈہ (دکن) کا بادشاہ تھا۔ اپنے باپ کی وفات کے بعد ۱۰ ستمبر ۱۵۴۳ء مطابق جمادی الثانی ۹۵۰ھ میں تخت نشین ہوا۔ ۷ سال چند ماہ حکومت کی ۱۵۵۰ء مطابق ۹۵۷ھ میں فوت ہوا اور اس کا بھائی اس کا جانشین ہوا۔

جمیل ابن معمار۔ ایک مشہور عربی شاعر تھا جو خلیفہ عبدالملک کے زمانے میں ہوا ہے اور ۷۰۱ء مطابق ۸۲ھ میں فوت ہوا۔

جناب عالیہ۔ محمد علی شاہ شاہ اودھ کی والدہ کا لقب ہے۔ قبر حسین آباد لکھنؤ میں ہے قطعہ تاریخ قبر پر کندہ ہے جس کا آخری شعر یہ ہے۔

رحمت حق شد زتاریخش ندا
دائم از بہر جناب عالیہ
۱۲۵۷ھ

جنابی۔ ابو محمد مصطفےٰ ابن سید حسن الحسینی کا لقب ہے جو ایک مشہور مورخ اور ایک کتاب تاریخ جنابی کا مصنف تھا جس کا صحیح نام بحرالزخار ہے۔ یہ کتاب فن تاریخ میں ابتداءً عربی میں لکھی گئی تھی۔ بعد کو مصنف نے اِس کا ترکی زبان میں ترجمہ کیا۔ ابتدائے آفرینش سے لیکر ۱۵۸۸ء مطابق ۹۹۷ھ تک کے حالات اُس میں درج ہیں ۱۵۹۰ء مطابق ۹۹۹ھ میں فوت ہوا۔

جنگ بہادر رانا۔ یہ راجپوت قوم کا دور اندیش اور عالی ہمت شخص انیسویں صدی کے شروع میں پیدا ہوا اور وہ بقول بعض نیپال کا بسمارک کہلاتا ہے۔ اپنی معمولی تعلیم ختم کرنے کے بعد ایک معزز عہدہ پر مامور ہوا ۱۸۴۱ء میں معزول ہو کر بنارس چلا آیا۔ دو سال بعد پھر نیپال واپس آیا۔ اور ولیعہد سریندر بکرم کا ملازم ہوا۔ ۱۶۔ ستمبر ۱۸۴۶ء کو نیپال کی وزارت کا قلمدان اُس کے سپرد ہو گیا۔ ۱۸۵۰ء میں ولایت کا سفر کیا۔ جب تبت سے جنگ ہوئی تو اُس کی بہادری اور مستعدی کی وجہ سے ۱۸۵۵ء میں تبت نے مجبور ہو کر صلح کر لی۔ ۱۸۵۶ء میں اپنے عہدے سے مستعفی ہو گیا اور مہاراجہ کا خطاب پایا۔ ۲۵ ؍ فروری ۱۸۷۷ء کو انتقال کیا۔

جنونی بدخشاں۔ بدخشاں کا ایک شاعر اور ایہام گو (جگت باز) تھا جو ۱۵۹۱ء مطابق ۱۰۰۰ھ میں تھا۔

جنید بغدادی شیخ۔ آپ خواہرزادہ و مرید و خلیفہ حضرت خواجہ سری سقطی کے تھے۔ آپ کا مولود و منشا بغداد۔ آپ کے والد محمد بن جنید آبگینہ فروشی کرتے تھے اور اُن کا وطن شہر نہاوند تھا۔

جنید سلطان۔ مشہور شیخ صفی الدین اردبیلی کی تیسری پشت میں تھا اور شاہ اسمٰعیل اول ایرانی بانی خاندان صفوی کا پوتا تھا۔ نادرشاہ نے اس خاندان کی بیخ کنی کی۔ وہ ایک صوفی حکیم تھا۔ لیکن چونکہ اُس کو ترکمان حاکم جہاں شاہ نے آذربائجان سے نکال دیا تھا۔ اس لیے وہ دیار بکر میں آباد ہوا۔ اپنی زندگی کے آخری زمانہ میں وہ مع اپنے مریدوں کے شروان گیا اور ۱۴۵۶ء مطابق ۸۶۰ھ میں امیر خلیل اللہ حاکم شروان کی فوج کے ساتھ ایک لڑائی میں مارا گیا۔

جوّاد علی مرزا۔ سکندر حشمت بہادر امجد علی شاہ کا بیٹا اور واجد علی شاہ معزول بادشاہ اودھ کا بھائی تھا اودھ کی سلطنت انگریزی حکومت میں شامل ہوجانے پر والدہ شاہ اودھ کے ساتھ ۱۸۵۶ء میں ولایت کا سفر کیا۔ اس سفر کی غرض و غایت یہ تھی کہ پارلیمنٹ میں سلطنت کے واپس پانے کا اپیل کیا جائے۔ ملکہ پیرس میں فوت ہوئیں۔ اس کے بعد ۱۸۵۸ء میں اس کو بھی وہیں پیام اجل آیا اور پیرس میں اپنی والدہ کے پاس دفن ہوا

جواں بخت بن شاہ عالم۔ (ملاحظہ ہو جہاندار شاہ ثانی)

جواں بخت مرزا۔ بہادر شاہ معزول بادشاہ دہلی کا سب سے چھوٹا لڑکا تھا جو ۱۸۵۸ء میں اپنے باپ کے ہمراہ رنگون گیا تھا۔ جہاں وہ اپنی وفات تک جو ماہ ستمبر ۱۸۸۴ء میں واقع ہوئی مقیم رہا۔ یہ وہی شاہزادہ تھا۔ جس کی

شادی کے مشہور سہرے (نظم مبارکبادیاں) غالب اور ذوق کے دواوین میں موجود ہیں۔

جواہر سنگھ۔ ایک سکھ سردار تھا جو بعد وفات ہیرا سنگھ کے مہاراجہ دلیپ سنگھ کا وزیر ہوا۔ بتاریخ ۱۱ ستمبر ۱۸۴۵ء سکھ فوج نے اُس کو قتل کیا۔ اُس کا جانشین راجہ لال سنگھ ہوا۔

جواہر سنگھ جاٹ راجہ ڈیگ و بھرت پور سورجمل جاٹ کا بیٹا تھا۔ اپنے باپ کی وفات کے بعد دسمبر ۱۷۶۳ء مطابق ۱۱۷۷ھ میں جانشین ہوا اور ۱۷۶۸ء میں قتل کر دیا گیا۔ اُس کا جانشین اس کا بھائی راؤ رتن سنگھ ہوا۔ رتن سنگھ ۱۰ ماہ ۱۳ دن حکومت کرنے کے بعد مارا گیا۔

جواہر ناتھ۔ نومسلم (کشمیری)، محدث اور (علوم عقلیہ کے جامع تھے۔ وطن میں تحصیل علوم کے بعد حج کو گئے۔ وہاں کے علما سے حدیث پڑھنے کے بعد اجازت حدیث حاصل کی۔ پھر کشمیر واپس آئے۔ اکل حلال کی غرض سے اُون کاتنے کا پیشہ اختیار کیا تھا۔ درس عوام دیتے تھے۔ ان کے مشہور شاگردوں میں ملا محمد ٹوپیگر تھے جو محشی شرح ملا جامی ہیں۔ ۱۱۲۰ھ میں وفات پائی اور کشمیر میں دفن کیے گئے۔

جوجی خاں۔ چنگیز خاں تاتاری کا سب سے بڑا لڑکا تھا۔ اُس نے اپنے حصے میں قپچاق کا بڑا ملک پایا۔ لیکن یہ شہزادہ اپنے باپ سے چند ماہ پیشتر ۱۲۲۶ء میں فوت ہوا۔ اور اپنا ملک اپنے پسر باتو خاں کے واسطے چھوڑا۔ جس نے روس و بلغاریہ کو فتح کیا۔ اور ممالک پولینڈ و موری و یا (صوبجات روس) اور ڈلمیشیا کو غارت کیا اور قسطنطنیہ پر حملے کرنے کی غرض سے ہنگری کو کوچ کیا۔ جہاں قضا نے اُس کی فاتحانہ زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

جوش۔ حافظ رحمت خاں کے پرپوتے احمد حسین کا تخلص ہے۔ اس سے ایک اردو دیوان یادگار ہے۔ ۱۸۵۳ء مطابق ۱۲۶۹ھ میں بمقام لکھنؤ حیات تھا۔

جوشش۔ محمد حسن یا محمد روشن ساکن پٹنہ کا تخلص ہے جو شاہ عالم کے زمانے میں گزرا ہے۔

جوگی۔ (سلطان) (ملاحظہ ہو محمد جوگی)

جوہر۔ اس کا نام جواہر سنگھ تھا۔ ملا ناطق صاحب نیشاپوری کا شاگرد تھا۔ فارسی اور اردو کا دیوان چھوڑا۔ اور ۱۸۵۱ء مطابق ۱۲۶۷ھ میں زندہ تھا۔

جوہر۔ منشی سیوارام شاہجہان پوری کا تخلص ہے جو اکبر شاہ ثانی کے عہد میں گزرا ہے۔ وہ فارسی میں بہت سی کتابوں کا مصنف ہے جواہر التعلیم و جواہر الترکیب وغیرہ اسی کی تصنیف سے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۲۰ء مطابق ۱۲۳۵ھ میں زندہ تھا۔ کیونکہ آخر الذکر کتاب اسی سن کی تصنیف شدہ ہے۔

جوہری فارابی۔ ابو نصر اسمٰعیل بن حماد لقب ہے باوجود ترکی النسل ہونے کے زبان عربی میں اس قدر دسترس حاصل کر لی تھی کہ عربی اور عجمی اُس کو امام اللغات کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ صحاح اللغات کا مصنف ہے۔ اسی وجہ سے اُس کو صاحب الصحاح بھی کہا جاتا ہے۔ وہ تاریخ میں اپنے وطن کی نسبت فارابی الترکی کے نام سے مشہور ہے ۱۰۰۳ء مطابق ۳۹۳ھ

میں وفات پائی۔ لیکن بعض مورخین کا قول ہے کہ اُس کی وفات ۱۴۹۹ء مطابق ۹۰۵ھ میں ہوئی۔

جویا۔ تخلص مرزا دارث بیگ شاعر جس کا وطن کشمیر تھا۔ ۱۷۰۶ء مطابق ۱۱۱۸ھ میں فوت ہوا۔ ایک دیوان کا مصنف ہے۔ اُس کے بھائی مرزا کامران کا تخلص گویا تھا۔

جوپاں امیر۔ (جو دین۔ جوپاں) سلطان ابوسعید خاں بن الجائتو شاہ فارس کا اُستاد اور سپہ سالار تھا۔ ملک غیاث الدین نے ماہِ نومبر ۱۳۲۷ء مطابق محرم ۷۲۸ھ میں سلطان کے حکم سے اُس کو ہلاک کیا کیونکہ اُس نے سلطان کے ساتھ اپنی دختر بغداد خاتون کی شادی کرنے سے انکار کیا تھا۔ (ملاحظہ ہو بغداد خاتون)

جویریہ۔ حارث بن جرار کی بیٹی تھیں جو قبیلہ مصطلق کا سردار تھا۔ بنی مصطلق کے قبیلہ سے جو اُس وقت کافر تھے ۵ھ میں مسلمانوں سے جنگ ہوئی اور اِس لڑائی میں امید سے زیادہ کافر گرفتار ہوئے۔ جس میں حضرت جویریہ بھی تھیں جب مال غنیمت تقسیم ہوا تو حضرت جویریہ ثابت بن قیس انصاری کے حصے میں آئیں اور نو اوقیہ سونا ادا کرنے کے بعد ثابت بن قیس نے ان کو رہا کرنے کا وعدہ کر لیا۔ لیکن یہ رقم ان کی استطاعت سے زیادہ تھی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ میں نے اس رقم کو آپ کے بھروسے پر منظور کر لیا ہے۔ آں حضرتؐ نے اس رقم کو ادا کر دیا۔ اور حضرت جویریہ اس رحمدلی اور اخلاق سے متاثر ہو کر شرف زوجیت نبوی سے مشرف ہونے کی آرزو مند ہوئیں اور یہ درخواست قبول کی گئی ۶۷۰ء م ۵۰ھ میں بعمر ۶۵ سال وفات پائی۔

جوینی۔ (ملاحظہ ہو معین الدین جوینی)

جوینی۔ جن کا صحیح نام ابو المعانی عبدالملک بن عبداللہ ایک جید عالم اور بہت مشہور حکیم تھے جن کا خطاب امام الحرمین ہے۔ ملک شاہ سلجوقی کے عہد میں گزرے ہیں۔ حضرت امام غزالی ان کے شاگرد تھے۔ تاریخ جہاں کشا اور عقیدۃ النظامیۃ ان کی مشہور تصانیف ہیں۔ ۱۰۸۵ء مطابق ۴۷۸ھ میں فوت ہوئے۔

جہاں (ملاحظہ ہو بنی نزاں)

جہاں آرا بیگم۔ شاہنشاہ شاہِ جہاں کی فاضل بیٹی تھی۔ ممتاز محل دختر آصف خاں وزیر کے بطن سے بروز چہارشنبہ بتاریخ ۲۳ مارچ ۱۶۱۴ء مطابق ۲۱ صفر ۱۰۲۳ھ میں پیدا ہوئی تھی۔ یہ بیگم خوبی صورت کے ساتھ خوبی سیرت میں بھی بے مثل شرم و حیا کی مجسم تصویر تھی۔ جیسا اس تاریخی واقعہ سے ظاہر ہے۔ ۱۶۴۴ء میں جشن کے موقع پر اس کے کپڑوں میں آگ لگ گئی۔ چونکہ اس موقع کے قریب عام عمائد سلطنت موجود تھے۔ اس نے ذرا بھی شور وغل نہ کیا اس کو یہ ڈر تھا کہ عمائدین اس کا شور و غل سن کر محل کے اندر چلے آئیں گے اور اس کو اس حالت میں دیکھ لینگے اس ڈر سے وہ اپنی جان پر کھیل کر عجلت کے ساتھ آگے کو بڑھی اور زنانے کمرے میں پہنچتے ہی زمین پر بیہوش ہو کر گر پڑی

اس حادثہ سے اس کی صحت پر نہایت خراب اثر پڑا۔ اُس وقت ایک انگریز ڈاکٹر سورت میں موجود تھا۔ بادشاہ نے اُس کو علاج کے لیے بلایا اور خدا نے اُس ڈاکٹر کے علاج سے شہزادی کو صحت عطا کی۔ بادشاہ نے علاوہ ذاتی انعام و اکرام کے ڈاکٹر کی درخواست پر اس کے ہم قوم تاجروں کے مال تجارت جو ہندوستان کی حدود سلطنت کے اندر لایا جائے محصول معاف فرما دیا۔ جہاں آرا نے شاہجہاں کے زمانۂ قید میں اس کی خدمت کر کے اپنی آزادی کو قید سے تبدیل کر کے بڑی ایثار نفسی کا ثبوت دیا تھا اور والدین کے اطاعت کا سب سے اعلیٰ اخلاقی فرض ادا کرنے کی مثال قائم کی تھی۔ وہ علم اور فضل میں اعلیٰ درجہ رکھتی تھی۔ شعر بھی کہتی تھی۔ کتاب مونس الارواح میں حضرت خواجہ اجمیر رحمتہ اللہ علیہ کے حالات اسی بیگم نے لکھی تھی۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جہاں آرا بہت بڑی انشاپرداز تھی۔ اس کتاب میں جو اشعار بزرگان دین کی شان میں جا بجا پائے جاتے ہیں وہ خود اسی مصنف کی تصنیف سے ہیں۔ قلعہ آگرہ کے قریب ایک شاندار مسجد سنگ سرخ کی جو اب منہدم ہو گئی ہے، شاہجہانی عہد میں اسی بیگم نے یا اس کے نام سے بادشاہ نے پانچ لاکھ روپیے کی لاگت سے ۱۶۴۸ء مطابق ۱۰۵۸ھ میں تعمیر کرائی تھی۔ ۵ ستمبر ۱۶۸۱ء مطابق ۳ رمضان ۱۰۹۲ھ بعہد عالمگیری جہاں آرا بیگم راہیِ ملک بقا ہوئی۔ دہلی میں روضۂ حضرت محبوب الٰہی کے قریب دفن ہوئی۔

جہاں بانو بیگم۔ شاہزادہ مراد بن شاہنشاہ اکبر کی لڑکی تھی۔ اس کی شاہزادہ پرویز پسر جہانگیر سے ہوئی تھی اس کے بطن سے نادرہ بیگم پیدا ہوئی جو شاہزادہ مسمی داراشکوہ سے منسوب ہوئی۔

جہاں خاتون۔ اپنے حسن اور شعرگوئی کی وجہ سے ایران کی تاریخ میں بہت کچھ مشہور ہے۔ بعد وفات پہلے شوہر کے اس کی شادی خواجہ امین الدین وزیر شاہ ابو اسحاق حاکم شیراز سے ہوئی تھی۔

جہاندار شاہ۔ جس کا نام محمد معزالدین تھا۔ دکن میں بروز چہارشنبہ ۱۰ر اپریل ۱۶۶۳ء مطابق ۱۰ر رمضان المبارک ۱۰۷۳ھ میں پیدا ہوا تھا۔ اس کی ماں کا نام نظام بائی تھا۔ فروری ۱۷۱۲ء مطابق ماہ محرم ۱۱۲۴ھ میں بہادر شاہ بن اورنگ زیب اس کے باپ کی وفات واقع ہوئی۔ بہادر شاہ نے چار لڑکے چھوڑے تھے۔ اس کی وفات کے ایک ہفتے کے بعد چاروں بھائیوں کے درمیان تقسیم ملک و مال کی بابت گفتگو ہوئی۔ معزالدین چاروں بھائیوں میں بڑا تھا۔ لیکن وہ خفیف العقل اور عیش دوست تھا وہ سلطنتوں کے کاموں میں بہت کم دلچسپی لیتا تھا۔ ارکین سلطنت میں سے کسی امیر کو وہ اپنا دوست اور خیر خواہ بنانے کی بھی پرواہ نہ کرتا تھا صرف ذوالفقار خاں بہادر اس کا طرفدار تھا۔ اور وہی چاروں بھائیوں کے درمیان رسل و رسائل کے فرائض کو انجام دیتا تھا۔ لیکن مصالحت سے معاملہ طے نہ ہو سکا چاروں بھائیوں میں لڑائی ہوئی۔ ایک بھائی (عظیم الشان) ایک طرف اور بقیہ تین بھائی معزالدین جہاں شاہ اور رفیع الشان جنھوں نے باہم یہ عہد کیا تھا کہ عظیم الشان پر فتح پانے کے بعد ملک کو برابر تین حصوں میں تقسیم کریں گے دوسری طرف تھے۔ عظیم الشان کو اس لڑائی میں شکست ہوئی اور مارا گیا۔ فتح پانے کے بعد جو کثیر زر نقد تینوں بھائیوں کے ہاتھ آیا اُس پر پھر جھگڑا ہوا۔ اب معزالدین اور جہان شاہ برسر پیکار ہوئے۔ رفیع الشان ان دونوں بھائیوں کے باہمی جنگ کے نتیجے کا منتظر ہو کر علیحدہ رہا۔ جہاں شاہ

اور اُس کا بیٹا فرخندہ اختر اس لڑائی میں قتل ہوئے اس کے بعد رفیع الشان سے بھی خاموش نہ رہا گیا۔ اور باوجود قلت سپاہ اور عدم قابلیت جنگ کے اپنے بڑے بھائی معز الدین کے مقابلے پر آیا۔ اس کا بھی وہی حشر ہوا جو اس سے پہلے دونوں بھائیوں کا ہوا تھا۔ معز الدین ہر سہ مدعیان سلطنت کو ٹھکانے لگانے کے بعد باون برس کی عمر میں تخت و تاج شاہی کا مالک ہو کر بروز پنج شنبہ بتاریخ ۱۰ اپریل ۱۷۱۲ء مطابق ۱۴ ربیع الاول ۱۱۲۴ھ جہاندار شاہ کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ اس نے تخت پر بیٹھتے ہی سب سے پہلے رستم دل خاں۔ اور اللہ وردی خاں اور مخلص خاں کو نہایت بیرحمی سے قتل کرا دیا۔ ذو الفقار خان کو اس نے وزارت کے عہدے پر مامور کیا۔ اس کے وقت میں فسق و فجور کو بہت ترقی ہوئی۔ یہ بادشاہ نہایت آرام طلب عیش پسند۔ کمزور طبیعت واقع ہوا تھا۔ اس کو عورتوں کی طرح اپنے جسم کی آراستگی کا بہت شوق تھا۔ ایک کسبی لال کنور سے اُس کو کمال تعشق تھا۔ اُس کو امتیاز محل کا خطاب دیکر محل میں داخل کر لیا تھا۔ لال کنور کے سگے بھائی۔ خوش حال خاں کو صوبے داری اکبر آباد اور منصب پنج ہزاری سہ ہزار سوار مرحمت ہوا اور اُس کے چچیرے بھائی مسمی نعمت خاں کو بھی منصب عطا ہوا۔ بادشاہ کی اس قسم کی خفیف الحرکاتی سے امرائے دولت میں بددلی پیدا ہو گئی تھی۔ آخر فرخ سیر نے جو عظیم آباد میں حکومت کر رہا تھا۔ سید عبد اللہ خاں اور حسین علی خاں کی مدد سے آگرے کے قریب ایک لڑائی میں جہاندار شاہ اپنے چچا کو شکست دی اور اُس کو قلعۂ دہلی میں نظر بند کر کے۔ تخت شاہی کا مالک ہو گیا۔ جہاندار شاہ نے صرف نو ماہ حکومت کی اور فرخ سیر کے حکم سے۔ جنوری ۱۷۱۳ء مطابق ذی الحجہ ۱۱۲۴ھ میں قتل کر دیا گیا اور اس کی نعش بادشاہ کے حکم سے منظر عام پر نمایاں کی گئی۔ اس کی قبر دہلی میں بادشاہ ہمایوں کے مقبرے کے سامنے چبوترے پر اب تک موجود ہے۔

جہاندار شاہ شہزادہ۔ شاہ عالم کا سب سے بڑا لڑکا تھا۔ ۱۷۴۹ء میں پیدا ہوا۔ احمد شاہ ابدالی جب مرہٹوں کے مقابلے میں پانی پت کے میدان میں مشہور فتح حاصل کر کے پانی پت سے نواح دہلی میں آیا تو اُس نے شہزادہ عالی گہر یعنی شاہ عالم کو ۱۷۶۱ء میں ہندوستان کا بادشاہ مقرر کیا شاہ عالم اُس وقت دہلی میں موجود نہ تھا اس لیے اُس نے اس شہزادے کو جس کا خاندانی نام جوان بخت مرزا تھا۔ بادشاہ کا نائب مقرر کر دیا۔ شاہ عالم کی کمزور طبیعت کی وجہ سے اس کے زمانے میں سلطنت میں اندرونی خرابیاں اور بدنظمی کی حالت نمودار ہو گئی تھی۔ مرزا جوان بخت سے جب یہ حالت نہ دیکھی گئی تو وہ یہ خبر معلوم کر کے کہ انگریزی گورنر لکھنؤ میں آ گیا ہے۔ اپریل ۱۷۸۴ء میں دہلی سے لکھنؤ اس ارادے سے گیا کہ وہ انگریزوں کی مدد سے سلطنت کی حالت کی اصلاح کرے لیکن اسے کچھ مدد نہ ملی۔ جب چار سال یوں ہی گزر گئے تو اس نے ۱۷۸۸ء میں انگلستان کے بادشاہ جارج سوم کو ایک خط لکھا تھا کہ وہ گورنر جنرل ہند کو بادشاہ شاہ عالم کی امداد کا حکم دیں۔ لیکن یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ خط انگلستان کو روانہ بھی ہوا یا نہیں۔ اس شہزادے نے آخر وقت یہ خواہش کی کہ وہ اسمٰعیل بیگ کی مدد سے

قلعہ آگرہ کو فتح کرے مگر کامیابی نہ ہوئی۔ بالآخر وہ پھر انگریزوں کے زیر سایہ زندگی بسر کرنے پر مجبور رہا نواب وزیر نے انگریزوں کی سفارش سے پانچ لاکھ روپیہ سالانہ اس کا وظیفہ مقرر کردیا تھا۔ بنارس میں اس نے سکونت اختیار کرلی تھی جہاں وہ ۱۵ر مئی ۱۸۱۷ء مطابق ۲۵ر شعبان ۱۲۳۲ھ کو ۳۶ سال کی عمر میں فوت ہوگیا۔ اس کا خاندان اب تک بنارس میں آباد ہے۔ جس کا شاہی وثیقہ خزانہ سرکاری سے جاری ہے۔ کارسن ڈی ٹاسی کے سفرنامے سے پتا چلتا ہے کہ ولایت میں اس کی تصنیف سے ایک کتاب موسومہ "بیاض عنایت مرشد زادہ" موجود ہے۔ جس کا انگریزی ترجمہ کرنل اسکاٹ نے کیا تھا اور جو مسٹر ہسٹنگز کے ریویو آف دی اسٹیٹ آف بنگال کے تتمہ کے طور پر شائع ہوا تھا۔

جہاں شاہ ترکمان۔ بن قرا یوسف ترکمان سکندر ترکمان کا بھائی تھا۔ سکندر ترکمان کی وفات کے بعد ۱۴۳۷ء مطابق ۸۴۱ھ میں شاہ رخ مرزا ابن امیر تیمور نے اس کو آذربائجان کا صوبہ دار بنایا تھا۔ سکندر ترکمان کی وفات تک جو ۱۴۳۸ء مطابق ۸۴۲ھ میں واقع ہوئی اس کی حکومت اس صوبے تک محدود رہی۔ لیکن اس کے بعد ہی اُس نے فارس کا بڑا حصہ فتح کرلیا اور اپنی فوج دیار بکر تک لے گیا اور ایک لڑائی میں جو حسن بیگ عرف اوزن حسن حاکم دیار بکر سے ہوئی تھی۔ بتاریخ ۱۰ نومبر ۱۴۶۷ء مطابق ۱۲ ربیع الثانی ۸۷۲ھ ۶۰ سال کی عمر میں قتل ہوا۔ اُس نے ۲۰ سال قمری سے زیادہ حکومت کی۔

جہاں شاہ شہزادہ۔ بادشاہ بہادر شاہ کا تیسرا لڑکا تھا۔ بہادر شاہ کی وفات کے بعد اس کے بیٹوں میں مارچ ۱۷۱۲ء میں سلطنت پر خانہ جنگی واقع ہوئی۔ اسی لڑائی میں بمقام لاہور ماہ مارچ ۱۷۱۲ء میں قتل ہوا۔ نہ صرف وہ قتل ہوا بلکہ اس کا بھائی رفیع الشان اور اس کا لڑکا بھی کام آیا۔ ان مقتولین کی لاشیں لاہور سے دہلی کو بھیجی گئیں اور خاموشی کے ساتھ بادشاہ ہمایوں کے مقبرے میں جس کو خاندان شاہی کا گنج شہیداں سمجھنا چاہیے دفن کردی گئیں۔

جہانگیر قلی خاں۔ خان اعظم مرزا عزیز کوکا کا لڑکا تھا اکبر و جہانگیر کے عہد میں ملازمت شاہی کی عزت حاصل کی۔ جلوس شاہجہانی کے پانچویں سال یعنی ۱۶۳۲ء مطابق ۱۰۴۱ھ میں فوت ہوا۔

جہانگیر قلی خاں کابلی پنج ہزاری کے منصب کا ایک امیر تھا جس کو جہانگیر نے ۱۶۰۷ء میں مطابق ۱۰۱۶ھ میں صوبے دار بنگال مقرر کیا تھا اور بنگال میں ۱۶۰۸ء مطابق ۱۰۱۷ھ میں فوت ہوا۔

جہانگیر مرزا۔ امیر تیمور کا سب سے بڑا بیٹا تھا اپنے باپ سے قبل ۱۳۷۶ء مطابق ۷۷۷ھ میں فوت ہوا۔ اُس کے بیٹے کا نام پیر محمد تھا۔

جہانگیر مرزا۔ اکبر شاہ ثانی کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ اُس نے دہلی کے ریزیڈنٹ مسٹر سیٹن پر پستول چلایا تھا۔ لہٰذا وہ بطور شاہی قیدی کے الٰہ آباد بھیجدیا گیا جہاں وہ سلطان خسرو کے باغ میں بہت عرصے تک رہا۔ وہیں ۱۸۲۱ء مطابق ۱۲۳۶ھ میں ۳۱ سال کی عمر میں فوت ہوا۔ اُس کے دفن کے وقت ۲۱ ضرب توپ کی سلامی سر کی گئی تھی۔ خسرو باغ میں مدفون ہوا۔ کچھ دنوں بعد اس کا تابوت دہلی کو منتقل ہو کر حضرت محبوب الٰہی کے جوار میں سپرد خاک کیا گیا۔

جہانگیر نورالدین محمد۔ اکبر کا بیٹا راجہ بہاری مل کچھواہہ کی لڑکی کے بطن سے تھا۔ اس بیگم نے شاہی محل میں داخل ہو کر مریم زمانی خطاب پایا تھا حضرت شیخ سلیم چشتی کی دعا سے جو موضع سیکری ضلع آگرہ میں مقیم تھے جہانگیر ۳۱۔ اگست ۱۵۶۹ء مطابق ۱۷ ربیع الاول ۹۷۷ھ کو پیدا ہوا اس کی ولادت موضع سیکری ہی میں واقع ہوئی تھی کیونکہ بادشاہ نے اسی غرض سے کہ وضع حمل کی سعادت شیخ کے گھر میں حاصل ہو بیگم کو پہلے سے وہاں بھیج دیا تھا۔ شہزادے کا نام شیخ کے نام پر جیسا کہ شیخ نے دعا کے وقت فرمادیا تھا مرزا سلیم رکھا گیا۔ پیار کا نام شیخو بابا تھا۔ پندرہ سال کی عمر میں راجہ بھگوانداس کی بیٹی سے اس کی شادی ہوئی۔ دوسرا بیاہ راجہ اودے سنگھ کی لڑکی سے ہوا۔ تیسرا بیاہ خواجہ حسن عم زین خاں کوکا کی دختر یا بھتیجی سے ہوا۔ راجہ کیشو داس راٹھور اور ایک اور پہاڑی راجہ کی لڑکیوں سے بھی اس کی شادی ہوئی تھی۔ قریب قریب ہر بیگم سے اولاد پیدا ہوئی۔ شہزادہ خورم جو بعد کو شاہجہاں کے لقب سے جانشین ہوا راجہ اودے سنگھ کی دختر کی بطن سے تھا۔ جہانگیر کی سب سے پیاری بی بی نورجہاں تھی۔ جس کے ساتھ اپنے جلوس کے چھٹے سال میں اس نے نکاح کیا۔ رفتہ رفتہ وہ امور سلطنت میں اس درجہ دخیل ہو گئی کہ اس کا نام سکے پر کندہ ہو گیا۔ ع

بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور
بنام نورجہاں بادشاہ بیگم زر

بتاریخ ۲۰ جمادی الآخر ۱۰۱۴ھ مطابق ۱۶ اکتوبر ۱۶۰۵ء اڑتیس سال کی عمر میں دارالخلافت آگرہ میں نورالدین جہانگیر کے نام سے سریر آرائے سلطنت ہوا۔ جلوس کے بعد سب سے پہلے اُس نے زنجیر عدل قائم کی یہ زنجیر طلائی تھی۔ اس کا وزن چار من اور طول تیس گز تھا۔ اس میں ساٹھ گھنٹے لٹکتے تھے۔ اگر کوئی ستم رسیدہ گھنٹہ ہلا دیتا تھا تو بادشاہ کو اُس کی فوراً اطلاع ہو جاتی تھی۔ اس کے وقت کے دوازدہ احکام مشہور ہیں۔ جو اُس نے کل ممالک محروسہ میں عاملوں کے دستورالعمل کے طور پر رعایا کی بہبودی کے واسطے جاری کیے تھے۔ اس کے وقت میں کبوتروں کو نامہ بری سکھلائی گئی تھی۔ یہ بادشاہ شکار کا بہت شائق تھا۔ اس نے ۱۲ سال کی عمر سے پچاس برس تک کی عمر کے شکار کا حساب اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ سترہ ہزار ایک سو اٹھتر سٹھ شکار خود اپنے ہاتھ سے اس مدت میں کیے تھے۔ اِن میں چھیاسی شیر تھے۔ پچاس سال کی عمر کے بعد شکار سے توبہ کرلی۔ شاعری کا بھی شوق تھا۔ مصوری بھی جانتا تھا۔ شراب بکثرت پیتا تھا جس کا ذکر اُس نے اپنی سوانح عمری میں نہایت آزادانہ طریقہ سے لکھا ہے آخر وقت میں کمی ہو گئی تھی افیون بھی جو چالیس سال کی رفیق تھی چھوٹ گئی تھی کشمیر کے سفر میں دمے کا مرض غالب آیا۔ اسی حالت میں کشمیر سے لاہور کو روانہ ہوا راستے میں ۲۸ صفر ۱۰۳۷ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۶۲۷ء کو طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔ ساٹھ برس کی عمر پائی۔ تقریباً تیئیس سال بحساب قمری سلطنت کی۔ لاہور میں جہانگیر کا مقبرہ نورجہاں کے باغ میں موجود ہے مادہ تاریخ وفات "جہانگیر از جہاں رفتہ" ہے۔ اس بادشاہ کی طرف دو کتابیں منسوب کی جاتی ہیں۔ جس میں اُس نے اپنے عہد کا حال

خود لکھا ہی۔ جن کا نام تزک جہانگیری ہی۔ جس کو سرسید احمد خاں نے سنہ ۱۸۶۴ء میں سب سے پہلے چھپوایا تھا اُس کے بعض حصوں کا ترجمہ ڈاکٹر انڈرسن نے انگریزی میں کیا ہی۔ دوسری جلد تزک جہانگیری کا انگریزی ترجمہ بھی میجر ڈیوڈ پرائس نے کیا ہی جو لندن میں سنہ ۱۸۲۹ء میں چھپا تھا۔

جہانیاں جہاں گشت۔ مخدوم۔ (ملاحظہ ہو شیخ جلال)

جھجار خاں۔ شمس الدین نام۔ ان کا خاندان سنہ ۶۱۶ھ میں مکہ معظمہ سے بدایوں آکر آباد ہوا۔ نسباً شیخ صدیقی عبدالرحمانی تھے۔ شیر شاہ سور کے امیروں میں داخل تھے سرہند کی صوبے داری پر مامور رہے۔ بعدہٗ جب شہنشاہ اکبر کا زمانہ ہوا امرائے شاہی میں داخل ہوئے اور قلعہ رنتھبور کے قلع دار مقرر ہو گئے۔ لیکن سنہ ۱۵۶۹ء میں کچھ روپیے کے عوض میں یہ قلعہ راؤ سرجن ہاڑہ کو جو میواڑ کا ماتحت مانا جاتا تھا حوالے کر دیا۔ عہد اکبری کے آخری دور میں وفات پائی۔ بمقام بدایوں (سرائے ملا) اپنے خاندانی گورستان میں ایک گنبد سنہ ۹۵۰ھ مطابق سنہ ۱۵۴۳ء میں تعمیر کیا۔ بعد وفات خود بھی وہیں مدفون ہوئے

جھنکو راؤ سندھیا۔ جس کو مکی راو بھی کہتے ہیں دولت راؤ سندھیا کی وفات پر اُس کی بیوہ باجی نے جھنکو راو سندھیا کو راجۂ گوالیار مقرر کیا ۱۸ جون سنہ ۱۸۲۷ء کو مسند نشین ہوا لیکن چونکہ وہ اُس وقت صرف ۹ سال کا تھا۔ لہٰذا باجی بائی منتظم ریاست رہی اُس نے سنہ ۱۸۳۳ء میں حکومت کی باگ اپنے ہاتھ میں اور ۱۵ سال چند ماہ حکومت کی بتاریخ ۷ فروری سنہ ۱۸۴۳ء ۲۴ سال کی عمر میں فوت ہوا۔ اُس کا جانشین اُس کا پسر متبنیٰ جیاجی سندھیا سابق راجہ گوالیار ہوا۔

جیاپا سندھیا۔ رانوجی سندھیا کا جو سندھیا خاندان کا بانی تھا لڑکا تھا۔ سنہ ۱۷۵۹ء مطابق سنہ ۱۱۷۳ھ میں قتل کیا گیا۔ اُس کا جانشین اُس کا بھائی مادھوجی سندھیا ہوا۔

جیاجی راؤ سندھیا۔ راجہ گوالیار تھا۔ پورا نام مہاراجہ عالی جاہ۔ جیاجی راؤ سندھیا راجہ جھنکوجی راؤ سندھیا کا متبنیٰ پسر تھا۔ جس کی وفات پر وہ بتاریخ ۷ فروری سنہ ۱۸۴۳ء مسند نشین ہوا اُس کو جی۔ سی۔ بی کا خطاب تھا گورنمنٹ انگریزی کی جانب سے سپہ سالاری کا اعزازی عہدہ عطا ہوا۔ سنہ ۱۸۸۶ء میں فوت ہو گیا۔

جیپال اوّل۔ لاہور کے برہمن راجہ ہیتپال کا پسر تھا۔ اس کی حکومت طول میں سرہند سے لنگھن تک اور عرض میں کشمیر سے ملتان تک پھیلی ہوئی تھی سبکتگین سلطان غزنی سے اس کا مقابلہ ہوا تھا۔ اس مقابلے میں خونریز لڑائی کے بعد شکست کھائی تھی۔ دوسری مرتبہ بروز دوشنبہ بتاریخ ۲۷ نومبر سنہ ۱۰۰۱ء سلطان محمود بن سبکتگین نے شکست دی تھی۔ اس لڑائی میں جیپال مع اپنے خاص سرداروں کے جو اُس کے بیٹے اور بھائی تھے قید ہوا۔ اُس کی پانچ ہزار فوج میدان جنگ میں قتل ہوئی محمود نے اُس کی جان بخشی کر کے قید سے رہا کر دیا تھا۔ لیکن اُس نے زمانے کے اس دستور کے مطابق کہ جو راجہ غیر ملک کے بادشاہ سے دوبارہ شکست کھائے وہ تخت سے اتار دیا جاتا تھا۔ چتا پر بیٹھ کر اور اپنے ہاتھ سے آگ لگا کر

خودکشی کرلی تھی اِس کے بعد اُس کا بیٹا مسمی آنند پال راجہ ہوا۔

جیپال ثانی۔ آنند پال کا لڑکا تھا۔ ۱۰۱۳ء میں اپنے باپ کی جگہ لاہور کا راجہ ہوا۔ سلطان محمود نے ۱۰۲۲ء میں اُس کو ایک بڑی لڑائی میں جو دریائے راوی کے قریب ہوئی تھی شکست دی اس لڑائی کے بعد سلطان محمود کی طرف سے لاہور میں ایک مسلمان صوبے دار رہنے لگا اور لاہور کی ہندو حکومت کا خاتمہ ہوگیا جیپال اجمیر کو بھاگ گیا۔ یہی واقعہ ہندوستان میں سلطنت اسلامی کی بنیاد قائم کرنے والا سمجھا جاتا ہے۔

جیجی بیگم۔ شہنشاہ اکبر کی دایہ اور مرزا عزیز کوکا کی ماں تھی۔ مرزا عزیز نے اکبری عہد میں بڑی عزت پائی اُس کو شہنشاہ اکبر نے خانِ اعظم کا خطاب عطا کیا تھا۔ جیجی بیگم ۱۵۹۹ء مطابق ۱۰۰۸ھ میں فوت ہوئی اُس کی وفات پر اکبر نے بڑا رنج و ملال کیا اور بطور اعزاز خود اُس کے جنازے کو کندھا دیا۔

جے چند راٹھور۔ قنوج کا آخری راٹھور راجہ تھا۔ بکسر سے لیکر قنوج تک سارا ملک اِس کے زیرِ حکومت تھا۔ اس نے اپنے رہنے کا محل جس کو وہ بہت پسند کرتا تھا۔ موجودہ جونپور کے قریب ۱۳۵۹ء مطابق سمت ۱۴۱۶ میں تعمیر کیا تھا۔ موجودہ شہر جونپور کو فیروز شاہ نے سال ۱۳۶۰ء مطابق ۷۶۱ھ میں اپنے چچا فخر الدین محمد جوناں کی یادگار میں تعمیر کرایا تھا "شہر جونپور" سے اس کی تعمیر کا سنہ برآمد ہوتا ہے کرنیل ٹاڈ صاحب کی تاریخ سے پایا جاتا ہے کہ جے چند کی حکومت کا زمانہ بارھویں صدی عیسوی کے قریب قریب ہے۔

جے سنگھ اوّل راجہ۔ جو عام طور پر مرزا راجہ کچھواہا کہلاتا تھا۔ راجہ مہا سنگھ ولد پرتاب سنگھ ولد راجہ مان سنگھ کا بیٹا تھا۔ شاہجہان کی ملازمت میں تھا اور ۱۶۶۳ء کے قریب اُس کو عالمگیر نے دکن کے صوبہ جات مفتوحہ کے صوبیداری عطا کی تھی۔ ۱۶۶۶ء میں وہ دربار میں واپس بلایا گیا تھا۔ برہان پور پہنچکر راستے میں ۲۸ محرم ۱۰۷۸ھ مطابق ۱۶۶۷ء کو فوت ہوگیا۔ تمام راجپوت راجاؤں میں وہ علمی لحاظ سے قابل سمجھا جاتا تھا۔ ہندی اور سنسکرت کے علاوہ ترکی فارسی اور عربی بھی جانتا تھا۔ اس خاندان میں یہ دستور تھا کہ لڑکوں کا منہ دس بارہ برس کی عمر تک کوئی مرد نہیں دیکھنے پاتا تھا۔ اُن کی تعلیم اِس طرح ہوتی تھی کہ لڑکے اور اُستاد کے درمیان میں چلمن ڈالدی جاتی تھی۔ راجہ جے سنگھ کی تعلیم بھی اسی طریقے سے ہوئی تھی۔ اس کے سوا یہ رسم بھی تھی کہ راجہ زمین پر پاؤں نہیں رکھتے تھے جس طرح بچوں کی ہوا کھانے کی گاڑیاں ہوتی ہیں اسی قسم کی گاڑیوں سے کام لیا جاتا تھا۔ راجہ شیو پرشاد اپنی سوانح میں لکھتے ہیں کہ انھوں نے یہ گاڑیاں جو سونے چاندی کی بنی ہوئی تھیں اپنی آنکھ سے دیکھیں جن کے کھینچنے کے لیے دو برہمن مقرر تھے اور دس ہزار روپیہ

کی جاگیر پاتے تھے۔ ہوا محل اسی ریاست میں سب سے بلند و منزل کی عمارت ہے اس پر چڑھنے کے لیے بجائے زینے کے ایک کھرنجہ بنوایا گیا ہے۔ مہاراج کی گاڑی جسے گھوڑا لا کہتے ہیں اس کھرنجے پر ہو کر اوپر تک پہنچ جاتی ہے۔ اس کے بعد رام سنگھ اس کا بڑا بیٹا راجہ ہوا۔ جے سنگھ نے آگرہ میں بہت سی عمارات تیار کرائی تھیں لیکن امتداد زمانہ نے اُن کا نام و نشان مٹا دیا۔ وہ مقام جہاں یہ عمارات کسی زمانے میں تعمیر ہوئی تھیں اب بھی موجود ہے جو جے سنگھ پورہ کہلاتا ہے۔

جے سنگھ ثالث راجہ۔ جے پور کا راجہ راجہ جگت سنگھ کا لڑکا تھا جو اپنے باپ کی وفات کے بعد پیدا ہوا تھا۔ جے سنگھ کو اُس کے کامدار نے جس کا نام جھوٹا رام تھا۔ سمت ۱۰۹۱ یا جنوری سنہ ۱۸۳۵ء میں قتل کر دیا اور اُس کا شیرخوار بچا جس کا نام رام سنگھ تھا۔ اس کا جانشین ہوا۔

جے سنگھ سوائی ثانی۔ کچھوا ہا قوم کا راجپوت تھا۔ اس کے باپ کا نام بشن سنگھ تھا جو رام سنگھ ولد مرزا راجہ جے سنگھ کا پرپوتا تھا۔ یہ راجہ بھی عام طور پر مرزا جے سنگھ ہی کے نام سے مشہور ہے۔ صوبۂ اجمیر میں ایک بڑے حصۂ ملک کا جس کو اُس وقت امبر کہتے تھے راجہ تھا۔ اس راجہ نے اپنے راج میں ایک نئے شہر کی بنیاد ڈالی اور اس کا نام جے پور رکھا۔ اس لیے وہ راجہ جے پور کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اور آج تک اس کے جانشین اسی نام سے مشہور ہیں۔ اس کا باپ بشن سنگھ تقریباً سال سنہ ۱۶۹۳ء مطابق سنہ ۱۷۵۰ سمت میں فوت ہوا۔ اُس کے فوت ہو جانے پر اس کو عالمگیر نے راجہ کا خطاب مع منصب ایک ہزار و پانصد کے عطا کیا۔ عالمگیر کی وفات کے بعد جے سنگھ اعظم شاہ کا طرفدار رہو گیا اور اُس کا بھائی بجے سنگھ بہادر شاہ کا مددگار رہا۔ اور بہادر شاہ نے تخت نشین ہو کر سہ ہزاری کا منصب بجے سنگھ کو عطا کیا۔ بجے سنگھ اور جے سنگھ میں راج پر جھگڑا ہوا۔ بادشاہ دونوں میں سے کسی شخص کو ناخوش کرنا نہ چاہتا تھا۔ اس لیے اس نے راج کو ضبط کر لیا۔ اور سید حسین علی خاں کو وہاں کا فوجدار کر دیا۔ سنہ ۱۷۰۸ء مطابق سنہ ۱۱۲۰ھ میں بادشاہ اپنے بھائی کام بخش کی سرکوبی کے غرض سے دکن کو روانہ ہوا۔ جے سنگھ نے موقع پا کر اجیت سنگھ راٹھور کی مدد سے فوجدار شاہی کا مقابلہ کیا۔ اور فوجدار کو قتل کر کے اُس صوبے پر قبضہ کر لیا۔ فرخ سیر کے عہد میں اُس کو دھراج راجہ جے سنگھ کے خطاب سے معزز کیا گیا اور محمد شاہ کے عہد میں سوائی کے خطاب سے معزز کیا گیا۔ سنہ ۱۷۳۲ء مطابق سنہ ۱۱۴۵ھ وہ مالوے کا گورنر مقرر کیا گیا۔ اُس نے نجوم کی تعلیم کے واسطے پانچ رصدگاہیں دہلی و بنارس و متھرا و اُجین و جے پور میں تعمیر کرائیں اور بادشاہ کے نام پر علم نجوم کی ایک کتاب زیج محمد شاہی شائع کی۔ اُس نے ہندوستان کے ہر صوبے میں مسافروں کے آرام کے واسطے اپنے خرچ سے کارواں سرائے اور بازار بنوائے۔ کارہائے رفاہ عام میں دلچسپی اور اپنے علم کے ذوق و شوق کی وجہ سے وہ رعایا میں بہت ہردلعزیز تھا۔ ماہ ستمبر سنہ ۱۷۴۳ء مطابق ماہ شعبان سنہ ۱۱۵۶ھ کو فوت ہو گیا۔ اُس کا جانشین اُس کا پسر ایشری سنگھ جس کی وفات کے بعد سنہ ۱۷۵۰ء میں مادھو سنگھ اُس کا

جانشین ہوا۔ اُس نے تین رانیاں چھوڑی تھیں جنھوں نے مع اپنی خواصوں کے اُس کی چتا پر جان دے دی۔

جگ سنگھ یا رانا جگ سنگھ۔ رانا سانگا کی اولاد سے تھا۔ اکبر کے زمانے میں اودے پور کا راجہ تھا سنہ[illegible]ء مطابق سنہ[illegible]ھ میں اپنے باپ کا جانشین مقرر ہوا۔

جیکب ساسون۔ بمبئی کا بہت بڑا نامی سوداگر ڈیوڈ ساسون کا پوتا سنہ۱۹۰۹ء میں بیرونیٹ کا خطاب ملا۔ تہتر برس کی عمر ہوئی۔ ۲۲ر اکتوبر سنہ۱۹۱۶ء میں بائی کھلا (بمبئی) میں انتقال ہوا۔ اس کے مرنے پر بیرونٹ کا خطاب اس کے چھوٹے بھائی ایڈورڈ الیاس ساسون پر منتقل ہوا۔

جیمل۔ ایک راجہ تھا جس کو تاریخ میں سب سے زیادہ بہادر راجہ کہا گیا ہے۔ سنہ۱۵۶۷ء میں شہنشاہ اکبر اودے پور کے بانی اودے سنگھ پسر رانا سانگا سے ناخوش ہوگیا۔ اکبر نے قلعہ چتوڑ کا محاصرہ کیا۔ رانا سانگا نے اپنے دو سرداروں جیمل اور فتا پر اپنا ملک چھوڑ دیا اور خود روپوش ہوگیا۔ راجہ جیمل اور فتا نے قلعے کے بچانے کی جان توڑ کوشش کی۔ اگرچہ قلعہ چار ماہ کے بعد فتح ہوگیا اور جیمل مارا گیا۔ لیکن جیمل کی بہادری کے گیت اب تک لوگوں کی زبان پر ہیں۔ اکبر نے ان کی یادگار میں دو بڑے ہاتھی پتھر کے ترشوائے ان پر جیمل اور فتا کی مورتیں سوار کیں اور قلعہ آگرہ کے صدر دروازے پر ان کو بطور یادگار کے اِس طریقے سے نصب کرادیا کہ دونوں ہاتھیوں کی سونڈیں مل کر محراب بن گئی تھیں۔

ردیف چ

چاند۔ دہلی کے چوہان راجہ پرتھی راج کے زمانے کا ملک الشعرا تھا۔ جب پرتھی راج شہاب الدین کے ہاتھ میں اسیر ہو کر غزنی بھیجا گیا تو چاند بھی اس کے ساتھ تھا۔ دونوں نے شہاب الدین کے مرنے پر خودکشی کرلی۔ اس کی پیدائش کے بارے میں اختلاف ہے۔ لیکن اُس کی تصانیف سے پتا چلتا ہے کہ وہ لاہور میں پیدا ہوا تھا۔

چاند بی بی یا چاند سلطانہ۔ دکن کی مشہور تاریخی خاتون حسین نظام شاہ والیِ احمد نگر کی لڑکی مرتضیٰ نظام شاہ کی بہن اور بیجاپور کے علی عادل شاہ کی بیگم تھی سنہ۱۵۸۰ء میں علی عادل شاہ کی وفات کے بعد اِس کا نابالغ بھتیجا ابراہیم عادل شاہ دوم مسند نشین ہوا اُس کی نابالغی کے زمانے میں چاند بی بی بہ حیثیت سرپرست کے بیجاپور کی سلطنت کا کام انجام دیتی رہی۔ وہ اُس زمانے میں مشہور مدبر و سیاست داں تھی۔ سنہ۱۵۹۵ء میں جب شہزادہ مراد نے دکن پر لشکر کشی کی تھی۔ اُس وقت احمد نگر کو اسی نے مغلوں کے زبردست پنجے سے محفوظ رکھا تھا۔ اس لڑائی میں جو ہوشیاری مردانہ وار ہمت اور استقلال چاند سلطانہ نے دکھایا وہ تاریخ میں یادگار ہے۔ میدان جنگ میں آکر خود چاند سلطانہ نے کمان کی کیونکہ اُس کو اپنے گرفتار ہو جانے کا خوف نہ تھا۔ آخرکار بوجہ رسد بہم نہ پہنچنے کے فوج مغلیہ اس قدر عاجز ہوئی کہ شہزادہ مراد اور اس کے ساتھی چاند بی بی کے ساتھ صلح پر راضی ہوگئے اور یہ شرائط قرار

پائیں کہ صرف برار شہزادے کے قبضے میں رہے اور احمد نگر اور اُس کے تعلقات چاند بی بی کے زیر اہتمام برہان شاہ کے پوتے بہادر شاہ کے قبضے میں رہیں۔ ۱۵۹۹ء مطابق ۱۰۰۸ھ میں جب کہ دوبارہ شہنشاہ اکبر کی فوج نے قلعۂ احمد نگر پر یورش کی۔ حبشہ خاں خواجہ سرا نے بعض اہلِ قلعہ سے سازش کر کے چاند بی بی کو مار ڈالا اس کے بعد قلعہ فتح ہو گیا۔

چھتر سال۔ بندیلکھنڈ کے سردار چمپت سنگھ کا لڑکا تھا۔ باپ کے بعد بندیلکھنڈ کا راجہ ہوا۔ مرہٹوں کی بڑھتی ہوئی قوت کے خوف سے مرہٹوں کے سردار باجے راؤ سے عہد نامہ کر لیا اور اپنے ملک کا ایک تہائی حصہ باجے راؤ اول کو اس شرط پر دیدیا کہ باجے راؤ اس کے بعد اس کے جانشین چھتر سال کے ملک کی حفاظت کرے۔

چھتر سال ۱۷۳۵ء میں مر گیا اور دو لڑکے ہردے ساہ اور جگت نرائن چھوڑے۔ مرہٹوں کو جو ملک چھتر سال سے ملا تھا۔ اس میں کالپی۔ سیر ونج۔ کونچ گرا کوہٹہ اور ہردے نگر شامل تھے اور تھوڑے عرصے کے بعد جب بندیل کھنڈ کے افسر لڑائی میں قتل ہو گئے اور چھتر سال کے اولاد میں سے بجنت سنگھ کے پوتے نانا ارجن نے ملک کو ویران کر ڈالا تو نانا فرنویس نے جو اس وقت مرہٹوں کا وزیر اعظم تھا چھتر سال کے عہدناموں کا کچھ خیال نہ کر کے اس کے تمام ملک کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔

چھتر من رائے۔ (رائے) قوم کایستھ سکسینہ۔ اس نے وزیر الممالک غازی الدین خاں کی فرمائش سے۔ ہندوستان کی تاریخ لکھی اور اس کا نام چار گلشن رکھا جو چار گلشنوں پر منقسم ہے گلشن اوّل بادشاہانِ ہند کے حال میں۔ گلشن دوم صوبوں کے حال میں۔ گلشن سوم۔ دہلی سے چاروں طرف بڑے بڑے شہروں تک جو سڑکیں گئی ہیں ان کی پیمائش اور ایک ایک منزل کا حال یہ باب اس کتاب کا سب سے اہم حصہ ہے۔ گلشن چہارم میں ہند۔ و فقیروں اور جوگیوں کے حالات اور سلسلے ہیں ۱۲۰۰ھ میں یہ کتاب اتمام کو پہنچی۔

چراغ علی۔ ریاست حیدر آباد سے نواب اعظم یار جنگ بہادر کا خطاب ملا۔ صوبہ گلبرگہ کے صوبیدار اور حیدر آباد میں معتمد فنانس رہے بڑے عالم و فاضل تھے ایک بڑا کتب خانہ جمع کیا سرسید کی تعلیمی مشن کے خاص حامی تھے۔ تہذیب الاخلاق میں اسلامی مباحث پر مدتوں مضمون لکھے ہیں۔ جو ایک رسالے کی صورت میں علٰحدہ شائع ہو چکے ہیں۔ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۵ جون ۱۸۹۵ء کو بمقام بمبئی انتقال کیا پچاس برس کی عمر پائی۔ تصانیف درج ذیل ہیں تحقیق الجہاد۔ اعظم الکلام۔ فی ارتقاء الاسلام مجموعہ رسائل چراغ علی۔ اسلام کی دنیوی برکتیں وغیرہ وغیرہ۔ علاوہ عربی۔ فارسی۔ انگریزی کے عبری۔ کالڈی زبانوں میں بھی اچھی دستگاہ رکھتے تھے۔ لیٹن اور گریک بھی جانتے تھے۔ انگریزی میں بھی ان کی تصانیف ہیں۔ بلدۂ حیدر آباد میں آپ کے نام سے ایک محلہ آج تک چراغ علی کی گلی کے نام سے مشہور ہے۔

چغتا خاں۔ چنگیز خاں کا دوسرا بیٹا تھا۔ باپ کے مرنے پر اُس کی وصیت کے مطابق ملک کا وسطی حصّہ جس میں بلخ۔ بدخشاں۔ کاشغر وغیرہ

شامل تھا۔ اس کے حصہ میں آیا لیکن اس نے اپنے حصّہ ملک میں نائب مقرر کر رکھے تھے۔ وہی سیاہ و سپید کے مالک تھے۔ یہ خود اپنے بڑے بھائی اُفقا خاں کے پاس جو مشرقی حصّہ ملک پر حکمراں تھا اپنی زندگی عزلت گزینی میں بسر کرتا تھا۔ اُفقا خاں اس کی نیکی کی وجہ سے اس کی بہت عزت کرتا تھا۔ اُفقا خاں سے سات ماہ پہلے جون ۱۷۲۲ء مطابق ذیعقدہ ۱۱۳۴ھ میں فوت ہوا۔

چکبست۔ پنڈت برج نرائن نام چکبست تخلص۔ وطن آبائی لکھنؤ ہی۔ ۱۸۸۲ء میں فیض آباد میں پیدا ہوئے۔ کیننگ کالج لکھنؤ سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد قانون کا امتحان دیا اور اب لکھنؤ میں وکیل ہیں۔ شاعری میں آتش اور انیس کی تقلید کرتے ہیں۔ اساتذہ کا کلام پڑھنے کا بھی بہت شوق ہی۔ نثر میں بھی اچھے مضامین لکھتے ہیں اور چند لوگوں کے کلام پر ریویو کیے ہیں کلام کا مجموعہ صبح وطن کے نام سے لکھنؤ سے ۱۹۱۸ء میں شائع ہوا ہی۔ گلزار نسیم پر ایک مبسوط تنقید لکھی ہی۔

چکر چوہاں (سیّد)، سارنگ پور ضلع ہنوار میں پختہ مزار ہی۔ لوگ کہتے ہیں کہ پہلے قبر وسط چبوترے میں تھی۔ قبر سرکتے سرکتے اب کونے میں ہوگئی ہی اس لیے ان کو وہاں کے باشندے پیر سرکی کہتے ہیں۔

چمیاجی۔ مرہٹہ سردار رگھناتھ راؤ کا چھوٹا لڑکا تھا مادھو راؤ دوم کے بعد خفیہ طور سے ۱۷۹۶ء میں پونا میں تخت پر بٹھایا گیا۔ لیکن تھوڑے عرصے کے بعد معزول کر دیا گیا اور اُس کی جگہ اُس کا بڑا بھائی باجی راؤ دوم ۴ر دسمبر ۱۷۹۶ء کو بیٹھا۔

چندا صاحب۔ چندا صاحب حسین دوست محمد خاں کا لقب تھا۔ جو کہ ارکاٹ کے نواب کا داماد تھا اُس نے اپنی فوجی خدمات سے اس ریاست میں اچھا رسوخ حاصل کیا تھا۔ ٹرچناپلی کی حکمران رانی کو اس نے اپنی باتوں سے رام کرلیا حتی کہ ۱۷۳۶ء میں اس شہر پر خود قابض ہو گیا ۱۷۴۱ء میں اُس کو مرہٹوں نے ستارہ کے قلعے میں قید کر دیا لیکن ۱۷۴۸ء میں ڈوپلے کی مدد سے رہائی پائی اور مظفر جنگ نے اس کو ارکاٹ کا نواب بنا دیا۔ ۱۷۵۲ء مطابق ۱۱۶۵ھ میں مرہٹوں کے ہاتھوں سے قتل ہوا اور اُس کا سر محمد علی خاں کے پاس جو اس وقت انگریزوں کی مدد سے ارکاٹ کا نواب بن گیا تھا بھیج دیا گیا۔ محمد علی خاں نے تقریباً چالیس سال حکومت کی۔

چنداکنور۔ لاہور کے مہاراجہ رنجیت سنگھ کی رانی اور دلیپ سنگھ کی ماں تھیں ۱۸۶۳ء میں کنسنگٹن میں انتقال کیا۔

چندا مہ لقا۔ چندا مہ لقا حیدرآباد کی مشہور طوائف جو فن شعر میں قابلیت رکھتی تھی۔ صاحب دیوان تھی۔ اس دیوان پر شیر محمد خاں متخلص بہ ایماں نے نظر ثانی کی تھی۔ اِس کی تاریخ وفات صحیح نہیں معلوم لیکن اس قدر پتا چلتا ہی کہ اُس نے یکم اکتوبر ۱۷۹۹ء کو اپنے ہاتھ سے اپنے دیوان کی ایک جلد کپتان مالکم کو نذر کی تھی یہ جلد اب بھی ایسٹ انڈیا ہوس لائبریری میں موجود ہی۔

چندربھان برہمن۔ چندربھان پٹیالے کا باشندہ تھا اُس کو فارسی زبان میں کامل دستگاہ حاصل تھی۔ برہمن تخلص کرتا تھا شاہجہاں

بادشاہ صاحبقراں کے بڑے بیٹے داراشکوہ
کے دربار میں میر منشی رہا تھا۔ گلدستہ تحفۃ الانوار
تحفۃ الفصحا۔ مجمع الفقرا۔ چار چمن۔ منشیات برہمن
جس میں اس نے اپنے مکتوبات کو جمع کیا ہے۔
اور ایک دیوان فارسی اس کی تصنیف سے ہے
داراشکوہ کی وفات کے بعد وہ بنارس چلا گیا تھا
اور وہیں ۱۶۶۲ء مطابق ۱۰۷۳ھ میں فوت ہوا

چندر گپتا۔ اس نے خاندان نیدا کے تمام پسماندگان
کو قتل کر کے سلطنتِ مگدھ کو جس کا دارالسلطنت
مشہور و معروف شہر پاٹلی پتر تھا فتح کیا اور سیلوکس
نکیٹر کی لڑکی سے شادی کی۔ اشوک اسی کا پوتا
تھا

چندو لال۔ پیدائش ۱۱۸۰ھ راے نرائن داس
کے بیٹے تھے ان کا سلسلہ نسب راجہ
ٹوڈرمل سے ملتا ہے۔ پہلے نواب شمشیر جنگ کی پیشی
میں کام کیا۔ پھر والیِ دکن کے یہاں تعلقۂ موروثی
کے کارپرداز رہے۔ ۱۲۱۲ھ میں راجہ بہادر
اور ۱۲۲۵ھ میں مہاراجہ اور ۱۲۴۵ھ میں
راجۂ راجایاں کے بتدریج خطاب پائے۔ بعہد
نواب ناصر الدولہ ۱۲۴۸ھ میں وزیر اعظم مقرر
ہوئے۔ نہایت فیاض اور علم دوست تھے۔ اپنی
عمر کا زیادہ حصہ ملکی خدمات میں صرف کیا۔ اور
۱۲۶۱ھ میں فوت ہوئے۔ شاعری میں شاداں
تخلص تھا۔ اردو میں شاہ نصیر دہلوی سے
تلمذ تھا۔

چنگیز خاں۔ چینی تاتار کے اُن بلند اور وسیع
میدانوں میں جو منگولیا کہلاتے ہیں۔ چند
خانہ بدوش قومیں رہتی تھیں۔ جو ایک ہی
مورث کی اولاد تھیں۔ نہایت خونخوار
سخت دل اور جنگ جو مشہور تھیں۔ اسی قوم
میں ۱۱۵۴ء مطابق ۵۴۹ھ میں چنگیز خاں پیدا
ہوا۔ تیرہ سال کی عمر میں اپنے باپ کا جانشین
ہوا۔ اُس وقت متفرق طور پر ہر قوم کا جدا
جدا سردار تھا۔ اس کا باپ بھی ایک سردار
تھا۔ اس کو اپنے گروہ سے بہت تکلیف
اُٹھانی پڑی لوگ اس کی جان کے درپے تھے
اور اس کو سردار بنانا نہیں چاہتے تھے۔ لیکن
اس نے کئی سال کی مسلسل کوشش کے
بعد اپنے دشمنوں پر کامل فتح حاصل کی۔ اور
بالآخر تمام متفرق اقوام کو متحد کر کے ۵۹۹ھ
مطابق ۱۲۰۲ء میں ان کا بادشاہ بن گیا۔ اور
خاقان کا لقب اختیار کیا۔ اور قراقرم
دارالسلطنت بنایا اس کے بعد اُس نے جنوب و
مغرب کی طرف رخ کیا۔ ۶۱۶ھ مطابق ۱۲۱۹ء
میں اُس نے کل تاتار اور چین کو اپنا ماتحت
کر لیا۔ خوجند۔ بخارا۔ سمرقند۔ بلخ۔ ارگنج۔ نیسا
نیشاپور۔ ہرات۔ رے۔ اُس نے فتح کیے اور
دنیا کا فاتح مشہور ہوا۔

چورامن۔ یہ ایک بہادر جاٹ تھا جس نے بادشاہ
اورنگ زیب کے دکن کے آخری سفر میں شاہی
خزانہ کو لوٹ کر آگرہ سے ۱۴ کوس کے فاصلے
پر بھرت پور میں ایک مضبوط قلعہ تعمیر کیا تھا۔
اور اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ بھرت پور
کے راجہ اسی کی اولاد میں ہیں۔ کچھ عرصے
کے بعد جب محمد شاہ بادشاہ قطب الملک
سید عبد اللہ خاں میں جنگ چھڑی تو اس
لڑائی میں چورامن بھی کام آیا۔ اور اس کا لڑکا
بدن سنگھ اُس کے مرنے پر نومبر ۱۷۲۰ء مطابق

محرم ۱۲۳۳ھ میں جانشین ہوا۔

چیت سنگھ راجہ۔ بلونت سنگھ پسر منارام بانیِ ریاست بنارس کا جانشین اور لڑکا تھا۔ ۱۷۷۰ء میں باپ کے مرنے کے بعد بنارس کا راجہ ہوا وارن ہیسٹنگس گورنر جنرل ہند نے مزید تاوان ملکی ضرورتوں کے پورا کرنے کی غرض سے منجانب گورنمنٹ آف انڈیا۔ اگست ۱۷۸۱ء میں طلب کیا۔ راجہ کے انکار کرنے پر گورنر جنرل نے اُس کو قید کرلیا۔ اس پر بلوہ ہوا۔ سپاہیوں کی دو کمپنیاں اور افسر مارے گئے لیکن آخرکار راجہ چیت سنگھ کو شکست ہوئی۔ اُس کا قلعہ چھین لیا گیا۔ وہ گدی سے اُتار دیا گیا۔ راجہ مہیب نرائن اُس کا بھتیجا جانشین ہوا چیت سنگھ نے گوالیار میں پناہ لی۔ اور ۲۹ مارچ ۱۸۱۰ء کو وہیں مرگیا۔

چین قلیچ خاں (ملاحظہ ہو نظام الملک آصف جاہ اوّل)

ردیف ح

حاتم (شاہ) شیخ ظہورالدین کا تخلص ہے۔ ولی دکنی کا ہم عصر تھا۔ دہلی میں ۱۶۹۹ء مطابق ۱۱۱۱ھ میں پیدا ہوا۔ سپہ گری پیشہ تھا۔ پیشتر رمز تخلص تھا۔ فارسی شاعری میں صاحب کا پیرو تھا۔ اس کی اردو شاعری کی ابتدا اُس وقت ہوئی جبکہ ۱۷۲۰ء مطابق ۱۱۳۲ھ میں دیوان ولی دکن سے دہلی آیا۔ دہلی میں سب سے پہلے حاتم ہی صاحب دیوان اردو کا شاعر گزرا ہے دو تین دیوان اردو کے اور ایک فارسی دیوان اس سے یادگار ہے۔ آخر زمانے میں اردو کی اصلاح کی طرف خاص توجہ کی تھی۔ یعنی بہت سے غیر مانوس اور غیر فصیح الفاظ ترک کردیے تھے لیکن عام لوگوں نے اس کی پابندی اور تتبع نہ کیا۔ بالآخر تقریباً سو برس کے بعد ناسخ و آتش ذوق و مومن کے وقت میں رفتہ رفتہ اس کے خیال کی تکمیل ہوئی۔ اور اردو موجودہ فصاحت کے زینے پر پہنچ گئی۔ اردو شاعری میں پنتالیس اصحاب کو اِن سے تلمذ حاصل تھا۔ جن میں سب سے زیادہ نامور مرزا رفیع السودا ہیں۔ شاہ حاتم نے تارک الدنیا ہوکر میر بادل شاہ سے بیعت کی تھی۔ چھیانوے سال کی عمر میں ماہ رمضان ۱۲۰۷ھ میں انتقال کیا۔ دہلی میں دہلی دروازہ کے باہر قبر ہے۔ بقول بعض سال وفات ۱۱۹۶ھ مطابق ۱۷۸۱ء ہے

حاتم (میاں) سنبھلی۔ شاگرد و مرید شیخ عزیز اللہ سنبھلی اپنے زمانے کے بے ہمتا۔ عالم و فقیہ اور

متقی تھے۔ کہتے ہیں کہ شرح مفتاح و مطول کو بائے بسم اللہ سے تائے تمت تک چالیس مرتبہ پڑھا تھا۔ ایسا ہی دیگر کتب پر قیاس کرنا چاہیے جب ملا علاء الدین رازی نے حاشیہ عقائد نسفی تصنیف کرکے اس کو دعویٰ کے ساتھ میاں حاتم کے سامنے پیش کیا تو اُنھوں نے اتنی باریکیاں نکالیں کہ ملا کو لاجواب ہونا پڑا۔ ۷۰ سال کی عمر پاکر ۹۶۶ھ یا ۹۶۹ھ ۱۵۶۱ء میں انتقال کیا۔

حاتم اصم۔ کانوں سے معذور تھا۔ اسی وجہ سے الاصم کہلاتا تھا۔ اپنے علم و فضل و زہد کی وجہ سے نہایت مقتدر تھا۔ شقیق بلخی کا شاگرد تھا اور احمد خضرویہ کا اُستاد تھا۔ ۸۵۱ء مطابق ۲۳۷ھ میں متوکل خلیفہ بغداد کے زمانے میں وفات پائی۔ اور اپنے وطن بلخ ملک خراسان میں دفن ہوا۔

حاتم طائی۔ عرب میں قبیلہ بنی طے کا مشہور عربی سردار۔ فیاضی بہادری اور شاعری میں بہت مشہور تھا۔ رسول مقبول صلعم کے زمانے سے کچھ ہی پیشتر گزرا ہی۔ کبھی کسی سائل کو خالی نہ پھیرتا۔ اس نے جوش سخاوت میں اپنے عزیز گھوڑے اور اسلحے کے دینے میں بھی عذر نہ کیا۔ عرب میں موضع انورض میں اس کا مقبرہ ابھی تک ہی۔ "حاتم طائی" فارسی نامی کتاب میں جس کا اردو میں بھی ترجمہ ہوگیا ہی۔ اس کے کارنامے درج ہیں۔ اس کا انگریزی ترجمہ ڈنکن۔ فاربس ایم اے نے کیا ہی۔

حاتم علی بیگ مرزا۔ دملاحظہ ہو مہر

حاجی بیگم۔ ہمایوں کی بی بی تھی دملاحظہ ہو حمیدہ بانو بیگم)۔

حاجی خلفہ۔ ایک مشہور مصنف تھا۔ عموماً مصطفےٰ حاجی خلفہ کہلاتا ہی۔ فضلکہ اس کی تصنیف ہی کشف الظنون۔ تقویم التواریخ رومی بھی اسی کی تصانیف ہیں۔ تقویم التواریخ رومی میں ابتدائے آفرینش سے ۱۶۴۸ء مطابق ۱۰۵۸ھ تک کے مشہور واقعات بالترتیب ایک نقشے کی صورت میں درج ہیں۔ سلطان محمد چہارم شاہ قسطنطنیہ کے زمانے میں ترکی زبان سے عربی میں اس کا ترجمہ ہوا کشف الظنون سوانح مشاہیر کی ایک کتاب ہی جس کا انگریزی اور لاطینی زبانوں میں ترجمہ ہوچکا ہی چیمبرس انسائیکلوپیڈیا میں تاریخ کبیر کا مصنف بھی اسی کو لکھا ہی تاریخ وفات ۱۶۵۷ء مطابق ۱۰۶۷ھ ہی۔

حاجی محمد بیگ خاں۔ مشہور مصنف میر طالبی کا باپ ترکی النسل تھا۔ لیکن اس کی پیدائش عباس آباد (اصفہان)، کی تھی۔ نادر گردی میں فارس سے ہندوستان چلا آیا۔ نواب ابوالمنصور خاں صفدر جنگ کے مصاحبوں میں داخل ہوا۔ صفدر جنگ نے اپنے بھتیجے محمد قلی خاں کو ۱۷۵۰ء مطابق ۱۱۶۳ھ میں اپنا نائب مقرر کیا۔ اور اس کی ماتحتی میں حاجی محمد بیگ کا تقرر ہوا۔ صفدر جنگ کے مرنے پر جب شجاع الدولہ کا زمانہ آیا اُس نے محمد قلی خاں کو قتل کرادیا۔ اس واقعہ کے بعد حاجی محمد بیگ اپنی جان بچاکر صوبہ بنگال کو بھاگ گیا۔ اور وہیں اپریل ۱۷۶۹ء مطابق ذی الحجہ ۱۱۸۲ھ میں بمقام مرشد آباد فوت ہوگیا۔

حاجی محمد خاں (سیستانی)، یہ پہلے بیرم خاں خان خاناں کی ملازمت میں تھا۔ جب خان خاناں علیحدہ ہوا اس کو اکبر نے سہ ہزاری منصب عطا کیا۔ وہ منعم خاں خان خاناں کے ہمراہی میں بنگال کو بھیجا گیا تھا۔ اسی اثنا میں بمقام گوڑ سنہ ۹۸۳ھ مطابق سنہ ۱۵۷۵ء فوت ہوا۔

حاجی محمد جان مشہدی۔ مشہد کا رہنے والا تھا اس کا تخلص قدسی تھا۔ شاہجہاں کے زمانے میں ملک الشعرا ہوا۔ ظفر نامۂ شاہجہانی اسی کی تصنیف سے ہی۔ سنہ ۱۶۴۵ء مطابق سنہ ۱۰۵۵ھ میں فوت ہوا۔

حاجی محمد کشمیری مولانا۔ اس کے مورث اعلیٰ ہمداں سے میر سعید علی ہمدانی کے ساتھ کشمیر آئے۔ حاجی محمد کشمیری کا مولد کشمیر ہی۔ لیکن اس نے نشو و نما دہلی میں پائی۔ اکبر کے زمانے کا ایک نامور شاعر تھا اور جمعرات کے دن ۲۲ ستمبر سنہ ۱۵۹۷ء مطابق ۱۹ صفر سنہ ۱۰۰۶ھ میں فوت ہوا۔

حاذق حکیم۔ حکیم ہمام کا بیٹا ابو الفتح گیلانی کا بھتیجا تھا۔ شاہجہانی عہد میں گزرا ہی۔ مشہور طبیب اور شاعر تھا سنہ ۱۶۵۸ء مطابق سنہ ۱۰۶۸ھ میں فوت ہوا۔

حاذق الملک۔ (ملاحظہ ہو مسیح الملک)

حارث بن ابی ہالہ۔ حضرت بی بی خدیجہ کے پہلے شوہر سے فرزند تھے۔ جب پہلی مرتبہ مسلمانوں کی تعداد چالیس تک پہونچ جانے پر آنحضرت صلعم نے حرم کعبہ میں جاکر توحید کا اعلان کیا تھا تو کفار آں حضرت صلعم پر ٹوٹ پڑے تھے۔ حارث یہ خبر سن کر دوڑے آئے کافروں نے اُن کو شہید کر دیا۔ راہِ اسلام میں یہ پہلی شہادت تھی۔

حافظ آبرو۔ نور الدین بن لطف اللہ اس کا نام ہی "تاریخ حافظ آبرو" کا مصنف ہرات میں پیدا ہوا۔ بچپن ہمدان میں گزرا وہیں تعلیم و تربیت پائی۔ امیر تیمور کے دربار میں بڑا رسوخ حاصل کیا۔ امیر تیمور کی وفات کے بعد شاہ رخ مرزا کے درباری شعرا میں داخل ہوا۔ شاہزادہ بایسنغر اس کی بہت قدر و منزلت کرتا تھا اس نے "زبدۃ التواریخ بایسنغر" جو تمام دنیا کی تاریخ ہی لکھی۔ جس میں عالم کے مختلف مذاہب اور رسوم کا جو سنہ ۱۴۲۵ء مطابق سنہ ۸۲۹ھ تک دنیا میں رائج ہو چکی تھیں حال لکھا گیا ہی۔ اس کتاب کے تصنیف سے پانچ سال کے بعد سنہ ۱۴۳۰ء مطابق سنہ ۸۳۴ھ میں شہر زنجان میں فوت ہوا۔

حافظ آدم۔ شیخ احمد سرہندی کا مرید اور خلیفہ سنہ ۱۸۷۳ء میں سکھوں کے گرو تیغ بہادر کے ساتھ مل کر اس نے اپنی ایک بڑی جماعت بنالی تھی۔ اس کے بعد قرب و جوار کے باشندوں سے خراج وصول کیا۔ شہنشاہ عالمگیر نے سندھ کے پار ہندوستان سے جلا وطن کر دیا۔

حافظ حلوائی۔ شاہ رخ مرزا ابن امیر تیمور کے زمانے میں سنہ ۱۴۳۰ء مطابق سنہ ۸۳۴ھ میں ہرات میں گزرا ہی۔

حافظ خواجہ۔ ان کا نام محمد لقب شمس الدین حافظ تخلص۔ کمال الدین کے بیٹے محمد شمس الدین نام خواجہ حافظ کا خاندان اصفہانی تھا۔ ان کے دادا

نے شیراز میں سکونت اختیار کی تھی۔ یہ بھی شیراز ہی میں ۱۳۲۵ء/۷۲۶ھ میں پیدا ہوئے۔ یہ ایران کے سب سے زیادہ نازک خیال شاعر تھے۔

ان کا ابتدائی زمانہ شیخ حسین حاکم شیراز کے عہد میں گزرا ہے۔ مگر ان کی زندگی میں شیراز کے سات بادشاہ یکے بعد دیگرے حکمراں ہوئے اور جنگ و جدال ہوتی رہی۔ امیر تیمور کے زمانہ میں جب اس نے شاہ منصور کو شکست دی ہے وہ زندہ تھے۔ ایک ہردلعزیز شخص تھے۔ اور سلاطین کے درباروں میں بھی جاتے تھے

خواجہ حافظ کی علمی و ادبی قابلیت اعلیٰ درجے کی تھی۔ حافظ قرآن بھی تھے۔ اور اکثر رمضان کے اوقات میں رموز قرآنی بیان کرتے تھے۔ تفسیر کشاف کا حاشیہ لکھا۔ معقول و منقول کی تطبیق کی۔ ان کے تمام اشعار نزاکت اور لطافت۔ صنائع و بدائع اور حسن ادا کا ایک اعلیٰ نمونہ ہیں۔ سید قاسم انوار نے ان کی وفات کے بعد ان کے کلام کو جمع کیا جو "دیوان حافظ" کے نام سے مشہور ہے۔ حافظ کو لسان الغیب کہا جاتا ہے۔ لوگ ان کے دیوان سے فال نکالتے ہیں۔ ۱۳۹۰ء مطابق ۷۹۲ھ میں انتقال کیا اور بمقام مصلیٰ شیراز میں دفن ہوئے۔ انتقال کی تاریخ کسی نے خوب کہی ہے ؎

چو در خاکِ مصلےٰ یافت مسکن
بجو تاریخش از۔ خاک مصلےٰ
۷۹۲

آپ کے مقبرے کی شاندار عمارت جو بصرف کثیر تیار کرائی گئی ہے۔ اب تک شیراز میں موجود ہے۔ ہر ہفتے میں روز مقررہ پر لوگ جمع ہوتے ہیں۔ رنگیں مزاج رند مشرب۔ خواجہ حافظ کے نام کی چند بوندیں جام ارغوانی سے خاکِ مصلےٰ پر گرا دیتے ہیں اور پھر مست ہو کر ان کے ترانے گاتے ہیں۔ کچھ لوگ کھانے پکاتے اور چاء پیتے ہیں۔

حافظ دراز۔ (پشاوری) اصل نام محمد احسن واعظ ابن حافظ محمد صادق واعظ۔ پیدائش ۱۲۰۲ھ/۱۷۸۷ء فقہ و حدیث و اصول میں یگانۂ روزگار۔ اکثر علوم اپنی والدہ ماجدہ سے تحصیل کیے۔ تمام عمر تدریس و تالیف میں صرف کی۔ بعمر ۶۱ سال تقریباً ۱۲۶۳ھ/۱۸۴۶ء میں وفات پائی۔ ان کی مشہور تصانیف یہ ہیں۔ منہج الباری۔ شرح فارسی صحیح بخاری۔ تفسیر سورۂ یوسف۔ تفسیر والضحیٰ معراج نامہ۔ وفات نامہ۔ حاشیہ شرح قاضی مبارک بر سلّم۔ حواشی تتمہ۔ اخوند۔ یوسف وغیرہ۔

حافظ رحمت خاں۔ (حافظ الملک) ایک روہیلہ سردار تھا۔ ۱۷۵۱ء میں صفدر جنگ نے ایک رسالہ مرہٹوں کا روہیلوں سے خراج شاہی وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ روہیلوں کو شکست ہوئی ۱۷۵۲ء میں روہیلوں نے باہم حکومتِ روہیل کھنڈ کو تقسیم کر لیا۔ بریلی اور پیلی بھیت حافظ رحمت خاں کے حصّے میں ہی مراد آباد اور کچھ حصہ ضلع بدایوں کا دوندے خاں کو ملا۔ حافظ رحمت خاں اپنی قابلیت کی وجہ سے سب میں پیش پیش تھا۔ اُس زمانے میں مرہٹوں کا دور دورہ تھا اور وہ روہیلوں کو شکست دینے پر تلے ہوئے تھے۔ ۱۷۶۱ء میں نواب وزیر اودھ شجاع الدولہ سے حافظ رحمت خاں نے یہ صلحنامہ کیا کہ وہ اُن کو چالیس لاکھ روپیہ سالانہ

بطور خراج ادا کیا کرے گا بشرطیکہ شجاع الدولہ مرہٹوں سے بچانے میں اُس کی مدد کرے۔ اور ۱۷۷۲ء میں جب مرہٹوں کا اور زیادہ زور ہوا۔ اور وہ مراد آباد، سنبھل اور گنور کو تباہ و برباد کر چکے تو حافظ رحمت خاں نے چالیس لاکھ روپیہ شجاع الدولہ کو اِس شرط پر ادا کرنا منظور کیا کہ وہ مرہٹوں کو اُس کے ملک سے خارج کر دے اس روپیے کا تمسک لکھوا دیا گیا کہ مرہٹوں کو روپیہ دیکر روہیل کھنڈ کو اُن کی تاخت و تاراج سے بچایا جا وے۔ لیکن مرہٹوں کو شجاع الدولہ اُن کے ارادوں سے باز نہ رکھ سکا۔ اور مرہٹوں نے شجاع الدولہ کے ملک پر حملہ کرنے کے لیے حافظ رحمت خاں سے راستہ طلب کیا۔ درصورت راستہ نہ دینے کے خود اُس کے ملک کو تباہ کرنے کا اعلان کیا۔ حافظ رحمت خاں نے مسلمان نواب کے مقابل میں مرہٹوں کا ساتھ دینا منظور نہیں کیا اور مرہٹوں کا مقابلہ کیا اُن کو شکست دی۔ بعدہٗ حافظ رحمت خاں نے شجاع الدولہ سے واپسی تمسک کا مطالبہ کیا۔ کیونکہ اس تمسک کی ادائگی اس پر مشروط تھی کہ نواب مرہٹوں کو روہیل کھنڈ کی تاخت و تاراج سے باز رکھے گا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ آخر مجبوری حافظ رحمت خاں نے کچھ روپیہ دیکر مرہٹوں سے صلح کر لی۔ تب نواب شجاع الدولہ کے کان کھڑے ہوئے اور اس نے روہیلوں کو زیر کرنے کے لیے انگریزوں سے مدد چاہی۔ انگریزوں نے اس شرط پر کہ نواب چالیس لاکھ روپیہ اُن کو دے۔ اپنی فوج روہیلوں سے لڑنے کے لیے بھیج دی۔ شجاع الدولہ کی بھی بیشمار فوج تھی۔ دونوں فوجیں حافظ رحمت خاں سے مقابلہ کرنے کے لیے میراں پور کٹرے میں خیمہ زن ہوئیں۔ ۱۱ر صفر ۱۱۸۸ھ مطابق ۲۳ر اپریل ۱۷۷۴ء کو فریقین میں سخت جنگ ہوئی دوپہر تک سلسلۂ جنگ جاری رہا۔ دو ہزار روہیلے اور بہت سے سردار کام آئے۔ حافظ رحمت خاں کے بائیں بازو کے قریب گولہ لگا جس سے وہ جان بحق تسلیم ہوا۔ اُس کا ایک بیٹا بھی قتل ہوا۔ دوسرا بیٹا قید ہو گیا۔ تیسرا بیٹا مفرور ہو گیا۔ حافظ رحمت خاں کی روح کا پرواز ہونا تھا کہ میدان جنگ انگریزوں کے ہاتھ رہا۔ حافظ کا سر سلطان افغان نے کاٹ کر شجاع الدولہ کے سامنے پیش کیا۔ نواب شجاع الدولہ نے یہ سر سید شاہ مدن سے شناخت کرایا یہ سید شاہ مدن شجاع الدولہ کے معتمد علیہ تھے۔ اور بطور وکیل کے حافظ رحمت خاں کے پاس آتے جاتے تھے۔ شاہ صاحب نے اُس کو پہچانا اور یہ شعر پڑھا ؎

سر کشتہ بر نیزہ میزد نفس
کہ معراج مرداں ہمیں ست و بس

اس پر نواب خاموش ہو گیا مگر اُن کو بسولی پہنچ کر قید کر دیا۔ حافظ رحمت خاں کی لاش میدان جنگ سے بریلی لائی گئی اور شہر بریلی سے باہر جانب غرب ۱۲ر صفر ۱۱۸۸ھ کو مدفون ہوئی کرنل چیمپئن نے جو اس لڑائی میں انگریزوں کی طرف سے شریک تھا۔ حافظ رحمت خاں کی بہادری و استقلال کی بڑی تعریف لکھی ہے

حالی۔ مولانا الطاف حسین نام حالی تخلص باپ کا نام ایزد بخش۔ سلسلۂ نسب عبداللہ انصاری سے ملتا ہے۔ ۱۸۳۷ء میں قصبۂ پانی پت میں پیدا

ہوئے غالب کے نامور شاگردوں میں تھے۔ انھوں نے اپنی شاعری کی بنیاد جدید مغربی طرز پر قائم کی اور اس طرز کے مسلم الثبوت شاعر ہوئے ۱۹۰۴ء میں سرکار انگریزی کی طرف سے شمس العلما کا خطاب ملا۔ ان کی مشہور تصانیف۔ مسدس حالی الموسوم بہ مدوجزر اسلام۔ یادگار غالب۔ حیات جاوید۔ حیات سعدی۔ دیوان حالی شکوۂ ہند وغیرہ ہیں۔ ان کی نظم جو سب سے زیادہ مقبول ہوئی وہ مسدس موسومہ مدوجزر اسلام ہے۔ جس میں مسلمانوں کے عروج و زوال کا فوٹو دلگداز پیرایہ میں کھینچا گیا ہے۔ ایک کتاب مجالس النساء عورتوں کی تعلیم کے لیے قصّے کے پیرایہ میں ان کی ابتدائی تصانیف میں مشہور ہے۔ ایک کلیات جو قدیم و جدید غزلیات اور قطعات اور رباعیات وغیرہ کا مجموعہ ہے مع ایک بے مثل مقدمے کے جس میں شاعری پر ایک عالمانہ بحث کی ہے ۱۸۹۳ء میں شائع ہوئی تھی۔ ان کی متفرق نظموں کا ایک مجموعہ مجموعۂ نظم حالی کے نام سے چھپ چکا ہے ۳۰ دسمبر ۱۹۱۴ء کو مولانا حالی نے پانی پت میں انتقال کیا وہیں دفن ہیں۔

حالتی۔ قاسم بیگ کا تخلص ہے جو طہران میں پیدا ہوا اور وہیں پرورش پائی۔ اور اس کی زندگی کا زیادہ حصّہ قزوین میں بسر ہوا۔ شاہ طہماسپ صفوی کا ہم عصر تھا اور شاہ اسمٰعیل ثانی کی تخت نشینی کے ۹۸۴ھ مطابق ۱۵۷۶ء میں تاریخ لکھی ہے فارسی میں ایک دیوان یادگار چھوڑا۔

حامد۔ عبد الحامد یحییٰ بھی کہلاتے ہیں۔ مشہور خوشنویس تھے۔ انھوں نے معاویہ ثانی (بنی امیہ) کے زمانے میں عربی رسم خط میں بہت اصلاح کی

۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۱۴ء میں انتقال کیا۔

حامد علی خاں (نواب سید) کرنیل۔ ہزہائی نس عالیجاہ فرزند دلپذیر دولت انگلیشیہ۔ مخلص الدولہ ناصر الملک امیر الامرا۔ مستعد جنگ۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ جی۔ سی۔ وی۔ او۔ فرماں روائے ریاست رامپور۔ آپ کی ولادت بمقام رام پور (صوبۂ متحدہ آگرہ و اودھ) ۱۳ اگست ۱۸۷۵ء کو ہوئی آپ کا سلسلۂ نسب حضرت زید شہید سے ملتا ہے اور آپ زیدی سادات سے ہیں (آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی نواب سید مشتاق علی خاں بہادر تھا۔ جن کی وفات ۲۵ فروری ۱۸۸۹ء کو ہوئی) ۲۷ فروری ۱۸۸۹ء کو آپ کی رسم مسند نشینی ادا ہوئی اس وقت آپ کی عمر ۱۳ سال اور ۲ ماہ کی تھی۔ تا سن بلوغ بحکم گورنمنٹ کونسل آف ریجنسی قائم ہوئی۔ مارچ ۱۸۹۳ء میں سفر یورپ کو تشریف لے گئے۔ اور جنوری ۱۸۹۴ء میں مع الخیر واپس ہوئے۔ آپ کا سفرنامہ یورپ شائع ہو چکا ہے جو مفید معلومات پر مشتمل ہے۔ فروری ۱۸۹۴ء میں آپ کی شادی نواب صاحب جاورہ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ جون ۱۸۹۴ء میں کونسل آف ریجنسی شکست ہوئی اور آپ کو اختیارات کامل عطا ہوئے۔ ملکی اور قومی کاموں کی ترقی و اصلاح میں عموماً اور مسلمانوں کی ترقی و تعلیم میں خصوصاً آپ کو زیادہ انہماک ہے آپ کی دریا دلی اور فیاضی کی جو عملی کاموں میں ظاہر ہوتی رہتی ہے چند مثالیں یہ ہیں۔ سرسید میموریل فنڈ میں پچاس ہزار روپیہ۔ اور سو روپیہ ماہوار ہمیشہ کے لیے مقرر فرمائے۔ ۱۹۰۸ء میں محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کو اپنے

دار الریاست میں مدعو فرما کے مسلمانانِ ہندوستان کی ہمت افزائی فرمائی۔ بریلی کالج کے واسطے اپنی اراضی واقع بریلی کا ایک وسیع قطعہ مرحمت فرمایا ندوۃ العلماء کے واسطے پانچ سو روپیہ سالانہ عنایت فرمائے مسلم یونیورسٹی کے واسطے یکمشت ڈیڑھ لاکھ روپیہ عطا فرمایا۔ بریلی اسلامیہ اسکول کو دس ہزار روپیہ مرحمت فرمائے لیڈی ڈفرن فنڈ کو پچیس ہزار علی گڑھ یونین کلب کو دس ہزار محسن الملک فنڈ میں ۱۵ ہزار۔ نمائش الہ آباد کے چندے میں بیس ہزار روپیہ۔ زنانہ اسکول لکھنؤ کے چندے میں چالیس ہزار روپیہ دئے شیعہ کانفرنس کو پانچ ہزار اور شیعہ کالج کو دو لاکھ روپیہ عطا فرمائے۔ آپ نہایت علم دوست اور مربی و قدردان علم و فن اور فیاض فرمانروا ہیں خاص رامپور میں انگریزی ہائی اسکول کے علاوہ عربی تعلیم کے واسطے مدرسہ عالیہ ایک مشہور مدرسہ ہے جس میں ہر سال بہت سے طلبا فارغ ہوکر سندیں حاصل کرتے ہیں۔ آپ عربی و فارسی کے علاوہ انگریزی زبان کے ایک زبردست مقرر ہونے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ کے کتبخانہ میں اس وقت (۲۱۰۹۲) کتابیں ہیں جن میں سے (۸۵۰۰) قلمی کتب ہیں۔ ان میں اکثر ایسی نادر و نایاب ہیں کہ اُن کا دوسرا نسخہ ہندوستان میں دستیاب نہیں ہو سکتا۔ اس کتب خانہ کی ایک مفصل اور مشرح فہرست موجود ہے۔ جس میں ہر کتاب کی تاریخ درج ہے۔ یہ فہرست حافظ احمد علی خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ کتب خانہ کی محنت اور عرق ریزی کا نتیجہ ہے۔

حامد علی مرزا۔ شاہزادہ مرزا حامد علی خاں۔ پسر واجد علی شاہ آخری بادشاہ اودھ ۱۸۵۸ء میں اپنی دادی کے ساتھ حصول ریاست کی کوشش میں انگلستان گیا۔ (ملاحظہ ہو جواد علی)

حبیب الرحمن خاں (مولوی) شروانی والد کا نام محمد تقی خاں۔ بھیکم پور ضلع علیگڑھ کے رہنے والے ہیں۔ آپ کے مورث اعلیٰ عمر خاں شروانی تھے۔ جن کا ذکر سکندر لودی کے بیان میں صاحب تاریخ فرشتہ نے کیا ہے۔ اسی نسبت سے یہ خاندان شروانی مشہور ہے آپ کے بزرگ اکبری اور شاہجہانی عہد میں دہلی سے ترک سکونت کرکے یہاں آباد ہوئے تھے۔ پیدائش ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۶ء مولانا مفتی لطف اللہ صاحب علی گڑھی اور مولوی عبدالغنی خاں صاحب عنی مؤ فرخ آبادی سے علوم عربیہ حاصل کیے۔ اور شیخ حسین صاحب عرب محدث بھوپال سے حدیث میں سند حاصل کی انگریزی تعلیم بھی انٹرنس تک پائی ہے حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مرادآبادی سے بیعت ہیں۔ منشی امیر احمد صاحب لکھنوی مینائی سے شاعری میں تلمذ حاصل ہے۔ حسرت تخلص ہے۔ اردو فارسی میں شعر فرماتے ہیں۔ ندوۃ العلماء کے رکن ہیں۔ علی گڑھ کالج کے ٹرسٹی ہیں آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے آنریری سکریٹری ہیں۔ ایک علمی رسالہ کانفرنس گزٹ آپ کی ایڈیٹری میں علیگڑھ سے نکلتا ہے۔ مدتوں رسالہ الندوہ کے بھی ایڈیٹر رہے ہیں" علمائے سلف " جس میں علمائے قدیم کی علمی۔ مذہبی۔ اخلاقی۔ معاشرتی۔ اور دنیاوی زندگی کا حال بیان کیا گیا ہے۔ آپ

کی مشہور اور مقبول تصنیف ہی۔ آپ کی ایک تصنیف "نابینا علما" کے نام سے شائع ہوئی ہی جس میں یہ دکھلایا گیا ہی کہ مسلمانوں میں اندھوں کی تعلیم کا کیا طریقہ تھا۔ سیرۃ الصدیق۔ ذکر جمیل ذکر حبیب۔ آپ کی تصنیف سے ہیں۔ آپ کا ایک شاندار کتب خانہ بھی جس میں عربی فارسی اُردو کی بالخصوص فارسی کی نایاب قلمی کتابیں جمع کی گئی ہیں حبیب گنج میں جو بھیکم پور ضلع علیگڑھ کے قریب آپ کے والد مرحوم کے نام سے آباد کیا گیا ہی موجود ہی جس سے آپ کے علم دوست ہونے کا ثبوت ہوتا ہی۔ جون ۱۹۱۸ء سے آپ صدر الصدور امور مذہبی کی خدمت پر ریاست حیدر آباد میں مامور ہیں۔ ابتدا میں چند سال جامع عثمانیہ کے وائس چانسلر رہے۔ عربی زبان کے سب سے بڑی دار الاشاعت (دائرۃ المعارف) کے ناظم اعلیٰ مجلس اشاعت علوم و فنون کے رئیس اکبر اور کل رقبۂ حکومت دکن کے شیخ الاسلام ہیں رجب سنہ [illegible]ھ مطابق سنہ [illegible]ء میں اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ نے آپ کو نواب صدر یار جنگ بہادر کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔

حبیب اللہ۔ بحر المنطق جو عربی زبان میں منطق کی مشہور کتاب ہی انھیں کی تصنیف سے ہی

حبیب اللہ (شیخ) قنوجی۔ علوم درسیہ کے عالم۔ مولوی علی اصغر قنوجی کے ہم عصر۔ اور شاہ عبد الجلیل الہ آبادی کے مرید تھے تمام عمر ہدایت و ارشاد میں مشغول رہے سنہ [illegible]ھ میں بمقام قنوج وفات پائی۔ اور اپنے باغ میں دفن ہوئے۔ آپ کی تصانیف لطیف جواہر خمسہ۔ تذکرۃ الاولیا۔ روضۃ النبی۔ اور انیس العارفین۔ الفاصل۔ فی الفقہ مشہور ہیں۔

حبیب اللہ خاں (امیر کابل) ۱۸۷۲ء میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۹۰۱ء میں تخت نشین ہوئے ان کے زمانے میں افغانستان میں بہت کچھ حربی ترقی ہوئی۔ فوج کی تعداد پانچ لاکھ ہو گئی اور تمام اسلحہ جو پیشتر دیگر ممالک سے خریدے جاتے تھے وہیں تیار کیے جانے لگے۔ سلطنت ہند سے متحد رہنے کے معاوضے میں سرکار برطانیہ نے اٹھارہ لاکھ روپیہ سالانہ دینا منظور کیا اور ۱۹۰۵ء میں قدیم عہد نامے کی تجدید کے ساتھ ہز ہائی نس کے بجائے ہز مجسٹی کا لقب تسلیم کیا گیا۔ جنوری ۱۹۰۷ء میں اُنھوں نے ہندوستان کا دورہ کیا۔ اور آگرہ۔ دہلی کلکتہ۔ بمبئی اور علیگڑھ وغیرہ میں خیر مقدم ہوا دار السلطنت کابل میں حبیبیہ کالج کی بنیاد ڈالی جس میں موجودہ طرز تعلیم رائج ہی اور جدید علوم وغیرہ سکھائے جاتے ہیں۔ ۲۰ فروری ۱۹۱۹ء کو ایک قاتل کے ہاتھ سے بمقام نعمان شہید ہوئے۔ یورپ کی مہیب جنگ ۱۹۱۴ء میں سرکار برطانیہ کا نہایت وفاداری کے ساتھ ساتھ دیا۔ امیر امان اللہ خاں ان کے فرزند جانشین ہوئے۔

حبیب اللہ شاہ۔ شاہ نعمت اللہ ولی کے اولاد میں تھے۔ دکن کے بہمنی بادشاہوں کے یہاں بڑا اقتدار پایا تھا۔ سلطان ہمایوں ثانی بہمنی کے زمانے میں بھی موجود تھا یہ بادشاہ بہمنی خاندان میں بڑا ظالم گزرا ہی [illegible] نے ان کو جون [illegible]ء مطابق شعبان [illegible]ھ میں

قتل کرا دیا۔

حبیب عجمی خواجہ۔ خواجہ حسنؒ بصری کے خلیفہ اور مرید مشہور بزرگ تھے۔ عجم کے رہنے والے تھے ۳ر رمضان سنہ ۱۲۰ھ مطابق ۲۸ر اگست سنہ ۷۳۸ء کو وفات پائی۔

حجاج بن یوسف الثقفی۔ بنی ثقیف میں سے ایک عرب سپہ سالار تھا۔ خلیفہ عبد الملک (بنی امیہ) نے اس کو حجاز اور عراق عرب کا حاکم بنا دیا تھا اور اس کے ماتحت عبد اللہ بن زبیر کے خلاف فوج روانہ کی تھی اس نے مدینے پر حملہ کرکے۔ سخت خونریزی کی اور بعد ازاں مکے پر بڑھ کر محاصرہ کر لیا۔ اور ہر طرف سے پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ سنہ ۷۳ھ مطابق سنہ ۶۹۲ء میں عبد اللہ بن زبیر شہید ہوئے۔ حجاج بڑا ظالم اور سفاک تھا۔ اس نے حجاز کی متبرک سرزمین پر جو مظالم توڑے ہیں وہ نہایت ہی سنگین اور بیشمار ہیں۔ اس نے مختلف جنگوں میں ایک لاکھ ۵۰ ہزار مسلمانوں کا خون کیا تھا۔ اور اس کے مرنے کے بعد پچاس ہزار مسلمان اس کی حراست میں پائے گئے۔ خلیفہ ولید اول کے زمانے میں سنہ ۹۵ھ مطابق سنہ ۷۱۴ء میں ۵۴ برس کی عمر میں ہلاک ہو گیا۔

حجت (ملاحظہ ہو ناصر خسرو)

حجر۔ ایک بڑے زاہد متقی پابند شرع شریف۔ خدا رسیدہ۔ بزرگ موالیانِ اہل بیت میں سے تھے۔ امیر معاویہ کے عہد میں انھوں نے زیاد حاکم کوفہ سے دو بدو گفتگو کرتے ہوئے۔ حقارت کے لہجہ میں نہایت دلیری سے کہا تھا کہ خلافت سوائے اولادِ علی کے اور کسی کا حق نہیں۔ اس پر امیر معاویہؓ کے حکم سے سنہ ۶۷۱ء میں شہید کر دیے گئے۔

حریری۔ ابو محمد قاسم بن علی بن عثمان الحریری البصری اس کا پورا نام ہے۔ بصرہ کا رہنے والا تھا۔ اپنے زمانے میں بہترین مورخ گزرا ہے۔ مقامات حریری اِس کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کو نوشیرواں بن خالد وزیر سلطان محمد سلجوقی کے فرمائش سے تصنیف کیا تھا۔ شعرا اور مورخین اس کتاب کو عربی علم ادب میں قرآن مجید کے بعد دوسرے درجے پر سمجھتے ہیں۔ اس کتاب کا تقریباً مغرب و مشرق کی ہر زبان میں ترجمہ ہو گیا ہے۔ حریری نے بمقام بصرہ سنہ ۱۱۲۲ء مطابق سنہ ۵۱۶ھ میں وفات پائی

حزیں مولینا شیخ محمد علی۔ اصفہان کے متمول خاندان سے تھا۔ شیخ ابو طالب گیلانی کا بیٹا تھا۔ شیخ تاج الدین ابراہیم المعروف بہ شیخ زاہد گیلانی جو شیخ صفی الدین اردبیلی کے پیر تھے۔ ان کے مورثوں میں تھے۔ ۱۷ر جنوری سنہ ۱۶۹۲ء مطابق ۲۷ر ربیع الثانی سنہ ۱۱۰۳ھ کو بمقام اصفہان پیدا ہوا۔ باپ کی دولت کو ناعاقبت اندیشی سے برباد کرنے کے بعد فکر معاش میں ایران و افغانستان کی سیر کرتا ہوا ہندوستان آیا۔ جب دہلی پہنچا تو ٹھیک وہ ہی زمانہ تھا جب کہ نادر شاہ دہلی کو لوٹ تباہ کر چکا تھا۔ یعنی سنہ ۱۷۳۹ء مطابق سنہ ۱۱۵۲ھ محمد شاہ بادشاہ دہلی کا عہد تھا۔ عام بدنظمی اور بے اطمینانی پھیلی ہوئی تھی۔ نواب عمدۃ الملک امیر خاں کی وساطت سے بادشاہ کے حضور میں رسائی ہو گئی۔ دہلی میں

چودہ سال قیام کے بعد بنارس پہنچا۔ اور آخر وقت تک وہیں رہا۔ جیسا کہ اس کے مشہور شعر سے ظاہر ہوتا ہے ؎

از بنارس نروم معبد عام ست اینجا
ہر برہمن بچہ لچھمن و رام ست اینجا

نظم و نثر فارسی میں کثیر التصانیف تھا۔ کئی دیوان اور مثنویاں اور اپنی سوانح عمری لکھی جو کلیات حزیں کے نام سے موجود ہے اس کا لکھا ہوا ایک فارسی تذکرۂ شعرا بھی ہے۔ حزیں کی سوانح عمری کا انگریزی ترجمہ سنہ ۱۸۳۰ء میں مسٹر ایف سی بیلفور نے کیا تھا۔ سنہ ۱۷۶۶ء اور بقول بعض ۱۷۷۹ء مطابق سنہ ۱۱۸۰ھ میں بنارس میں انتقال کیا اور وہیں اپنے بنلائے ہوئے مقبرہ میں دفن ہوئے۔

حسرت۔ فضل الحسن کا تخلص ہے والد کا نام اظہر حسن ہے موہان ضلع اناؤ کے رہنے والے علی گڑھ کالج سے سنہ ۱۹۰۳ء میں بی۔ اے پاس کیا۔ ابتدا سے شعر شاعری کا شوق تھا۔ منشی امیر اللہ صاحب تسلیم لکھنوی سے تلمذ اختیار کیا۔ کالج چھوڑنے کے بعد رسالہ اردوئے معلیٰ جاری کیا جس نے اردو لٹریچر کی بہت خدمت کی لیکن کچھ دنوں کے بعد اس رسالے کی ادبی حیثیت پر ایڈیٹر کے سیاسی خیالات کا رنگ غالب آگیا اور وہ بجائے ایک ادبی رسالے کے سیاسی رسالہ ہوگیا سنہ ۱۹۰۸ء میں مولانا حسرت کو رسالے کے ایک مضمون کی وجہ سے قید کی سزا ہوئی۔ قید میں بھی برابر سلسلۂ شاعری جاری رہا۔ قید سے واپس آکر اردوئے معلیٰ پھر جاری کیا۔ جس میں مشاہدات زنداں کے نام سے جیل خانے کے حالات نثر میں لکھے اور ایام قید کی مصنفہ غزلیں بھی وقتاً فوقتاً اس میں شائع ہوتی رہیں سیاسی معاملات میں کانگریس کے حامی اور مسٹر تلک کے مقلد رہے موجودہ جنگ عظیم کے شروع ہونے کے بعد سنہ ۱۹۱۶ء میں پھر نظر بندی کا حکم ہوا جس کے جواز پر انھوں نے اعتراض کیا اور عدم تعمیل حکم میں قید محض کی سزا دی گئی۔ جون سنہ ۱۹۱۸ء میں قید سے رہا ہوئے۔ تقریباً پچاس سال کی عمر ہے۔ کئی دیوان اردو میں شائع ہو چکے ہیں۔ اردو دیوان غالب کی شرح لکھی اور بعض اساتذہ سابق و حال کے غیر مطبوعہ کلام کا انتخاب ماہانہ رسالے کے ساتھ شائع کیا۔ تجارت پارچہ وغیرہ ذریعۂ معاش ہے کانپور میں قیام ہے۔

حسرت۔ پٹنے کے میر محمد حیات کا تخلص ہے۔ اس کا خطاب ہیبت قلی خاں تھا۔ پورنیہ (بنگال) میں کچھ عرصے تک نواب شوکت جنگ کا ملازم رہا اور بعد کو مرشد آباد کے نواب سراج الدولہ کا ملازم ہوا۔ سنہ ۱۷۸۰ء مطابق سنہ ۱۱۹۴ھ سال وفات ہے اردو و ہزار اشعار کا دیوان چھوڑا۔

حسرت۔ مرزا جعفر علی کا تخلص ہے۔ اٹھارہویں صدی کے اواخر کا اردو شاعر تھا۔ نواب محبت خاں لکھنوی کا اُستاد تھا۔

حسرت (ملاحظہ ہو حبیب الرحمٰن خاں مولوی)

حسرتی۔ (ملاحظہ ہو شیفتہ)

حسنؑ (امام) جناب سیدہؑ و مولا علیؑ کے فرزند اکبر۔ کنیت ابو محمد اسم مبارک شبر و حسن ہے ۱۵ رمضان المبارک سنہ ۳ھ مطابق یکم مارچ سنہ ۶۲۵ء کو مدینۂ منورہ میں پیدا ہوئے۔

سر سے سینے تک اپنے نانا حضرت رسول اللہ صلعم سے مشابہ تھے۔ زہد و سخاوت میں وہ ضرب المثل تھے۔ دو مرتبہ تمام مال و اسباب اور تین مرتبہ نصف نصف مال راہ خدا میں خیرات کر دیا۔ دوازدہ امام میں سے امام دوم ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعد دس روز کم چھ ماہ تک خلیفہ رہے۔ آپ کی خلافت کا عہد خلافت راشدہ کی تیس سال کی مدت کا پورا کرنے والا تھا۔ خلیفہ ہوجانے پر دار الخلافہ کوفہ میں چالیس ہزار آدمیوں سے زیادہ نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ آپ کے خاتم کا نقش "العزۃ للہ" تھا۔ شوال ۴۱ھ میں ملک و سلطنت معاویہ ابن ابو سفیان کو جنھوں نے فوج کثیر کے ساتھ عراق پر حملہ کیا تھا اس شرط پر سپرد کر دیا کہ تا حین حیات معاویہ خلیفہ رہیں ان کے بعد حضرت امام حسینؓ خلیفہ بنائے جائیں۔ خلافت چھوڑ کر مدینہ طیبہ میں یاد خدا میں بقیہ زندگی بسر کی۔ امیر معاویہؓ بطور نذر کے ہر سال ایک کثیر رقم بھیجا کرتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ جعدہ بنت اشعث نے جو آپ کی ایک زوجہ تھی یزید بن معاویہؓ کے اغوا سے بطمع دنیاوی زہر دیا۔ یزید نے اس صلے میں اس کو اپنی بی بی بنانے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن بجائے اس وعدے پورا کرنے کے صرف زر کثیر دیکر قاتلہ کو خوش کر دیا۔ زہر دینے کے واقعہ سے چالیس روز بعد ۵ ربیع الاول ۴۹ھ مطابق ۶۶۹ء کو درجہ شہادت حاصل کیا۔ اڑتالیس برس پانچ مہینے بیس یوم کی عمر ہوئی۔ مزار شریف جنت البقیع واقع مدینہ منورہ میں ہے۔

حسن (مولانا) صغانی۔ لاہوری۔ ان کے بزرگ صغان (چغان) سے آکر لاہور میں مقیم ہوئے تھے۔ پیدائش ۱۰ صفر ۵۷۷ھ بمقام لاہور ہوئی۔ اپنے والد یا جد سے تحصیل علوم کی ۶۱۵ھ میں بغداد جا کر مقیم ہوئے۔ اور وہیں ۶۵۰ھ میں وفات پائی اپنی وصیت کے موافق مکہ معظمہ میں دفن ہوئے۔ کتاب العروض مشارق الانوار۔ مع بلاغ الدجی وغیرہ کے سوا۔ کتاب الفرائض و کتاب "العبادت" (نامکمل) آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔

حسن (میر) میر غلام حسن نام حسن تخلص میر غلام حسین ضاحک کا بیٹا اور میر ضیاء الدین ضیا کا شاگرد تھا۔ مثنوی سحر البیان جو مثنوی میر حسن کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی اردو کی قابل قدر تصنیف ہے۔ یہ مثنوی ۱۷۸۵ء مطابق ۱۱۹۹ھ میں نواب آصف الدولہ کے نام پر معنون کی گئی اس کے مورث ہرات کے باشندے تھے۔ مگر حسن دہلی میں پیدا ہوا۔ عالم شباب میں فیض آباد آیا۔ پھر لکھنؤ میں مقیم ہوا۔ جہاں نواب صفدر جنگ اور ان کے بیٹے نواب مرزا نوازش علی خاں ان کی عزت اور مدد کرتے رہے۔ ہزار بیت کا ایک دیوان اور اردو شعرا کا تذکرہ بھی اس کی تصنیف ہے۔ ۱۷۸۶ء مطابق ۱۲۰۱ھ میں انتقال کیا۔

حسنؓ ابدال - بابا حسن ابدال بھی کہلاتے ہیں۔ ایک مشہور بزرگ اور خراسان کے شہر سبزوار کے سید تھے۔ یہ مرزا شاہ رخ بن امیر تیمور کے ہمراہ ہندوستان آئے اور قندھار میں

وفات پائی وہیں ان کا مزار ہے۔

حسن بزرگ۔ شیخ حسن یا امیر حسن الغا آئی کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ امیر الغا آن جلائر کا لڑکا تھا جو سلطان ارغون خان بادشاہ فارس کی نسل سے تھا۔ امیر چوبان کی لڑکی بغداد خاتون سے اس کی شادی ہوئی تھی۔ ابوسعید بادشاہ فارس کے فوت ہونے پر اس نے اس کی بیوہ دل شاد خاتون سے شادی کر لی اور اسی طرح سے بغداد کی حکومت کے حاصل کرنے کا اس کو موقع مل گیا۔ حکومت بغداد پر اقتدار حاصل کرنے کی خواہش نے اسے زندگی بھر چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ قبل اس کے کہ اس کو بغداد پر تسلط کامل حاصل ہو اور اس کی دیرینہ آرزو بر آئے۔ جولائی ۱۳۵۶ء مطابق رجب ۷۵۷ھ میں فوت ہو گیا۔ لیکن اس نے تاج و تخت کے حصول کے لیے جن کوششوں میں اپنی عمر تمام کر دی تھی۔ اس کی وہ مساعی بلیغہ اس کی خوش قسمت بیٹے اویس جلائر کے عہد میں بار آور ہوئیں جس نے نہ صرف حکومت بغداد پر قناعت کی بلکہ اپنے زمانے میں آذربائجان اور ملک خراسان پر بھی فوج کشی کی اور کم و بیش اٹھارہ سال کی حکومت کے بعد۔ اکتوبر ۱۳۷۴ء مطابق ۷۷۶ھ میں فوت ہو گیا۔

حسن بصری خواجہ۔ موسیٰ راعی ابن خواجہ اویس قرنی کے بیٹے تھے۔ آپ کی والدہ کا نام خیرہ تھا جو خادمہ خاص ام المومنین حضرت ام سلمہ کی مدینہ منورہ میں بعد خلافت حضرت عمر فاروق ۲۱ھ مطابق ۶۴۲ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نہایت خوش رو اور خوبصورت تھے۔ حضرت عمر نے ان کے حسن کی وجہ سے حسن نام رکھا۔ اپنے وطن (بصرہ) کی نسبت سے حسن بصری مشہور ہوئے جواہرات کی تجارت کرتے تھے۔ اس وجہ سے حسن جوہری بھی کہلاتے ہیں۔ آخر میں آپ نے اس کو ترک کر کے عزلت گزینی اختیار کر لی۔ آپ بہت بڑے صاحب کرامات مستجاب الدعوات امام الوقت علوم ظاہری و باطنی کے جید عالم اور واعظ تھے۔ آپ کے بیان میں نہایت درد اور ذوق پایا جاتا تھا۔ نواسی سال کی عمر میں ۵ رجب ۱۱۰ھ مطابق اکتوبر ۷۲۸ء میں وفات پائی۔ مزار آپ کا بصرہ میں آبادی شہر سے تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔

حسن بن سہیل۔ سہیل کے بیٹے تھے۔ خلیفہ مامون رشید کے وزیر تھے۔ حسن کی ایک لڑکی توران دخت نامی نہایت حسین قابل تعلیم یافتہ تھی۔ خلیفہ نے اس کے ساتھ اپنی شادی کر لی۔ توران کو خلیفہ کے مزاج میں اس قدر دخل ہو گیا تھا کہ اس نے بہت سے مدرسے شفاخانے عورتوں کے واسطے تعمیر کرائے۔ بعض مورخ کہتے ہیں کہ جاویدان خرد کا جو ایک فارسی کتاب ہے۔ عربی ترجمہ اسی نے کیا تھا۔

حسن بن محمد خاکی (شیرازی) اکبر کے زمانے میں ہندوستان آیا۔ سلطنت میں مختلف عہدوں پر مامور رہا۔ منتخب التواریخ اس کی تصنیف ہے۔ یہ تاریخ ملا عبد القادر بدایونی کی منتخب التواریخ سے علیحدہ ہے۔ اکبر کی ختم حکومت سے پہلے اس نے ۱۰۱۰ھ میں

جس سال وہ پٹنے کا دیوان مقرر ہوا تھا۔ اس کتاب کی تصنیف شروع کی تھی۔

حسن بن محمد شریف۔ "انیس العشاق" اس کی تصنیف ہے۔ اس میں شعرا کے تمام اصطلاحات واستعارات کی شرح لکھی گئی ہے اور کہیں کہیں سند کے طور پر مثالیں بھی دی گئی ہیں۔

حسن بیگ خانی بدخشی۔ دو ہزار او پانصدی کے منصب داروں میں داخل تھا۔ اکبری عہد کے آخری دور میں کابل کا حاکم ہوا اور پنجاب میں قلعہ رہتاس جاگیر میں ملا تھا۔ دوسروں کو مجرم بنانے کی بیکار کوشش کی سزا میں اس کو ایک گائے کی کھال پہنا کر گدھے کے پیر سے باندھ کر تمام شہر میں گھسٹوایا گیا جس سے چند گھنٹوں میں دم گھٹ کر اس کا کام تمام ہوگیا۔

حسن جلایر سلطان۔ امیر حسن بزرگ کا پوتا تھا اپنے والد سلطان اویس جلایر کی جگہ اکتوبر ۱۳۷۴ء مطابق ۷۷۶ھ میں بغداد کا بادشاہ ہوا اور اپنے بھائی سلطان احمد کے مقابلے میں ۱۳۸۲ء مطابق ۷۸۴ھ میں لڑائی میں کام آیا۔

حسن خان شاملو۔ شاہ عباس صفوی دوم اور اس کے بیٹے شاہ سلیمان کے زمانے میں ہرات کا حاکم تھا۔ ۱۶۶۹ء مطابق ۱۰۸۰ھ میں فوت ہوا۔ صاحب دیوان ہے۔

حسن خواجہ (ملاحظہ ہو حسن سنجری)

حسن خواجہ۔ بن خواجہ ابراہیم ایک برگزیدہ درویش تھے۔ شاعر بھی تھے۔ ان کی تصنیف سے ایک دیوان ہے جس کے ہر غزل کے آخر میں انھوں نے اپنے معشوق کا نام لکھا ہے۔

حسن سلیمی (ملاحظہ ہو سلیمی)

حسن سنجری (والد کا نام علائے سنجری تھا۔ حضرت امیر خسرو کے ہمعصر تھے جن کا سعدی ہندی لقب ہے۔ ۵۰ سال کی عمر میں حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کے مرید ہوگئے دہلی سے دکن جاکر سلسلۂ رشد وارشاد جاری کیا اور وہیں بقول مصنف "تذکرہ مراۃ الخیال" ۱۳۳۶ء مطابق ۷۳۷ھ میں وفات ہوئی۔ خلد آباد میں مدفن ہے۔ حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کے ملفوظات آپ نے جمع کیے ہیں "جو فوائد الفواد" کے نام سے مشہور ہیں ایک فارسی دیوان بھی چھوڑا۔ شاعر

حسن سید غزنی۔ غزنی کا رہنے والا سلطان بہرام غزنی کے زمانے میں شاعر گزرا ہے۔ صاحب دیوان تھا۔ سید حسن الحسینی بھی کہلاتا ہے۔ ۱۱۶۹ء مطابق ۵۶۵ھ میں مکۂ معظمہ سے واپس ہوتے ہوئے راستے میں فوت ہوا۔

حسن شیخ۔ شیخ نذر اللہ کا بیٹا تھا۔ صراط استقام اس کی تصنیف ہے۔ ۱۸۳۰ء میں بمقام میرٹھ انتقال ہوا۔

حسن صباح۔ چوتھی صدی ہجری کے شروع میں طوس میں پیدا ہوا تھا۔ خواجہ حسن نظام الملک مشہور وزیر دربار سلجوقی کا ہم مکتب۔ اور دوست تھا۔ اسی کی وساطت سے سلطان الپ ارسلان سلجوقی کے دربار میں یساول (میر نقیب) مقرر ہوگیا تھا۔ لیکن وہ بعدہ خود اپنے محسن نظام الملک کی تخریب کے درپے ہوگیا اور دربار سے نکالا گیا۔ شام میں پہنچکر فرقۂ اسمٰعیلیہ کے پیشوا کی ملازمت میں

داخل ہوگیا اور اُسی فرقے کے عقائد کے بموجب
تعلیم وتلقین کا سلسلہ جاری کردیا۔ اس نے
کوہستان کے شاداب قطعات میں عالیشان
اور خوشنما مکانات تعمیر کرائے۔ جس کو وہ
بہشت بتاتا تھا۔ اس بہشت میں خوبصورت
لڑکوں اور لڑکیوں کو بطور حور وغلمان کے
اُس نے آباد کیا تھا۔ اُس نے عقیدت مند
جو دور دور دراز فاصلے سے اُس کے پاس
آتے اُن کو بھنگ کے نشے میں سرشار کرکے
اُس بہشت کی سیر کراتا۔ اُس کی جماعت یوماً
فیوماً بڑھتی گئی اور جب اُس کے مریدوں کی
تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی تو اُس نے نبوت
کا دعویٰ کیا۔ ایک مضبوط اور ناقابلِ گزر قلعے
پر جو سلاطین دیلم کا بنایا ہوا تھا اُس نے
۴۸۳ھ مطابق ۱۰۹۰ء میں قبضہ کرلیا ملک شاہ
سلجوقی نے جو اُس وقت فارس کا بادشاہ تھا
نظام الملک کو اُس کے مقابلے پر فوج لیکر بھیجا
راستے میں صباح کے ایک مرید نے خنجر
مار کر نظام الملک کو قتل کردیا۔ اُس کے دو
ماہ بعد ملک شاہ کا بھی انتقال ہوگیا اور شاہی
فوج محاصرہ اُٹھا کر واپس ہوگئی۔ حسن بن
صباح ۲۶ جمادی الثانی ۵۱۸ھ مطابق
۱۱۲۴ء کو ۳۵ سالہ نبوت ہلاکت کے
بعد فوت ہوگیا۔ تاریخ میں شیخ الجبل کوہستانی
سکونت کی وجہ سے مشہور ہے اور نبی الہلاکت
بھی کہلاتا ہے۔ کیونکہ اُس نے بنی امیہ۔ اور
بنو عباس کے خلاف بظاہر بنی فاطمیہ کی
ہمدردی میں اپنی یہ مشن قرار دی تھی کہ
جو لوگ اُس کے مرید ہوتے تھے وہ فدائی
کہلاتے تھے اور وہ بھیس بدل کر اپنے مخالفین
کو کسی نہ کسی طرح مار ڈالتے تھے وہ اپنا کام
ایک کونسل کے سپرد کرگیا تھا جس کا حاکم
اعلیٰ کیا قرار دیا یا اُس نے بھی اُس مشن کو
جاری رکھا۔

حسن عسکری۔ آپ خلف اکبر حضرت سید
امام علی نقی کے ہیں اور دوازدہ امام میں سے
گیارہویں امام ہیں۔ اپنے والد کے بعد
مسند امامت پر بیٹھے۔ بمقام مدینہ دس
ربیع الاول ۲۳۲ھ مطابق ۸۴۶ء میں پیدا
ہوئے مدت امامت تقریب ۶ سال بمقام
سرمن رائے (متصل بغداد) آپ کو بایمائے
حاکم بغداد زہر دیا گیا۔ جس سے ۸ ربیع الاول
بروز جمعہ ۲۶۰ھ میں شہید ہوئے۔ اپنے
والد کے مقبرے کے پاس بمقام سرمن رائے
متصل بغداد مدفون ہیں۔

حسن علی۔ میسور کے سلطان ٹیپو کے عہد میں
ملک الشعرا تھا۔ بھوگبل یا کوک شاستر
بزبان فارسی اس کی تصنیف ہے۔ اس کتاب
میں عورتوں کے متعلق عجیب وغریب معلومات
مرقوم ہیں اس کو سنسکرت سے ترجمہ کیا گیا
ہے۔ اس کتاب کا دوسرا ترجمہ فارسی نثر
میں لذت النسا ہے جو ضیاء الدین بخشی کا
کیا ہے

حسن کاشی مولانا۔ کاشان کا رہنے والا
فارسی کا شاعر تھا۔ بہت سی غزلیں اور
قصیدے اس کے مشہور ہیں۔ ہفت بند
کاشی اس کی تصنیف سے ہے۔ تاریخ وفات
معلوم نہیں ہوئی صرف اس قدر پتا چلتا ہے

کہ یہ شاعر آٹھویں صدی ہجری میں گزرا ہی۔

حسن کوچک شیخ۔ امیر چوبان کا پوتا تھا۔ ابو سعید شاہ فارس کی وفات کے بعد ۷۳۵ھ ۱۳۳۵ء میں شورش اور بدامنی ہوئی۔ حسن کوچک کو اسی زمانے میں عروج ہوا امیر حسن بزرگ سے کئی بار لڑا۔ اتفاق سے دسمبر ۱۳۴۳ء م رجب ۷۴۴ھ میں اپنی ایک تیز مزاج زوجہ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

حسن میمندی۔ ناصر الدین سبکتگین کے زمانے میں دیوان تھا۔ ناصر الدین نے اُس کی دراز دستیوں کی اطلاع پا کر اُس کو قتل کروا دیا تھا۔ عوام میں یہ غلط مشہور ہی کہ وہ سلطان محمود غزنوی کا وزیر تھا۔ کیونکہ محمود کی تخت نشینی سے پہلے ہی وہ مر چکا تھا۔ صحیح واقعہ یہ ہی کہ اُس کا بیٹا احمد بن حسن میمندی سلطان محمود غزنوی کا وزیر تھا۔

حُسین۔ مظفر حسین کا تخلص ہی اِن کو شہید بھی کہتے ہیں۔ ریاض السالکین اِن کی تصنیف ہی۔

حسین الدین حسین بن علی۔ برہان الدین علی کا شاگرد تھا۔ شرح ہدایہ الموسوم بہ "نہایہ" اس کی تصنیف ہی

حسین بن حسن الحسینی۔ غور کا رہنے والا تھا کنز الرموز۔ سی نامہ۔ نزہت الارواح زاد المسافرین۔ طرب المجالس۔ روح الارواح صراط المستقیم اور دیوان عربی و فارسی اس کی تصنیف ہیں۔ بقول جامی ۱۳۱۸ء مطابق ۷۱۸ھ میں انتقال کیا اور ہرات میں دفن ہوا۔ مصنف تاریخ فرشتہ لکھتا ہی کہ اس کا نام امیر حسینی سادات تھا۔ اور یہ اپنے والد سید نجم الدین کے ساتھ بہ تقریب تجارت ہندوستان آیا۔ ملتان کے شیخ بہاء الدین ذکریا کا مرید ہوا۔ اور ہرات میں یکم دسمبر ۱۳۱۸ء مطابق ۶ شوال ۷۱۸ھ کو انتقال ہوا

حسینؑ بن علیؓ۔ اسم مبارک آپ کا شبیر و حسین کنیت ابو عبد اللہ لقب سید الشہدا ہی حضرت رسول مقبول صلعم کے نواسے۔ حضرت مولا علیؓ کے فرزند اصغر ہیں۔ ولادت شریف مدینہ منورہ میں ۳ یا ۵ شعبان ۴ھ مطابق جنوری ۶۲۶ء روز سہ شنبہ کو ہوئی۔ آپ ناف سے تا بہ قدم حضور سرور عالم صلعم کے مشابہ تھے۔ دوازدہ امام میں سے تیسرے امام ہیں۔ امیر معاویہ کے بعد جب یزید بن معاویہ تخت نشین ہوا اُس نے ولید بن عقبہ حاکم مدینہ کے پاس ایک تحریر بھیج کر آپ سے اپنی بیعت چاہی۔ آپ نے انکار کر دیا۔

اس سے قبل یزید کو ولی عہد مقرر کر کے ۵۶ھ مطابق ۶۷۶ء میں امیر معاویہ نے خود مدینے ملے پہنچ کر یزید کے حق میں بیعت لینا چاہی تھی۔ لیکن اُس وقت بھی آپ نے اور نہ صرف آپ نے بلکہ عبد اللہؓ بن عمرؓ اور عبد الرحمنؓ بن ابوبکرؓ اور عبد اللہؓ بن زبیرؓ نے بھی ایک بے دین اور فاسق کے ہاتھ پر بیعت کرنی پسند نہیں کی ۶۰ھ میں آپ مع عیال و اطفال مکے میں مدینہ سے تشریف لے آئے تھے۔

یہاں پہنچ کر آپ کو اہل کوفہ کی طرف سے متعدد درخواستیں پہنچیں کہ آپ یہاں تشریف لا کر ہمیں یزید کے مظالم سے بچا لیجئے۔ اور اپنی بیعت سے مشرف کیجئے۔ آپ کوفیوں کی درخواست پر وہاں جانے کے لیے مستعد

ہو گئے آپ کے تمام دوستوں نے یہ کہہ کر روکنا چاہا کہ اہلِ کوفہ اور تمام اہلِ عراق تلون مزاج اور بے وفائی میں مشہور ہیں۔ اُن کے وعدوں کا اعتبار نہیں مگر اہلِ عراق کے حلفی وعدوں پر اعتبار کرکے نیک دل اور خدا ترس امام اہل و عیال و جان نثار اور تابعین کے ساتھ کوفے کو روانہ ہو گئے۔ یہ فدائی تعداد میں کل بہتّر تھے جس میں ۳۲ سوار اور ۴۰ پیدل تھے۔ جب آپ عراق کی حد میں پہنچے تو کوفیوں کی مدد کا نشان نہ پاکر آپ کو اُن کی وفاداری پر شبہ ہوا۔ اور راستے میں کربلا میں خیمہ زن ہو گئے۔ عبیداللہ بن زیاد جو تاریخ میں قصاب کے لقب سے مشہور ہے اُس نے عمرو کے ماتحت آپ کے مقابلے کو ایک فوج روانہ کی جس نے آپ کے خیمے کو گھیر لیا اور دریائے فرات کی طرف آمد و رفت بند کر دی۔ آپ کے اہل و عیال اور فدائیوں کو سخت تکلیف ہوئی۔ آپ نے دشمن سے کہا کہ یا تو مجھے مدینہ واپس جانے دو یا رومیوں کے مقابل سرحدی جنگ پر قسطنطنیہ کی طرف بھیج دو یا یزید کے پاس پہنچا دو لیکن عبیداللہ بن زیاد کا حکم عمرو کو یہ تھا کہ مطلق رحم نہ کھانا چاہیے اور ایک نہ سُنی جائے۔ آخر میں آپ نے یہ فرمایا کہ میرے بچوں اور عورتوں کو نہ ستایا جائے۔ ساتھیوں کے قتل عام سے درگزر کی جائے۔ صرف مجھے شہید کرکے اس جھگڑے کا خاتمہ کیا جائے مگر دشمن تو خون کی ندیاں بہانے پر اڑا ہوا تھا۔ جب وہ کسی بات پر راضی نہ ہوا تو آپ نے اپنے رفقاء سے ایما کیا

کہ وہ اپنی جان کو خطرے میں نہ ڈالیں۔ مگر کسی نے آپ کو تنہا چھوڑنا گوارا نہیں کیا۔ اور لڑائی شروع ہو گئی۔ دشمنوں کی فوج میں سے ایک سردار "حُر" نامی بھی حسینی فوج میں آملے تھے۔ پہلے فرداً فرداً جنگ شروع ہوئی اُس میں رفقائے امام نے شجاعت کے حیرت انگیز کارنامے دکھائے اور دشمنوں کو بکثرت تہ تیغ کیا تو اپنی ناکامی دیکھ کر مخالفین نے دور سے تیر اندازی شروع کی۔ جس سے باری باری آپ کے ساتھیوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔ حتیٰ کہ صرف امام بہ نفسِ نفیس باقی رہ گئے۔ لیکن حالت یہ تھی کہ تمام جسم مبارک زخموں سے چھلنی تھا۔ پیاس کی شدت سے زبان خشک تھی۔ آپ نے ارادہ کیا کہ دریا کی طرف جائیں۔ لیکن تیروں کی شدید بارش نے کامیاب نہ ہونے دیا۔ تو آپ پھر خیمے میں اہل و عیال کے پاس تشریف لے گئے۔ اور حضرت علی اصغر اپنے شیر خوار بچے کو گود میں لیکر فوجِ اعداء کے مقابل آئے۔ لیکن ظالموں نے اس شیر خوار بچے پر بھی رحم نہ کھایا۔ اور تیر کا نشانہ بنا کر اُس بے گناہ کا کام تمام کر دیا اُس وقت بھی آپ کی زبان سے بے صبری اور ناشکری کے الفاظ نہ نکلے۔ اسی حالت میں آپ نے زندوں اور مردوں کے واسطے دعا کی۔ اس بعد ایک بہادرانہ جوش کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر دشمنوں کی فوج کے قلب میں جا پہنچے اور اُن کو مار مار کر ہٹا دیا آپ کے جسم مبارک سے خون جاری تھا۔ حالت متغیر تھی۔ آخر غش کھا کر زمین پر گر پڑے

تو شمر یا خولی لعین نے تلوار سے سر مبارک کو جدا کر دیا۔ اور گستاخی اور بے ادبی کی کوئی حد نہ چھوڑی۔ یہ واقعہ ۱۰ محرم ۶۱ھ مطابق ۱۰ اکتوبر ۶۸۰ء یوم جمعہ کو بعد نماز جمعہ ہوا۔ اس کے بعد کوفے جا کر سر مبارک عبید اللہ بن زیاد کے پاس پیش کیا گیا۔ اُس ملعون نے بھی سر مبارک سے گستاخی کی اور اپنی چھڑی سے ٹھکرایا اور اُس کو مع اسیران اہل بیت کے جن میں صرف حضرت امام زین العابدین از جنس ذکور بوجہ مریض ہونے کے باقی رہ گئے تھے یزید کے پاس دمشق بھیج دیا۔ تمام مسلمانوں میں اس سانحے کی خبر نے ایک تہلکۂ عظیم مچا دیا محرم کے پہلے ہفتے میں اس واقعے کی یادگار آج تک منائی جاتی ہے۔ سر مبارک اور دیگر شہدا کے سر اہل بیت کی ہمراہی میں۔ نعمان بن بشیر کی معیت میں مدینۂ طیبہ کو لائے گئے وہاں سر مبارک جنت البقیع میں حضرت بی بی فاطمہ کی قبر شریف کے پاس مدفون ہوا۔ جسم مبارک جس کو دشمنوں کی فوج بے گور و کفن میدان کربلا میں چھوڑ گئی تھی۔ تیسرے روز باشندگان موضع غاضریہ نے جو قریب کربلا کے ایک گانوں ہے۔ کربلا میں دفن کر دیا۔ بویہ خاندان کے پہلے بادشاہ نے اس موقعے پر ایک شاندار روضہ تعمیر کرایا جو زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ گنبد فیض کے نام سے مشہور ہے موجودہ زمانے میں مرزا حیرت دہلوی نے اس مشہور واقعۂ شہادت سے انکار کر کے شہرت حاصل کی، اور اس کے متعلق ایک کتاب بھی شائع کی جو دلائل کی کمزوری کی وجہ سے مقبول نہ ہوئی۔

حسین بن محمد السمعانی۔ خزانۃ المفتین جس میں بہت سے فتوے ہیں جو ہندوستان میں فقہ کی مستند کتاب سمجھی جاتی ہے ان کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب ۷۹۳ھ مطابق ۱۳۹۰ء میں تصنیف ہوئی ہندوستان کے اکثر کتب خانوں میں اس کے قلمی نسخے موجود ہیں۔

حسین حلاج شیخ (ملاحظہ ہو منصور حلاج)

حسین خوانساری۔ ایک مشہور ایرانی فلسفی تھا۔ طہران اور کاشان کے درمیان ایک شہر خوانسار نامی ہے۔ اس کی نسبت سے خوانساری کہلاتا ہے۔ سترھویں صدی کے دوسرے حصے میں گزرا ہے۔

حسین دوست سنبھلی میر۔ سنبھل کا رہنے والا ابو طالب کا بیٹا تھا۔ تذکرۂ حسینی کا مصنف ہے جو شعرا کا ایک مبسوط تذکرہ ہے۔ یہ تصنیف محمد شاہ بادشاہ دہلی کی وفات سے جو ۱۱۶۱ھ میں واقع ہوئی۔ چند سال بعد کی معلوم ہوتی ہے

حسین سادات میر (ملاحظہ ہو حسین بن حسن الحسینی)

حسین سبزواری۔ سبزوار کا رہنے والا لطائف وظائف اور راحت الارواح اُس کی تصانیف ہیں۔ اس میں ریاضت و نفس کشی کے بہترین طریقے درج ہیں۔

حسین شاہ سید۔ "ہشت گلگشت" کا مصنف ہے یہ کتاب حضرت امیر خسرو کی منظوم کتاب ہشت بہشت سے نثر کی گئی ہے ۱۲۳۱ھ مطابق ۱۸۱۶ء میں ایم چارلس پیرن M. Charles Perron کی فرمائش سے

شائع ہوئی۔ اس کتاب میں بہرام گور کا قصہ ہی شاعر بھی تھا۔ حقیقت تخلص تھا۔ ایک دیوان اردو چھوڑا۔ تحفۃ العجم۔ خزینۃ الامثال۔ صنم کدہ چین اسی کی تصنیف سے ہی۔ کرنل کبڈ کا میر منشی ہو کر چینا پٹن مدراس کو گیا اور وہیں فوت ہوا۔

حسین شاہ شرقی سلطان۔ اپنے بھائی محمد شاہ کے بعد جو ۱۴۵۲ء مطابق ۸۵۶ھ میں ایک لڑائی میں قتل ہوا تھا۔ جونپور کا بادشاہ ہوا۔ اُس کو بہلول لودی بادشاہ دہلی سے چند لڑائیاں لڑنا پڑیں آخرکار ۱۴۷۹ء میں شکست کامل ہوئی۔ لیکن فاتح بہلول لودی نے حسین شاہ کو کہ تھوڑا سا علاقہ جس کی آمدنی ۵ لاکھ سالانہ تھی بطور جاگیر کے دیدیا۔ بہلول لودی نے اپنے مرنے پر جونپور کی ریاست اپنے بیٹے باربک کو تفویض کردی تھی اور یہ وصیت کی تھی کہ وہ حسین شاہ شرقی کی جاگیر کو بدستور بحال رکھا۔ باربک نے اس وصیت پر عمل کیا اور ایک محدود رقبے میں جو حسین شاہ کی خاندانی جاگیر کے طور پر اس کو حسب وصیت شاہی عطا ہوا تھا اس کی حکومت اُس وقت تک قائم رہی جب تک کہ جونپور کا علاقہ سلطنت دہلی میں شامل نہ ہوگیا۔ جس کا باعث خود حسین شاہ ہوا واقعہ یہ ہے کہ حسین شاہ شرقی نے جس کو باربک سے زیادہ قرب حاصل تھا۔ اُس کو ترغیب دی کہ اپنے بھائی سکندر لودی سے لڑکر سلطنت دہلی پر قبضہ حاصل کرے۔ چنانچہ اُس نے حملہ کیا اور پہلی ہی لڑائی میں شکست کھائی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جونپور کی کل ریاست مع حسین شاہ کی جاگیر کے سلطنت دہلی میں شامل ہوگئی۔ حسین شاہ نے اس واقعے کے بعد بنگال پہنچکر علاءالدین بادشاہ بنگال کے زیر سایہ پناہ لی۔ یہاں اُس کے مرتبے کے موافق اس کی عزت کی گئی اور بقیہ عمر اُس نے یہیں گزار دی ۱۴۹۹ء مطابق ۹۰۵ھ میں فوت ہوگیا اس کی موت نے جونپور کی شاہی نسل کا خاتمہ کردیا۔

حسین خاں بہادر۔ الہ وردی خاں کے دوسرے بیٹے کا نام ہی۔ جو عالمگیر کے زمانے میں بڑے مرتبے کا امیر تھا۔ بیجاپور کے قلعے کی تسخیر کے بعد ۳ اکتوبر ۱۶۸۶ء مطابق ۲۵ ذی قعدہ ۱۰۹۷ھ میں مرا۔

حسین علی خاں سید۔ سید امیر الامرا (ملاحظہ ہو عبداللہ خاں سید)

حسین غزنوی۔ ہدایت فارسی کا مصنف ہی زیادہ حالات معلوم نہیں۔

حسین کشمیری۔ ہدایت الاعمیٰ فارسی میں اس کی تصنیف ہی۔ اس میں مختلف مذہبی مضامین تصوف وغیرہ پر بحث کی گئی ہی۔

حسین لنگا اول۔ ملتان کا تیسرا بادشاہ تھا اپنے والد قطب الدین محمد لنگا کے بعد ۱۴۶۹ء مطابق ۸۷۴ھ میں ملتان کا بادشاہ ہوا اس نے سکندر لودی شاہ دہلی سے ایک صلحنامہ کیا اور ۹۰۸ھ مطابق ۱۵۰۲ء میں فوت ہوگیا اور بقول بعض بروز یکشنبہ ۲۰ اگست ۱۵۰۲ء مطابق ۲۶ صفر ۹۰۸ھ

تیس یا چونتیس سال حکومت کرنے کے بعد مرا اس کا پوتا محمود خاں لنگا جانشین ہوا۔

حسین لنگا ثانی۔ ملتان کا پانچواں اور آخری بادشاہ تھا۔ اپنے والد محمود خاں لنگا کے بعد ۱۵۲۴ء میں ملتان کا بادشاہ ہوا۔ اس وقت نابالغ تھا۔ اپنے بہنوئی شجاع الملک کے جو اس کے اتالیقی کا کام کرتا تھا۔ بالکل ہاتھ میں تھا۔ اس کے زمانے میں شاہ حسین ارغوں بادشاہ ٹھٹہ نے بابر شاہ کے حکم سے ملتان پر چڑھائی کی تھی ۱۵ ماہ کے محاصرے کے بعد ۱۵۲۶ء مطابق ۹۳۲ھ میں ملتان فتح ہوگیا۔ فتح کے بعد شاہ حسین ارغوں لشکر خاں کو حسین لنگا کا نائب مقرر کرکے ٹھٹے کو واپس چلا آیا۔ جب اپنے دوران علالت میں بابر شاہ نے دہلی کی سلطنت اپنے بیٹے ہمایوں کو دیدی۔ ہمایوں نے پنجاب مرزا کامران کو جاگیر میں دیدیا۔ کامران نے لاہور پہنچکر لشکر خاں کو طلب کیا۔ اور اس کو کابل کا حاکم مقرر کردیا۔ اور ملتان کو دہلی کا صوبہ قرار دیا۔

حسین مرزا (ملاحظہ ہو سلطان حسین مرزا)

حسین مروی۔ (ملاحظہ ہو خواجہ حسین مروی)

حسین معمائی میر۔ ایک مشہور معمائی تھا جو ۱۴۹۸ء مطابق ۹۰۴ھ میں فوت ہوگیا۔

حسین میبذی معین الدین۔ "منجل الارواح" اس کی تالیف ہے۔ اس میں ایرانی۔ اور ترکی شعرا کے کلام کا انتخاب دیا گیا ہے۔ یہ دسویں صدی ہجری میں گزرا ہے۔

حسین نظام شاہ اوّل۔ تیس برس کی عمر میں اپنے والد برہان نظام شاہ اول کی وفات کے بعد ۱۵۵۳ء مطابق ۹۶۱ھ میں احمد نگر دکن کا بادشاہ ہوا۔ ۱۵۶۵ء مطابق ۹۷۲ھ میں علی عادل شاہ سلطان بیجاپور۔ ابراہیم قطب شاہ سلطان گولکنڈہ اور امیر برید بادشاہ احمد آباد بیدر اور حسین نظام شاہ نے متحد ہوکر راجہ رام راج والیٔ بیجانگر کا مقابلہ کیا اس مقابلے میں راجہ مغلوب ہوکر قتل ہوا۔ اس مہم سے فارغ ہونے کے بعد حسین نظام شاہ بھی گیارہ دن سے زیادہ زندہ نہ رہا۔ ۹؍جون ۱۵۶۵ء مطابق ۷؍ذی قعدہ ۹۷۲ھ کو فوت ہوگیا۔ اس کا بیٹا مرتضیٰ نظام شاہ جانشین ہوا۔

حسین نظام شاہ ثانی۔ نظام شاہی خاندان کا شہزادہ تھا (ملاحظہ ہو فتح خاں بن ملک عنبر)

حسین نقشی ملا۔ مہرکنی کی رعایت سے نقشی تخلص تھا اکبر کے زمانے میں ایک عمدہ مہرکن اور شاعر گزرا ہے ۱۶؍جولائی ۱۵۸۱ء مطابق چودہ (۱۴) جمادی الثانی ۹۸۹ھ تاریخ وفات ہے

حسین واعظ مولینا۔ بعض تذکرہ نویسوں نے اس کا پورا نام کمال الدین حسین الواعظ الکاشفی لکھا ہے۔ مشہور مصنف تھا۔ سلطان حسین مرزا۔ الملقب بہ ابوالغازی بہادر۔ بادشاہ خراسان کے وقت میں ہرات میں معزز عہدے پر ممتاز تھا۔ جہاں آخر وقت تک رہا "تفسیر حسینی" اسی کی تصنیف سے ہے۔ دوسری "تفسیر کلام مجید" کی جواہر التفسیر کے نام سے لکھی منجملہ دیگر تصانیف کے اس کی تصنیف موسومہ

روضتہ الشہدا مشہور ہی۔ اسی کا خلاصہ دہ مجلس کے نام سے کیا ہی۔ اخلاق محسنی۔ انوار سہیلی فارسی کی درسی کتابیں اسی کی مصنفہ ہیں۔ مثنوی مولانا روم کا انتخاب کیا جو لب لباب کے نام سے مقبول عام ہی۔ مخزن الانشاء سبع کاشفہ۔ اسرار قاسمی۔ مطلع الانوار۔ اور لطائف الطوائف اس کی مشہور تصانیف ہیں۔ ہرات میں ۳۔ جون ۱۵۰۵ء مطابق ۳۰ ذی الحجہ ۹۱۰ھ کو انتقال ہوا۔

حشمت۔ بخشی علی خاں کا تخلص ہی۔

حشمت دہلوی۔ میر محتشم علی خاں کا تخلص ہی جس کے مورث بدخشاں سے دہلی آئے تھے ۱۷۴۷ء مطابق ۱۱۶۰ھ میں فوت ہوا۔ ایک فارسی دیوان چھوڑا۔

حفص مولینا (مولانا ابو حفص النجاری ملاحظہ ہو)

حفصہؓ۔ حضرت عمر خلیفہ دوم کی صاحبزادی تھیں ان کے پہلے شوہر جنگ بدر میں شہید ہو گئے تھے۔ ان کی تیزیٔ مزاج کے سبب کوئی شخص شادی پر راضی نہ ہوتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس امر کی شکایت آں حضرت صلعم سے کی۔ آپ نے خود اپنی قبولیت کا شرف بخشا اور یہ شادی ۳ھ میں ہوئی۔ آنحضرت کے وصال ظاہری کے بعد ۳۳ سال تک زندہ رہیں اور جمادی الاول ۴۵ھ مطابق ۶۶۵ء میں وفات پائی۔ حضرت ابوبکرؓ نے جو نسخہ قرآن کریم کا کاغذ پر سب سے اول مرتبہ مکمل کرایا تھا وہ انھیں کی امانت میں رکھا گیا تھا۔

حفیظ الدین احمد قولوی۔ عیار دانش کا اردو میں ترجمہ کیا اور اُس کا نام خرد افروز رکھا یہ ترجمہ ۱۸۰۳ء مطابق ۱۲۱۸ھ میں فورٹ ولیم کالج کے استعمال کے واسطے کیا گیا تھا۔

حفیظ الدین احمد نسفی بن احمد۔ مدارک التنزیل اور حقائق التاویل تفسیریں عربی میں لکھیں اور فقہ میں ایک کتاب وافی اور اُس کی شرح کافی اور کنز الدقائق جو وافی سے ماخوذ ہیں تصنیف کی ۱۳۱۰ء مطابق ۷۱۰ھ میں انتقال کیا۔

حفیظ اللہ شیخ۔ سراج الدین علی خان آرزو کا شاگرد تھا۔ عصم تخلص تھا۔ محمد شاہ دہلی کے اکیسویں سال حکومت میں ۱۷۳۹ء مطابق ۱۱۵۲ھ میں فوت ہوا۔

حقیری۔ مولانا شہاب الدین معمائی کا تخلص ہی۔

حقیقت (ملاحظہ ہو حسین شاہ سید)

حکیم۔ شاہ عبدالحکیم لاہوری کا تخلص ہی۔ تذکرۂ مردم دیدہ ان کی تصنیف ہی۔ یہ کتاب بمقام اورنگ آباد ۱۷۶۱ء مطابق ۱۱۷۵ھ میں لکھی گئی تھی۔ اس کتاب میں مصنف نے ان شعراء کا حال لکھا ہی جس سے اُس نے ذاتی طور پر ملاقات کی تھی۔

حکیم الملک۔ شمس الدین نام۔ اکبری عہد کا مشہور اور نامور حکیم تھا۔ طب اور علوم عقلی و نقلی میں کامل دستگاہ تھی ۹۹۵ھ مطابق ۱۵۸۵ء میں اجازت حج لیکر حجاز کو گیا اور وہیں وفات پائی۔

حکیم الممالک۔ پیر محمد مہدی کا خطاب ہی۔ عالمگیر کے زمانے میں چار ہزاری منصب دار اور شاہی طبیب تھا۔

حکیم علی گیلانی۔ حکیم الملک کا بھانجا تھا۔ اکبر کے ندیماجوں میں داخل تھا۔ تمام علوم شرعیہ میں مہارت رکھتا تھا۔ طب میں تجربہ کم تھا۔ لاہور کا عجیب اور مشہور حوض جس کی تاریخ میر حیدر معمائی نے "حوض حکیم علی" لکھی۔ ۱۰۰۲ھ مطابق ۱۵۹۳ء میں اس کی ایجاد سے تعمیر ہوا اور بادشاہ اکبر خود دیکھنے کے لیے آیا۔ اس حوض کا طول اور عرض ۲۰×۲۰ گز ہے۔ اور عمق ۳ گز بیچ میں سنگین ہے اُس کی چھت پر بلند مینارہ اور حجرے کے چاروں طرف چار پل تھے۔ کمال یہ تھا کہ حجرے کے دروازے کھلے تھے اور پانی اندر نہ جاتا تھا۔ ۱۰۰۲ھ مطابق ۱۵۹۳ء میں ہفت صدی منصب پایا اور جالینوس الزمانی خطاب ملا۔ ۵ محرم ۱۰۱۸ھ مطابق ۱۶۰۹ء کو فوت ہوا۔

حکیم عین الملک۔ دوائی تخلص کرتا تھا۔ اکبری عہد کا مشہور طبیب تھا۔ اور بڑا انشا پرداز تھا ہنڈیا ضلع الٰہ آباد میں ذی الحجہ ۱۰۰۳ھ مطابق ۱۵۹۴ء کو وفات پائی۔

حلیمہ۔ قبیلہ بنی سعد میں سے تھیں ان کے خاوند کا نام حارث بن عبد العزا تھا۔ یہ قبیلہ ایک پہاڑی میں جو طائف کے جنوب میں واقع ہے سکونت گزیں تھا آنحضرت روحی فداہ کی پیدائش کے آٹھ دن بعد دودھ پلانے کی خدمت ان کے سپرد کی گئی۔ اور حلیمہ حضور کو آب و ہوا کی بہتری کے خیال سے اپنے گھر لے گئیں۔ اور وہیں پرورش کیا اور چھٹے مہینے آپ کی ماں اور دادا کو زیارت کرا جاتی تھیں۔ دو سال تک آپ نے حلیمہ کا دودھ پیا۔ دودھ چھوٹنے کے بعد پھر آپ کی والدہ نے حلیمہ کے گھر واپس کر دیا کہ تھوڑے دن اور پہاڑ کی آب و ہوا میں رہ لیں۔ چار سال کی عمر تک آپ حلیمہؓ کے پاس رہے۔

حمّاد۔ امام ابو حنیفہؒ کے بیٹے تھے ۷۹۲ء مطابق ۱۷۶ھ میں انتقال کیا۔

حمداللہ مستوفی بن ابو بکر الخواجہ القزوینی

اس کا نام حمید الدین مستوفی بھی ہے۔ قزوین کا رہنے والا تھا۔ تاریخ گزیدہ اس کی تصنیف ہے جس کو اُس نے ۱۳۲۹ء مطابق ۷۳۰ھ میں تصنیف کیا اور وزیر غیاث الدین بن رشید الدین مصنف جامع التواریخ کی نذر گزرانا تاریخ طبعی پر ایک کتاب نزہت القلوب بھی لکھی جو بہت مشہور ہے۔

حمزہ امیرؓ۔ عبد المطلب کے بیٹے اور رسول اللہ صلعم کے چچا اور رضاعی بھائی تھے۔ نبوت کے چھٹے سال میں ایمان لائے۔ سرکار نبوی سے اسد اللہ کا خطاب پایا۔ نہایت باہمت اور بہادر آدمی تھے۔ دین محمد کا پہلا جھنڈا "رایت الاسلام" انھیں کے ہاتھ میں دیا گیا۔ مارچ ۶۲۵ء مطابق شوال ۳ھ میں جنگ اُحد میں شہید ہوئے ابوسفیان سردار قریش کی بی بی ہندہ نے آپ کا دل اور جگر نکال کر دانتوں سے چبایا اور آپ کے کان ناخن اور جلد کے ٹکڑے کاٹ کر اور تاگوں میں پرو کر بازوں اور کانوں میں پہنے۔ حضرت حمزہ ابو عمر بھی کہلاتے ہیں۔

حمزہ مرزا۔ سلطان محمد خدابندہ کا بڑا بیٹا۔ اور شاہ طہماسپ اول صفوی شاہ ایران کا پوتا

تھا بینائی کمزور ہونے کی وجہ سے اس کے باپ نے پہلے تو کاروبار سلطنت مرزا سلیمان وزیر کے ہاتھ میں کلیتاً دیدیا تھا۔ مگر جب یہ وزیر مارا گیا تو مرزا احمزہ کو اس کی جگہ مامور کیا۔ اس شاہزادے نے اپنی مردانگی سے باپ کی تمام مشکلات آسان کردیں۔ مگر یہ حالت بھی قائم نہ رہی اور ۲۴ر نومبر ۱۵۸۶ء مطابق ۲۲ ذی الحجہ ۹۹۴ھ کو ایک حجام نے اس شاہزادے کو خود اس کی آرام گاہ میں پہنچکر ہلاک کردیا۔

حمید۔ ایک شاعر تھا (عصمت نامہ) اس کی تصنیف سے ہی جو ۱۶۱۰ء مطابق ۱۰۱۹ھ میں جہانگیر کے زمانے میں تصنیف ہوا تھا۔

حمید۔ (شیخ) سنبھلی قرآن مجید کی تفسیر دانی و دقیقہ رسی میں علامۂ زماں تھا۔ ہمایوں بادشاہ اس کا نہایت معتقد تھا۔ کہتے ہیں کہ دوسری مرتبہ جب ہمایوں بادشاہ نے ہندوستان کو فتح کیا۔ تو شیخ موصوف استقبال شاہ کے واسطے کابل گیا اور بادشاہ نہایت ذوق و مدارات سے پیش آیا۔ ۱۵۵۵ء مطابق ۹۶۲ھ میں اس نے انتقال کیا۔ فخر الدین ختم اللہ مستوفی کا بھائی تھا۔

حمید الدین علی النجاری۔ ہدایہ پر ایک مختصر شرح لکھی جس کا نام فوائد رکھا۔ ۱۲۶۸ء مطابق ۶۶۷ھ میں وفات پائی۔

حمید الدین عمر قاضی۔ سلطان سنجر سلجوقی شاہ فارس کے زمانے میں انوری کا ہم عصر تھا۔ تفسیر موسومہ مقامات اس کی تصنیف ہی۔

حمید الدین قاضی دہلوی۔ دہلی کے رہنے والے شرح ہدایت الفقہ اور دیگر کتب ان کی تصنیف ہیں ۱۲۶۵ء مطابق ۶۶۴ھ میں فوت ہوئے۔

حمید الدین مستوفی خواجہ (ملاحظہ ہو حمد اللہ مستوفی)

حمید الدین ناگوری (قاضی) اصل نام محمد ابن عطا ہی۔ شمس الدین التمش بادشاہ کے زمانے میں علم ظاہر و باطن کے جامع تھے مرید و خلیفہ شیخ شہاب الدین سہروردی کے تھے۔ لیکن وجد و سماع کا زیادہ غلبہ تھا۔ ان کی تصانیف میں سے طوالع شموس زیادہ مشہور ہی ۱۲۷۴ء میں انتقال ہوا۔ شہر دہلی میں قطب صاحب کی درگاہ کے قریب دفن ہوئے۔

حمید اللہ خاں۔ احادیث الخوانین یا تاریخ حمید اس کی تصنیف ہی۔ جس میں جٹا گانوں کے تاریخی حالات ہیں۔ ۱۸۷۱ء میں کلکتہ میں یہ کتاب طبع ہوئی۔

حمیدہ بانو۔ ملکہ بانو کی بیٹی۔ ممتاز محل کی بہن تھی۔ خلیل اللہ خاں کے ساتھ شادی ہوئی۔ ۱۶۶۲ء میں فوت ہوا۔

حمیدہ بانو بیگم۔ وفات کے بعد مریم مکانی مشہور ہوئی۔ حاجی بیگم بھی کہلائی جاتی ہی۔ شیخ احمد جام کی پرپوتی تھی۔ ۱۵۴۱ء مطابق ۹۴۸ھ میں شہنشاہ ہمایوں کے ساتھ شادی ہوئی۔ اکبر اسی کے بطن سے پیدا ہوا۔ پرانی دہلی میں اپنے شوہر کے مقبرے کے قریب ایک سرا موسومہ عرب سرا تعمیر کی حج بیت کے لیے گئے شریف گئی اور وہاں سے ۳۰۰ عرب اپنے ساتھ لائے پیر کے دن ۲۹ر اگست کو ۱۶۰۴ء مطابق ۱۰۱۳ھ میں ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی اور دہلی میں ہمایوں کے مقبرے میں دفن ہوئی۔

حنبل امام۔ امام احمد نام محمد بن حنبل کے بیٹے۔ حنبل کے نام سے مشہور ہوئے۔ اہل سنت والجماعت میں جو چار ائمہ مجتہدین گزرے ہیں اُن میں سے ایک تھے۔ بغداد میں بارھویں ربیع الاول ۱۶۴ھ مطابق ۷۸۰ء کو پیدا ہوئے۔ کچھ عرصے تک بغداد ہی میں تحصیل علوم میں مصروف رہے اُس کے بعد کوفے۔ بصرے۔ مکے۔ مدینے۔ یمن اور شام جاکر علم حدیث حاصل کیا۔ حافظہ نہایت زبردست پایا تھا۔ دس لاکھ حدیثیں برزبان تھیں۔ حدیث میں آپ کی کتاب مسند نہایت مقبول اور جامع سمجھی جاتی ہی۔ نہایت سادہ روی سے زندگی بسر کرتے تھے۔ اعلیٰ درجے کے زاہد و متقی تھے۔ مسند کے علاوہ آپ کی تصنیفات سے اور بھی کتب مفیدہ مثل تفسیر۔ کتاب الزہد۔ ناسخ منسوخ۔ منسک کبیر۔ منسک صغیر وغیرہ ہیں۔ یہ خلیفہ معتصم کے زمانے میں تھے۔ مشہور ہی کہ خلیفہ نے امام صاحب سے یہ خواہش کی وہ مسئلہ خلق قرآن کی نسبت فتویٰ دیں امام صاحب نے اس عقیدے کو گمراہی بتایا۔ کیونکہ وہ قرآن مجید کی نسبت یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ وہ کلام الٰہی ہی کسی کا تصنیف کردہ نہیں ہی۔ خلیفہ نے اس پر ناراض ہوکر ان کو قید کرلیا۔ اور نہایت بدسلوکی سے پیش آیا۔ یہ واقعہ ۲۲۰ھ مطابق ۸۳۵ء کا ہی۔ امام صاحب کی وفات ۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ھ مطابق ۳۱ جولائی ۸۵۵ء کو ہوئی بمقام بغداد باب حرب جس کو حربیہ بھی کہتے ہیں آپ کا مقبرہ موجود ہی۔ امام صاحب کے ساتھ آٹھ لاکھ مرد اور ساٹھ ہزار عورتیں شمار کی گئی تھیں۔ اور کہا جاتا ہی کہ اُس روز بیس ہزار عیسائی یہودی اور مجوسی مسلمان ہوئے حنبلی مذہب اگرچہ مذہب حنفی کی طرح سے زیادہ عام نہیں ہی لیکن خاص بغداد اور اس کے گرد و نواح میں یہ مذہب خاص طور پر شہرت رکھتا ہی حضرت غوث الاعظم بھی مذہب حنبلی کے پیرو تھے۔

حنی۔ محمد بن علی کا لقب ہی۔ ایک شاعر تھا ۱۲۳۳ھ مطابق ۱۸۱۸ء میں فوت ہوا۔

حنیفہؒ امام۔ آپ کا نام نعمان۔ ابوحنیفہ کنیت امام اعظم لقب ہی۔ والد کا نام ثابت اور دادا کا نام زوطی ابن ماہ تھا جو عجمی النسل تھے۔ زوطی حضرت مولا علی کرم اللہ وجہ کے زمانے میں مشرف بہ اسلام ہوکر کوفے میں آباد ہوئے۔ ~~کوفہ میں آباد ہوئے~~ کوفہ اُس زمانے میں دار الخلافت اور حضرت علی کا جائے قیام تھا۔ زوطی کو مولا علیؑ کی خدمت میں حاضر ہونے کا اکثر اتفاق ہوتا تھا۔ اور حضور مولا علی اُن سے بہت اُنس رکھتے تھے۔ جب زوطی کے فرزند ثابت پیدا ہوئے تو حضور مولا علی نے ثابت کے سر پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا دی کہ خدا کرے تو سعادت دارین حاصل کرے اور تو اور تیری نسل سے آیندہ لوگ اسلام کے پرجوش مددگاروں سے ہیں۔ چنانچہ یہ دعا مقبول ہوئی اور ۸۰ھ میں ثابت کے فرزند امام ابوحنیفہ پیدا ہوئے۔ ان کے زمانے میں آن حضرت صلعم کے کئی صحابہ کوفے میں حیات تھے۔

امام صاحب نے علم فقہ کوفے میں رہ کر حماد سے حاصل کیا اور علم حدیث میں امام کے شیوخ خاص کوفے کے رہنے والے اُنتیس شخص تھے۔ اُس کے بعد امام صاحب حرمین تشریف لے گئے۔ مکہ معظمہ میں عطا ابن ریاح سے علم حدیث حاصل کیا۔ مدینہ طیبہ میں بھی علوم حاصل کیے۔ حضرت امام باقرؒ

بھی آپ نے بہت تعلیم حاصل کی اور اہل بیت سے خاص محبت رکھتے تھے۔ یزید بن عمر و بن ہبیرہ گورنر کوفہ نے امام صاحب کو کوئی عہدہ بقول بعض عہدہ قضا یا افسر خزانہ دینا چاہا تھا امام صاحب نے انکار کیا۔ یزید نے غصے میں آکر دس درہ روزانہ لگائے جانے کا حکم دیا۔ لیکن امام صاحب اپنی رائے پر قائم رہے اور اس حکم کی تعمیل ہوتی رہی۔ کچھ دنوں بعد یزید نے خود امام صاحب کو چھوڑ دیا اور وہ کوفہ سے مکۂ معظمہ کو روانہ ہو گئے۔ سنہ ۱۳۶ھ مطابق سنہ ۷۵۳ء تک وہیں رہے۔ خلیفہ منصور کے زمانے میں سنہ ۱۴۶ھ مطابق سنہ ۷۶۳ء میں بغداد بلائے گئے۔ خلیفہ نے اُن کو عہدۂ قضا پیش کیا۔ آپ نے بے حد انکار کیا مگر جب خلیفہ نے ایک نہ مانی تو مجبوراً قبول کرنا پڑا ایک روز کام بھی کیا۔ لیکن پھر خلیفہ سے معذرت کی خلیفہ نے قید کر دیا سنہ ۱۴۶ھ مطابق سنہ ۷۶۳ء سے سنہ ۱۵۰ھ مطابق سنہ ۷۶۷ء تک قید رہے۔ لیکن یہ قید معمولی نظر بندی تھی کوئی امر اُن کے ادب و تعظیم کے خلاف نہ ہوتا تھا۔ حلقۂ درس جاری تھا۔ امام محمد نے جو امام صاحب کے ارشد تلامذہ میں تھے قید خانے ہی میں تعلیم پائی تھی۔ خلیفہ کو قید خانہ میں اس قدر رجحان دیکھ کر امام صاحب کی طرف سے بغاوت کا اندیشہ ہو گیا تھا۔ اس لیے اُس نے اُن کو زہر دلوا دیا اور رجب سنہ ۱۵۰ھ میں امام صاحب کی شہادت واقع ہوئی۔ خیزران کے مقبرے میں دفن کیے گئے جنازے کی پہلی نماز میں پچاس ہزار آدمی کا مجمع تھا اُس کے بعد بیس روز تک لوگ نماز پڑھا کیے۔ کپڑے کی تجارت کرتے تھے لاکھوں روپے کا لین دین تھا۔ معاملہ نہایت صاف اور سچا رکھتے تھے۔ اور فیاض بہت تھے۔ اکثر فقراء و مساکین پر صرف کرتے۔

کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے۔ آپ کی تصنیفات میں فقہ اکبر۔ العالم والمتعلم۔ مسند وغیرہ بہت مشہور رہیں قاضی ابو یوسف بھی آپ کے شاگردانِ رشید میں بہت مشہور ہیں

حنین۔ ابو زید عبدالرحمن حنین بن اسحاق بن حنین نام ہے مشہور طبیب تھا اس نے بہت سی کتابیں یونانی زبان سے شامی اور عربی زبان میں ترجمہ کیں۔

حیا۔ شیو رام داس نام۔ راجہ دیا مل امتیاز کا بھائی تھا مرزا عبدالقادر بیدل سے تلمذ تھا۔ پانچ ہزار اشعار کا ایک دیوان یادگار چھوڑا۔

حیات اللہ احراری۔ حیات العارفین ان کی تصنیف ہے سنہ ۱۶۷۱ء میں انتقال ہوا۔ ان کی قبر آگرہ میں ہے۔

حیدر۔ میر حیدر شاہ اس کا نام ہے۔ نواب سرفراز خاں حاکم بنگال کی ملازمت میں ایک بہادر سپاہی تھا۔ احمد شاہ کے زمانے میں سنہ ۱۱۶۵ھ کے قریب سو برس کی عمر میں وفات پائی

حیدر خاں میر۔ میر حیدر کا پوتا تھا۔ ۱۸ ستمبر سنہ ۱۷۲۰ء مطابق سنہ ۱۱۳۲ھ کو اس نے حسن علی خاں امیر الامرا کو عرضی پیش کرنے کے بہانے سے شہنشاہ محمد شاہ کے اغوا سے مار ڈالا پھر خود بھی مارا گیا۔

حیدر رازی۔ ایک ایرانی مورخ تھا جس نے سترہویں صدی عیسوی میں متعدد تصانیف کیں۔

حیدر سلطان۔ شاہ اسمٰعیل اول صفوی کا باپ تھا شیخ جنید بن شیخ ابراہیم بن خواجہ علی بن شیخ صدرالدین موسیٰ بن شیخ صافی یا صفی الدین اردبیلی کا بیٹا تھا جو موسیٰ کاظم امام ہفتم کی اکیسویں پشت میں تھا شروان میں جولائی سنہ ۱۴۸۸ء مطابق شعبان سنہ ۸۹۳ھ میں یعقوب بیگ بن اوزن حسن کے ساتھ لڑائی میں مارا گیا۔

حیدر علی۔ ایک پنجابی سپاہی تھا فتح محمد نامی کا بیٹا تھا سنہ ۱۷۲۲ء میں پیدا ہوا۔ لکھنا پڑھنا نہیں جانتا تھا مگر غیر معمولی حافظہ رکھتا تھا۔ ۲۰ سال کی عمر میں میسور کی فوج میں بھرتی ہوا اور دیکھتے دیکھتے سرداری کے مرتبہ

پہنچ گیا۔ اس وقت سلطنت میسور میں نن راج وزیر اصلی حکمراں بنا بیٹھا تھا۔ حیدر نے رفتہ رفتہ اپنی فوج اور سامان بڑھا لیا اسی دوران میں مرہٹوں کو بھی ایک سے زیادہ مرتبہ سخت سخت شکستیں دیں حتیٰ کہ رعایا اور فوج کا اعتبار حیدر پر زیادہ ہوتا گیا جس سے فائدہ اٹھا کر ۱۷۶۱ء میں حیدر نے تخت میسور پر قبضہ کر لیا۔ ۲۰ سال تک حکومت کی اور انگریزی قوت کا ہمیشہ مد مقابل بنا رہا اس کی شجاعت اور بہادری کے کارنامے جو انگریزوں کے خلاف اس نے دکھائے تاریخ ہندوستان کے اہم واقعات سمجھے جاتے ہیں ۱۷۸۲ء میں فوت ہوا اس کا بیٹا سلطان طیب (ٹیپو) اس کا جانشین ہوا۔

حیدر علی مولوی فیض آبادی فیض آباد کے رہنے والے تھے منتہی الکلام اور دیگر کتب ان کی تصنیف ہیں۔ دہلی میں ۱۸۵۵ء مطابق ۱۲۷۱ھ میں زندہ تھے۔

حیدر معمائی میر۔ شاہ اسمٰعیل ثانی شاہ فارس کے زمانے میں ایک معمہ گو گزرا ہے تاریخ اور معمے لکھنے میں مشہور تھا۔ اکبر کے زمانہ میں ہندوستان آیا اور جب بحری راستے سے ایران کو واپس جا رہا تھا سمندر میں غرق ہو گیا۔

حیدر ملک۔ رئیس الملک چغتائی اس کا خطاب تھا ایک نہایت معتبر تاریخ کشمیر لکھی جس میں اس نے اپنے زمانے تک کے حالات درج کیے ہیں۔ جہانگیر کے دربار کا امیر تھا اس کا زمانہ ۱۰۲۶ھ مطابق ۱۶۱۷ء کے قریب ہے کیونکہ اس سال میں اس کا بادشاہ کے ساتھ کشمیر جانا پایا جاتا ہے۔

حیدری۔ اصل نام محمد اکبر نذر علی حیدری ہے پیدائش ۱۸۶۹ء میں بمقام بمبئی ہوئی۔ سترہ سال کی عمر میں بی۔ اے اور اسی سال ایل ایل بی کا امتحان پاس کیا ناگپور میں انجمن اسلامیہ کے زیر نگرانی ایک مدرسہ قائم کرایا جس کے لائف پریسیڈنٹ ہیں ۱۹۰۰ء میں اکونٹنٹ جنرل ہو کر الہ آباد اور مدراس میں رہے گورنمنٹ پریسوں کی جانچ کا کام بھی ان کے سپرد رہا جس سے سرکار کی کئی لاکھ کی بچت ہوئی۔ علی گڑھ ایم اے او کالج کے ٹرسٹی رہے۔ اور اب علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کورٹ کے ممبر ہیں ۱۹۱۷ء میں آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی صدارت کی اور ایک عالمانہ خطبے سے حاضرین کو مستفید کیا حیدرآباد دکن میں سلطنت آصفیہ کے فنانس منسٹر ہیں۔ حیدر نواز جنگ کے خطاب سے ممتاز ہیں۔

حیران۔ میر حیدر علی کا تخلص ہے۔ ضلع بہار میں ان کو قتل کیا گیا مگر دم نکلنے سے قبل قاتل پر حملہ کیا اور اس کو مار ڈالا۔

حیرانی۔ مولانا ہمدانی۔ ہمدان کا رہنے والا تھا۔ چند مثنویاں اس کی تصنیف ہیں یعنی بہرام و ناہید، مناظرہ ارض و سما، مناظرہ شمع و پروانہ اور مناظرہ سیخ و مرغ ۱۴۹۶ء مطابق ۹۰۲ھ میں وفات پائی۔

حیرت۔ پنڈت اجودھیا پرشاد کا تخلص ہے کشمیری الاصل تھے مگر لکھنؤ میں سکونت اختیار کر لی تھی چند مثنویاں اور ایک مختصر دیوان ان کی تصنیف ہیں ۱۳۳۴ھ ۱۹۱۶ء میں ۸۰ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

حیرت۔ ملاحظہ ہو قیام الدین۔

حیرتی۔ مرو کا ایک شاعر تھا۔ ایک قصیدے کے عوض جو شاہ طہماسپ اول صفوی کی شان میں لکھا تھا ملک الشعراء کا خطاب ملا تھا کتاب بہجۃ المباہج کے علاوہ مثنوی گلزار اس کی تصنیف ہے اس کے اشعار کی تعداد چالیس ہزار ہے کاشان میں ۱۵۵۴ء م ۹۶۱ھ میں قتل ہوا۔

حیرتی۔ ایک مشہور شاعر تھا اصفہان میں تعلیم پائی اور ۱۵۸۵ء میں جب تقی کاشانی نے اپنا تذکرہ لکھا زندہ تھا۔ اگرچہ اس کو سرکار ایران سے ایک معقول رقم گزر اوقات کے واسطے ملتی تھی مگر اس کی فضول خرچی کی وجہ سے وہ بالکل ناکافی ہوتی تھی۔ گولکنڈہ کے قطب شاہی بادشاہوں کی فیاضی سن کر ۱۵۸۱ء م ۹۸۹ھ میں ہندوستان آیا اور یہیں فوت ہوا۔

ردیف خ

خاتون بلک شاہ سلجوقی کی بیٹی ترکان خاتون کے بطن سے تھی خلیفہ مقتدی بامر اللہ عباسی سے ۴۷۸ھ ۱۰۸۵ء میں عقد ہوا۔ اور ۴۸۰ھ ۱۰۸۷ء میں رخصتی ہوئی۔ پچاس لاکھ مہر معجل قرار پایا۔ اس عقد میں چالیس ہزار من فقط شکر صرف ہوئی۔ خاتون کے بطن سے جو لڑکا ہوا اُس کا نام ابوالفضل جعفر تھا۔

خادم تخلص ناظر بیگ نام محمد افضل ثابت کا شاگرد تھا ۱۷۶۰ء مطابق ۱۱۷۴ھ سے کچھ عرصے پیشتر فوت ہوا۔

خادم تخلص شیخ احمد علی سندیلوی بن محمد حاجی بہت سی کتابوں کا مصنف ہی منجملہ اُن کے ایک کتاب انیس العشاق ہی تقریباً ۱۷۵۲ء مطابق ۱۱۶۵ھ میں گزرا ہی

خافی ابوالحسن خاں مصنف نظم چہار درویش کا تخلص ہی

خافی خاں اصل نام محمد ہاشم ہی ایرانی الاصل بادشاہ عالمگیر کے زمانے کا مشہور مصنف ہی "منتخب اللباب" جس کو تاریخ خافی خاں بھی کہتے ہیں اسی کی تصنیف سے ہی یہ ہندوستان کی مشہور تاریخ ہی اس تاریخ میں بابر شاہ سے لیکر محمد شاہ کی تخت نشینی تک کے حالات لکھے گئے ہیں بالخصوص عالمگیر کے عہد کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہی۔ اس تاریخ کو وہ عالمگیر کے عہد میں شایع نہ کرسکا محمد شاہ کے عہد میں ۱۷۳۲ء میں اس کی اشاعت کی نوبت آئی اس کی تصنیف مقبول انام ہوئی اور اس تصنیف کو خافی خاں کے لقب سے موسوم کیا گیا انگریز مورخین اس تاریخ کو نہایت قابل قدر اور مستند مانتے ہیں۔

خاقانی ایران کا مشہور شاعر خاقان منوچہر بادشاہ شروان کے عہد میں گزرا ہی اس کو سلطان الشعرا کا خطاب ملا تھا اس کا نام افضل الدین ابراہیم بن علی شروانی تھا شروان کا رہنے والا فلکی کا شاگرد تھا اسی نے اُس کو خاقانی کا تخلص عطا کیا تھا تحفۃ العراقین کا مصنف ہی جس میں عراق عجم اور عراق عرب کا حال نظم میں لکھا گیا ہی ایک دیوان فارسی اور ایک کتاب موسومہ ہفت اقلیم بھی اُس کی تصنیف سے مشہور ہیں بمقام تبریز ۱۱۸۶ء مطابق ۵۸۲ھ میں وفات پائی مقبرہ سرخاب میں دفن ہوا وہیں ظہیر فاریابی اور غفور نیشاپوری اُس کے پہلو میں مدفون ہیں

خاکسار شکر اللہ خاں کا تخلص ہی جو ۱۶۹۶ء مطابق ۱۱۰۸ھ میں فوت ہوا اور ایک دیوان اپنی یادگار چھوڑا۔

خاکی کتاب مناقب العارفین کا مصنف ہی یہ کتاب تین صوفیائے کرام خواجہ بہاء الدین و برہان الدین و جلال الدین کے حالات پر مشتمل ہی۔

خاکی شیرازی ایک فارسی دیوان کا مصنف تھا۔

خالد ابن برمک پہلا برمک تھا جو ابو العباس سفاح کا وزیر تھا وہ جعفر وزیر ہارون الرشید کا دادا تھا ۷۸۰ء یا ۷۸۲ء مطابق ۱۶۳ھ یا ۱۶۵ھ میں فوت ہوا۔

خالد ابن ولید ہجرت کے آٹھویں سال اسلام قبول کیا اور مسلمانوں کے ایک مشہور اور بہادر سپہ سالار تھے

حضرت میمونہ ام المومنین ان کی پھوپی تھیں جنگ موتہ کے (۸ھ ۶۲۹ء) موقع پر عام انتخاب سے آپ فوج اسلام کے جنرل مقرر ہوئے سیف اللہ آپ کا لقب تھا اس لڑائی میں آپ نے شجاعت وسپہ گری کی خوب داد دی۔ رومی فوج کو سخت شکست ہوئی جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کو شکست دی حضرت عمر خلیفہ دوم کے زمانے میں صرف اتنی بات پر کہ آپ بیت المال کے مصارف کا حساب دربار خلافت میں نہیں بھیجا کرتے تھے سپہ سالاری سے تنزل کرکے آپ کو ابوعبیدہ کا ماتحت کردیا تھا اس کے بعد دوسرے موقع پر معزول کردیا اور تمام عمال کے نام یہ اطلاع بھیجدی کہ خالد کو ناراضی یا خیانت کی بنا پر معزول نہیں کیا گیا بلکہ اس وجہ سے ہٹایا گیا کہ لوگ ان کی اس درجہ تعظیم و تکریم کرنے لگے تھے کہ آئندہ کو یہ خوف تھا کہ کہیں لوگوں کے عقائد مشرکانہ نہ ہوجائیں آخرکار ۲۱ھ ۶۴۲ء میں عمواس کی وبا میں انتقال ہوا۔

خالد ابن یزید ابن معاویہ یزید بن معاویہ کا چھوٹا بیٹا تھا معاویہ ثانی کی وفات پر مروان اس کو تخت سے محروم کرکے خود جانشین ہوگیا اور اس غرض سے کہ خالد کی ماں کو خالد کا تخت نشین نہ ہونا ناگوار نہ گزرے اس کے ساتھ نکاح کرلیا لیکن اس نے موقع پاکر مروان کو قتل کردیا خالد علمی مذاق رکھتا تھا اور ۷۰۴ء مطابق ۸۵ھ میں فوت ہوا۔

خالدون یا عبدالرحمن بن محمد بن خالدون ملقب الحضرمی شہر حلب کا ایک مصنف اور قاضی تھا امیر تیمور نے جس وقت حلب پر قبضہ کیا وہ اس کو غلام بناکر سمرقند لے گیا جہاں وہ ۱۴۰۶ء مطابق ۸۰۸ھ

میں فوت ہوگیا۔

خالدی لقب ابوالفرج کا لقب ہے جو دربار سلطان سیف الدولہ ہمدانی کا نامور شاعر تھا قصبہ خالدیہ کا متوطن تھا اور اسی وجہ سے خالدی کہلاتا تھا۔

خالص (دیکھو امتیاز خاں اصفہانی)

خان بہادر پسر راجہ متھرا جیت ساکن پٹنہ کتاب جامع بہادر خانی کا مصنف ہے جو فارسی زبان میں ایک پین سائنس (علوم جدیدہ) پر پہلی کتاب ہے اس کتاب میں نجوم و علم مناظرہ اور علم ریاضی کے رسالے شامل ہیں اور اعداد و علم ہندسہ وغیرہ کے بہت سے نکات پر مشتمل ہے۔

خان بہادر خاں حافظ رحمت خاں کے خاندان میں تھا ۱۸۵۷ء میں بریلی کالج ماتحت (صدر الصدور) تھا جب بریلی میں غدر کے آثار نمایاں ہوئے تو اس نے اپنی بدعقلی سے اس سے فائدہ اٹھانا چاہا اور وہاں کا حاکم بن بیٹھا نہ صرف بریلی میں بلکہ قرب وجوار میں بھی اپنی طرف سے ناظم مقرر کردیئے فوج بھرتی کرنا شروع کی توپیں ڈھلوائیں جابجا تھانے اور تحصیلیں مقرر کیں ان انتظامات کی غرض سے رعایا سے جبریہ روپیہ وصول کیا۔ آخر انگریزی عملداری قائم ہونے پر ۱۸۵۸ء میں سزائے موت پائی۔

خان بہادر خاں بن جلال الدین خاں بن حافظ رحمت خاں (ملاحظہ ہو مصروف)

خان دوراں اول جس کا نام شاہ بیگ خاں کابلی ہے سلطان اکبر کے عہد میں ایک امیر تھا ۱۶۰۶ء مطابق ۱۰۱۵ھ میں اس کو جہانگیر نے خان دوراں کا خطاب عطا کیا تھا اور کابل کا صوبہ دار مقرر کیا تھا وہ لاہور میں ۱۶۲۰ء مطابق ۱۰۲۹ھ میں ۹۰ سال کی عمر میں فوت ہوا۔

خان دوراں خان ثانی نصرت جنگ نصرت جنگ خطاب خواجصابر بن خواجہ حصاری نقشبندی کا ہو شاہجہاں کے عہد میں وہ ملازمت شاہی میں منسلک تھا اور ہفت ہزاری کا منصب رکھتا تھا بتاریخ ۱۲ جولائی ۱۶۵۹ء مطابق ۲۰ جمادی الاول ۱۰۶۹ھ لاہور میں ایک نوجوان کشمیری برہمن کے ہاتھ سے قتل ہوا اس کی نعش گوالیار میں لاکر اس کے خاندانی قبرستان میں دفن کی گئی۔

خان دوراں ثالث نصرت خاں نصرت خاں بن خان دوراں نصرت جنگ شاہنشاہ عالمگیر کے عہد میں پنج ہزاری منصب دار تھا اپنی زندگی کے آخر حصے میں وہ صوبہ دار اڑیسہ مقرر کیا گیا وہیں چند سال کے بعد ۱۶۶۷ء مطابق ۱۰۷۷ھ میں فوت ہوا۔

خان دوراں رابع ملاحظہ ہو عبد الصمد خان بہادر جنگ

خان جہاں حسین قلی بیگ عہد اکبری میں پنج ہزاری منصب پر ممتاز تھا۔ بعد وفات منعم خاں ۱۵۷۶ء مطابق ۹۸۴ھ میں وہ صوبہ دار بنگال مقرر ہوا اس نے داؤد خاں معزول نواب بنگال کو جو بادشاہ کے مقابلے میں دوبارہ باغی ہو گیا تھا اسی سال شکست دے کر قید کر لیا اور بالآخر تلوار سے اس کا خاتمہ کر دیا اور اس کا سر آگرے بھیج دیا۔

(فہرست صوبہ داران بنگال)

خان جہاں	۱۵۷۶ء
مظفر خاں	۱۵۷۹ء
راجہ ٹوڈرمل	۱۵۸۰ء
خان اعظم	۱۵۸۲ء
شہباز خاں	۱۵۸۴ء
راجہ مان سنگھ	۱۵۸۹ء
قطب الدین	۱۶۰۶ء
جہانگیر قلی	۱۶۰۷ء
اسلام خاں	۱۶۰۸ء
قاسم خاں	۱۶۱۳ء
ابراہیم خاں	۱۶۱۸ء
شاہجہاں	۱۶۲۲ء
خانہ زاد	۱۶۲۵ء
مکرم خاں	۱۶۲۵ء
فدائی خاں	۱۶۲۸ء
قاسم خاں جوبن	۱۶۲۸ء
اعظم خاں	۱۶۳۲ء
سلطان شجاع	۱۶۳۹ء
میر جملہ	۱۶۶۰ء
شایستہ خاں	۱۶۶۴ء
فدائی خاں	۱۶۷۷ء
سلطان محمد اعظم	۱۶۷۸ء
شایستہ خاں	۱۶۸۰ء
ابراہیم خاں	۱۶۸۹ء
مرزا عظیم الشان	۱۶۹۷ء

خاں جہاں بارہہ سید مظفر خاں ساکن بارہہ ضلع مظفر نگر کا خطاب ہے جو چھ ہزاری منصب دار تھا اور بعہد شاہجہانی لاہور میں ۱۶۴۵ء مطابق ۱۰۵۵ھ میں فوت ہوا۔

خاں جہاں کوکلتاش اصل نام میر ملک حسین میر ابوالمعالی خوافی کا فرزند تھا اس کا شمار مقتدر امرا میں تھا اور چونکہ عالمگیر کی دایہ کا لڑکا تھا لہذا اپنے آپ کو تمام امرا سے بڑا سمجھتا تھا۔ ۱۶۸۰ء مطابق ۱۰۹۱ھ میں صوبہ دار دکن مقرر ہوا اور تقریباً ۱۶۸۴ء میں عالمگیر نے ... کے منصب سے

... کے منصب پر ترقی دی اور خان جہاں بہادر کوکلتاش ظفر جنگ" خطاب عطا کیا اس کا سابقہ خطاب بہادر خاں تھا۔ بتاریخ ۲۴ نومبر ۱۶۹۷ء مطابق ۱۹ جمادی الاول ۱۱۰۹ھ فوت ہوا تاریخ اسامی موسومہ اسامی اسی کی تصنیف سے ہے۔

خاں جہاں کوکلتاش ظفر جنگ جہاندار شاہ کے رضاعی بھائی علی مراد کا خطاب تھا بہادر شاہ کے عہد میں اس کو کوکلتاش خاں کا خطاب کیا گیا اور جب جہاندار شاہ تخت نشین ہوا۔ تو اس نے خان جہاں ظفر جنگ کے خطاب سے مخاطب کیا اور میر بخشی کے معزز عہدے پر مامور کر کے ۹ ہزاری منصب سے سرفراز کیا چند دنوں کے بعد فرخ سیر اور جہاں دار شاہ کی باہمی لڑائی میں ۱۷۱۳ء مطابق ۱۱۲۵ھ میں مارا گیا۔

خان جہاں لودی غالباً ایک مجہول النسب افغان تھا لیکن ہندوستان میں اپنی قوم پر فخر اور غرور کرتا تھا بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ وہ سلطان بہلول لودی کی اولاد میں تھا اور بقول بعض مورخین وہ دولت خاں لودی شاہو خیل کی اولاد سے تھا بہت سی فوجی خدمات اس کے متعلق تھیں شاہنشاہ جہانگیر کے عہد میں پنج ہزاری منصب پر سرفراز تھا دکن کی کمان بماتحتی شاہزادہ پرویز اس کی تعیناتی رہی ہے شاہجہاں کے عہد میں اس نے بغاوت اختیار کر لی تھی اور خود مختاری حاصل کرنے کی کوشش میں تھا ۱۰۴۰ھ مطابق ۱۶۳۱ء میں بادشاہی فوج سے مقابلہ ہوا اور ۲۰ جنوری سنہ مذکور کو فوج کے ہاتھوں اس کا خاتمہ ہو گیا سر کاٹ کر شاہجہاں کے پاس آگرہ بھیج گیا۔

خان جہاں مقبول ملک خطاب قوام الملک سے ممتاز تھا سلطان فیروز شاہ باربک کے عہد میں جو ۱۳۵۱ء سے شروع ہوتا ہے وزارت کا عہدہ ملا وہ ابتدا میں ہندو تھا اور اس کا نام کٹو تھا مسلمان ہونے پر اس کا نام مقبول رکھا گیا۔ اور ۱۳۷۰ء مطابق ۷۷۲ھ میں فوت ہوا۔

خان خاناں بیرم خاں وزیر اکبر اور اس کے بیٹے عبدالرحمٰن خاں وزیر شاہنشاہ مذکور اس خطاب سے تاریخ میں مشہور ہیں (ان کے حالات ملاحظہ ہوں)

خان زماں علی قلی خاں کا خطاب ہے شاہنشاہ ہمایوں کے مشہور سردار حیدر سلطان ازبک کا لڑکا تھا بہادر خاں اس کا حقیقی بھائی تھا اکبر کے عہد میں بھی دونوں بھائی اپنی عمدہ خدمات کے سبب معزز و ممتاز رہے جون پور میں جاگیر عطا ہوئی دونوں بھائیوں نے شاہزادہ مرزا حکیم کی طرف ہو کر بادشاہ کے مقابلے میں علم بغاوت بلند کیا جس کی وجہ سے بادشاہ کو ان کے مقابلے کے لیے فوج بھیجنا پڑی اس لڑائی میں دونوں بھائی کام آئے یہ واقعہ ۹ جون ۱۵۶۷ء مطابق یکم ذی الحجہ ۹۷۴ھ میں پیش آیا۔

خان زماں اعظم خاں برادر آصف خاں جعفر بیگ داماد یمین الدولہ آصف خاں کے دوسرے پسر میر خلیل کا خطاب ہے وہ شاہجہاں کے عہد میں برسوں ملازمت شاہی میں رہا اور عالمگیر کے عہد میں پنج ہزاری کے منصب پر ممتاز رہا اپنی وفات کے وقت وہ مالوہ کا صوبہ دار تھا جہاں وہ ۱۶۸۴ء مطابق ۱۰۹۵ھ میں فوت ہوا۔

خان زماں بہادر جس کا سابق خطاب خانہ زاد خاں تھا امان اللہ نام تھا مہابت خاں عرف زمانہ بیگ کا پسر تھا۔ سلطان جہانگیر کے عہد میں وہ ایک علاقہ کا

سردار تھا اور ۱۶۲۲ء مطابق ۱۰۳۲ھ میں صوبہ دار بنگال مقرر ہوا۔ عہد شاہجہانی کے پہلے سال اس کو منصب پنج ہزاری مع خطاب خان زماں بہادر عطا ہوا وہ شاعر بھی تھا امانی تخلص تھا ایک کتاب موسومہ "مجموعہ" کا مصنف ہے جس میں تمام مسلمان بادشاہوں کے حالات درج ہیں جنھوں نے اس کے زمانے سے قبل تمام دنیا میں حکومت کی تھی اس نے ایک دیوان بھی یادگار چھوڑا دولت آباد میں ۱۶۳۶ء مطابق ۱۰۴۶ھ میں فوت ہوا۔

خان زماں فتح جنگ شیخ نظام حیدر آبادی کا خطاب تھا ابتدا میں وہ چند سال ابو الحسن حاکم حیدر آباد کا ملازم رہا اس کے بعد شاہنشاہ عالمگیر کی ملازمت میں داخل ہوا۔ ۱۶۹۰ء مطابق ۱۱۰۱ھ اس نے مرہٹہ سردار سمبھا کو مع اس کی بی بی اور بچوں کے قید کیا جس کی وجہ سے وہ خطاب مذکورہ بالا کے ساتھ ہفت ہزاری کے منصب پر ممتاز کیا گیا ۱۶۹۶ء مطابق ۱۱۰۸ھ میں فوت ہوا۔

خان عالم مرزا برخوردار کا خطاب ہے جو مرزا عبدالرحمن کا بیٹا تھا عہد شاہجہانی میں پنجہزاری منصب پر ممتاز تھا عہد عالمگیری میں بھی معزز و معتبر رہا اپنی زندگی کے آخری ایام میں شاہنشاہ عالمگیر کے دربار سے ایک لاکھ روپیہ سالانہ پنشن پاتا تھا آگرے میں دریائے جمنا کے کنارے اس نے ایک مکان اور ایک باغ تعمیر کرایا تھا یہ عمارت سنگ سرخ سے روضہ تاج گنج کے شمالی برج سے ملحق ۵۰ بیگہ آراضی میں تعمیر ہوئی تھی اپنی زندگی کے آخر ایام میں وہ ششش ہزاری منصب پر ممتاز تھا اور بہار کی صوبہ داری پر مامور تھا۔

خان عالم اخلاص خاں بن خان زماں شیخ نظام کا خطاب ہے شاہنشاہ عالمگیر کے امراء میں داخل تھا ۱۶۹۰ء مطابق ۱۱۰۱ھ میں پنج ہزاری منصب پر ممتاز ہوا اور خان عالم کا خطاب پایا ۱۶۹۶ء میں ششش ہزاری منصب عطا ہوا عالمگیر کی وفات کے بعد خاندان شاہی میں جو باہمی لڑائیاں ہوئیں اُن میں اس نے بمقابلہ بہادر شاہ کے اعظم شاہ کی طرفداری کی اور اسی جھگڑے میں ۱۷۰۷ء مطابق ۱۱۱۹ھ میں مارا گیا

خان مرزا حاکم بدخشاں سلطان ابو سعید مرزا کا بیٹا تھا جو امیر تیمور کی اولاد سے تھا ۱۵۲۱ء مطابق ۹۲۷ھ میں فوت ہوا اور ۲ سال کا ایک پسر مرزا سلیمان نامی یادگار چھوڑا۔ خان مرزا سلطان بابر کا چچا زاد بھائی تھا جس نے مرزا کی وفات پر اپنے خاص پسر ہمایوں کو اس حکومت پر مقرر کیا۔

خان مرزا خطاب عبدالرحیم خان خاناں وزیر اکبر کا لقب ہے (ملاحظہ ہو بیرم خاں)

خانم سلطان شاہنشاہ اکبر کی ایک دختر تھی جس کی شادی مظفر حسین مرزا بن ابراہیم حسین مرزا سے ۱۵۹۳ء میں ہوئی تھی۔

خانزادہ بیگم عمر شیخ کی بیٹی اور شاہنشاہ بابر کی بہن تھی جو اس سے پانچ سال بڑی تھی۔

خانہ زاد خاں بن سربلند خاں ۱۷۲۲ء مطابق ۱۱۳۴ھ میں پشاور کا صوبہ دار تھا ۱۷۳۲ء مطابق ۱۱۴۵ھ میں جبکہ محمد شاہ نے اس کے باپ کو الہ آباد کی حکومت عطا کی وہ بھی اس کی امداد کے لیے الہ آباد چلا آیا اور ناظم مقرر ہوا۔

خاوندشاہ امیر جو تاریخ میں میر خاوند امیر خاں اور شاہ کے نام سے مشہور ہی اس کا پورا نام محمد بن خاوند شاہ بن محمود تھا وہ ایک مشہور فارسی مورخ ہی ۱۴۳۳ء مطابق ۸۳۷ھ کے آخر یا ۱۴۳۴ء مطابق ۸۳۸ھ کے شروع میں پیدا ہوا اس کے باپ کا نام سید برہان الدین خاوندشاہ تھا ماوراءالنہر کا رہنے والا تھا اپنے باپ کے مرنے کے بعد وہ امیر علی شیر وزیر سلطان ہرات کے دربار میں داخل ہوگیا تھا وزیر موصوف کی حوصلہ افزائی سے اس نے ایک تاریخ موسومہ روضۃ الصفا لکھی جس کو اسی کے نام پر معنون کیا گیا. یہ کتاب انگریزی مصنفین میں نہایت وقعت کی نظر سے دیکھی جاتی ہی انگریزی میں اس کا ترجمہ بھی شایع ہوچکا ہی اس کی سات جلدیں ہیں چھ جلدیں خود مصنف کی لکھی ہوئی ہیں آخری جلد اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹے نے لکھی تھی خاوندشاہ نے بمقام بلخ ۲۲ جون ۱۴۹۸ء مطابق ۲ ذیقعدہ ۹۰۳ھ کو ۶۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آثار الملوک اخبار الاخیار دستور الوزرا مکارم الاخلاق منتخب تاریخ وصاف غریب الاسرار او جواہر الاخبار اس کی مشہور تصانیف ہیں۔

خدابندہ خاں امیر الامرا شایستہ خاں کا بیٹا تھا اپنے باپ کی زندگی میں وہ فوجدار بہرائچ تھا اور ایک ہزاری منصب حاصل تھا باپ کے مرنے کے بعد ۱۶۹۳ء میں دربار شاہی میں طلب ہوا اور جملۃ الملک کی لڑکی سے اس کی شادی ہوگئی ۱۷۰۰ء مطابق ۱۱۱۲ھ میں اس کو بیدر (دکن) کا ناظم مقرر کردیا اس کے بعد کرناٹک بیجاپور کا گورنر ہوگیا روح اللہ خاں ثانی کی وفات کے بعد ۱۷۰۳ء میں داروغہ محلات شاہی کے عہدے پر ممتاز ہوا اور دو ہزار پانصدی منصب عطا ہوا عالمگیر کی وفات کے وقت سہ ہزاری منصب پر ممتاز تھا. بہادر شاہ کے مقابلے میں شاہزادہ اعظم شاہ کی طرف سے لڑا اور جون ۱۷۰۷ء مطابق ۱۱۱۹ھ میں اسی قضیے میں لڑکر جان دی.

خدیجۃ الکبریٰ حضرت نبی اکرم صلعم کی پہلی بیوی تھیں نکاح سے پہلے آپ نے آنحضرت کی امانت و دیانت کا شہرہ سن کر اپنا تجارتی کاروبار ان کے سپرد کردیا تھا بعدہٗ زوجیت کا افتخار حاصل کیا بحالت بیوگی ۴۰ سال کی عمر میں شادی ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر اس وقت ۲۵ سال کی تھی ۶۶ برس کی عمر میں یعنی دسویں سال نبوت میں انتقال ہوا ۲۶ سال کے قریب آنحضرتؐ کی زوجیت میں رہیں اور ان کے جیتے جی آنحضرتؐ نے دوسری شادی نہیں کی یہ ایک باکمال اور برگزیدہ خاتون تھیں حضرت فاطمہ زہراؓ انھیں کے بطن سے پیدا ہوئیں ان کی وفات مکے میں ہوئی وہیں ان کا مزار زیارت گاہ خاص و عام ہی

خزاعی ملاحظہ ہو ابوعبداللہ محمد بن حسین الخزاعی.

خسرو باقر کاشی کا تخلص ہی (ملاحظہ ہو باقر کاشی)

خسرو (امیر) خواجہ ابوالحسن کا عرف ہی جو ہندوستان کے نہایت مشہور صوفی شاعر تھے ان کا لقب طوطی ہند تھا انھوں نے بہت سے سلاطین دہلی کے یہاں ملازمت کی ان کے والد سیف شمسی الملقب امیر محمود سیف الدین لاچین قوم کے ترک تھے بلخ سے ہندوستان آئے امیر خسرو پٹیالی ضلع ایٹہ میں ۱۲۵۳ء مطابق ۶۵۱ھ میں پیدا ہوئے

۸ سال کی عمر میں سایۂ پدری سر سے اٹھ گیا۔ تربیت
وتعلیم ان کے نانا نواب عماد الملک نے کی ۹ سال
کی عمر میں شاعری شروع کردی تھی ان کے کلام
میں ایک خاص درد پایا جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ یہ
سب کچھ ان کے پیر طریقت حضرت محبوب الٰہی
نظام الدین اولیا بدایونی کی دعا کا اثر تھا آپ
اپنے پیر سے بدرجۂ اتم عقیدت رکھتے تھے اور
پیر بھی بدرجۂ غایت ان سے محبت کرتے تھے
پیار میں ان کو ترک اللہ کے نام سے پکارتے
تھے خسرو کو بدقسمتی سے ایسا زمانہ دیکھنا نصیب
ہوا جبکہ ہندوستان میں طوائف الملوکی
ہو رہی تھی جس کی وجہ سے وہ نہایت پژمردہ
رہتے تھے لیکن زندگی کے آخری ایام میں ان کو
غیاث الدین تغلق جیسے عادل بادشاہ کا
عہد دیکھنا نصیب ہوا جس کی خوبیوں کا ذکر
انھوں نے اپنے تغلق نامہ میں لکھا ہے ۹۹ کتابیں
آپ کی تصنیف سے کہی جاتی ہیں جن میں سے
زیادہ حصہ معدوم ہے۔ برج بھاشا میں بھی انھوں
نے بہت کچھ لکھا تھا جس کا اب نام ونشان
باقی نہیں آپ سنسکرت بھی جانتے تھے سرکار
نظام کی سرپرستی سے نواب اسحاق خاں سکریٹری علیگڈھ کالج
کے اہتمام سے اعلیٰ پیمانے پر ان کی تصنیفات
کا ایک خاص ایڈیشن سلسلۂ خسروی کے نام
سے شایع ہوا ہے چار کتابیں مع تنقید و تصحیح
کے طبع ہوئی ہیں خسرو کی جو تصنیفات
دست برد زمانے سے باقی رہ گئی ہیں ان کی
تفصیل یہ ہے:۔

تحفۃ الصغیر (دیوان) وسط الحیٰوۃ (دیوان)
غرۃ الکمال (دیوان) بقیہ نقیہ (دیوان)
ہشت بہشت (مثنوی) اسکندر نامہ یا آئینہ سکندری (مثنوی)
اعجاز خسروی نثر، مثنوی لیلی مجنوں مطلع الانوار
(مثنوی) قران السعدین۔ نُہ سپہر۔ نہایت الکمال
(دیوان) شیریں خسرو۔ تاج الفتوح۔ دول رانی خضر خاں
افضل الفوائد، تغلق نامہ۔ خزائن الفتوح۔ مناقب ہند
(تاریخ دہلی)

ان کے اشعار کی تعداد چار پانچ لاکھ بیان کی جاتی
ہے بہت سی پہیلیاں ان سے منسوب ہیں۔ فن
موسیقی میں بھی اچھا دخل تھا بہت سے گیت ان کی
ایجاد سے کہے جاتے ہیں بستار میں اکثر نئی
باتیں پیدا کیں قوالی کو ایک خاص قاعدے پر
قایم کیا اور اسی لیے آپ مشایخین کی مجلسوں
میں مفتاح السماع کے نام سے مشہور ہیں حضرت
امیر خسرو نے اپنے پیر کی وفات کے چھ ماہ بعد
ہی ستمبر سنہ ۱۳۲۵ء مطابق رمضان سنہ ۷۲۵ھ میں
انتقال کیا اور حضرت محبوب الٰہی کے مزار کے
قریب دفن ہوئے۔ ایک سو بہتر (۱۷۲) سال تک ان کا
کوئی مقبرہ تیار نہیں کیا گیا سنہ ۸۹۶ھ میں سب
سے پہلے مہدی خواجہ نے بعہد بابر بادشاہ
ان کی قبر پر عمارت تعمیر کرائی پھر جہانگیر کے عہد
میں محمد عماد حسن بن سلطان علی سبزواری نے
سنہ ۱۰۴۱ھ میں سنگ مرمر کا کتبہ قبر پر لگا دیا۔

خسرو پرویز ساسانی نسل سے ہرمز سوم بادشاہ ایران
کا بیٹا تھا سنہ ۵۹۱ء میں تخت فارس پر بیٹھا روما
کے بادشاہوں سے اس سے لڑائی ٹھنی رہی۔
دارا۔ اڈیسہ وغیرہ مقامات کو اس نے فتح کرلیا
شام فلسطین اور بیت المقدس پر بھی قبضہ کرلیا۔
۳۰ برس تک کامیابی کے ساتھ حکومت کی اس
کے پیشروؤں کو ایسی کامیابی کبھی نصیب نہیں ہوئی

آخر زمانے میں ہرقلس بادشاہ روم نے فارس پر حملہ کیا اور خسرو کی فوجوں کو شکست دی اِس کے تمام شاندار محل برباد کر دیئے خزانہ لوٹ لیا۔ اس واقعہ سے خسرو کی رعایا میں اس کی طرف سے بددلی پیدا ہو گئی وہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ اُن کے ملک کی بربادی کا باعث یہی ہے۔ رعایا نے اس کے خلاف ایک سازش کی اور اُس کو ایک تنگ و تاریک مکان میں قید کر دیا اس سازش میں اس کا بیٹا شیرویہ جو غیر نکاحی عورت کے بطن سے تھا شریک تھا خسرو کے ۱۸ بیٹے اس کے سامنے قتل کیئے گئے اور قید خانے میں کچھ دنوں زندہ رہ کر ۶۲۸ء میں اُس کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ اُس کی سلطنت کی مدت ۳۸ سال کہی جاتی ہے شیرویہ اس کا جانشین ہوا لیکن ۸ ماہ سے زیادہ اس کو سلطنت کرنا نصیب نہ ہوئی۔

خسرو سلطان سلطان جہانگیر کا سب سے بڑا بیٹا تھا ۱۵ اگست ۱۵۸۷ء مطابق رمضان ۹۹۵ھ میں بمقام لاہور پیدا ہوا اس کی ماں راجہ مان سنگھ پسر راجہ بھگوانداس کی دختر تھی جس نے خسرو کی ولادت کے بعد شاہ بیگم کا خطاب حاصل کیا تھا۔ وہ دکن میں بتاریخ ۱۶ جنوری ۱۶۲۲ء مطابق ۱۳ ربیع الاول ۱۰۳۱ھ ۳۶ سال کی عمر میں فوت ہوا اُس کے وفات کا مادہ [illegible] لایق" ہے جس سے ۱۰۳۱ھ نکلتے ہیں اس کی قبر بمقام الہ آباد خسرو باغ میں موجود ہے وہیں اس کی ماں شاہ بیگم مدفون ہے اس کے مقبرے پر فارسی قطعۂ تاریخ جس میں مادہ مذکور نظم کیا گیا ہے کندہ ہے۔

خسرو شاہ قدیم شاہان بدخشاں کی نسل سے تھا بابر شاہ نے تقریباً ۱۵۰۰ء میں شکست دے کر اس کے ملک پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کی حکومت اپنے چچا زاد بھائی خان مرزا کے حوالے کر دی۔

خسرو شاہ اصل نام نظام الدین تھا بہرام شاہ غزنوی کا پسر تھا ۱۱۵۲ء مطابق ۵۴۷ھ میں بمقام لاہور اپنے باپ کا جانشین ہوا اور سات سال حکومت کر کے ۱۱۶۰ء مطابق ۵۵۵ھ میں فوت ہوا اس کا بیٹا خسرو ملک اس کا جانشین ہوا۔ ملاحظہ ہو خسرو ملک بن خسرو شاہ۔

خسرو ملک سلطان محمد شاہ تغلق اول کا بہنوئی تھا سلطان فیروز شاہ جو محمد شاہ اول کے بعد تخت نشین ہوا اُس نے اس کے قتل کرنے کی سازش کی تھی لیکن داور ملک پسر خسرو ملک نے بادشاہ کو عین وقت پر خطرے سے آگاہ کر دیا اور اِس طرح اس کی جان بچ گئی۔

خسرو ملک بن خسرو شاہ خاندان غزنوی کا آخری بادشاہ تھا اپنے باپ کے مرنے کے بعد ۱۱۶۰ء مطابق ۵۵۵ھ میں لاہور میں تخت نشین ہوا اور ۱۱۸۶ء مطابق ۵۸۲ھ میں اس کو شہاب الدین غوری نے جو کہ اُس وقت غزنی کا حاکم تھا شکست دی اور اس کو قید کر کے اس کے بھائی غیاث الدین کے پاس فیروزکوہ بھیج دیا جہاں وہ چند سال کے بعد فوت ہو گیا۔

خضر خاں بقول مورخین طبقات محمود شاہی وغیرہ خاندان سادات سے تھا اس کا باپ ملک سلیمان ملتان کا گورنر تھا اپنے باپ کے مرنے کے پر وہ اس کا جانشین ہوا اس نے دولت خاں لودی کو ایک لڑائی میں شکست دے کر دہلی کے

تخت پر قبضہ کر لیا ۴ ہر جون ۱۴۱۴ء مطابق ۱۵ ربیع الاول ۸۱۷ھ کو بادشاہ ہوا لیکن اس نے اپنے آپ کو کبھی بادشاہ ہند کے لقب سے مخاطب کرنا پسند نہیں کیا کیونکہ وہ کہا کرتا تھا کہ شاہ رخ مرزا ابن امیر تیمور کی طرف سے وہ سلطنت کرتا ہو اُسی کے نام کا سکہ اس نے چلایا اور سات سال کے قریب حکومت کرنے کے بعد ۲۰ ہر جون ۱۴۲۱ء مطابق ۱۷ جمادی الاول ۸۲۴ھ کو راہی ملک عدم ہوا اس کا بیٹا مبارک شاہ جانشین ہوا اس خاندان کے بادشاہوں کی فہرست درج ذیل ہو:-

نام بادشاہ	تاریخ تخت نشینی
خضر خاں سید	۱۴۱۴ء مطابق ۸۱۷ھ
مبارک شاہ بن خضر خاں	۱۴۲۱ء مطابق ۸۲۴ھ
محمد شاہ بن فرید بن خضر	۱۴۳۴ء مطابق ۸۳۷ھ
علاء الدین بن محمد (جو سلطان بہلول لودی کو تخت سپرد کر کے بداؤں چلا آیا تھا)	۱۴۴۵ء مطابق ۸۴۹ھ

خضر خاں بن سلطان علاء الدین خلجی۔ یہ شاہزادہ دیول دیوی دختر رائے کرن راجہ گجرات پر عاشق ہو گیا تھا جس کے ساتھ اس کی شادی ہوئی تھی اس کا قصہ حضرت امیر خسرو نے اپنی کتاب خضر خاں دول رانی میں لکھا ہو (ملاحظہ ہو کولا دیوی)

خضر خاں خواجہ شاہان کاشغر کی اولاد سے ہو سلطان ہمایوں کی ملازمت میں تھا جس نے اس کے ساتھ اپنی بہن گلبدن کی شادی کر دی تھی اور بعدہٗ صوبہ داری بہار پر متعین رہا جہاں وہ تقریباً ۱۵۵۹ء مطابق ۹۶۶ھ میں فوت ہوا۔

خطابی ابو سلیمان حامد بن محمد کا لقب ہو جو کہ ایک مصنف تھا ۹۹۸ء مطابق ۳۸۸ھ میں فوت ہوا۔

خطائی شاہ اسمٰعیل صفوی اول کا تخلص تھا۔

خطیب شمس الدین محمد بن ابراہیم المالکی کا لقب تھا عام طور پر خطاب الوزیری کے نام سے مشہور ہو عربی کا بڑے پایہ کا مصنف ہو ۱۴۹۹ء مطابق ۹۰۵ھ میں فوت ہوا۔

خطیب بغدادی۔ حافظ احمد بن علی۔ آپ ایک بڑے عالم اور علم حدیث کے حافظ تھے آپ کی مصنفہ کتابوں کی تعداد ایک سو کے قریب ہو جو مختلف علوم میں ہیں صرف ایک بغداد کی تاریخ دس جلدوں میں لکھی ہو۔ تاریخ دمشق بھی آپ کی مشہور تصنیف ہو پیدائش ۱۰۰۲ء ۳۹۲ھ وفات ۱۰۷۱ء ۴۶۳ھ

خلیق میر مستحسن نام خلیق تخلص میر غلام حسن وطن دہلی۔ مصحفی کے شاگرد میر ضمیر اور مرزا فصیح مرثیہ گو کے ہمعصر تھے مرثیہ گوئی میں اعلیٰ درجے کی مشق تھی خوبی محاورہ اور لطف زبان ان کے یہاں خاص طور پر پایا جاتا ہو ۱۸۴۴ء کے قریب قبل غدر انتقال ہوا۔

خلیل مرزا محمد ابراہیم کا تخلص ہو خراسانی الاصل تھا اس کا لقب اصالت خاں تھا۔ عہد عالمگیری کے اُمرا میں داخل تھا پٹنے میں ۱۶۹۰ء مطابق ۱۱۰۱ھ میں زندہ تھا۔

خلیل ابن اسحاق "مختصر" کا مصنف تھا جو فقہ مالکی کی ایک مستند کتاب سمجھی جاتی ہو اس کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں مسٹر پیرن (Mr Perron) نے کیا ہو جو ۱۸۴۹ء میں شائع ہوا۔

خلیل اللہ خاں اصالت خاں میر بخشی کا بھائی

تھا عمدۃ الملک خطاب تھا شاہجہاں کے اُمرا میں داخل تھا ۱۶۵۳ء مطابق ۱۰۶۳ھ میں دلی کا گورنر مقرر ہوا عہد عالمگیری کے پہلے سال میں (۱۶۵۸ء مطابق ۱۰۶۹ھ) منصب شش ہزاری عطا ہوا۔ ۱۱ فروری ۱۶۶۳ء مطابق ۲ رجب ۱۰۷۳ھ کو وفات پائی۔

خلیل اللہ مرزا (ملاحظہ ہو خلیل سلطان)

خلیل بن احمد البصری بڑا عالم تھا بیان کیا جاتا ہے کہ وہ پہلا شخص تھا جس نے علم عروض کے قواعد لکھے تھے اکثر کتابوں کا مصنف ہے تقریباً ۱۷۰ھ میں فوت ہوا۔

خلیل خاں دربار شاہجہانی کا پنج ہزاری منصب دار تھا لیکن بہت بد مزاج تھا یہی شخص تھا جس نے عالمگیر کو اس کے باپ شاہجہاں کے قید کرنے کی ترغیب دی تھی آگرے میں لب جمنا اس نے ایک بہت عمدہ مکان تعمیر کرایا تھا جس کے کچھ نشانات اب تک پائے جاتے ہیں۔

خلیل سلطان مرزا خلیل اور خلیل اللہ بھی مشہور ہے میران شاہ کا پسر اور امیر تیمور کا پوتا تھا امیر تیمور کی وفات پر وہ مع فوج کے سمرقند میں موجود تھا اسی وجہ سے ارکین سلطنت نے اس کو سمرقند کے تخت پر بٹھایا پورے چار برس بھی سلطنت نہ کرنے پایا تھا کہ اُنھیں لوگوں نے جو اُس کی تخت نشینی کا باعث ہوئے تھے اس کو معزول کرکے کاشغر میں قید کر دیا۔ یہ واقعہ ۱۴۰۹ء مطابق ۸۱۱ھ کا ہے اُس کی معزولی کی وجہ یہ تھی کہ وہ باوجود اپنی علمی قابلیت کے ایک طوائف شاد الملک نامی پر فریفتہ ہو گیا تھا اس طوائف سے اسکی فریفتگی اس درجہ بڑھ گئی تھی کہ اُس نے اُس کو امور سلطنت سے غافل بنا دیا تھا قید ہو جانے پر بجائے اس کے کہ وہ دشمن کا مقابلہ کرکے حصول سلطنت کی کوشش کرتا اپنی تقدیر پر قانع رہ کر جیل خانے میں رہنے لگا یہاں اُس کو شعر و سخن کا شغلہ رہتا تھا۔ اپنی محبوبہ شاد الملک کی یاد میں محو تھا اسی عنوان پر اشعار کہتا تھا اُس کا چچا مرزا شاہ رُخ سمرقند کا بادشاہ ہوا تو اُس نے رَی۔ قم۔ ہمدان کی حکومت خلیل کو عطا کی مزید براں اُس کی معشوقہ شاد الملک کو اُس کے حوالے کر دیا ابھی اس انقلاب کو ڈھائی سال نہ گزرنے پائے تھے کہ ۶ نومبر ۱۴۱۱ء مطابق ۱۸ رجب ۸۱۴ھ کو پیغام اجل آ پہنچا اور ۲۸ سال کی عمر میں راہی ملک عدم ہو گیا شاد الملک نے اس موقع پر اپنی سچی محبت کا ثبوت دیا اور اپنے سینے میں خنجر مار کر اپنی زندگی کا خاتمہ کر دیا دونوں عاشق و معشوق ایک مقبرے میں جو شہر رے میں موجود ہے دفن ہوئے۔

خلیل سلطان بن شیخ ابراہیم شروانی وہ پندرھویں صدی عیسوی کے شروع میں شروان پر حکمران تھا

خلیل مولینا ایک ایرانی شاعر تھا جو شاہ طہماسپ صفوی کے عہد میں گزرا ہے ۱۵۳۹ء مطابق ۹۴۶ھ تک حیات تھا۔

خنسا عمرو بن العاص کی بیٹی قبیلہ بنی سلیم سے عرب کی بہترین شاعرہ گزری ہیں جریر شاعر کا قول ہے کہ اگر خنساء کے اشعار عربی ادب میں موجود نہ ہوتے تو عرب کا بہترین شاعر میں ہوتا خنسا کا دیوان آج تک اہل ادب میں مقبول ہے اُن کی پیدائش ہجرت سے تقریباً ۴۴ سال قبل ہوئی وہ آنحضرت صلعم پر ایمان لائی تھیں آپ حضرت عائشہ کی خدمت

میں اکثر حاضر ہوکرتی تھیں اور وہ اُن کے اشعار سُن کر خوش ہوتی تھیں جنگ قادسیہ سنہ ۱۴ھ میں جو ایرانیوں اور مسلمانوں سے ہوئی تھیں وہ مع اپنے چار بیٹوں کے موجود تھیں اپنی ماں کی ہمت افزا تقریر سُنکر چاروں فرماں بردار بیٹوں نے اس جنگ میں حصہ لیا اور شہید ہوئے۔ بی بی خنسار نے سنہ ۲۴ھ میں ۸۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔

خنگ سوار (ملاحظہ ہو سید حسین خنگ سوار)

خواجہ کرمانی ملاحظہ ہو خواجہ کرماتی

خواجہ ابراہیم حسین (ملاحظہ ہو ابراہیم خواجہ)

خواجہ پارسا محمد بن محمد حافظ بخاری کا لقب ہی جو کتاب نفضل الکتاب فی المحاضرات کا مصنف ہی اس کتاب میں مشہور شیوخ نقشبندی کا تذکرہ ہی اُس کی تصنیف سے چند اور کتابیں بھی ہیں اس نے شاہ رخ مرزا کا زمانہ پایا تھا سنہ ۱۴۱۹ء مطابق سنہ ۸۲۲ھ میں فوت ہوا۔

خواجہ جہاں ملک سرور کا لقب ہی شاہی خاندان جونپور کا بانی تھا مختلف بادشاہ جنھوں نے صوبجات جونپور وانتر آباد (وہ ممالک جو کہ دہلی سے جانب جنوب دریائے گنگا و جمنا کے درمیان واقع ہیں) میں حکومت کی ہی۔ تاریخ مبارک شاہی سے ظاہر ہوتا ہی کہ سلطان محمد شاہ بن فیروز شاہ تغلق شاہ دہلی نے اپنے ایک خواجہ سرا ملک سرور کو اپنا وزیر اعظم مقرر کیا تھا اور اُس کو خواجہ جہاں کے نام سے سرفراز کیا تھا محمد شاہ کی وفات کے بعد سنہ ۱۳۹۴ء مطابق سنہ ۷۹۶ھ میں سلطان محمود شاہ تغلق کے تخت نشین ہونے پر خواجہ جہاں شرقی صوبجات یعنی قنوج و اودھ وکڑا و جونپور کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ جونپور کو اُس نے اپنا پایۂ تخت مقرر کیا۔ محمود شاہ کی حکومت میں چند اندرونی معاملات کی وجہ سے ابتری تھی خواجہ جہاں نے اُن واقعات سے فائدہ اُٹھاکر اور سلطنت کی کمزوری دیکھ کر ملک الشرق کا لقب اختیار کیا اور جونپور میں ایک خود مختار سلطنت قایم کی اور سنہ ۱۳۹۹ء مطابق سنہ ۸۰۲ھ میں چھ سال مختصر حکومت کرنے کے بعد فوت ہوا اس کا جانشین اُس کا پسر متبنیٰ واصل یا قرنفل ہوا جس نے مبارک شاہ شرقی کا لقب اختیار کیا اور سنہ ۱۴۰۲ء مطابق سنہ ۸۰۴ھ میں فوت ہوا۔ اُس کے بعد اُس کا بھائی ابراہیم شاہ شرقی اُس کا جانشین ہوا اور تقریباً سنہ ۱۴۴۰ء مطابق سنہ ۸۴۴ھ میں ۴۰ سال سے زیادہ حکومت کرنے کے بعد فوت ہوا اُس کا جانشین سلطان محمود شاہ شرقی ہوا جو سنہ ۱۴۵۷ء مطابق سنہ ۸۶۱ھ میں فوت ہوا اور سلطنت پر اپنے پسر محمد شاہ کو اپنا جانشین چھوڑا جو ایک لڑائی میں تقریباً سنہ ۱۴۵۸ء مطابق سنہ ۸۶۲ھ یا سنہ ۸۶۳ھ میں فوت ہوا اور اُس کا بھائی حسین شاہ اس کا جانشین ہوا حسین شاہ نے بہلول لودی بادشاہ دہلی سے بہت سی لڑائیاں لڑیں اور آخر کار سلطان علاء الدین بادشاہ بنگال کے دربار میں پناہ لینے کے واسطے مجبور ہوا اور وہیں وہ سنہ ۱۴۹۹ء مطابق سنہ ۹۰۵ھ میں فوت ہوا۔ جونپور میں چند مسجدیں افغانی عمارات کے نمونے کی بنی ہوئی ابتک اس خاندان کے بادشاہوں کی یاد دلاتی ہیں جن کے تفصیلی حالات مع فوٹو انگریزی کتاب شرقی مانو منٹس میں جو سنہ ۱۹۲۲ء میں شایع ہوئی خانبہادر مولوی فصیح الدین بدایونی نے لکھے ہیں۔

خواجہ حسن صدر نظامی کتاب تاج المآثر کا مصنف

تھا جو اس نے سلطان قطب الدین ایبک شاہ دہلی
کے نام پر ۱۲۰۶ء مطابق ۶۰۲ھ میں معنون
کی تھی۔

خواجہ حسین ثنائی بن غیاث الدین ایران کا
صاحب دیوان شاعر تھا اکبر کے وقت میں
ہندوستان آیا ۱۵۸۸ء مطابق ۹۹۶ھ
میں وفات پائی۔

خواجہ حسین سنائی مشہدی وہ اور اس کا
باپ سلطان ابراہیم مرزا کے وقت میں تھے
ان دونوں پر سلطان کی خاص نظر عنایت تھی
اس نے گیارھویں صدی ہجری کا زمانہ پایا
تھا ایک قصیدہ اور مثنوی "سد سکندر" اس کی
تصنیف سے مشہور ہیں

خواجہ حسین مروی مرو واقع ایران کا رہنے والا
ایک اچھا شاعر تھا شاہنشاہ اکبر کے عہد میں
ہندوستان آیا اور بادشاہ کے حکم سے اس نے
سنگھاسن بتیسی کا فارسی ترجمہ کیا جس کو نامکمل چھوڑا
صاحب دیوان تھا۔

خواجہ رستم خریانی ملاحظہ ہو رستم بسطامی خواجہ

خواجہ زکریا بن خواجہ محمد یحییٰ سلطان جہانگیر کے عہد میں
ایک سردار تھا۔

خواجہ زین العابدین بن علی عبدی بیگ نویدی شیرازی بہت عرصے تک سلطنت ایران
کا مستوفی (سکریٹری آف اسٹیٹ) تھا۔ شاعر بھی تھا
شاعری کی ایک خاص صنف مثنوی میں ید طولیٰ
رکھتا تھا اس نے نظامی کے طرز پر دو خمسے بھی
لکھے ہیں نویدی تخلص تھا اس کے تین دیوان
ہیں پہلے کا نام "غرائے غرہ" ہے دیوانوں کے علاوہ
جام جمشید وغیرہ اور کتب بھی اس کی تصنیف سے
باقی ہیں اردبیل میں ۱۵۸۰ء مطابق ۹۸۸ھ
میں فوت ہوا۔

خواجہ عماد (ملاحظہ ہو عماد فقیہ)

خواجہ کرمانی کرمان کا رہنے والا فارسی کا مشہور
شاعر تھا ملک الفضلا کے لقب سے مشہور تھا خواجو
تخلص تھا سعدی شیرازی کا ہمعصر اور شیخ
علاء الدین سمنانی کا مرید تھا گوہرنامہ اسی کی تصنیف
سے ہے ایک کتاب "ہمائے ہمایوں" بھی اسی کی
تصنیف ہے کہا جاتا ہے کہ بیس ہزار شعر لکھے ہیں
۱۳۴۲ء مطابق ۷۴۲ھ کے بعد جو گوہرنامہ
کی تاریخ تصنیف ہے فوت ہوا۔

خواجہ محمد اکرم (ملاحظہ ہو عبدالصمد خواجہ)

خواجہ محمد باقی (ملاحظہ ہو محمد باقی خواجہ)

خواجہ محمد مقیم (ملاحظہ ہو نظام الدین احمد)

خواجہ مسعود ایک شاعر تھا جو ۱۱۳۱ء مطابق ۵۲۵ھ
میں فوت ہوا۔ فارسی اور عربی دیوان چھوڑا۔
بقول بیل وہ سب سے پہلا مسلمان شاعر تھا
جس نے اس زمانے کی ہندی زبان میں شعر
کہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہندی کا دیوان بھی اس نے
مرتب کیا تھا جو اب معدوم ہے اس شاعر کا
زمانہ حضرت امیر خسرو کے زمانے سے تقریباً
سو برس پہلے گزرا ہے اس زمانے کے کسی
مسلمان شاعر کے ہندی کلام کا تاریخ سے
پتا نہیں چلتا۔

خواجہ مسعود کن کے مشہور خاندان سے ایران کا
مشہور شاعر تھا مثنوی کے لکھنے میں اس کو خاص
طور پر امتیاز حاصل تھا اس نے یوسف زلیخا
کا قصہ اپنی ایک مثنوی میں نظم کیا ہے سلطان حسین مرزا
کے زمانے میں وہ ہرات بلالیا گیا تھا تاکہ

وہ اس زمانے کے واقعات کو نظم میں لکھے ہیں نے اس کام کو شروع کر دیا تھا اور نہایت فصاحت کے ساتھ وہ تمام واقعات کو جو اس کو بتائے گئے تھے نظم کرنا شروع کر دیئے تھے بارہ ہزار اشعار لکھ چکا تھا کہ پیغامِ اجل آپہنچا اور یہ کام ناتمام رہ گیا اس کی بہت سی نظمیں مشہور ہیں جن میں آفتاب و ماہتاب کا مباحثہ اور قلم و تلوار کا مکالمہ قابل تعریف ہیں سنہ ۱۴۴۱ء مطابق ۸۴۵ھ میں وہ زندہ تھا۔

خواجہ مسعود دہلی (ملاحظہ ہو مسعود خواجہ)

خواجہ منصور شیرازی شاہ منصور کے نام سے بھی مشہور ہے عمدہ محاسب تھا شاہنشاہ اکبر کا دیوان تھا آخر میں وزارت کے عہدے پر مامور ہوا راجہ ٹوڈرمل و بیربل وغیرہ نے اس پر خیانت کا الزام لگایا تھا جس کی وجہ اس نے یہ بیان کی تھی کہ وہ ان کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آیا کرتا تھا لیکن اس کا یہ عذر سماعت نہ ہوا اور وہ قید کر دیا گیا بعدہٗ یہ ظاہر ہونے پر کہ وہ بادشاہ کے سوتیلے بھائی مرزا محمد حکیم سے خط و کتابت رکھتا ہے بتاریخ ۲۰ فروری سنہ ۱۵۸۱ء مطابق ۳ محرم ۹۸۹ھ قتل کر دیا گیا۔

خواجہ منصور قرابوقہ طوسی طوس واقع خراسان کا ایک شاعر تھا جو شاہ رخ مرزا کے عہد میں گزرا ہے اور سنہ ۱۴۰۵ء مطابق ۸۰۸ھ میں فوت ہوا۔

خواجہ ناصر ایک شاعر تھا جو سلمان ساوجی کا معاصر تھا۔

خواجہ نصیر مصنف کتاب بستان الکریم و اوصاف الاشراف

خواجہ نظام الملک سلطان الپ ارسلان کا وزیر تھا (ملاحظہ ہو نظام الملک)

خواجہ وفا شاہجہاں کا خواجہ سرا تھا۔

خواص خاں سلطان سلیم شاہ کا امیر تھا بہادری اور فنون جنگ میں ممتاز تھا نہایت فیاض طبع واقع ہوا تھا سلیم شاہ اور اس کے بھائی عادل شاہ کی خانہ جنگیوں میں عادل شاہ کی طرف سے ہمیشہ بادشاہ کے مقابلے میں پیش پیش رہتا تھا بادشاہ اس کے قتل کی فکر میں تھا وہ جان بچا کر بھاگا بھاگا پھرتا تھا آخرش تاج خاں صوبہ دار سنبھل کے پاس جا کر پناہ لی لیکن اس نے دغا دی اور بادشاہ کو خوش کرنے کی غرض سے سنہ ۱۵۵۱ء مطابق ۹۵۸ھ کے قریب اس کو قتل کر دیا اور لاش کو دہلی بادشاہ کے پاس روانہ کیا ہیں دفن ہوا آج تک اس کی قبر زیارتگاہ عوام ہے۔

خواص خاں دربار جہانگیری کے ایک امیر کا خطاب تھا جو قنوج کا جاگیردار تھا سنہ ۱۶۲۰ء میں بمقام قنوج فوت ہوا۔

خوب اللہ (شاہ) الہ آبادی۔ اصل نام محمد یحیٰی برادرزادہ و داماد و خلیفہ شیخ محمد افضل الہ آبادی تیرہ سال کی عمر میں علوم متعاولہ سے فراغت حاصل کی اور اپنے مرشد کے بعد سلسلہ ارشاد جاری رکھا۔ ۱۱ جمادی الاول سنہ ۱۱۴۴ھ مطابق سنہ ۱۷۳۱ء میں انتقال کیا۔ بہت سی کتابیں اور رسالے تصنیف کیے جن میں سے القول الصحیح القول الصحیح فی صلوٰۃ التسبیح و الکلام المفید فیما یتعلق بالشیخ والمرید بضاعۃ المرجان۔ خلاصۃ الاعمال وغیرہ اور ایک کتاب موسومہ اظہار حقیقت تصوف میں مشہور ہیں جو چار جلدوں میں ختم ہوئی ہے۔

خوب میاں شیخ حسام الدین نام ۱۵۳۹ء میں بمقام احمد آباد گجرات پیدا ہوئے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل اپنے والد ماجد سے کی۔ حج و زیارت سے مشرف ہوئے سفر حجاز میں بہت کچھ خرق عادات ظاہر ہوئے۔ آپ کے مریدین و معتقدین کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ خلق اللہ کی تعلیم و تربیت آپ کا مشغلہ تھا۔ مستجاب الدعوات تھے ۷ ذی قعدہ ۱۰۲۳ھ مطابق ۱۶۱۴ء بروز پنجشنبہ احمد آباد گجرات میں دنیا سے رحلت فرمائی خانقاہ محلہ شادیور میں آپکا مزار احمد آباد میں ہے

خورسندی بخارا کا ایک شاعر تھا اس نے مختصر مصنفہ احمد منصوری کی شرح موسومہ کنز الغرائب نظم میں لکھی تھی یہ نظم ذو بحرین ہے۔

خورم بخت بن مرزا جہاندار شاہ بن شاہ عالم بادشاہ دہلی۔

خورم مرزا بادشاہ شاہجہاں کا نام ہے جو بحالت شاہزادگی تخت نشینی سے پیشتر رکھا گیا تھا (ملاحظہ ہو شاہجہاں)

خوشحال چند کسی زمانے میں شاہ عالمگیر کے شاہی دربار کا دیوان تھا ۱۱۶۰ھ اس کی تاریخ وفات ہے اس کی وفات کے بعد اس کی جگہ اُس کے بیٹے کو ملی تاریخ نادر الزمانی خوشحال چند کی بہترین تصنیف

خوشگو امر سنگھ بنارسی کا تخلص ہے (ملاحظہ ہو امر سنگھ)

خوشگو بندرابن کا تخلص ہے جو بنارس کا باشندہ تھا یہ ایک تذکرے کا مصنف ہے جس کا تاریخی نام سفینۂ خوشگو ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۱۴۷ھ میں یہ کتاب تصنیف ہوئی۔

خوش وقت رائے مہاراجہ رنجیت سنگھ اور گورنمنٹ انگریزی کے باہم ۱۸۰۹ء میں عہدنامہ تکمیل ہو جانے کے بعد کئی سال تک امرتسر میں بحیثیت خفیہ نویس اور ایجنٹ انگریزی کے رہا اس کی تاریخ وفات متحقق نہیں۔

خولہ حضرت ضرار کی بہن تھیں اور بھائی بہن میں حد درجہ کی محبت تھی شام اور مصر کی لڑائیوں میں یہ دونوں بہن بھائی شریک رہے ہیں۔

خوندامیر مشہور امیر خاوند شاہ مصنف روضۃ الصفا کا بیٹا اس کا پورا نام غیاث الدین محمد بن حمید الدین خوندامیر ہے بمقام ہرات ۱۴۷۵ء مطابق ۸۸۰ھ میں پیدا ہوا روضۃ الصفا کی ساتویں جلد لکھ کر اُس نے اپنے والد امیر خاوند شاہ کی مشہور تاریخ کی تکمیل کی اور خود اس تاریخ کا خلاصہ ۱۴۹۸ء مطابق ۹۰۴ھ میں خلاصۃ الاخبار کے نام سے لکھا اور اُس کو اپنے مربی علی شیر کے نام پر معنون کیا حبیب السیر مآثر الملوک اخبار الاخیار دستور الوزرا مکارم الاخلاق منتخب تاریخ وصاف غرائب الاسرار اور جواہر الاخبار اس کی مشہور تصانیف ہیں ۱۵۲۷ء مطابق ۹۳۳ھ میں ہرات میں بدامنی پیدا ہو جانے کے سبب اس نے ترک وطن کیا اور اسی سلسلہ میں اپنے دوست مولینا شہاب الدین اور مرزا ابراہیم قانونی کے ہمراہ ۱۹ ستمبر ۱۵۲۸ء مطابق ۴ محرم ۹۳۵ھ کو ہندوستان پہنچا اور دار السلطنت آگرہ میں شاہنشاہ ہندوستان بابر شاہ کی حضوری نصیب ہوئی دربار شاہی سے انعام و اکرام عطا ہوئے اور مصاحبت شاہی میں رہنے کا حکم ملا جب شاہنشاہ بابر بنگال کی مہم پر گیا خوندامیر ہمرکاب تھا بابر کی وفات کے بعد

ہمایوں کے دربار میں بھی وہ معزز و مفتخر رہا اس کے زمانے میں اُس نے قانون ہمایونی ترتیب دیا جس کا ذکر ابوالفضل نے اکبر نامہ میں کیا ہے۔ جبکہ ہمایوں بہادر شاہ گجراتی کے تعاقب میں قلعہ مندیں سے مانڈو گیا وہ اس کے ہمراہ رکاب تھا اسی سفر میں ۹۴۲ھ ۱۵۳۵ء میں فوت ہوگیا اس کی وصیت کے مطابق لاش کو دہلی لاکر حضرت نظام الدین اولیا کی درگاہ میں حضرت امیر خسرو کے قریب دفن کیا گیا۔

خیال میر محمد تقی مصنف کتاب بوستان خیال کا تخلص ہے ۱۱۷۶ھ مطابق ۱۱ھ میں فوت ہوا۔

ردیف (د)

داتا گنج بخش لاہوری اصل نام علی مخدوم حسنی سید تھے نہایت متقی اور باخدا تھے علوم ظاہری و باطنی میں کامل تھے۔ شیخ ابوالفضل بن حسن ختلی کے مرید تھے۔ اکثر علماء کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ بالآخر بایمائے مرشد غزنی سے لاہور آئے اور روز و شب تعلیم و تلقین میں مصروف رہے۔ اکثر تصانیف ان سے یادگار ہیں از انجملہ "کشف المحجوب" زیادہ مشہور ہے ۴۶۵ھ میں انتقال کیا اور لاہور میں دفن ہوئے۔

دادابھائی نوروزجی بمبئی کے مشہور پارسی "بزرگ ہند" کے خطاب سے مشہور۔ ۴ ستمبر ۱۸۲۵ء کو پیدا ہوئے اخیر عمر تک سیاسیات میں مصروف رہے ۱۸۹۲ء میں ہاؤس آف کامنس لندن کے ممبر مقرر ہوئے اسی وجہ سے انگلستان میں مقیم رہتے تھے مگر اپنی حفظ صحت کے خیال سے بارہ برس سے پھر ہندوستان میں اقامت اختیار کرلی تھی۔ یہ مذہبی اعتبار سے مجوسی تھے لیکن ہندوستان کی ہر قوم کے پورے ہمدرد اور سچے خادم تھے ان کو مسلمانوں کے فارسی لٹریچر سے خاص ذوق تھا انھیں کی تحریک سے مسٹر کے نریمان جی (آثار عجم کے نامور محقق) نے قدیم عربی تاریخ حمزہ اصفہانی پر ایک مبسوط و مستقل ریویو لکھا۔ اس محب وطن نے ۳۰ جون ۱۹۱۷ء کو انتقال کیا۔ اور یکم جولائی ۱۹۱۷ء کو نہایت دھوم دھام سے رسوم جنازہ ادا کرنے کے بعد مذہبی قانون کے مطابق ان کی نعش کو دخمے کے حوالے کر دیا[1]۔

داداقلندر کوہستان بابا بودن جس کا مہابھارت میں ذکر ہے ریاست میسور کے مغرب میں واقع ہے۔ یہ کوہستان قہوہ کی کاشت کے لئے مشہور ہے۔ یہاں سے تیس میل تک پختہ سڑک پر موٹر جاتے ہیں چکما گانور اس جگہ کا صدر مقام ہے۔ خاص مقام کا نام بابا بودن ٹپا ہے۔ وہاں ایک غار ہے۔ غار کے خاتمے پر ایک چھوٹا سا سوراخ ہے ہندو کہتے ہیں یہاں سے گرو دتری کاشی کو گئے تھے۔ مسلمان کہتے ہیں کہ دادا قلندر یہاں سے مکہ معظمہ کو گئے تھے اور مکہ سے قہوہ کے بیج لاکر بوئے اور اب وہ ضلع تمام قہوہ کی کاشت کے لئے

[1] دخمہ پارسیوں کا گورستان ہے

مشہور ہے۔ اسی جگہ داؤد قلندر کا انتقال ہوا اور
اپنے خلیفہ کو جانشین کیا۔ سال میں متفرق طور پر
دو دو تین تین بار تقریباً تیس ہزار زائر آتے
ہیں۔ تین دن کھانا درگاہ سے ملتا ہے مہاراجہ
میسور کو اس جگہ سے خاص عقیدت ہے سالانہ
کثیر رقم خزانے سے مقرر ہے۔ مہاراجہ بھی چند بار
آئے ہیں۔ اور ان کے بزرگ بھی آیا کرتے تھے

دارا یا داراب ثانی فارس کے کیانی خاندان کا
آٹھواں بادشاہ ملکہ ہمائی کا بیٹا تھا باپ کے
مرنے پر فارس کے تخت پر بیٹھا اس نے بارہ
سال حکومت کی۔ اس کے زمانے میں چند
لڑائیاں ہوئیں جن میں سب سے زیادہ مشہور
مقدونیہ کی لڑائی ہے جو فیلقوس بادشاہ مقدونیہ
سے ہوئی تھی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا دارا
یا داراب سوم بادشاہ ہوا۔

دارا یا داراب سوم کیانی خاندان کا نواں بادشاہ
تھا جو اپنے باپ دارا دوم کے بعد بادشاہ
ہوا۔ حضرت عیسیٰ سے ۳۳۰ سال پہلے مقدونیہ
کے بادشاہ سکندر اعظم کے مقابلے میں شکست
کھائی اور قتل ہوا۔

داراب خاں معروف بہ مرزا داراب عبدالرحیم خاں
خان خاناں کا دوسرا لڑکا تھا وہ اپنے بڑے
بھائی شہنواز خاں کی وفات کے بعد ۱۶۱۶ء میں
دربار جہانگیری میں پنج ہزاری کا منصب دار
اور احمد نگر برار کا گورنر ہوا۔ کچھ عرصے تک بنگال
کا گورنر بھی رہا۔ جب داراب خاں دکن کو واپس
آیا تو بادشاہ کسی وجہ سے اس درجہ ناراض ہوگیا
کہ مہابت خاں کو اس کے قتل کا حکم دیا۔ چنانچہ
مہابت خاں نے ۱۶۲۵ء میں داراب خاں
کا سر جدا کر کے حضور شاہ روانہ کر دیا۔

داراب خاں شہنشاہ عالمگیر کے دربار کا ایک
مشہور سردار ممتاز خاں سبزواری کا لڑکا تھا
۲۴ رجون ۱۶۷۹ء مطابق ۲۵ رجمادی الاول
۱۰۹۰ھ کو انتقال کیا۔

داراشکوہ شاہجہاں بادشاہ کا سب سے بڑا بیٹا
ممتاز محل کے بطن سے تھا۔ تاریخ پیدائش
۲۰ رمارچ ۱۶۱۵ء مطابق ۲۹ رصفر ۱۰۲۴ھ ہے
بادشاہ نے جشن قمری میں اس کو شاہ بلند اقبال
کا خطاب دیا تھا یہ خطاب عام طور پر نہیں دیا
جاتا تھا۔ اس سے پہلے صرف جہانگیر نے شاہجہاں
کو دیا تھا۔ شاہجہاں جب بیماری کی حالت میں
اکبرآباد سے شاہجہاں آباد کو بغرض تبدیل
آب و ہوا روانہ ہوا۔ راستے میں اورنگ زیب
کی فتح اور راجہ جسونت سنگھ کی شکست کی خبر سنکر
پھر اکبرآباد واپس ہوگیا۔ یہاں آکر داراشکوہ
نے اورنگ زیب سے جو حصول سلطنت میں
اس کا رقیب تھا جنگ کی تیاری شروع کی
سب سے زیادہ اورنگ زیب کو اشتعال دلانے
والا کام اس نے یہ کیا کہ معظم خاں کے بیٹے
محمد امین خاں کو جو اورنگ زیب کا معتمد علیہ تھا
قید کر لیا۔ پھر دریائے چنبل پر اورنگ زیب
کے لشکر کے روکنے کے لیئے فوج بھیجی۔ دریا کو
عبور کرکے اکبرآباد کے قریب فریقین کے لشکر
صف آرا ہوئے داراشکوہ نے شکست پائی
اور دہلی کی طرف بھاگ گیا وہاں سے لاہور
چلا گیا۔ یہاں سے ملتان پہنچا۔ اورنگ زیب
کی فوج برابر اس کی تلاش میں معروف تھی
اس لیئے وہ جان بچا کر ملتان سے بھی فرار ہوگیا

اور عرصے تک جا بجا چھپا چھپا پھرتا رہا۔ آخر مرتبہ درۂ کوہ اجمیر کے متصل لشکر شاہی سے مقابلہ ہوا دارا شکوہ نے پھر شکست کھائی اور احمد آباد کو فرار ہو گیا اور وہاں اپنے رفقا کو برگشتہ دیکھ کر پرگنہ کری میں کانجی کولی اپنے پرانے رفیق کے پاس چلا گیا اور یہاں بھی کامیابی نہ دیکھ کر سندہ کی طرف گیا وہاں سے ایران جانے کے ارادے سے قندھار کو روانہ ہوا۔ ملک جیون جس کے یہاں دارا شکوہ مہمان ہوا تھا ایران تک اُس کے ہمراہ جانے پر راضی تھا لیکن سرانجام سفر کے بہانے سے اپنے بھائی کو چھوڑ کر راستے سے چلا آیا۔ اُس کے بھائی نے اپنی فوج لیکر دارا شکوہ اور اُس کے بیٹے سپہر شکوہ کو بیخبری میں گرفتار کر لیا۔ اور اورنگ زیب کے پاس بھیج دیا۔ بادشاہ کے حکم سے تمام دار الخلافت میں ہاتھی پر بٹھا کر دونوں باپ بیٹوں کی تشہیر کی گئی شادیانے بجے ملک جیون خاں کو خطاب و انعام ملا۔ دارا شکوہ اور اُس کے لڑکے کو پرانی دہلی کی عمارت خواص پورہ میں مقید کر دیا گیا۔ تھوڑے دنوں بعد ۹ ر اگست سنہ ۱۶۵۹ع مطابق ۲۱ ر ذی الحجہ سنہ ۱۰۶۹ھ کو اس بنیاد پر کہ اُس نے دائرۂ شریعت سے باہر قدم رکھا تھا اور تصوف کو بدنام کیا تھا۔ دارا شکوہ کو قتل کرا دیا وہ ہمایوں کے مقبرے میں دفن ہوا اور اُس کا لڑکا سپہر شکوہ گوالیار کے قید خانے میں بھیج دیا گیا۔ دارا شکوہ فقیر دوست میاں میر کا مرید تھا اُس نے کتاب سفینۃ الاولیا لکھی ہے جس میں حضور سرور کائنات کی سوانح عمری کا خلاصہ ہے۔ دوسری کتاب اُس کی مصنفہ مجمع البحرین مشہور ہے جس میں اُس نے مذہب ہنود و اسلام کو ایک ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور جا بجا آیات قرآنی سے حوالہ دیا ہے۔ اپنے اسی مقصد کے پورا کرنے کے لیے سنہ ۱۶۵۶ع میں اُس نے ایک سنسکرت کتاب موسومہ اپنکھٹ (उपनखट) کا ترجمہ فارسی میں کرایا جس کا نام سر الاسرار رکھا۔ اس کتاب کے ترجمے پر اُس پر کفر کا الزام لگایا گیا بہت سی فارسی کتابیں اس کی تصنیف سے ہیں قادری تخلص تھا۔

دارقطنی (ملاحظہ ہو ابوالحسین علی بن عمر)

دارمی عبد الرحمٰن سمرقندی کا لڑکا تھا۔ اور مسند دارمی کا مصنف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام ابو محمد عبد اللہ الدارمی تھا اس نے سنہ ۸۶۹ع میں انتقال کیا۔

داعی نظام الدین محمد داعی نام شاہ نعمت اللہ ولی کا مرید ایک دیوان کا مصنف ہے جو سنہ ۱۴۶۰ع کی تصنیف ہے۔

داعی اللہ (شاہ) شاہ نعمت اللہ ولی کے مرید تھے شاعر بھی تھے معرفت اور تصوف میں اشعار لکھے تھے۔ ان کا مزار شیراز میں بارگاہ خاص و عام ہے۔

داغ نواب مرزا خان صاحب نام داغ تخلص دہلی کے باشندے اور ذوق کے شاگرد رشید تھے سنہ ۱۸۳۱ع مطابق ۱۲ ر ذی الحجہ سنہ ۱۲۴۶ھ کو پیدا ہوئے۔ غدر کے بعد رامپور اور آخر زمانہ یعنی سنہ ۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ع میں حیدر آباد گئے اور سلطان دکن نظام الملک آصف جاہ میر محبوب علی خاں خلد اللہ ملکہ کا شرف اُستادی حاصل ہوا۔

سلطان الشعرا بلبل ہندوستان جہاں استاد ناظم یار جنگ۔ دبیر الدولہ فصیح الملک کے خطابات پائے۔ بعارضہ فالج ۱۳ر ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۵ر فروری ۱۹۰۵ء کو انتقال کیا اور حیدرآباد میں دفن ہوئے۔ ان کا کلام ہندوستان میں مقبول اور زبان زد خاص و عام ہے۔ نہایت عام فہم اور سادہ زبان بندش چست۔ ان کے تلامذہ کی تعداد کئی ہزار ہے (نواب میرزا داغ) سے تاریخ وفات نکلتی ہے۔ ان کے چار دیوان اور ایک مثنوی مطبوعہ موجود ہے۔

داغستانی یہ فارس کے شہر داغستان کا ایک مشہور شاعر ہوا ہے جو تذکرہ ریاض الشعرا کا مصنف ہے۔

دانش یہ مرزا رضی کا تخلص ہے جو ۱۰۷۶ھ مطابق ۱۶۶۵ء میں فوت ہوا۔

دانشمند خاں محمد شفیع یا ملا شفیع اصلی نام ہے ایک ایرانی سوداگر تھا۔ جو تجارت کے واسطے ۱۶۴۶ء میں سورت آیا۔ شاہجہاں نے اس کو دربار میں طلب کیا اور سہ ہزاری منصب عطا کیا دانشمند خاں کا خطاب پایا عالمگیر کے زمانے میں پنج ہزاری کے مرتبے تک پہنچا بعدہٗ شاہجہان آباد کا صوبہ دار ہوا۔ اور وہیں ۱۶۷۰ء میں انتقال کیا۔

دانشمند خاں اس کا اصلی نام مرزا محمد اور تخلص عالی تھا (ملاحظہ ہو نعمت خان عالی)

دانیال مرزا سلطان دانیال بادشاہ اکبر کا تیسرا لڑکا تھا اور راجہ بہاری مل کچھواہا کی لڑکی کے بطن سے ۱۰ر دسمبر ۱۵۷۲ء کو بمقام اجمیر پیدا ہوا ایک مشہور درویش شیخ دانیال کے نسبت سے اس کا نام دانیال رکھا گیا۔ اپنے بھائی سلطان مراد کے انتقال کے بعد اکبر نے اس کو ایک تربیت یافتہ فوج دے کر نظام شاہی سلطنت کے فتح کرنے کے واسطے دکن کو روانہ کیا چنانچہ احمد نگر ۱۶۰۰ء میں فتح ہو گیا لیکن دانیال کی کثرت شراب خواری نے اس کی صحت کو خراب کر دیا تھا ۸ر اپریل ۱۶۰۵ء مطابق یکم ذی الحجہ ۱۰۱۳ھ بعمر ۳۳ سال برہان پور میں اس نے انتقال کیا۔ اس واقعہ سے اکبر کو سخت صدمہ ہوا۔ اور اس کا اثر اس کی تندرستی پر پڑنے لگا۔ اور تھوڑے ہی عرصے کے بعد وہ بھی اس دنیا سے چل بسا۔ بعض مورخوں کا قول ہے کہ شہزادۂ دانیال ۱۶۰۵ء میں اپنے باپ سے چھ مہینے پہلے راہی ملک عدم ہوا۔

داؤد سترھویں صدی عیسوی میں احمد آباد (گجرات) کا دھنا تھا۔ اس نے راجپوتانہ میں ایک مذہبی فرقے کی بنیاد ڈالی جس کو کبیر کی تعلیم کی شاخ کہا جا سکتا ہے اس نے بتوں کی پرستش اور مندروں کے دستور پر بڑا اعتراض کیا اور صرف زبان سے رام رام کہنا پوجا کے لیے کافی سمجھا۔ اکثر کتابیں اس کی تصنیف سے اب تک مشرقی راجپوتانے میں موجود ہیں۔

داور بخش سلطان اس کا عرف مرزا بلاقی تھا سلطان خسرو کا لڑکا جہانگیر کا پوتا تھا۔ نور جہاں نے اس کو شہریار کے پاس نظر بند کر دیا تھا جہانگیر کے مرنے کے بعد کشمیر سے لاہور جاتے ہوئے راستے میں ۱۶۲۷ء میں فوت ہوا آصف خاں نے جو مستقل طور پر شاہجہاں کو بادشاہ بنانے کا حامی تھا برائے نام داور بخش کو بادشاہ بنا لیا تھا

شہریار بھی بادشاہی کا دعویدار تھا۔ اس وجہ سے داور بخش اور شہریار کے لشکروں میں لڑائی ہوئی شاہجہاں کے بادشاہ ہو جانے پر خود بلاقی اور اُس کا بھائی گرشاسپ شہریار و شہزادہ دانیال کے دونوں بیٹے بادشاہ کے حکم سے ۲۵ر جمادی الاول ۱۰۳۷ھ مطابق ۱۶۲۸ء کو قتل کر دیے گئے۔

داؤد بیدری ملا بیدر واقع دکن کا باشندہ تھا بارہ سال کی عمر تک سلطان محمد شاہ بہمنی اول والی دکن کا مصاحب رہا تحفۃ السلاطین اسی کی تصنیف سے ہی۔

داؤد خاں پنی ایک پٹھان سردار تھا اس کے وقت میں اس کی بہادری کا تمام ملک میں شہرہ تھا۔ ابتک دکن میں اُس کی یاد کہانیوں اور کہاوتوں میں زندہ ہی اس نے بہت دنوں تک اورنگ زیب کی خدمت کی۔ جب شہزادہ بہادر شاہ نے دکن واپس ہونے کے وقت امیر الامرا ذوالفقار خاں کو دہلی سے بلا کر دکن میں گورنر مقرر کیا تھا تو داؤد خاں کو اس کا نائب مقرر کر دیا تھا فرخ سیر کے عہد میں بھی داؤد خاں زندہ تھا امیر الامرا حسین علی سے جب فرخ سیر ناراض ہوا تو داؤد خاں بادشاہی حکم سے خفیہ طور پر اس کے قتل پر مامور ہوا۔ دکن کو جاتے ہوئے جب امیر الامرا برہان پور پہنچا تو داؤد خاں نے اسے وہیں جالیا۔ امیر الامرا نے اس کا مقابلہ کیا اور دونوں طرف سے خوب تلوار چلی۔ داؤد خاں کے سینے میں زخم کاری لگا جس سے وہ جاں بر نہ ہوسکا۔ یہ واقعہ ۱۷۱۵ء میں گزرا ہی۔

داؤد خاں روہیلہ ملک افغانستان کے شرقی حصے کا جس کو روہ کہتے ہیں رہنے والا ایک سردار تھا اسی نسبت سے وہ تاریخ میں داؤد خاں روہلہ کے نام سے مشہور ہی اورنگ زیب کی وفات کے تیرہ برس کے بعد سلطنت مغلیہ کے زوال کے آثار نمایاں ہوگئے تھے ۱۷۲۰ء میں وہ ملک کیٹھر میں جس کو اب روہیلکھنڈ کہتے ہیں آیا ایک دوسرا سردار بشارت خاں بھی اس کے ہمراہ تھا جس نے بریلی کے قریب بشارت گنج کو آباد کیا ان سرداروں کا مقصد فوجی ملازمت میں داخل ہو کر ہندوستان کی مقامی جنگوں میں حصہ لینا تھا۔ داؤد خاں نے بادشاہ دہلی کی رفاقت میں مرہٹوں کو شکست دی بادشاہ کی طرف سے موضع شاہی ضلع بریلی میں اور ستاسی ضلع بدایوں میں بطور جاگیر دیا گیا ۱۷۱۹ء کمایوں کے راجہ نے دھوکے سے قتل کرا دیا نواب علی محمد خاں جانشین ہوئے

داؤد خاں فاروقی اپنے بھائی میراں غنی کے مرنے کے بعد خاندیش کے تخت پر ستمبر ۱۵۰۳ء میں بیٹھا ۱۵۱۰ء تک حکومت کی عادل خاں فاروقی ثانی اس کا جانشین ہوا۔

داؤد خاں قریشی بھیکن خاں کا لڑکا تھا عالمگیر بادشاہ کے دربار میں اس کو پنج ہزاری منصب حاصل تھا ۱۶۵۹ء میں الہ آباد کا گورنر مقرر رہا۔

داؤد شاہ سلیمان قرانی کا سب سے چھوٹا لڑکا تھا اپنے بڑے بھائی بایزید کے مرجانے پر ۱۵۷۲ء میں بنگال کا بادشاہ ہوا۔ یہ شہزادہ نفسانی خواہشوں کا غلام تھا۔ اس کے مصاحب بد اندیش اور بدچلن

تھے جنھوں نے اس کو سلطنت مغلیہ پر حملہ آور
ہونے کی ترغیب دی۔ چنانچہ منعم خاں خانخاناں
سے جو اُس وقت جونپور کا گورنر تھا۔ نوک جھونک
رہی آخرکار لڑائی کی نوبت پہنچی گورنر کی مدد کو شہنشاہ
اکبر کی فوجیں آگئیں۔ اس معاملے میں سنہ ۱۵۷۵ء
میں داؤد شاہ نے شکست پائی وہ کٹک کی
سرحد میں پناہ گزیں ہوا۔ اس لڑائی کا خاتمہ
صلح پر ہوگیا جس میں کٹک اور اڑیسہ داؤد شاہ
کو دیئے گئے اور بنگال کے دوسرے صوبے
مغلیہ سلطنت میں شامل کرلیے گئے۔ جب منعم خاں
لکھنوتی میں اسی سال مرگیا تو داؤد خاں نے
پھر بنگال پر قبضہ کرلیا۔ خان جہاں ترکمان جو
اس صوبہ کا گورنر مقرر ہوا تھا سخت لڑائی کے
بعد صوبہ پر قابض ہوا۔ اور داؤد شاہ قید
ہوکر شہنشاہ اکبر کے روبرو بغاوت کے الزام
میں قتل کردیا گیا۔ اس صورت سے بنگال مستقلاً
اکبر کے قبضہ میں آیا اور مشرقی خودمختار سلطنت
کا خاتمہ ہوا۔

داؤد شاہ بہمنی سلطان علاء الدین حسین کا بیٹا تھا۔
سنہ ۱۳۷۸ء میں اپنے بھتیجے مجاہد شاہ کو قتل کرکے
دکن کے تخت پر بیٹھا لیکن خود بھی اسی سال
میں گلبرگہ کی مسجد میں مارا گیا۔ اور اپنے بھائی
محمود شاہ اول کو اپنا جانشین چھوڑا۔

داؤد شاہ گجراتی اپنے بھتیجے قطب شاہ کے مرنے
پر سنہ ۱۴۵۹ء میں گجرات کا بادشاہ ہوا۔ ۷ سال
حکومت کرنے کے بعد رعایا نے اُس کو معزول
کرکے اُس کے دوسرے بھتیجے محمود شاہ کو
تخت پر بٹھا دیا۔

داؤد طائی ایک مسلمان حکیم تھا۔ اس نے ۲۰ سال تک
ابوحنیفہ کی خدمت کی پھر حبیب راعی کی شاگردی
کا شرف حاصل تھا۔ وہ فضیل ایاز ابراہیم ادہم اور
معروف کرخی کا ہمعصر تھا۔ المنصور کے جانشین
المہدی کے زمانے میں سنہ ۷۸۲ء میں انتقال کیا

داؤد قیصری (شیخ) شرح حدیث الاربعین کا مصنف
ہے سنہ ۱۳۵۰ء میں انتقال کیا۔

داہان اس کا اصلی نام ابو محمد سعید بن مبارک
یا جیسا کہ عام طور سے مشہور ہے ابن داہان
البغدادی تھا۔ صرف و نحو عربی میں اعلیٰ درجے
کی مہارت رکھتا تھا۔ عربی و فارسی میں شعر بھی
کہتا تھا ۱۱۷۳ء ۵۶۹ھ میں انتقال کیا۔

دبیر مرزا سلامت علی نام وطن آبائی دہلی تھا۔ لکھنؤ میں
عمر گزاری اور میر انیس کے مدمقابل رہے ان کے
مرثیوں کی بھی شہرت میر صاحب سے کم نہیں ہوئی
حقیقتہً یہ دونوں اس فن خاص میں آفتاب و
ماہتاب تھے۔ ان کے مرثیوں کی کئی جلدیں طبع
ہوچکی ہیں مجموعہ رباعیات بھی چھپ چکا ہے۔ ۲۹
محرم سنہ ۱۲۹۲ھ مطابق سنہ ۱۸۷۵ء میں بمقام لکھنؤ انتقال کیا۔

دبیر الدولہ امین الملک خواجہ فریدالدین احمد کا
نام مصلح جنگ کا خطاب تھا۔ سنہ ۱۱۶۱ھ مطابق
سنہ ۱۷۴۸ء میں پیدا ہوئے ان کے دادا خواجہ
عبدالعزیز کشمیر سے بطریق تجارت دہلی میں آکر
آباد ہوئے۔ اول مدرسۂ عالیہ کلکتہ میں بعہدہ
سپرنٹنڈنٹی ان کا تقرر ہوا۔ سنہ ۱۸۰۲ء میں بمقام
بمبئی اتفاقاً حاجی محمد خلیل خاں سفیر ایران انگریزی
کے مارے جانے پر ان کی جگہ سنہ ۱۸۰۵ء میں
دبیر الدولہ کو سفارت ایران پر بھیجا گیا۔ سنہ ۱۸۱۰ء
میں اکبر شاہ ثانی کی وزارت پر تقرر ہوا۔ وزارت
سے مستعفی ہونے کے بعد مہاراجہ رنجیت سنگھ نے

اپنا وزیر مقرر کرکے بلا لیا لیکن اُنھوں نے انکار کر دیا ۱۴ر محرم ۱۲۴۲ھ مطابق ۱۸۲۶ء کو انتقال کیا۔ دبیر الدولہ نہ صرف سیاسی مدبر تھے بلکہ انھیں متفرق علوم بالتخصیص ریاضیات سے نہایت شوق تھا علم ہیئت اور آلات رصد کے متعلق کئی رسالے بھی تصنیف کیئے تھے جو غدر ۱۸۵۷ء میں ضایع ہوگئے۔ سر سید احمد خاں مرحوم نے جو ان کے نواسے تھے ان کی ایک لائف لکھی ہی جو سیرت فریدیہ کے نام سے ۱۸۵۶ء میں شایع ہوئی ہی۔

درد (میر) خواجہ محمد میر دہلوی کا تخلص ہی جو کہ خواجہ میر ناصر عندلیب کے فرزند میر اور سودا کے ہمعصر اپنے زمانے کے ملک الشعرا تھے حضرت شاہ عالم ثانی کئی مرتبہ اُن کے مکان پر گئے اول اول یہ فوج میں نوکر تھے لیکن اپنے باپ خواجہ ناصر کی صلاح سے نوکری چھوڑ دی اور عابدانہ زندگی بسر کی۔ شیخ گلشن یعنی شیخ سعد اللہ کے مرید تھے اہل دل اور صاحب درد تھے ایک رسالہ واردات تصوف میں تصنیف کیا۔ ۳۰ر جنوری ۱۷۸۵ء مطابق ۲۴ر صفر ۱۱۹۹ھ یوم جمعہ کو انتقال کیا۔ "حیف دنیا سے سدھارا وہ خدا کا محبوب" سے تاریخ وفات نکلتی ہی۔ مذکورہ ذیل کتابیں بھی انھیں کی تصنیف سے ہیں۔ نالۂ درد۔ آہ سرد۔ درد دل۔ شمع محفل۔ علم الکتاب۔

دردمند محمد تقی دہلوی کا تخلص ہی جو مرزا جان جاناں کے مرید تھے انھوں نے ساقی نامہ اور ایک دیوان تصنیف کیا ہی۔ مرشد آباد میں ۱۱۷۶ء میں انتقال کیا۔

درگا داس باپ کا نام شیو شنکر داس ہی سفینۂ عشرت ایک فارسی تذکرہ کا مصنف ہی ۱۱۷۵ھ مطابق ۱۷۶۱ء میں یہ تذکرہ تالیف ہوا عجب نہیں کہ یہ حزیں کا شاگرد ہو۔

درگاوتی (رانی) چتور کے رانا کی بیٹی اور راجہ نرسنگھ راجپوت حکمراں قلعہ رائے سین (بھوپال) کی بی بی تھی سلطان بہادر گجراتی نے اس خبر سے مشتعل ہو کر کہ راجہ نے کئی سو مسلمان عورتیں لونڈیاں بنا رکھی ہیں ۹۳۲ھ ۱۵۲۶ء میں ایک جرار فوج کے ساتھ چتور پر حملہ کیا۔ راجہ نے مع اپنے چھوٹے بیٹے لچھمن سنگھ سپہ سالار کے مقابلہ کیا۔ چار روز کی جنگ کے بعد دونوں اسیر سلطانی ہوگئے۔ مگر رانی درگاوتی نے رات کو مع ایک ہزار مسلح عورتوں کے بے خبر سلطان پر شبخوں مار کر دونوں قیدیوں کو چھڑا لیا سلطان گجرات کی طرف چلا گیا۔ اور تھوڑے دنوں بعد پھر ایک بڑی فوج کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ راجپوتوں نے مجبوراً صلح چاہی سلطان نے اسلام قبول کرنے کی شرط پیش کی راجپوتوں نے ایک ماہ کی مہلت در پردہ اس اُمید پر لی کہ چتور سے کمک مل جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس مرتبہ کی جنگ میں راجہ مع دونوں بیٹوں کے مارا گیا۔ اب رانی مذکورہ چار سو عورتوں کی معیت میں قلعہ سے باہر آکر لڑنے لگی اور سلطانی فوج کو شکست دے کر تینوں لاشیں قلعہ میں لے آئی اور اپنی دونوں بہوؤں کو ساتھ لیکر بارود کے فرش پر بیٹھی اور ایک آن واحد میں آگ لگا کر جل گئی۔

درگاوتی (رانی) راجہ مہوبا کی بیٹی تھی جو اپنے

حسن و جمال کی وجہ سے شہرۂ آفاق تھی۔ دلپت ساہ راجہ گڑھ منڈل سے یہ رانی شادی کرنا چاہتی تھی۔ دلپت ساہ بھی بہت حسین و خوبصورت تھا۔ درگاوتی کا باپ اس رشتے پر رضامند نہ تھا۔ دلپت ساہ نے فوج جمع کرکے درگاوتی کے باپ پر حملہ کیا اور اُس پر غلبہ حاصل کرکے رانی کو زبردستی اپنے ملک کو لے گیا۔ اس رانی سے شادی کرنے کے چار سال بعد راجہ دلپت مرگیا۔ اور ایک لڑکا بیر نراین تین سال کا چھوڑا۔ راج کا انتظام رانی کو اپنے ہاتھ میں لینا پڑا اُس نے نہایت قابلیت اور دانشمندی سے حکومت کی۔ رعایا کو بہت عزیز رکھتی تھی۔ بہت سے چاہ، مندر، دھرم شالے بنوائے یہ شہنشاہ اکبر کا زمانہ تھا۔ بادشاہی فوج نے کل شمالی ہندوستان فتح کرلیا تھا آصف خاں کو جو الہ آباد کا گورنر تھا گڑھ منڈل کے فتح کرنے کا خیال پیدا ہوا اُس نے ۱۵۶۴ء میں چھ ہزار سوار اور بارہ ہزار پیدل فوج لیکر حملہ کردیا۔ رانی کو جب خبر ہوئی اُس نے ۵ ہزار فوج اور دو ہزار ہاتھی لیکر فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لی اور نہایت دلیری سے مقابلہ کیا بہت سے مجادلہ و مقاتلہ کے بعد رانی کی آنکھ میں ایک تیر لگا اور اُس کا نوجوان اکلوتا بیٹا بھی شدید زخمی ہوا۔ اسی اثنار میں جب ایک دوسرا تیر رانی کی گردن میں آلگا تو اُس نے یہ سمجھ کر کہ اب میری فوج کے قدم اکھڑ گئے اپنے مہابت سے خنجر لیکر اپنے پہلو میں مار لیا آصف خاں نے یہ معلوم کرکے اس کے قلعہ کا محاصرہ کرلیا (محاصرے میں یہ شہزادہ مارا گیا)

عورتیں بے عزتی کے خیال سے جلتی ہوئی آگ میں گر کر خاک سیاہ ہوگئیں۔ ضلع جبلپور میں سنگ مرمر کی چٹانیں اور ایک عالی شان محل جس کو مدن محل کہتے ہیں رانی درگاوتی کی یادگاریں ابتک باقی ہیں یہ وہی عمارت ہے جو صرف ایک سنگین ستون پر تعمیر کی گئی ہے۔

دریا خاں روہیلہ شاہزادہ شاہجہاں کی ملازمت میں داخل تھا۔ جب شاہجہاں بادشاہ ہوا تو دریا خاں کو پنج ہزاری منصب مرحمت فرمایا لیکن کچھ عرصے کے بعد اس نے بادشاہ سے بغاوت اختیار کی۔ راجہ ججھر سنگھ سے اُس سے مقابلہ ہوا اس لڑائی میں دریا خاں مع اپنے ایک لڑکے کے اور ۴۰۰ افغان کے سنہ ۱۶۳۰ء میں مارا گیا اور اس کا سر شاہجہاں کے پاس بھیجدیا گیا۔

دریا عماد شاہ علاء الدین عماد شاہ کا لڑکا تھا۔ باپ کے بعد سنہ ۱۵۰۴ء میں برار کا بادشاہ ہوا ۱۵۴۲ء میں اس نے اپنی بہن ربیعہ کی شادی ابراہیم عادل کے ساتھ بڑی دھوم سے کی اور ۱۵۵۸ء میں اپنی لڑکی کی شادی حسین نظام شاہ سے کی اور آخری وقت تک نہایت امن و امان سے حکومت کی اور مرنے کے بعد تخت اپنے لڑکے برہان شاہ عماد کے لیے چھوڑا۔

داور خاں داور خاں مالوے کے مسلمان بادشاہوں کے خاندان کا بانی تھا۔ مالوے کی سلطنت کے بارے میں ہندو تاریخیں راجہ بکرماجیت تک کے زمانے کا حال بیان کرتی ہیں جس کی تخت نشینی سے ایک دوسرا سن حضرت عیسیٰ سے ۵۰ سال پہلے شروع ہوتا ہے اس کے بعد

راجہ بھوج تخت نشین ہوا۔ دہلی کے بادشاہ غیاث الدین بلبن کے زمانے میں سنہ ۱۳۱۰ء میں مسلمانوں نے پہلی مرتبہ مالوے پر حملہ کرکے فتح کرلیا اور محمد شاہ تغلق دوم کے زمانے تک یعنی سنہ ۱۳۸۰ء تک ان کے قبضے میں رہا۔ اس وقت دلاور خاں جوکہ ماں کے رشتے سے شہاب الدین غوری کی اولاد میں تھا۔ محمد تغلق کی تخت نشینی سے پہلے مالوے کا گورنر مقرر ہوا۔ اور رفتہ رفتہ خود مختار ہوگیا۔ سنہ ۱۳۹۸ء میں جب محمود شاہ دہلی امیر تیمور کے خوف سے بھاگا تو گجرات ہوتا ہوا مالوے آیا اور وہاں تین سال قیام کیا۔ اس کے بعد سنہ ۱۴۰۱ء میں وہ عمائد دہلی کی رائے سے مالوہ چھوڑ کر پھر دہلی کے تخت پر بیٹھا۔ تھوڑے عرصے کے بعد دلاور خاں خود مختار ہوگیا اور اپنی سلطنت جاگیروں میں منقسم کرکے اپنے درباریوں کو دیدی اور دھار اپنا پایۂ تخت مقرر کیا۔ اس نے صرف چند سال سلطنت کی سنہ ۱۴۰۵ء میں مرگیا اور اپنے بیٹے الپ خاں کو تخت کا وارث چھوڑا۔ جو بعد میں سلطان ہوشنگ شاہ کے لقب سے بادشاہ ہوا۔ دلاور خاں کے علاوہ دس مسلمان بادشاہ اس خاندان کے اور ہوئے آخر شہنشاہ اکبر کے زمانے میں ملک مالوہ کو سلطنت مغلیہ میں شامل کرلیا گیا اور اس طرح اس چھوٹی سی خود مختار سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔ اس خاندان کے بادشاہوں کی فہرست بالترتیب ذیل میں درج ہے:-

۱۔ دلاور خاں غوری
۲۔ ہوشنگ شاہ پسر دلاور خاں۔
۳۔ سلطان محمد شاہ۔
۴۔ سلطان محمود اول خلجی اعظم پسر ملک مغاث
۵۔ غیاث الدین خلجی۔
۶۔ ناصر الدین۔
۷۔ محمود دوم
۸۔ بہادر شاہ بادشاہ گجرات
۹۔ قادر شاہ
۱۰۔ شجاع خاں
۱۱۔ باز بہادر پسر شجاع خاں۔

دلپت رائے مخاطب بہ راؤ دلپت سنگھ احمد آباد گجرات میں پیدا ہوا۔ جہاں اس کا باپ گلاب رائے متصدی تھا۔ دلپت رائے عربی۔ فارسی سنسکرت پراکرت اور بھاشا زبانوں میں کامل دستگاہ رکھتا تھا، ۵ برس کی عمر میں جے نگر (جے پور) آیا اور مہاراجہ مادھو سنگھ کے حکم سے ایک کتاب (فصاحت مقال) لکھنی شروع کی جس کو سنہ ۱۱۸۱ھ میں راجہ کے مرنے کے بعد تکمیل کو پہنچا سکا۔

دلدار آغا دلدار آغا بادشاہ بابر کی بیوی اور مرزا ہندال کی ماں تھی۔

دلدار علی (سید مولوی) مجتہد الشیعہ لکھنوی۔ ابن مولوی سید معین الدین بن سید عبد الہادی رضوی۔ پیدایش سنہ ۱۱۶۶ھ مطابق سنہ ۱۷۵۲ء بمقام قصبہ جائس یا نصیر آباد ضلع رائے بریلی یہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے اہل تشیع ہندوستان کے اندر اجتہاد کا دعویٰ کیا۔ اور جمعہ و جماعت کو اس مذہب میں قایم کردیا۔ فضلائے ہندوستان سے تحصیل علم کرنے کے بعد کربلائے معلی اور مشہد مقدس میں علوم فقہ و حدیث و اصول پڑھے

اور مطالب مذہبی کی تعلیم میں کوشش کی ۱۲۳۷ھ ۱۸۲۱ء
میں ایک مسجد بھی بنوائی۔ بالآخر افسوس ہے شب
ماہ رجب ۱۲۳۳ھ بمقام لکھنؤ وفات پائی اور
مقبرہ حسینیہ میں دفن کیے گئے۔ کتب ذیل ان کی
تصنیف سے ہیں۔ اساس الاصول۔ مواعظ حسنہ
عماد الاسلام پانچ جلدوں میں شہاب ثاقب
حسام الاسلام احیاء السنۃ رسالہ جمعہ۔ رسالہ
ذوالفقار وغیرہ وغیرہ

دلشاد خاتون یہ امیر چوبان کے فرزند امیر دمشق
کی لڑکی تھی اور سلطان ابوسعید خاں سے اس کی
شادی ہوئی تھی۔ امیر حسن بزرگ نے ۱۳۳۶ء
میں سلطان کے مرنے کے بعد بغداد فتح کرلیا اور
دلشاد خاتون سے شادی کرلی لیکن سلطنت
کی باگ خاتون ہی کے ہاتھ میں رہی۔

دلیپ سنگھ رانی چندکنور کا لڑکا تھا ۱۸۴۳ء میں
پنجاب کا راجہ ہوا۔ لیکن لارڈ ڈلہوزی نے
اس کو ۱۸۴۹ء میں معزول کرکے انگلستان
بھیجدیا وہاں جاکر مذہب عیسوی اختیار کرلیا
اور ایک مصری عیسائی عورت سے شادی کرلی
جس سے اولاد بھی پیدا ہوئی۔ چند سال تک
انگلستان میں عیسائی رہنے کے بعد گورنمنٹ
سے چند شکایات کا اظہار کرنے کے لیے ہندوستان
کو روانہ ہوگیا لیکن ہندوستان پہنچنے سے
قبل ہی عدن سے واپس کردیا گیا یورپ پہنچکر
فرار ہوگیا ۱۸۹۳ء میں وائنا کے ایک
ہوٹل میں فوت ہوگیا۔

دلیر خاں بہادر خاں روہیلے کا چھوٹا بھائی داؤدزئی
قبیلے کا افغان تھا اس کا اصلی نام جلال خاں
تھا۔ اور عالمگیر کے سپہ سالاروں میں سب سے
زیادہ بہادر اور لائق خیال کیا جاتا تھا۔ وہ
پانچ ہزار کا منصب دار تھا ۱۶۸۳ء میں
دکن میں انتقال کیا۔

دلیر خاں یہ عبدالکریم کے لڑکے عبدالرؤف
کا خطاب ہے جوکہ پہلے بیجاپور کے دربار میں
ملازم تھا۔ جب بیجاپور فتح ہوا تو عبدالرؤف عالمگیر
سے مل گیا جس کے صلے میں دلیر خاں کا خطاب
اور سات ہزار کا منصب حاصل کیا۔ بہادر شاہ
کے زمانے میں دکن میں جہاں اس کو جاگیریں
مل گئی تھیں فوت ہوا۔

دلیر ہمت خاں (ملاحظہ ہو مظفر جنگ)

دمشقی فارس کا ایک مشہور شاعر گزرا ہے اس کا نام
محمد دمشقی تھا اور فضل بن یحییٰ کے دربار کا مشہور
شاعر تھا۔

دَوَانی اس کا اصلی نام جلال الدین محمد اسعد الدوانی
تھا۔ سعد الدین اسعد الدوانی کا لڑکا تھا سلطان
ابوسعید کے زمانے میں ایک مشہور فلاسفر
گزرا ہے ۱۵۰۱ء میں فوت ہوا۔ اس نے شرح
ہیاکل۔ اثبات واجب۔ رسالہ زورا۔ حاشیہ
انوار شافعیہ۔ شرح عقائد تصنیف کی ہیں۔
اور شرح تجرید پر حاشیے لکھے ہیں۔ اخلاق جلالی
جو فارسی کی مشہور اخلاقی کتاب ہے۔ اسی مصنف
کی مترجمہ ہے سب سے پہلے یہ کتاب کتاب الطہارت
کے نام سے عربی میں بویہ خاندان کی حکومت
میں لکھی گئی تھی سب سے پہلا ترجمہ اس کتاب
کا ابونصر نے کیا تھا جو اخلاق ناصری کے
نام سے رائج ہے ۱۸۳۹ء میں بمقام لندن اس کا
انگریزی ترجمہ بھی شایع ہوچکا ہے۔

دوپیازہ (مُلا) عبدالمومن نام۔ ولی محمد کا بیٹا اور

اکبر بادشاہ کا جلیس خاص تھا۔ بذلہ سنجی اور لطیفہ گوئی میں نہایت مشاق تھا۔ راجہ بیربل اس کا ہمعصر تھا۔ ان دونوں کی نوک جھونک کے اکثر لطیفے زبان زد عام ہیں۔ فارسی میں بھی سخن آرائی کی اور ابوالفضل سے اصلاح لی آخر عمر میں قصبہ ہنڈیا ضلع الہ آباد پہنچا لوگوں سے بستی کا نام پوچھا کسی نے کہا ہنڈیا کہا کہ دو پیازہ اب ہنڈیا میں آکر کہاں جائے آخر وہیں وفات پائی اور دفن ہوا" اتراک عالمگیری" جو ترکی زبان کا ایک لغت ہے اس نے تصنیف کی مُلاّ کے لطائف مشہور ہیں۔ جو زبان فارسی چھپ چکے ہیں۔ اس کا اصلی وطن متھرا تھا مدت تک وہاں رہا اور ہندی زبان میں دوہے لکھے جو اکثر فقیروں کو یاد ہیں۔

دوسا بھائی پیٹیل مس ڈاکٹر بمبئی کی رہنے والی اول پارسی خاتون ہے جو ۱۹۰۶ء میں بغرض طبی تعلیم کے لندن گئی ۱۹۱۰ء میں کالج کا آخری امتحان پاس کیا ۱۹۱۲ء میں ایم ڈی کا ڈپلومہ حاصل کرکے بمبئی واپس آئی وہیں مطب کرتی ہے۔

دوست علی۔۔ ارکاٹ کے نواب مرتضیٰ خاں کا رشتہ دار تھا۔ اسی کی سرکردگی میں چاندا صاحب نے ترچناپلی پر قبضہ کیا صفدر علی اس کا جانشین ہوا۔ صفدر علی کو پہلے مرتضیٰ خاں نے زہر دلوایا لیکن وہ اُس سے جانبر ہوگیا۔ اس کے بعد ایک پٹھان کے ہاتھ سے مرتضیٰ خاں نے اُس کو قتل کرا دیا۔ رعایا میں مرتضیٰ خاں کے خلاف ایک جوش پیدا ہوگیا۔ مرتضیٰ خاں تاب مقاومت نہ لاکر زنانہ بھیس میں اپنے قلعہ ویلور کو بھاگ گیا۔

دوست محمد خاں احمد شاہ درانی کے خاندان کی حکومت کے بعد کابل میں حکمراں ہوا۔ فتح خاں کا جو محمود شاہ ہرات کا مشہور وزیر تھا بھائی تھا۔ دوست محمد خاں افغانستان میں بارک زئی خاندان کا ایک بڑا با اثر سردار تھا اور ۱۸۴۳ء سے پہلے کابل کا بادشاہ بن چکا تھا۔ اس نے اپنے عہد حکومت میں سلطنت روس سے برٹش کے خلاف تعلقات پیدا کیے اس لیے ۱۲۵۵ھ ۱۸۳۹ء میں انگریزی فوج نے اُس کو معزول کرکے شاہ شجاع امیر سابق کو تخت نشین کر دیا ۱۲۵۶ھ ۱۸۴۱ء میں افغانوں نے بلوہ کرکے بہت سے انگریزی افسروں سپاہیوں عورتوں اور بچوں کو قتل کر ڈالا۔ جو انگریزی افسر باقی تھے اُنھوں نے افغانوں کے ساتھ معاہدہ کیا کہ وہ اس شرط پر افغانستان سے فوجیں ہٹا لینگے کہ اگر وہ راستے میں اُن کی حفاظت اور رسد رسانی کا ذمہ لیں۔ چنانچہ ۶ جنوری ۱۸۴۲ء کو انگریز کابل سے واپس ہوئے لیکن کمی خوراک اور سردی کی شدت سے راستے میں بہت سی جانیں ضائع ہوئیں۔ افغانوں نے نہ صرف رسد رسانی اور حفاظت میں پہلو تہی کی بلکہ بار بار موقع پاکر چھاپے مارے۔ اس پر جنرل پولاک نے کابل پر مکرر فوج کشی کی۔ اور اس طرح سے مشہور جنگ افغانستان چھڑ گئی انگریزوں نے کابل کو زیر کر لیا۔ لیکن شاہ شجاع جس کو انگریزوں نے تخت پر بٹھایا تھا باغیوں کے ہاتھ سے مارا جا چکا تھا اُس کی بجائے دوست محمد خاں کو امیر بنایا گیا۔ اُس نے اپنی وفات تک حکومت کی ۱۲۷۹ھ ۱۸۶۳ء میں انتقال کیا اور اُس کا بیٹا

شیر علی خاں جانشین ہوا۔

دوست محمد خاں (سردار) بانیٔ ریاست بھوپال ایک عالی خاندان پٹھان تھا۔ ۱۱۰۸ھ مطابق ۱۶۹۶ء میں ہندوستان آیا اور شہنشاہ اورنگ زیب کی ماتحتی میں رہ کر جنگی شہرت حاصل کی جس کے صلے میں صوبہ دار مقرر ہوا۔ اور وہ صوبہ اس وقت قلمرو بھوپال کا ایک حصہ تھا۔ شہنشاہ اورنگ زیب کی وفات کے بعد سلطنت میں جو ابتری اور فسادات برپا ہوئے اُن سے فائدہ اُٹھا کر دوست محمد نے بھوپال میں اپنی علیحدہ خود مختاری قایم کر لی۔ دوست محمد خاں نہ صرف قوی چست و چالاک اور بہادر سپاہی تھا بلکہ وہ نہایت ذہین اور امور نظام ملکی سے پورے طور پر واقف تھا۔ ۱۱۳۹ھ مطابق ۱۷۲۶ء میں اس کا انتقال ہوا اور وہ اپنے لڑکے کو ایک ایسے ملک کی حکومت کے لیے جس کا انتظام اُس وقت نہایت عمدہ حالت میں تھا اپنا جانشین چھوڑ گیا۔

دولت خاں لودی یہ وہ شخص ہے جس نے بابر کو ہندوستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دی تھی۔ وہ ایک مشہور شاعر اور عالم تھا بابر کے دہلی فتح کرنے سے تھوڑے عرصے پہلے ۱۵۲۶ء میں فوت ہوا۔

دولت خاں لودی ساہو خیل خاں جہاں لودی کا باپ تھا۔ اس نے مرزا عزیز کوکا عبدالرحیم خاں خاناں اور شہزادہ دانیال کی کئی سال خدمت کی اور دو ہزار کا منصبدار ہوا۔ وہ دکن میں سنہ ۱۶۰۰ء میں مر گیا۔

دولت رائے منشی دولت رائے کایستھ عادل خاں

المتوفی ۱۲۲۴ھ ۱۸۰۹ء بانیٔ ریاست بھاولپور کا مصاحب خاص تھا۔ بھاولپور کا خاندان عباسی ہے اس مناسبت سے مرآۃ دولت عباسیہ کے نام سے بھاولپور کی تاریخ لکھی سنہ ۱۸۵۰ء میں یہ کتاب چھاپی گئی تھی۔

دولت راؤ سیندھیا آنندی راؤ کا لڑکا اور مادھوجی کا بھتیجا اور متبنیٰ تھا۔ انگریزوں کے مقابلے میں شکست کھائی ۱۸۲۶ء میں فوت ہوا۔

دولت راؤ سیندھیا (مہاراجہ) مادھوجی سیندھیا کا بھتیجا اور متبنیٰ تھا ۱۷۹۴ء میں گوالیار کا راجہ ہوا۔ اس کی تندمزاجی اور طمع اور بے قاعدہ اولوالعزمی سرداروں سے ۱۸۰۰ء میں لڑائی کا خاص سبب ہوئی۔ جب انگریزوں سے لڑائی چھڑی تو سر آرتھر ولزلی نے جو کہ بعد میں ڈیوک آف ولنگٹن ہوئے اور مرہٹوں کے مقابلے کو بھیجے گئے سندھیا یعنی دولت راؤ کو ۱۸۰۳ء میں بمقام اسے ائی شکست دی اور لارڈ لیک نے مرہٹوں کو دوآبے سے باہر نکال دیا۔ دولت راؤ نے شیرجی راؤ گھاٹگے کی لڑکی بیزابیہ سے شادی کی ۳۳ سال کی حکومت کے بعد ۱۸۲۷ء میں انتقال کیا جھنکو راؤ سیندھیا اس کا جانشین ہوا۔

دولت شاہ۔ دولت شاہ بخت شاہ سمرقندی کا بیٹا تھا۔ اور تذکرہ دولت شاہی کا مصنف ہے۔ سلطان حسین مرزا والی ہرات کے زمانے میں گزرا ہے۔ یہ کتاب ۱۴۹۰ء میں لکھی گئی اس میں دس عربی شاعروں اور ایک سو پینتیس ۱۳۵ فارسی شاعروں کے حالات اور اُن کے کلام کا انتخاب درج ہے۔

دوندے خاں. شہاب الدین خاں روہیلہ کا لڑکا تھا مسٹر بیل نے اس کی ولدیت میں دھوکا کھایا ہی وہ علی محمد خاں کا لڑکا نہیں تھا۔ روہیلوں کا خاندان شمالی حصّہ کابل اور بیغا پور کی طرف سے آکر شمالی ہند میں آیا اور زمینداروں کی ملازمت اختیار کی۔ حافظ رحمت خاں دوندے خاں کا حقیقی چچازاد بھائی تھا روہیلوں اور بنگش کی مشہور لڑائی کے بعد جو ۱۷۵۰ء میں ہوئی تھی ۱۷۵۴ء میں حافظ رحمت خاں اور دوندے خاں نے ملک کٹھیر باہم تقسیم کرلیا۔ رجپورہ۔ اسد پور اسلام نگر۔ بسولی۔ ستاسی۔ دوندے خاں کے حصے میں آئے۔ دوندے خاں کا مقبرہ بسولی ضلع بدایوں میں موجود ہی۔ بسولی میں دوندے خاں نے ایک قلعہ بھی بنایا تھا۔ جو اب بالکل کھدگیا ہی اُسی کے قریب ایک مسجد دوندے خاں کی تعمیر کردہ موجود ہی۔ جس پر ایک قطعہ تاریخ (۱۲۶۹ھ / ۱۸۵۲ء) کندہ ہی ۱۷۷۴ء کے قریب میراں پور کٹرہ کی مشہور لڑائی سے کچھ عرصے قبل دوندے خاں فوت ہوگیا اُس نے تین لڑکے چھوڑے۔ سب سے بڑا لڑکا محب اللہ خاں تھا وہی اس کا جانشین ہوا۔ محب اللہ خاں کے قبضے میں بدایوں بھی آگیا تھا۔

دھارا. ٹوڈرمل کا لڑکا تھا ۱۵۹۱ء میں وہ ٹھٹا کے حاکم مرزا جانی بیگ کے مقابلے میں قتل ہوگیا۔

دھرم پال. عبد الغفور نام صوبہ پنجاب کا رہنے والا ذات کا نوربانت گریجویٹ ہونے کے بعد اسلام سے منحرف ہوگیا۔ مختلف مذاہب میں رہ کر آخر کار ۱۹۰۳ء میں آریا ہوگیا۔ اور ایک کتاب ترک اسلام تصنیف کی جس میں اسلام اور حضور سرور کائنات پر دل شکن حملے کیے۔ ۱۹۱۲ء میں آریہ سماج سے منحرف ہوا۔ اس نے ایک اخبار اندر نامی نکالا ہی جس میں آریا سماجیوں کی اندرونی زندگی اور اُن کے مذہبی عقائد پر اعتراضات کی بوچھاڑ کرتا ہی لاہور میں قیام ہی۔

دھولا راؤ. جے پور کے کچھواہا راجاؤں کا مورث ۹۶۶ء میں گزرا ہی۔

دھونڈھیا واگا. یہ ایک ڈاکو تھا جس نے کئی سال تک ڈاکوؤں کی ایک بڑی جماعت سے مل کر میسور کی سرحد کو لوٹا۔ اسی ڈاکو نے اپنا لقب بادشاہ دو جہاں رکھا تھا۔ یہ ابتدا میں حیدر علی کی ملازمت میں رہا تھا اس نے ایک خود مختار سلطنت قایم کرنا چاہی تھی۔ آخرکار ٹیپو سلطان نے ناراض ہوکر اس کو قید کرلیا۔ جب سرنگا پٹم فتح ہوا تو انگریزی سپاہیوں نے اس کو رہا کیا۔ بعدہٗ اس نے پانچ ہزار سواروں کو جمع کرکے میسور پر حملہ آور ہونے کی دھمکی دی۔ مدراس کے گورنر نے کرنل ولزلی کو اس کے مقابلے کے واسطے بھیجا اور حکم دیا کہ اس کا تعاقب کرو آخرکار وہ شکست کھاکر انگریزوں کی قید میں آگیا اور ۱۸۰۰ء میں اس کو پھانسی دی گئی۔

دیارام. ذات کا گوالا مغربی ہند کا مشہور پہلوان۔ عہد فرخ سیر میں گزرا ہی غیر معمولی طاقت کے کرتب دکھایا کرتا تھا جو اب تک زبان زد عام ہیں۔

دیامل (راجہ) عمادالملک لقب تھا غازی الدین خاں وزیر کا دیوان تھا امتیاز تخلص تھا۔

دیانت خاں اصل نام محمد حسین خطاب دیانت خاں تھا۔ جو شاہجہاں کے دربار میں دو ہزاری کے منصب پر ممتاز تھا سنہ ۱۶۳۰ع میں احمد نگر میں فوت ہوا۔

دیانت رائے (گجراتی) رائے رایان، قوم کا ناگر برہمن تحریر و تقریر و حساب و کتاب ہیئت و ہندسہ میں عمدہ لیاقت رکھتا تھا علامی افضل خاں کی وفات کے بعد رائے رایان کا خطاب پایا اور ان کی حیات میں "وزارت کل" کا کام اسی کے سپرد تھا۔ اگر کوئی امیر علامی موصوف سے کسی کی سفارش کرتا یا کچھ حال دریافت کرنا چاہتا تو ہمیشہ یہی جواب ملتا کہ دیانت رائے سے کہو یا دیانت رائے سے پوچھو۔ جب علامی موصوف کا انتقال ہوا۔ ایک ظریف نے ازراہ ظرافت اُس کا مرثیہ کہا اور اُس میں یہ مضمون نظم کیا کہ جب منکر نکیر قبر میں سوال و جواب کرنے لگے تو انھوں نے ہر سوال کے جواب میں یہی جواب دیا کہ دیانت رائے سے جاکر دریافت کرو۔ وہی تمہارے سوال کا جواب دے گا۔

دیانند سرسوتی (سوامی) بانی آریا سماج ضلع گجرات میں مچھو کا ندی کے کنارے مقام موردی میں سنہ ۱۸۲۴ع میں اودیچ برہمن خاندان میں پیدا ہوئے اُن کا اصلی نام مول شنکر اور باپ کا نام امبا شنکر تھا۔ ۱۴ برس کی عمر میں شیوراتری کی رات میں بُت پرستی سے توبہ کی اور اُسی وقت سے مورتی کھنڈن کا خیال پیدا ہوا لیکن سات سال تک وہ اس کو عملی صورت نہ دے سکے اکیس سال کی عمر میں وطن چھوڑ دیا تھا گرو برجانند کے پاس ڈھائی سال تک متھرا میں مقیم رہ کر سنسکرت میں علوم کی تکمیل کی اور سنیاسیوں کی زندگی اختیار کرلی۔ اس کے بعد وعظ شروع کیا سنہ ۱۸۷۵ع میں بمقام بمبئی پہلی مرتبہ آریا سماج قایم ہوئی ستیارتھ پرکاش اُن کی مشہور تصنیف ہے۔ وہ صرف مذہبی ریفارمر ہی نہیں تھے بلکہ ہندوؤں کی سوشل اصلاح کی خدمت بھی انجام دی۔ ازدواج ثانی کا اجرا، صغرسنی کی شادی کی بیخ کنی تعلیم نسواں کی اشاعت کی شدھی کے طریقے کو رائج کر کے ہندوؤں کی مردم شماری میں اضافہ کی تدبیر کی بمقام شہر جودھپور ۳۰ اکتوبر سنہ ۱۸۸۳ع میں انتقال ہوا۔

دین محمد سلطان جانی بیگ کا لڑکا عبداللہ خاں ازبک کی بہن کے بطن سے تھا اور عبداللہ خاں کے لڑکے عبدالمومن کے مرنے پر سنہ ۱۵۹۸ع میں سمرقند کا بادشاہ ہوا۔

دیوانجی بیگم۔ یہ بیگم ارجمند بانو بیگم ممتاز محل کی ماں اور آصف خاں وزیر کی بیوی تھی اس کا مقبرہ روضہ تاج گنج کے قریب دریائے جمنا کے کنارے سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔

دیوانہ۔ رائے سرب سنگھ نام۔ دیوانہ تخلص راجہ مہا نراین بہادر دیوان و مدارالمہام نواب شجاع الدولہ کا بھانجا دہلی میں پیدا ہوا۔ یہ ذات کا کھتری تھا جوان ہو کر بعہد شاہ عالم ثانی لکھنؤ گیا اور آخر عمر تک وہیں رہا۔ اپنے

زمانے کا مستند شاعر تھا۔ ایک دیوان اُردو چار دیوان فارسی اس کی تصنیف سے ہیں۔ فارسی کلام میں دس ہزار اشعار کے قریب چھوڑے میر حیدر علی حیراں - جعفر علی حسرت اور اُستاد جرأت اس کے ارشد تلامذہ سے ہیں ۱۲۰۶ھ میں انتقال کیا۔

دیول دیوی (ملاحظہ ہو کولا دیوی)۔

دیو نراین سنگھ بنارس کا راجہ تھا اور اس کو گورنمنٹ کی طرف سے کے۔ سی ایس۔ آئی کا خطاب ملا تھا ۸ اگست ۱۸۷۰ء کو مرگیا۔

ردیف ذ

ذاکر احمد مجاہد الدین نام وطن بدایوں حاجی حرمین الشریفین زاہد متقی۔ فن طب میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ فن شعر میں اچھی مہارت تھی خواجہ فراق لکھنوی اور مصطفےٰ خاں شیفتہ سے تلمذ تھا۔ تمام عمر نعت اور منقبت کے سوا دوسرے مضامین پر قلم نہ اُٹھایا ۹ صفر ۱۳۳۴ھ مطابق ۶ جنوری ۱۹۱۶ء کو بعمر ۸۳ سال انتقال کیا تین ضخیم دیوان نعتیہ کے علاوہ ایک ضخیم کتاب "مظہر الاسلام" جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں لکھی ہے آپ کی یادگار ہے۔

ذرّہ۔ مرزا راجہ رام نام۔ ذرّہ تخلص یہ شاہ عالم نابینا کا نوکر تھا اس نے اپنے مربی موصوف کے تخلص آفتاب کے تقابل سے اپنا تخلص ذرّہ اختیار کیا۔

ذکا میر اولاد محمد بلگرامی کا تخلص ہے میر غلام علی آزاد کا بھتیجا تھا ۱۱۶۱ء مطابق ۱۷۴۸ھ کے بعد انتقال ہوا۔

ذکا خوبچند دہلوی کا تخلص ہے اس کے کلام میں اُردو محاورات اور ضرب الامثال خصوصیت کے ساتھ پائے جاتے ہیں اُردو شعرا کا تذکرہ "حیات شعرا" اس کی تصنیف سے ہے۔

ذکاء اللہ۔ مولوی (شمس العلماء خان بہادر) پیدائش ۱۸۳۲ء بمقام دہلی ۱۸۵۵ء سے ملازمت شروع کی سررشتہ تعلیم میں پروفیسر رہے ۱۸۸۷ء میں پنشن لی اُن کی تصانیف کی تعداد ۱۵۰ کے قریب پہنچی۔ اکثر انگریزی درس کی کتب کا اُردو میں ترجمہ کیا ان کی سب سے بڑی ضخیم کتاب تاریخ ہندوستان دس جلدوں میں ہے جو بہت مشہور رہی۔ اس کے علاوہ عجائب الحساب سوانح عمری ملکہ معظمہ۔ رسالہ علم تناسب تقدیم اللسان وغیرہ ان کی تصنیف سے ہیں ۷ نومبر ۱۹۱۰ء کو انتقال کیا۔

ذکی جعفر علی خاں دہلوی کا تخلص ہے جو شاہ عالم کے زمانے میں موجود تھا۔

ذکی خاں کریم خاں کی وفات کے بعد مارچ ۱۷۷۹ء میں تخت پر غاصبانہ قابض ہو گیا تھا لیکن دو ماہ سے زیادہ سلطنت کرنا نصیب نہ ہوا۔ قتل سے زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔

ذکی ہمدانی ہمدان کا ایک شاعر تھا جو شاہ طہماسپ صفوی کے زمانے میں گزرا ہی ۱۶۲۶ء مطابق ۱۰۳۶ھ میں انتقال ہوا۔ ایک دیوان یادگار چھوڑا۔

ذوالفقار الدولہ نجف خاں خطاب ہی (نجف خاں ملاحظہ ہو)

ذوالفقار خاں عہد شاہجہاں کے امرا میں داخل تھا اسد خاں کا بیٹا تھا اس کا بھی یہی خطاب تھا ۱۶۵۹ء مطابق محرم ۱۰۷۰ھ میں فوت ہوا۔

ذوالفقار خاں امیر الامرا نصرت جنگ باپ کا نام اسد خاں اس کی ماں خیر النسا بیگم دختر یمین الدولہ آصف خاں تھی اور شایستہ خاں پسر آصف خاں اس کا خسر تھا۔ اعتقاد خاں اس کا پہلا خطاب تھا۔ امرائے عالمگیری سے تھا۔ پیدائش ۱۶۵۷ء مطابق ۱۰۶۷ھ مختلف خدمات پر مامور رہا۔ بہادر شاہ کے تخت نشین ہونے پر ۱۷۰۷ء ۱۱۱۹ھ میں امیر الامرا کے خطاب کے ساتھ اس کو حکومت دکن تفویض ہوئی۔ بہادر شاہ کی وفات پر اس کے لڑکوں میں تخت پر جھگڑا ہوا تو ذوالفقار خاں نے جہاندار شاہ کا ساتھ دیا اور یہ اسی کی حکمت عملی اور تدابیر کا نتیجہ تھا کہ جہاندار شاہ تخت و تاج حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ جہاندار شاہ نے اس کو اپنا وزیر اعظم مقرر کیا۔ لیکن فرخ سیر نے جہاندار شاہ کو چین سے نہ بیٹھنے دیا اور اس کو شکست دے کر خود بادشاہ بن گیا۔ فرخ سیر نے تخت نشین ہونے پر ذوالفقار خاں کا پھانسی دیکر خاتمہ کر دیا اور جہاندار شاہ کو بھی جیل خانے میں مروا ڈالا۔ ان دونوں کے سر تن سے جدا کر کے نیزوں پر چڑھا کر شہر میں گشت کرائے گئے اور لاشیں پاؤں اوپر کر کے ہاتھی پر کسوائی گئیں اور اس ہاتھی کو بادشاہ کے جلوس کے ساتھ جب وہ شاہی محل میں داخل ہوا نکالا گیا۔ ذوالفقار خاں کا باپ اور خاندان کی مستورات مجبور کی گئیں کہ وہ اس جلوس میں شریک ہو کر اس نظارے کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ غرض ذی الحجہ ۱۱۲۴ھ مطابق ۱۷۱۳ء میں ذوالفقار خاں کا جس کے ناخنوں میں سلطنت کے لوٹ پوٹ کر دینے کی قابلیت بھری ہوئی تھی آن واحد میں اس ذلت و خواری کے ساتھ خاتمہ ہو گیا۔ خود اس کے باپ نے اس واقعہ کی تاریخ یہ لکھی تھی۔

"نمود ابراہیم اسمٰعیل را قرباں"

اس مادہ تاریخ میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہی کہ اسد خاں نے خود ذوالفقار خاں کو اس غرض سے فرخ سیر کے پاس بھیجا تھا کہ وہ نئے شاہنشاہ کو مصالحت آمیز باتیں کر کے راضی کر لے گا۔ لیکن نتیجہ برعکس ہوا۔ اور بادشاہ نے اس پر قابو پا کر قتل کرا دیا۔ اسد خاں نے اس مادہ تاریخ میں یہ ظاہر کیا ہی کہ اس نے ذوالفقار خاں کو بادشاہ کے پاس بھیجکر خود اپنے پیر میں کلہاڑی ماری۔

ذوالفقار خاں سبزواری سلطان محمد خوارزمی کے زمانے میں اچھا شاعر گزرا ہی اس کا زمانہ ۱۲۰۰ء کا تھا۔

ذوالفقار علی مست تخلص تھا۔ چند تصانیف یادگار ہیں۔ تذکرہ ریاض الوفاق ان کی مشہور تصنیف ہی جس میں کلکتہ اور بنارس کے فارسی شعرا کا کلام مع حالات زندگی درج کیا ہی۔ یہ تذکرہ م ۱۸۱۴ء ۱۲۲۹ھ میں تصنیف ہوا۔

ذوالفقار علی خاں باندے کا نواب علی بہادر حاکم بندیل کھنڈ کا بیٹا تھا۔ ۳۰ اگست ۱۸۲۳ء مطابق ۲۲ ذی الحجہ ۱۲۳۸ھ کو اپنے بھائی شمشیر بہادر کی جگہ تخت نشین ہوا۔

ذوالقدر مرزا محمد یحییٰ کا تخلص ہی ترکی قبیلہ "ذوالقدر" سے تھا۔ اپنے قبیلہ کی نسبت سے اس نے "ذوالقدر" اپنا تخلص رکھا اس کا زمانہ ۱۶۹۶ء مطابق سنہ ۱۱۰۸ھ کے قریب تھا صاحب دیوان تھا۔

ذوالقرنین سکندر اعظم کا لقب ہی (ملاحظہ ہو سکندر اعظم)

ذوالنون مصری مصر کے جلیل القدر اولیاء اللہ سے ہیں۔ مصر میں ابتک ان کا سلسلہ جاری ہی۔ قرب و جوار کے لوگ جوق جوق ان کے مزار پر جمع ہوتے ہیں فروری سنہ ۸۶۰ء مطابق ذیقعدہ ۲۴۵ھ میں انتقال ہوا۔

ذوق - شیخ محمد ابراہیم نام۔ شیخ محمد انصاری کے فرزند۔ ۱۱ ذی الحجہ ۱۲۰۴ھ کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ فارسی عربی میں صاحب استعداد کامل تھے ابتدائے عمر ہی سے شاعری کا شوق تھا شاہ نصیر کی شاگردی اختیار کی۔ مومن اور غالب کے ہمعصر تھے۔ بہادر شاہ ظفر بادشاہ دہلی کے اُستاد تھے۔ اس فن کے مسلم الثبوت اُستاد مانے جاتے ہیں محاورہ بندی ان کا خاص حصہ تھا۔ غزل گوئی کے علاوہ اُردو قصائد میں سودا کے بعد ان کا درجہ رکھا گیا ہی۔ اسی مناسبت سے خاقانی ہند خطاب تھا۔ فصیح الملک مرزا داغ مرحوم ان کے ارشد تلامذہ میں تھے ۲۴ صفر ۱۲۷۱ھ مطابق ۱۸۵۴ء بروز چہارشنبہ انتقال کیا ان کی تاریخ وفات "واقعہ تعجب خیز" سے نکلتی ہی۔ ایک دیوان اور مثنوی جاں سوز یادگار رہی۔

ردیف (ر)

رابعہ بصریؒ بصرے کی مشہور خاتون کا نام ہی۔ جو علم حدیث میں کامل اور صاحب زہد و اتقا ولیہ کاملہ تھیں حضرت سری سقطیؒ الخیں کے زمانے میں گزرے ہیں سنہ ۸۰۱ء مطابق ۱۸۵ھ میں وصال ہوا۔

رابعہ دورانی بیگم اس کا اصلی نام دل رس بانو ہی یہ شاہ نواز کی بیٹی اور عالمگیر اورنگ زیب کی بی بی تھی عالمگیر بادشاہ کے ساتھ اس کا عقد ۴ لاکھ روپیہ مہر پر ہوا تھا شاہزادہ محمد اعظم شاہ اور شاہزادی زیب النسا بیگم جو ایک مشہور شاعرہ گزری ہی اسی کے بطن سے تھے اُس کا مقبرہ اس کے بیٹے محمد اعظم شاہ نے بعینہٖ تاج محل کے نمونے پر اورنگ آباد دکن میں بنانا چاہا مگر اورنگ زیب کی روک ٹوک کے سبب سے اس کی تکمیل نہ ہو سکی کیونکہ اورنگ زیب قبروں پر عالیشان عمارتیں بنانا فضول خرچی سمجھتا تھا کوئی کتبہ بھی اس شاندار عمارت میں نہیں پایا جاتا صرف دروازہ کی بجنی کے ایک پہلو میں یہ الفاظ کندہ ہیں "این روضہ منورہ در معماری عطاء اللہ

به عمل ہیبت ... ے تیار شد" ۱۱۰۱ھ"

رابندرناتھ ٹیگور باپ کا نام دیبندر وناتھ۔ بنگالی ۱۲-۱۳ سال کی عمر میں پرانے بنگالی شاعروں کے نمونے پر چند نظمیں چھپوائیں جو بہت مشہور ہوئیں ۲۳ سال کی عمر میں شادی ہوئی اس کے بعد باپ کے دباؤ ڈالنے سے اپنے گاؤں شلیدا میں رہنا پڑا وہاں کے حالات دیکھ کر حب وطنی نے جوش مارا اور اپنے عزیزوں کے حالات سے واقفیت حاصل کرنے کے لیئے گرد و نواح کے دیہات کا سفر کیا اور وہاں کے حالات سے متاثر ہوکر چند دلچسپ کہانیاں تصنیف کیں پھر کلکتہ آکر اپنی مصنفہ کتابوں کا حق تصنیف فروخت کیا بول پور میں ایک اسکول کی بنیاد ڈالی بغرض سیاحت انگلستان کو گئے وہاں اپنی قومی نظموں کا انگریزی ترجمہ شایع کیا ان کو بنگال کا شیکسپیر یا ایشیا کا ملک الشعرا کہا جاتا ہی اس وقت تک زندہ ہیں۔

راج اندر گوشائیں ہندو سادھوؤں کے ایک فرقے کا سردار تھا یہ اس کے پیرو بطریق ایک فوج کے اس کے ساتھ رہتے تھے نواب صفدر جنگ نے اس کی فوج کو نوکر رکھ لیا تھا شاہنشاہ احمد شاہ کے زمانے میں جس نے صفدر جنگ کو وزارت سے علیحدہ کر دیا تھا اور اس کی جگہ نظام الدولہ کو دیدی تھی غازی الدین ثالث اور صفدر جنگ کے باہم سخت لڑائی ہوئی جس میں ۲۰ جون ۱۷۵۰ء مطابق ۱۰ شعبان ۱۱۶۳ھ کو اندر گوشائیں مارا گیا

راجح (مولینا) بن داؤد گجراتی بڑے زبردست عالم تھے علامہ سخاوی نے الضوء اللامع میں ان کا ذکر کیا ہی اور ان کے ذوق فہم کی تعریف کی ہی علما، گجرات سے علوم و فنون حاصل کرنے کے بعد مکہ معظمہ گئے علوم معقول و منقول میں دستگاہ کامل رکھتے تھے شعر اچھا کہتے تھے ۱۰۹۰ھ میں وفات پائی۔

راجس کھار۔ نویں صدی عیسوی میں ہندوستان کا ایک ڈراما نویس گزرا ہی اس کے ڈرامے اب تک سنسکرت زبان میں موجود ہیں اس کا انداز بیان خوبی اور سلاست کے لیے مشہور رہی۔

راج سنگھ رانا۔ چتور اور اودی پور کا رانا تھا۔ راجہ جگت سنگھ کے بعد ۱۶۵۲ء مطابق ۱۰۶۲ھ میں تخت نشین ہوا۔ شاہجہاں نے راج سنگھ کو پنج ہزاری منصب عطا کیا تھا چتور کا قلعہ عالمگیر کے حکم سے مسمار کر دیا گیا۔ سنہ ۲۴ جلوس عالمگیری ۱۶۸۰ء مطابق ۱۰۹۱ھ میں راج سنگھ فوت ہوا۔ اور رانا جی سنگھ اس کا بیٹا جانشین ہوا۔

راجو قتال مخدوم جہانیان جہاں گشت شیخ جلال کے بھائی تھے ان کا شمار بھی اکابر اولیا میں ہی تحفۃ النصائح ان کی تصنیف ہی اگرچہ یہ کتاب فن تصوف میں ہی لیکن اخلاقی نصیحتوں سے مالا مال ہی ۱۴۰۳ء مطابق ۸۰۶ھ میں انتقال کیا۔ ان کا مزار ملتان میں اوچھ کے قریب واقع ہی۔

راجہ راج روپ راجہ باسو کا پوتا اور راجہ جگت سنگھ کا بیٹا۔ شاہجہاں کے عہد میں راجہ کا خطاب اور جموں کی پرانی حکومت ملی سہ ہزاری منصب تک ترقی پائی دارا شکوہ اور اورنگ زیب کی لڑائی میں اورنگ زیب کی طرف سے جنگ دھرمت پور اجمیر کے قرب و جوار میں ہوئی اورنگ زیب نے دارا شکوہ پر

جو فتح حاصل کی تھی اُس کو صاحبِ عالمگیر نامہ نے جن چند بہادروں کی کارگزاری سے منسوب کیا ہے اُن میں راجہ راج روپ بھی شامل ہے ۱۰۸۱ھ میں فوت ہوا۔

راجہ راج سنگھ کچھواہا راجہ اسکرن کا بیٹا راجہ بہارامل کا بھتیجا تھا صوبہ دکن کی مہمات میں شریک رہا ۴۳ جلوس اکبری میں قلعہ گوالیار کا قلعہ دار مقرر ہوا منصب چار ہزاری ذات سہ ہزار سوار پر سرافراز تھا عہدِ جہانگیری میں صوبہ دکن میں تعینات ہوا وہیں ۱۰۲۴ھ مطابق ۱۶۱۵ء میں انتقال کیا۔

راجہ رام مرہٹہ سردار سمبھاجی نامی کا بھائی تھا سمبھاجی کو تخت سے اُتار کر جولائی ۱۶۸۹ء میں ستارہ کا راجہ ہوا اُس کے راجہ ہونے پر سمبھاجی اپریل ۱۶۹۰ء میں کرناٹک کے قلعہ میں بند کر دیا گیا اسی دوران میں عالمگیر نے ۲۱ اپریل ۱۷۰۰ء مطابق ۱۳ ذیقعدہ ۱۱۱۱ھ کو ستارہ کا قلعہ فتح کر لیا اُسی سال قلعہ کی تسخیر سے پہلے راجہ رام چیچک سے بمقام جھجر فوت ہو گیا۔ راجہ رام کا لڑکا کرن اس کے بعد گدی پر بیٹھا۔

راجہ رام چند اڑیسہ ملک اُڑیسہ کا حاکم تھا اکبر کے دربار میں منصب پانصدی حاصل تھا۔

راجہ رامچند بگھیلا ملک بھتہ کا راجہ تھا اس کا شمار ہندوستان کے بڑے راجوں میں تھا ہندوستان کا مشہور گویا تان سین سب سے پہلے اسی کی سرکار میں ملازم ہوا۔ بعدہ اکبر کے یہاں بلایا گیا۔ اکبر نے اس کو دو کروڑ درہم انعام دے کر رخصت کر دیا راجہ رام چند بھی ۹۹۱ھ مطابق ۱۵۸۳ء میں دربار اکبری میں حاضر ہوا اور نذر گزرانی بادشاہ نے امرائے خاص کے سلسلہ میں منسلک کیا ۳۶ جلوس اکبری یعنی ۱۰۰۰ھ مطابق ۱۵۹۱ء میں فوت ہو گیا۔

راجہ رام چند چوہان بدن سنگھ چوہان کا بیٹا اکبری امراء میں تھا مہم گجرات میں بادشاہ کے ساتھ تھا صوبہ مالوہ میں بھی متعین رہا دکن کی مہمات میں نمایاں خدمات انجام دیں ۱۷ جمادی الثانی ۱۰۰۹ھ ۱۶۰۰ء میں اسی معرکے میں دادِ شجاعت دے کر فوت ہو گیا۔

راجہ علی خاں فاروقی خاندیس کا راجہ تھا اپنے بھائی میراں محمد خاں دوم کے بعد تخت نشین ہوا۔ اس وقت شاہنشاہ اکبر ہندوستان پر حکمران تھا ہندوستان کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں سندھ۔ مالوہ۔ گجرات۔ حکومت دہلی میں شامل ہو چکی تھیں راجہ علی خاں اکبر کے سطوت شاہی سے مرعوب ہو کر شاہی کے لقب سے دستبردار ہو گیا تھا۔ اس نے بادشاہ کو ایک عرضداشت اس مضمون کی بھیجی کہ اُس کی ریاست ایک باجگزار ریاست سمجھی جائے اس عرضداشت کے ساتھ شاہنشاہ کو اپنی وفاداری اور اطاعت کا یقین دلانے کے لیے بہت سے قیمتی تحائف بھی نذر گزرانے وہ دکن کی اس لڑائی میں جو خان خاناں اور سہیل خاں کے درمیان ہوئی ۲۶ جنوری ۱۵۹۷ء مطابق ۱۸ جمادی الآخر ۱۰۰۵ھ کو کام آیا اُس نے ۲۱ سال حکومت کی برہان پور میں لیجا کر اس کی نعش دفن کی گئی اس کا لڑکا بہادر شاہ فاروقی جانشین ہوا۔

راجہ کشن پوربی ایک ہندو زمیندار تھا ۱۳۸۶ء میں شمس الدین دوم کے انتقال کے بعد بنگال کا

تخت حاصل کرنے میں کامیاب ہو کر بنگال میں ایک نئے شاہی خاندان کا بانی ہوا۔ ۲سال حکومت کرنے کے بعد ۱۳۹۲ء مطابق ۷۹۵ھ میں فوت ہوا۔ اس کا لڑکا جیت مل جس نے مسلمان ہو کر اپنا نام جلال الدین رکھا اس کے بعد بادشاہ ہوا۔

رازی۔ محمد بن ذکریا کا تخلص ہے۔ ری کا رہنے والا تھا اسی وجہ سے رازی تخلص رکھا خلیفہ مقتدر باللہ کے قابل اطبا میں داخل تھا فلسفہ اور ہیئت میں کمال رکھتا تھا سنسکرت میں بھی فاضل تھا ۹۲۶ء مطابق ۳۱۱ھ میں انتقال کیا چند کتب یادگار چھوڑیں اس کی مشہور کتاب الحاوی فی الطب ہے جو سنسکرت سے ترجمہ کی گئی ہے۔

راست روشن وزیر بہرام گور کا وزیر تھا۔ بہرام گور کو عیش پرستی سے فرصت نہ تھی۔ وزیر حادی اور سخت ظالم اور بے ایمان تھا۔ تمام سلطنت کے امرا اور رعایا کو ایسا تنگ کیا کہ ملک ویران ہو گیا۔ ایک بادشاہ نے ملک پر چڑھائی کی اس وقت بہرام گور کے حواس درست ہوئے۔ فوج کا پتا نہ تھا۔ خزانہ خالی۔ رعایا تباہ۔ اصل معاملہ وزیر کے ڈر کے مارے کوئی بتاتا نہ تھا۔ اسی فکر میں بہرام گور ایک دن پیادہ پا دور نکل گیا پیاس لگی۔ پانی کی تلاش میں ایک جھونپڑی نظر پڑی۔ وہاں ایک کتا بھی سولی پر لٹکا ہوا نظر آیا۔ جھونپڑی سے گڈریئے نے نکل کر پانی پلایا بہرام گور نے کتے کا واقعہ دریافت کیا۔ گڈریئے نے کہا کہ یہ کتا میرا بڑا وفادار تھا میرے ریوڑ کی نگرانی خوب کرتا تھا لیکن کچھ دن بعد مجھے ریوڑ میں کمی معلوم ہوئی۔ ایک دن میں بھی جنگل کو گیا وہاں میں نے دیکھا کہ ایک بھیڑن سے کتے نے تعلق کر لیا ہے۔ وہ بکریاں کھاتی ہے میں نے آکر کتے کو سولی چڑھایا تاکہ خیانت کی سزا سب کو معلوم ہو جائے۔ اس قصے نے بہرام گور پر بہت اثر کیا۔ شہر میں آکر وزیر کو قید کر دیا۔ مخلوق نے سب مظالم کے حال بیان کیے۔ وزیر کا گھر بار ضبط کر کے رعایا کا مال واپس دیا۔ جو خطوط دوسرے بادشاہ کو حملہ آوری کے لیے وزیر نے لکھے تھے وہ بھی برآمد ہوئے۔ وزیر کو مع اس کے ۳۰ مددگاروں کے قتل کیا۔

راسخ۔ سید میر محمد زماں خاں سرہندی کا تخلص ہے اعظم شاہ پسر عالمگیر کے امرا میں داخل تھا یہ اپنے زمانے کا خوشگو شاعر تھا بمقام سرہند ۱۶۹۵ء مطابق ۱۱۰۷ھ میں انتقال کیا۔

راش بہاری گھوش ڈاکٹر سی۔ آئی۔ ای عصر موجودہ کے ممتاز مشاہیر میں تھے۔ ضلع بردوان میں ۱۸۴۵ء میں پیدا ہوئے ۱۸۶۱ء میں بمقام کلکتہ کالج تعلیم شروع ہوئی ۱۸۶۶ء میں انگریزی میں آنر کے ساتھ ایم اے پاس کیا اور قانون کی سند درجۂ اول کی ۱۸۶۷ء میں حاصل کی ان کا شمار کلکتہ ہائی کورٹ کے نامور وکیلوں میں تھا قانونی لکچرار بھی رہے۔ "لا آف مارگیج ان انڈیا" ان کی مشہور قانونی کتاب ہے ۱۸۸۴ء میں قانون میں ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کی۔ بنگال لیجس لیٹو کونسل کے ممبر بھی رہے دسمبر ۱۹۰۷ء میں سورت کے مشہور اجلاس کانگریس کے صدر منتخب ہوئے تھے اس کے بعد دوسری سال جب مدراس میں کانگریس کا

اجلاس ہوا تو دوبارہ پھر صدر بنائے گئے۔ اہل علم کی طرح ہمیشہ طالب علمانہ زندگی بسر کی۔ انگلینڈ۔ فرانس۔ اٹلی کی سیاحت بھی کی آخر فروری ۱۹۲۱ء میں انتقال کیا۔

راشد باللہ خلیفہ بغداد تھے (دیکھو الراشد باللہ)

راضی۔ میر عسکری الملقب بہ عاقل خاں کا تخلص ہی عالمگیر کا وزیر تھا (دیکھو عاقل خاں نواب)

راضی باللہ (دیکھو الراضی باللہ)

رافعی اس کا اصلی نام امام الدین ہی۔ فارسی کی اکثر مشہور کتابیں اس کی تصنیف سے ہیں جن میں سے "تدوین" خاص طور سے رائج ہی۔

راقم۔ خواجہ قمر الدین دہلوی۔ مترجم بوستان خیال کے عزیز تھے بوستان خیال کا کچھ حصہ جو باقی رہ گیا تھا اس کا ترجمہ فارسی سے اردو میں انھوں کیا تھا۔ غالب مرحوم کے شاگرد تھے۔ ریاست جے پور کے وظیفہ خوار تھے آخر عمر میں دہلی چھوڑ کر جے پور ہی میں مستقل قیام کیا۔ ان کا دیوان ۱۸۹۰ء میں افضل المطابع دہلی میں طبع ہوا۔ ایک کتاب عقد ثریا بھی ان کی یادگار ہی ۱۹۰۹ء میں انتقال کیا۔

رام پرشاد دوبے (میجر) ولد جنرل بالمکند اصل وطن آگرہ ہی۔ میجر رام پرشاد کی ولادت اندور میں ۱۸۶۳ء میں ہوئی۔ جنرل بالمکند فوج کے کمانڈر انچیف تھے اور مہاراجہ سیواجی راو ہلکر کو ان پر بہت اعتماد تھا۔ میجر رام پرشاد کی تعلیم اندور اسکول اور مشن کالج اندور اور میور سنٹرل کالج الہ آباد میں ہوئی۔ کلکتہ یونیورسٹی سے بی۔ اے ہوئے پھر ایم۔ اے۔ اور ایل ایل۔ بی۔ کی ڈگریاں حاصل کیں۔ ۱۸۸۹ء میں ان کو ریاست میں کمیشن ملا پھر ترقی پاکر ۱۸۹۸ء میں گھوڑ چڑھے توپخانہ کے کمانڈنگ ہوئے ۱۹۰۱ء میں کونسل کیبنٹ میں ممبر مال ہوئے ۱۹۱۲ء میں مہارانی صاحبہ کے ساتھ ولایت کو گئے۔ ۱۹۱۳ء میں جوڈیشل ممبر ہوئے اور ۱۹۱۶ء میں وزیر اعظم ریاست اندور مقرر ہوئے۔ یکم جنوری ۱۹۱۳ء کو گورنمنٹ سے رائے بہادر کا خطاب ملا میجر کے باپ جنرل بالمکند جنرل کے عہدے سے علیحدہ ہو کر مہاراجہ تکوجی ہلکر ثانی کے اتالیق بھی رہے۔

رام تیرتھ سوامی ۱۸۷۳ء میں پنجاب میں پیدا ہوئے۔ ایم۔ اے کا امتحان اعلیٰ درجے میں پاس کیا۔ ایم۔ اے پاس کرنے کے بعد لاہور اورینٹل کالج میں ریاضی کے پروفیسر ہو گئے ۲۶ سال کی عمر میں سنیاسی ہو گئے تھے۔ انگریزی۔ فارسی۔ سنسکرت کے بڑے عالم تھے اپنے مذہب کی اشاعت کے لیے امریکہ جاپان اور مصر کا سفر کیا ۱۹۰۶ء میں بعمر ۳۵ سال انتقال کیا نہ صرف ہندوستان بلکہ امریکہ میں بھی ان کی وفات پر ماتم کیا گیا۔

رامچرن مہنت ۱۷۱۹ء میں ریاست جے پور کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ بیراگیوں کے ایک فرقہ رام سنیہی نامی کے بانی گزرے ہیں انھوں نے بت پرستی سے توبہ کی تھی اور یہی ان کی تعلیم تھی برہمنوں سے ان کو بہت تکلیفیں اٹھانی پڑیں ۱۷۵۰ء میں اپنے وطن کو چھوڑ کر سیر و سفر کرتے ہوئے بھیل واڑے گئے بھیل واڑا ریاست اودے پور میں واقع ہی۔

یہاں کے راجہ نے بھی انھیں شہر بدر ہونے پر مجبور کیا شاہ پورے کے راجہ نے ان کو اماں دی جہاں وہ سنہ ۱۷۶۱ء میں پہنچے۔ اسی سال میں اُنھوں نے اپنے نئے مذہب کی اشاعت شروع کی ۹۰ سال عمر میں سنہ ۱۸۰۹ء میں انتقال ہوا۔ ۱۲ چیلے چھوڑے ان کی گدی ابتک موجود ہی۔ جو شخص گدی پر بیٹھتا ہو وہی اس فرقہ کا گرو سمجھا جاتا ہی۔

راجس منشی ذات کا کھتری دہلی کا رہنے والا شاعر تھا محیط تخلص رکھتا تھا مثنوی محیط عشق محیط درد، محیط غم وغیرہ اس کی تصنیف سے ہیں سنسکرت سے بعض معرفت کی کتابوں کا ترجمہ کیا جو محیط حقایق محیط الاسرار اور گلشن معرفت کے نام سے مشہور ہیں۔

رام داس کچھواہا (راجہ) یہ راجہ اپنی قوت بازو سے امیر ہو گیا تھا ایک مفلس باپ کا بیٹا تھا جہانگیر کے وقت میں دو ہزاری منصب پر ممتاز تھا اور راجہ کا خطاب بھی اسی بادشاہ کے وقت میں پایا بخشش اور سخاوت میں مشہور تھا سنہ ۱۰۲۲ھ ۱۶۱۳ء میں فوت ہوا اس کے ۱۵ رانیاں تھیں جو اسی کے ساتھ ستی ہو گئیں

رام داس نروری امرائے عہد جہانگیری سے تھا دو ہزاری منصب حاصل تھا مہم تلنگانہ میں راؤ رتن کے ساتھ شریک تھا اور مہم بیجاپور میں بھی تعینات رہا اس کا اصلی عہدہ نرور کی قلعہ داری تھی سنہ ۱۰۲۹ھ ۱۶۱۹ء میں ہوا۔

رامدیو دیوگڑھ کا جسے اب دولت آباد کہتے ہیں راجہ تھا سلطان علاء الدین سکندر ثانی کے وقت میں یہ ریاست باج گزار ہوئی سنہ ۱۳۱۱ء مطابق

سنہ ۱۰۰۱ھ اس راجہ کا سال وفات ہی۔

رام راج بجےنگر کا راجہ تھا دکن کی لڑائی میں جو دریائے کرشنا کے کنارے پر بروز جمعہ ۵ جنوری ۱۵۶۵ء مطابق ۲۰ جمادی الثانی ۹۷۲ھ ہوئی کام آیا اس مشہور دکن کی لڑائی میں جو حسین نظام شاہ وغیرہ سے ہوئی تھی نہ صرف رام راج ہی مارا گیا بلکہ اس کی فوج کے ایک لاکھ سپاہیوں کا کام تمام ہو گیا۔

رام سنگھ راٹھور ابھے سنگھ راجہ جودھ پور کا فرزند تھا اس نے اپنے چچا بخت سنگھ کو زہر دیدیا اور خود راجہ بن گیا سنہ ۱۷۵۳ء میں اس کے مرنے پر مارواڑ میں ابتری پھیلی اور مرہٹوں نے جو راجپوتانے میں قدم جما چکے تھے اس کو ترقی دی بمقام تونگا راٹھوروں نے ڈی بواین سندھیا کے مشہور جنرل کو شکست دی مگر بعدہ مرہٹوں نے راٹھوروں اور اُن کے راجہ بجے سنگھ کو پاٹن اور میرتا کی جنگوں میں شکست فاش دی۔

رام سنگھ کچھواہا راجہ جے سنگھ کچھواہے کا بڑا بیٹا شاہجہانی امرا میں داخل تھا جنگ ہموگڑھ میں داراشکوہ کے ساتھ تھا آخر میں دربار عالمگیری میں داخل ہو کر مورد عنایات ہوا سیواجی جب دربار عالمگیری میں حاضر ہوا تھا اور مراسم دربار شاہی کو اپنے مرتبے کے منافی پاکر چلا آیا تھا اس وقت سیواجی کو رام سنگھ کی نگرانی میں رکھا گیا تھا جب وہاں سے سیواجی بھاگ گیا تو رام سنگھ پر بادشاہ کو سازش کا شبہ ہوا اور وہ اس شبہ میں معتوب ہو گیا لیکن باپ کے مرنے پر بادشاہ نے قصور معاف کر کے منصب اور خطاب بحال کر دیا سنہ ۱۶[illegible]ء

مطابق ۱۰۸۲ھ میں جبکہ وہ پنج ہزاری پر مامور تھا فوت ہوا۔

رام سنگھ منشی گلشن عجائب ایک نثار فارسی کا مصنف ہی یہ کتاب سنہ ۱۶۱۶ء مطابق سنہ ۱۰۲۶ھ میں لکھی گئی تھی۔

رام سنگھ ہاڑا مادھو سنگھ ہاڑا کا پوتا تھا سنہ جلوس عالمگیری میں کشور سنگھ کی جگہ بادشاہ نے ذوالفقار خاں کی سفارش سے کوٹے کی حکومت پر اس کو سرفراز کیا اور شش صدی منصب سے دو ہزاری منصب پر ترقی دی اور مومیدانہ کی زمینداری عطا کی۔ عالمگیر کی وفات کے بعد شہزادہ محمد اعظم شاہ نے منصب چار ہزاری عطا کیا شہزادہ عظیم الشان کی لڑائی میں ۱۰ جون ۱۷۰۷ء مطابق ۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۱۱۹ھ کو دنیا سے کوچ کیا۔

رام سیتا سنگھ متخلص بہ فکرت اس نے منشی سیتل سنگھ بیخود کے حالات میں حقیقتہائے بیخود کے نام سے ایک کتاب لکھی جو سنہ ۱۸۴۸ء میں چھپکر شایع ہوئی

رام مورتی پنجاب کا رہنے والا مشہور پہلوان ہی جو شہ زوری کے کرتب دکھاتا ہی مثلاً چھ ہزار پونڈ وزنی پتھر کمر اور سینے پر رکھ کر دوسروں سے تڑواتا ہی بھری ہوئی بیل گاڑی سینے پر سے گزار دیتا ہی۔ ہندوستان کے مختلف شہروں میں سفر کرکے یہ تماشے دکھاتا اور راجوں نوابوں سے روپیہ کماتا ہی اور سنہ ۱۹۱۰ء میں لندن کا سفر کیا۔

رام موہن رائے (راجہ) بنگال کے برہمنوں کے معزز خاندان سے تھے ان کے باپ کا نام رما کانت رائے تھا ان کی شادی شام چٹا چارج کی بیٹی نارنی بائی سے ہوئی تھی قصبہ رادھانگر ضلع ہوگلی میں سنہ ۱۷۷۴ء میں پیدا ہوا ملکی دستور کے موافق بنگالی اور فارسی زبان میں مکتبی تعلیم حاصل کی اس کے بعد عربی کی تکمیل کے لیے پٹنے گئے عربی میں مہارت حاصل کرنے کے بعد قرآن مجید کا مطالعہ کیا جس کی وجہ سے بت پرستی سے متنفر ہوگئے سنسکرت کی تعلیم حاصل کرلینے پر ہندو شاستروں سے فائدہ اٹھایا اور بت پرستی کے خلاف ایک کتاب تصنیف کی جس سے ان کے خاندان میں ناراضی پیدا ہوگئی گھر چھوڑکر بنارس گئے وہاں سنسکرت کی تکمیل کی سنہ ۱۸۰۱ء میں سرکاری ملازمت شروع کی ایک انگریز کے سرشتہ دار رہے اسی زمانے میں انگریزی سیکھ لی ویدانت سہار انگریزی کتاب لکھی زمانہ ملازمت میں ان کو مذہبی اصلاح کی دھن رہی لیکن بوجہ پابندی اپنے ارادوں کی تکمیل نہ کرسکے اور سنہ ۱۸۱۴ء میں ملازمت سے استعفا دیدیا اور مذہبی اصلاح کا کام وطن میں آکر شروع کردیا جس میں ان کی بہت زیادہ مخالفت ہوئی مرشد آباد گئے اور وہاں سے کلکتہ پہنچکر مستقل سکونت اختیار کی مرشد آباد کے مختصر قیام میں تحفۃ الموحدین لکھی کلکتہ میں قیام کرنے کے بعد اپنے مذہبی اصولوں کی باقاعدہ اشاعت شروع کردی ویدانت سوتر کو مع ترجمہ زبان بنگالی میں شایع کیا بعدہ پانچ اپنشدوں کا ترجمہ شایع کیا جس سے یہ غرض تھی کہ اہل ہند کو انھیں کی مذہبی کتابوں سے اس قابل بنایا جائے کہ وہ وحدانیت کی تعلیم کو زیادہ آسانی سے

قبول کرنے کے لیے تیار ہو جائیں اور اُنھیں معلوم ہو جائے کہ اصلی ہندو مذہب کیا ہے ۱۸۲۱ء میں مذہب عیسوی کی تحقیقات کا شوق پیدا ہو گیا اس غرض سے انجیل کو اصلی زبان عبرانی میں پڑھنا شروع کر دیا۔ ایڈم نامی ایک پادری سے عبرانی زبان سیکھی تھی اس پادری کو خیال تھا کہ وہ عیسائی ہو جائینگے لیکن پادری خود اُن کی صحبت کے اثر سے تائب ہو کر موحد ہو گیا اکثر پادریوں سے تحریری مباحثے رہے ۱۸۲۸ء میں کلکتہ میں برہمو سماج قایم کی جس کا مندر ابتک موجود ہے۔ ستی کی رسم کو موقوف کرایا ہندوستان میں مغربی تعلیم پھیلانے کی بھی کوشش کی کلکتہ کا ہندو کالج انھیں کی کوشش کا نتیجہ ہے اس کے علاوہ ۱۸۲۰ء میں ایک انگریزی اسکول تنہا اپنے صرف سے قایم کیا۔ نومبر ۱۸۳۰ء میں اکبر شاہ ثانی بادشاہ دہلی نے اپنا سفیر مقرر کر کے اور راجہ کا خطاب دیکر ولایت کو بھیجا وہاں بادشاہ انگلستان کی حضوری حاصل ہوئی پارلیمنٹ کے سامنے ہندوستان کے متعلق اصلاحی تجاویز پیش کرنے کا موقع دیا گیا جس سے اُن کی پولیٹکل قابلیت کا پتہ چلتا ہے۔ ۲۷ ستمبر ۱۸۳۳ء کو ولایت ہی میں بمقام برسٹل (Bristol) انتقال کیا ۱۸۴۳ء میں اُس کا تابوت برسٹل کے ایک پرفضا قبرستان میں دفن کیا گیا اس قبرستان کا نام ارنوز ویل سمیٹری (Arnos vale cemetery) ہے

رام ناراین میر جعفر علی خاں نواب بنگال کے زمانے میں بہار کا نائب ناظم تھا موزون تخلص تھا اُردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتا تھا میر قاسم علی نے ۱۷۶۰ء مطابق ۱۱۷۴ھ میں مسند نشین ہونے پر افواج کی تنخواہ۔ مالگزاری وغیرہ میں تغلب پایا اس پر اس کا اسباب ضبط کر لیا گیا اور قید کر دیا گیا۔ اگست ۱۷۶۳ء مطابق محرم ۱۱۷۷ھ میں میر قاسم علی نے اس کو گنگا میں نہایت ذلت کے ساتھ غرق کروا دیا۔

رانا ڈے جنوبی ہند کے مشہور برہمن معزز سرکاری عہدوں پر ممتاز رہے ۱۸۶۶ء میں پونا کے سبارڈینیٹ جج تھے بعدہٗ ہائی کورٹ کی ججی کے عہدے پر پہنچ گئے تھے۔ وہاں انھوں نے دکن ایجوکیشنل سوسائٹی قایم کی جس کی سرپرستی میں فرگسن کالج پونا کے ذریعے سے تعلیم کی اشاعت کی جاتی تھی اس کالج میں اُنھوں نے ایسے تعلیم یافتہ نوجوان مدرسین جمع کیے جو برائے نام تنخواہ پر تعلیم دیتے تھے مسٹر گوکھلے بھی اس کالج میں پروفیسر رہے ہیں اس سوسائٹی کے علاوہ پونا میں اور بھی پولیٹکل اور تجارتی تحریکیں جاری کیں جس میں سربجنک سبھا ایک زبردست پولیٹکل انجمن تھی۔ رانا ڈے ہی وہ شخص ہے جس نے مسٹر گوکھلے کو گوکھلے بنا دیا مسٹر گوکھلے ان کو اپنے گرو کے نام سے یاد کرتے تھے سنہ ۱۹۰۱ء میں انتقال ہوا۔ اسی زمانے میں مدراس میں مسٹر گوکھلے نے ان کی یادگار میں رانا ڈے انسٹیٹیوٹ قایم کیا تھا

رانا سانگا اودے سنگھ بانیِ ریاست اودے پور کے باپ کا نام ہے یہ چتوڑ کا راجہ تھا اِس کے زمانے میں اکبر نے چتوڑ پر چڑھائی کی لیکن سوائے قتل و خونریزی کے اِس فتح کا اُس وقت کوئی نتیجہ نہ نکلا بعدہٗ بعہد شاہنشاہ جہانگیر ۱۶۱۴ء میں

پہلی مرتبہ یہ ریاست جو آٹھ سو برس سے خود مختار تھی سلطنت مغلیہ کی اطاعت پذیر ہوئی یہ راجہ تمام راجپوتوں کا سردار تھا جے پور اور مارواڑ کے راجہ اس کی ملازمت میں داخل تھے اسی ہزار گھوڑے اور پانسو ہاتھی اس کی فوج میں تھے۔ سات بڑے بڑے راجہ اور ایک سو تیرہ معمولی حیثیت کے سردار اس کی فوج میں کام کرتے تھے ۱۵۲۶ء میں جب بابر نے دہلی کے راجہ کو تخت سے اُتار دیا تھا تو اسی راجہ نے تمام راجپوتانہ کے راجوں کو اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کر کے اور ایک لاکھ فوج ساتھ لیکر بیانہ کے مقام پر بابر سے مقابلہ کیا تھا جس میں اول مغلوں کو شکست ہوئی لیکن بابر نے پیچھا نہ چھوڑا اور آخر کار ۱۶ مارچ ۱۵۲۷ء کو رانا نے ہار مان لی وہ اس شکست کے تھوڑے ہی دنوں بعد ۱۵۲۸ء میں مرگیا اودی سنگھ اس کا بیٹا جانشین ہوا اُس کے بیٹے رانا پرتاپ سنگھ نے اس کے نام پر اُدی پور کا شہر بسایا جو آج ریاست اُدی پور کا دار السلطنت ہے اس خاندان کے راجہ ہمیشہ اس بات پر فخر کرتے رہے کہ اُنھوں نے مغل بادشاہوں کو کبھی اپنی لڑکی دینا گوارا نہیں کیا رانا سانگا سے اس وقت تک جو راجہ اس خاندان میں ہوئے اُن کی فہرست حسب ذیل ہے۔

نام راجہ	سال وفات
رانا سانگا	۱۵۲۸ء
اودی سنگھ پسر رانا سنگھ	۱۵۶۹ء
پرتاب سنگھ پسر اودے سنگھ	۱۵۹۷ء
امر سنگھ پسر پرتاب سنگھ	۱۶۱۹ء
کرن پسر امر سنگھ	۱۶۲۸ء
جگت سنگھ پسر رانا کرن شاہجہاں کا اول جانثار	۱۶۵۲ء
راج سنگھ پسر جگت سنگھ	۱۶۸۰ء
جے سنگھ پسر راج سنگھ	۱۶۹۹ء
امر سنگھ ثانی	۱۷۱۱ء
سنگرام سنگھ	۱۷۳۳ء
جگت سنگھ ثانی (مرہٹوں کو چوتھ ادا کی)	۱۷۵۲ء
پرتاب سنگھ	۱۷۵۵ء
رانا راج سنگھ	۱۷۶۲ء
رانو ہمیر	۱۷۷۸ء
بھیم سنگھ	۱۸۲۸ء
جوان سنگھ	۱۸۳۸ء
سردار سنگھ باغوری	۱۸۴۲ء
سروپ سنگھ	۱۸۶۱ء
سمبھو سنگھ	۱۸۷۴ء
سجان سنگھ	۱۸۸۴ء
مہارانا سر فتح سنگھ بہادر	اب موجود ہیں

رانوجی سندھیا۔ سندھیا خاندان کا بانی تھا اول بلاجی راؤ پیشوائے اول کی ملازمت میں داخل ہوا اور بدرجہ بدرجہ ترقی کرتا رہا راجہ ساہوجی کے آخر زمانے میں پیشوا نے ملک مالوہ پر حملہ کیا تو یہ اس مہم میں پیشوا کے ساتھ تھا۔ فتح ہونے پر ملک مقبوضہ کے تین حصے کیے گئے ایک حصہ باجی راؤ کو ملا۔ دوسرا راجہ ستارہ کو اور تیسرا خاندان ہلکر کے قبضے میں آیا۔ رانوجی نے جو خدمات اس مہم میں بطور کمانڈر کے انجام دی تھیں اُس کے صلے میں بلاجی راؤ نے اپنے اور راجہ ستارہ کے حصے میں سے ایک بڑی جاگیر اُس کو عطا کی ۱۷۲۶ء میں پیشوا نے اس کو مالگزاری وصول

کرنے کا مجاز کیا اس طریقے سے گوالیار کی ریاست کی بنیاد پڑی اُجین دار السلطنت قرار پایا ۱۷۴۵ء میں فوت ہو گیا اس کا بیٹا جی آپا جانشین ہوا۔ سندھیا راجاؤں کی فہرست حسب ذیل ہی۔

رانوجی سندھیا خاندان کے پہلے ۱۷۲۶ء سے ۱۷۴۵ء تک

جی آپا پسر رانوجی سندھیا ۱۷۴۵ء سے ۱۷۵۵ء تک

مادھوجی یا مہاجی سندھیا برادر جی آپا ۱۷۶۱ء سے ۱۷۹۴ء تک۔ یہ راجہ جس طرح فن سپہ گری میں ماہر تھا اُسی طرح ملکی معاملات میں اس کا تدبر بھی کم نہ تھا ۱۷۶۱ء میں پانی پت کی مشہور لڑائی میں اس کو بڑی بہادری دکھانے کا موقع ملا۔

دولت راؤ سندھیا پسر انند راؤ اور پسر متبنیٰ مادھوجی جس نے اپنی راجدھانی ۱۸۱۰ء میں گوالیر کو مقرر کیا تھا جھنکوجی (نابالغ) کو دولت راؤ کی نوجوان بیوہ نے متبنیٰ کیا تھا اور خود اس کی نابالغی کے زمانے میں بہ حیثیت ولی اور مہتمم کے ۱۸۲۷ء سے ۱۸۳۳ء تک حکومت کی۔ ۱۸۳۳ء میں خود جھنکوجی نے سلطنت کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا اور ۱۸۴۳ء تک زندہ رہا۔

جیاجی سندھیا پسر متبنیٰ جھنکوجی ۱۸۴۳ء سے ۱۸۸۶ء تک مادھوجی یا مادھو راؤ ۳ جولائی ۱۸۸۶ء میں بحالت نابالغی گدی نشین ہوئے اس وقت ان کی عمر نو سال کی تھی وہ اس وقت تک برسر حکومت ہیں ان کا پورا خطاب ہز ہائنس عالی جاہ مختار الملک عظیم الاقتدار۔ رفیع الشان والا شکوہ محتشم دوراں۔ عمدۃ الامرا مہاراج ادھیراج۔ عالی جاہ حسام السلطنت مہاراجہ سر مادھو راؤ سندھیا بہادر سری ناتھ منصور زماں فدوی حضرت ملک معظم رفیع الدرجہ انگلستان ہی۔

راؤ رتن ہاڈا۔ بوندی کا راجہ تھا جہانگیر نے اس کو سر بلند رائے کا خطاب دیا۔ شاہزادہ خرم کے ساتھ مہم رانا پر متعین رہا۔ اور مہم دکن پر بھی مامور رہا ہی۔ جب شاہجہاں اپنے باپ سے باغی ہو گیا تو راؤ رتن اس کے خلاف جہانگیری حکم سے فوج لیکر بھیجا گیا اور کامیاب واپس آیا جب شاہجہانی دور دورہ ہوا تو اس کو اپنی جان کا خوف تھا لیکن شاہجہاں نے اس کی سابقہ حرکات کا کچھ خیال نہ کیا بلکہ پنج ہزاری منصب عطا کیا مہم تلنگانہ اور مہم دکن میں بھی شریک تھا ۱۶ جمادی الاول ۱۰۴۰ھ م ۱۶۳۱ء کو فوت ہوا۔

راوی ورما۔ موجودہ صدی کے مشہور ہندوستانی مصوّر کا نام ہی۔ ریاست ٹراونکور کے صدر مقام ترپوندرم کے ایک گانوں کلیمانور میں ۱۸۴۸ء میں پیدا ہوا ایام طفولیت ہی سے اس کو مصوّری کا شوق تھا جب وہ سنسکرت کی تعلیم کے لیے پاٹ شالا میں بھیجا گیا تو وہاں بجائے کتابوں کے یاد کرنے کے ہندو دیوتاؤں کی تصویریں دیواروں پر کھینچا کرتا تھا اس کا چچا راجہ ورما بھی فن مصوّری کا مذاق رکھتا تھا راوی ورما ہمیشہ اس کی تصویر کشی کے کام کو غور سے دیکھا کرتا تھا اس کے رجحان کو دیکھ کر اس کے چچا نے مصوری کا کام سکھانا شروع کر دیا ۱۸۶۲ء میں وہ اس کو مہاراجہ ٹراونکور کے دربار میں ساتھ لے گیا مہاراجہ نے حوصلہ افزائی کے لیے ایک بکس جس میں مختلف قسم کے رنگ تھے انعام میں دیا اس بکس کے

ملتے ہی سائنس کے طریقے سے تصویروں میں رنگ آمیزی سیکھنے کی کوشش شروع کردی وہ خود ہی اس فن کی مشق کیا کرتا تھا۔ کوئی اُس کا اُستاد نہیں تھا۔ ۱۸۶۶ء میں ایک انگریز مصور کا کام دیکھ کر روغنی رنگوں سے تصویر بنانے میں مشق کرنے کا شوق ہوا اس فن میں بھی کسی اُستاد کی مدد حاصل نہیں کی۔ ۱۸۷۰ء میں اس نے سب سے پہلے ایک عورت کی تصویر بنا کر نمائش میں پیش کی رفتہ رفتہ بڑودہ، میسور وغیرہ ریاستوں میں شہرت ہوگئی۔ ان ریاستوں سے بڑے بڑے انعامات ملے آخر زمانے میں اس کے بہت سے شاگرد ہوگئے تھے اور وہ فن مصوری کا اُستاد سمجھا جاتا تھا۔ ۲ر اکتوبر ۱۹۰۶ء کو فوت ہوا۔ اس کے ہاتھ کی بنی ہوئی تصویریں آج بھی بازاروں میں راوی ورما سیریز کے نام سے فروخت ہوتی ہیں اور اس کا کارخانہ راوی ورما پریس کے نام سے اب تک بمبئی میں موجود ہے۔

رائے رائے سنگھ بیکانیری۔ رائے کلیان مل راٹھور والئی بیکانیر کا بیٹا تھا۔ ۱۵ جلوس اکبری میں ملازمت شاہی میں داخل ہوا۔ ٹھٹھے کی مہم پر بھیجا گیا تھا۔ اس نے اپنی لڑکی شاہزادہ سلیم (جہانگیر) کے عقد میں دی تھی جو بیکانیری بیگم کے نام سے مشہور تھی۔ اکبر نے چار ہزاری منصب پر سرفراز کیا تھا۔ جہانگیر نے پنج ہزاری منصب عطا کیا۔ ۱۰۲۱ھ مطابق ۱۶۱۲ء میں فوت ہوا۔

رائے سال درباری (راجہ) راجہ سُوجا کا بیٹا رائے رائے مل کا پوتا تھا اکبر کی ملازمت میں داخل تھا۔ اکبر کو اس پر اس قدر اعتبار تھا کہ حرم شاہی کی حفاظت اسی کے سپرد تھی درباری کا خطاب تھا۔ دو ہزاری منصب حاصل تھا۔ جہانگیر نے صوبۂ دکن میں متعین کیا وہیں انتقال ہوا۔

رائے سنگھ راٹھور۔ راؤ امر سنگھ کا بیٹا۔ راجہ گج کا پوتا تھا۔ دربار شاہجہاں میں منصب دار تھا۔ دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندھار میں شریک رہا۔ شہزادہ محمد معظم کے ساتھ صوبۂ دکن میں مامور رہا۔ ۱۰۸۵ھ مطابق ۱۶۷۴ء میں جب خان جہاں کوکلتاش کی ماتحتی میں صوبۂ دکن میں تعینات تھا۔ اپنی فوج کی [illegible] درست کر رہا تھا کہ یکایک فوت ہو گیا۔ دکن میں اورنگ آباد کے پاس راؤ رائے سا پورہ اس کا آباد کیا ہوا ایک موضع اب تک باقی ہے۔

رائے سنگھ (راجہ) سیسودیا۔ مہاراجہ بھیم کا بیٹا اور رانا امر سنگھ کا پوتا تھا۔ اس کا باپ ایام شہزادگی سے شاہجہاں کا وفادار دوست تھا۔ باپ کی خدمات کے صلہ میں شاہجہاں نے بادشاہ ہونے پر رائے سنگھ کو منصب دو ہزاری اور خطاب راجگی عطا کیا۔ مہم قندھار، بلخ، بدخشاں اور بیجاپور پر تعینات تھا۔ آخر میں منصب پنج ہزاری حاصل کیا۔ عہد عالمگیری میں کھجوا کی لڑائی میں بہادری دکھائی اور شاہزادہ معظم کے ساتھ دکن میں تعینات رہا۔ ۱۰۸۷ھ مطابق ۱۶۷۶ء میں فوت ہوا۔

رائق۔ تذکرۂ رائق ان کی تصنیف ہے جس کا ایک خلاصہ سراج الدولہ محمد غوث خاں نواب کرناٹک نے ۱۲۷۴ھ میں کیا۔

رتن چند (راجہ) قوم کا بنیا [illegible] سید عبداللہ خاں صوبہ دار الہ آباد کا دیوان تھا۔ جہاندار [illegible] اور فرخ سیر کی لڑائی میں اس نے کارنمایاں دکھائے فرخ سیر نے ۱۱۲۵ھ مطابق ۱۷۱۳ء میں راجہ کا خطاب اور منصب دو ہزاری عطا کیا۔ اس کے

وقت میں تمام محکموں پر اس کا اقتدار تھا۔ اس کے بعد بھی محمد شاہ کے عہد تک اگرچہ برائے نام عہدہ دار مقرر تھے۔ لیکن تمام عہدہ دارانِ مالی و ملکی حتیٰ کہ حکام عدالت تک اسی کے اشاروں پر چلتے تھے ۱۱۳۲ھ مطابق ۱۷۱۹ء کے بعد "بادشاہ گر" بھائیوں (سید عبد اللہ خاں اور سید حسین علیخاں) کے زوال کے ساتھ ساتھ اس کا بھی زوال شروع ہوا جب حسین علی خاں نظام الملک آصف جاہ کے مقابلے کو چلا تو ۶ ذی حجہ ۱۱۳۲ھ مطابق ۱۷۲۰ء کو فتح پور سیکری سے ۳۵ کوس آگے راستے میں حیدر خاں نے اس کا کام تمام کردیا۔ رتن چند بھی اس لشکر میں موجود تھا۔ اس نے ان لوگوں سے جو اس سازش میں شریک تھے مقابلہ کیا۔ اس لڑائی میں لشکر کے لچوں اور شہدوں نے اس کو پالکی سے نکال کر گھونسوں اور لاتوں سے زدوکوب کیا اور محمد امین خاں کے پاس ننگا مادر زاد کرکے لے آئے اس نے اس کو قیدخانے بھجوا دیا۔ حالتِ قید ہی میں خاتمہ ہوگیا۔

رتن سنگھ راٹھور۔ مہیش داس راٹھور حیات خانی کا بیٹا۔ شاہجہانی عہد میں منصب دو ہزاری پر مامور تھا۔ ۱۰۶۸ھ مطابق ۱۶۵۸ء میں مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ شاہزادہ اورنگ زیب اور مراد بخش کے روکنے کے واسطے صوبۂ مالوہ میں متعین ہوا۔ جنگ اُجین میں نہایت دلاوری سے اورنگ زیب کے توپ خانہ سے مقابلہ کیا اور مارا گیا۔

رتن سنگھ عرف راجہ اسلام خاں:۔ گوپال سنگھ کا بیٹا راجہ اجے سنگھ چندراوت کا پوتا تھا۔ ۱۱۰۸ھ مطابق ۱۶۹۶ء مطابق سنہ جلوس عالمگیری میں مسلمان ہوگیا تھا۔ رام پور صوبۂ مالوہ اور مشہور شہر اوجین کا حاکم تھا۔ امانت خاں ناظم مالوہ نے اُسے بیدخل کرنا چاہا۔ اس پر سارنگ پور کے قریب لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی میں ۱۱۲۳ھ مطابق ۱۷۱۱ء میں مارا گیا۔

رتن سنگھ منشی الملک۔ فخر الدولہ دبیر الملک راجہ رتن سنگھ زخمی تخلص پیدائش لکھنؤ قوم کا کایستھ اس کا خاندان تین پشت سے دربار اودھ میں معزز عہدوں پر ممتاز تھا۔ رتن سنگھ بہت بڑا فاضل اور علامۂ وقت تھا۔ فلسفے میں اس کو کمال حاصل تھا اس کا دادا راجہ بھگوانداس ایام شہزادگی میں آصف الدولہ کا اتالیق تھا اور عہد حکومت میں دیوان تھا۔ رتن سنگھ نے منجملہ اور تصنیفات کے سلطان التواریخ نامی کتاب شاہان اودھ کے حالات میں لکھی ۱۲۵۸ھ مطابق ۱۸۴۲ء میں ۷۰ برس کی عمر میں یہ کتاب اس نے ختم کی۔

رتن ناتھ در (دیکھو سرشار)

رجا بن حیوۃ۔ عبد الملک بن مروان خلیفہ بنی امیہ نے ۶۹ھ مطابق ۶۸۸ء میں رجا بن حیوۃ اور یزید بن سالم کے زیر اہتمام لاکھوں روپیہ خرچ کرکے بیت المقدس کا قبہ بنوایا۔

رجائی۔ حسن علی تخلص۔ ہرات کا رہنے والا اُس نواح میں فن شعر میں مشہور تھا۔ ۸۵۸ھ مطابق ۹۶۶ھ میں وفات پائی۔

رجب سالار۔ تغلق شاہ کا بھائی اور فیروز شاہ بادشاہ دہلی کا باپ تھا۔ بہرائچ میں اس کا مقبرہ ہے۔

رحمت اللہ (منشی) رعد تخلص۔ نامی پریس کانپور کے مالک ابتداءً کتب فروشی کرتے تھے ۱۲۸۸ھ کے قریب اپنا پریس جاری کیا۔ ۱۸۷۳ء سے

بڑی جنتری کے نام سے ایک سالانہ مبسوط جنتری نکالنا شروع کی جو اردو میں اپنی طرز کی پہلی جنتری تھی اس میں علاوہ جنتری کی معمولی معلومات ماہ وسال وغیرہ کے علاوہ مفید اطلاعیں اور کارآمد باتیں شامل کیں اور مختلف ممالک کی تواریخ کا سلسلہ بھی جنتری کے ساتھ جاری رکھا۔ یہ جنتری آپ کے سال وفات تک نکلتی رہی۔ تاریخ انگلستان۔ روس۔ ایران تاریخ ہند روم اور افغانستان قسط وار تالیف کرکے اس جنتری کے ساتھ شائع کیں یہ تاریخیں منشی صاحب کی واقفیت اُن کے خاص طرز بیان کا نمونہ ہیں۔ ۱۸۸۸ء میں آپ نے ایک سہ روزہ اخبار (عالم تصویر) جو بعد کو ہفتہ وار ہوگیا تھا) کانپور سے نکالا جس میں اہم واقعات یا کسی بڑے شخص کے حالات اس کی تصویر کے ساتھ دیے جاتے تھے ۱۹۰۳ء تک یہ اخبار جاری رہا۔ آپ نے اپنے پریس میں مسدس حالی۔ رباعیات حالی۔ دیوان حافظ مثنوی مولانا روم کا دفتر اوّل پاکٹ ایڈیشن کے طور پر بابت اہتمام سے چھاپے ہیں جو اپنی قسم کے بہترین ایڈیشن کہے جاتے ہیں۔ آپ کے یہاں کی چھپائی اُس رجحان کی وجہ سے جو آپ کو فن طباعت سے تھا بےمثل ہوتی تھی۔ تصویر کشی اور مختلف رنگوں سے تصویر چھاپنے میں آپ کو یدطولیٰ حاصل تھا۔ ایک کتاب "دنیائے اسلام" کے نام سے آپ تالیف کر رہے تھے جو بطور تاریخ جدید کے تاریخ اسلام کے متعلق مختلف معلومات پر حاوی ہوتی یہ کتاب ناتمام رہی اور ۲۵ جمادی الاول ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۳ فروری ۱۹۱۲ء کو انتقال ہوگیا۔ تقریباً ۷۰ برس کی عمر پائی۔

رحمت اللہ محمد سیانی۔ بمبئی کے خوجوں کے خاندان میں ۵ اپریل ۱۸۴۷ء کو پیدا ہوئے۔ ان کے دادا سیانی جو ریاست کچھ کے دولت مند سوداگر تھے بمبئی آئے تھے۔ اُن کے زمانہ طفولیت میں مسلمانوں میں انگریزی تعلیم کا رواج نہ تھا۔ اس لیے انگریزی تعلیم سے قدرتی طور پر مخالفت کی گئی۔ لیکن باوجود اس کے اُنھوں نے ایم۔ اے پاس کیا۔ اس کے بعد ایل ایل بی کا امتحان ۱۸۶۸ء میں پاس کیا اور ۱۸۷۰ء میں سالیسٹر کا امتحان پاس کیا۔ بدرالدین طیب جی ان کے چھوٹے بھائی تھے۔ یہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر بھی رہے ہیں۔ ۱۸۷۶ء سے آخر زمانے تک بمبئی میونسپل کارپوریشن کے ممبر رہے ۱۸۸۵ء میں چیرمین منتخب ہوئے اور شریف بمبئی کے معزز عہدے پر بھی ممتاز رہے۔ بمبئی لیجس لیٹو کونسل کے ممبر منتخب ہوئے ۱۸۹۶ء میں کلکتے کے اجلاس نیشنل کانگریس کی صدارت کی۔ ۱۹۰۲ء میں انتقال کیا۔

رحمت اللہ مولوی۔ والد کا نام خلیل الرحمن۔ پیدائش ۱۸۱۸ء بمقام کرانہ ضلع مظفرنگر۔ مولینا احمد علی اور مفتی سعداللہ لکھنوی سے علم حاصل کیا۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد دہلی جاکر مہاراؤ کی سرکار میں اپنی موروثی جگہ پر مامور ہوگئے۔ لیکن بہت جلد اُس سے دست بردار ہو کر دہلی کی ایک مسجد میں تعلیم وتدریس شروع کردی۔ یہ ایک عالم وفاضل شخص تھے جنھوں نے مذہب عیسوی کے مقابلے اور مباحثے میں قابل قدر شہرت حاصل کی۔ فنڈر صاحب سے ۱۸۵۴ء میں بمقام آگرہ بڑا مباحثہ ہوا لیکن کافی فیصلہ نہو سکا۔ اُنھوں نے اکثر کتابیں خود بھی تصنیف کیں۔ اور اکثر یورپین مصنفین کی کتابوں کا ترجمہ بھی کیا جس سے عیسائی مذہب کا

بطلان ظاہر ہوتا ہی۔ غدر ۱۸۵۷ء کے بعد وہ اور اُن کے ... شاگرد ڈاکٹر وزیر خاں مکہ معظمہ پہنچے اور وہاں ... کتاب اظہار الحق تصنیف کی جس کا یورپ کی چند زبانوں میں ترجمہ بھی ہو چکا ہی۔ تین مرتبہ قسطنطنیہ گئے۔ تعلیم کے شوق اور ضعف پیری کے سبب سے پھر مکہ شریف آ گئے۔ سلطان عبد الحمید خاں ثانی نے ان کی تین سو روپیہ ماہوار کی پنشن مقرر کر دی ۱۸۹۱ء میں انتقال کیا اور جنت معلیٰ میں دفن کیے گیے۔

رحمت اللہ مولوی - فرنگی محلی۔ فرزند سوم مولوی نور الدین۔ ملا قطب الدین سہالوی کی پانچویں پشت میں تھے اپنے چچا ملا ظہور اللہ کے شاگرد تھے۔ علوم درسیہ کی تحصیل سے فارغ ہو کر غازی پور میں رہنے لگے۔ اور مدرسہ (موسومہ) "چشمۂ رحمت" ترتیب دیکر تدریس طلباء میں مشغول ہوئے اکثر اشخاص ان سے فیضیاب ہوتے تھے۔ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۸ء کو غازی پور میں رحلت کی اور وہیں دفن کیے گئے۔

رحیم الدین مرزا - شاہ عالم کے پوتے شہزادگانِ دہلی میں سے تھے مرزا کریم الدین رسا ان کے والد کا نام تھا ۱۲۱۷ھ میں پیدا ہوئے شطرنج کے ماہر تھے شاعری میں شاہ نصیر کے شاگرد تھے حیا تخلص تھا۔ آخر زمانہ میں نواب کلب علی خاں والیے رام پور کے مصاحبوں میں داخل ہوئے رام پور میں ۱۲۹۰ھ میں انتقال ہوا ان کا اُردو دیوان صاحبزادہ محمود علی خاں نے رام پور میں طبع کرایا ہی۔

رحیم بیگ مرزا - سردھنا ضلع میرٹھ وطن ہی مخزن شعرا ان کی تصنیف ہی۔ یہ کتاب ۱۸۶۰ء مطابق ۱۲۷۷ھ میں تصنیف ہوئی اس کا دوسرا نام وسیلۃ الشعرا ہی۔

رزق اللہ شیخ - شیخ عبد الحق بن سیف الدین دہلوی کا چچا تھا۔ فن تاریخ میں ایک کتاب واقعات مشتاقی اس کی تصنیف ہی جو سلطان سکندر کے عہد میں لکھی گئی تھی۔ ہندی فارسی۔ دونوں زبانوں میں شعر کہتا تھا۔ فارسی میں آشتاقی اور ہندی میں راجن تخلص کرتا تھا۔ ہندی زنجن بن جوت نرنجن اس کی تصنیف ہی ۱۴۹۵ء مطابق ۹۰۰ھ میں پیدا ہوا۔ اور ۱۵۶۲ء مطابق ۹۶۹ھ میں انتقال کیا۔

رستم - فارس کے مشہور پہلوان کا نام ہی۔ یہ نام فارسی لٹریچر میں بکثرت آیا ہی۔ شاہنامہ فردوسی اس کے کارناموں سے بھرا ہوا ہی جس میں اس کو رستم داستان کے نام سے یاد کیا گیا ہی۔ اس کو رستم زابلی بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ زابلستان کا حاکم بھی تھا! اس کے باپ کا نام زال کہا جاتا ہی اور دادا کا نام نریمان تھا۔ بہمن کے مقابلے میں جو خاندان کیانی کا ساتواں بادشاہ تھا! مارا گیا

رستم بسطامی خواجہ - بسطام کا رہنے والا ایک مشہور مصنف تھا جو ۱۵۱۳ء مطابق ۹۱۹ھ میں فوت ہوا۔

رستم علی مولینا - ملا اصغر قنوجی کے صاحبزادے تھے قرآن شریف کی تفسیر جس کا نام تفسیر صغیر ہی ان کی تصنیف ہی ۱۷۶۳ء مطابق ۱۱۷۷ھ میں وفات پائی

رستم قد خوزیانی خواجہ - موضع خوزیان کا جو بسطام میں ایک گاؤں ہی رہنے والا تھا شعر خوب کہتا تھا۔ سلطان عمر بن میران شاہ کی مدح میں اکثر قصیدے لکھے۔ شاہ رخ مرزا کا ہمعصر تھا ۸۱۴ھ مطابق ۱۴۱۱ء میں زندہ تھا۔ صاحب مراۃ الخیال کا یہ لکھنا کہ وہ ابن العربی کا معاصر

تھا صحیح نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ابن العربی کا انتقال ۱۲۴۰ء میں ہوا ہی۔

رس کپور۔ دیکھو جگت سنگھ مہاراجہ جی پور (ذیل حرف ج)

رسول شاہ۔ ۱۸۱۰ء میں الور میں اس کی کرامات کی شہرت بہت تھی پہلے بساط کی دوکان تھی کارخانہ بگڑ گیا تو داڑھی مونچھ منڈا کر مجذوب بن گیا۔ آنے والوں کو فاقہ کشی کی تاکید کرتا تھا کئی دن کے متواتر فاقے کے بعد بھنگ کی لگدی پلاتا تھا۔ مولوی حنیف نامی ایک صاحب اس کے پاس پہنچ گئے۔ وہ جاہل تھا۔ انھوں نے تصوف کا رنگ جموا دیا۔

رشک۔ میر علی اوسط نام۔ رشک تخلص میر سلیمان کا بیٹا ۱۲۱۳ھ مطابق ۱۷۹۹ء میں بمقام فیض آباد پیدا ہوا۔ ناسخ کا شاگرد رشید تھا عرصے تک لکھنو رہا آخر میں کربلائے معلی میں سکونت اختیار کی۔ منیر شکوہ آبادی اس کے خاص شاگردوں میں ہی۔ ایک اردو کا لغت تالیف کیا جو شائع نہیں ہوا دو دیوان نظم مبارک اور نظم گرامی چھوڑے جو غدر سے پہلے چھپے تھے اب کمیاب ہیں ۱۲۸۴ھ م ۱۸۶۷ء میں وفات پائی۔

رشید الدین امیر پورا نام فضل اللہ رشید الدین ابن عماد الدولہ ابو الخیر ابن موفق الدولہ ہی ایران کے مشہور شہر ہمدان میں ۶۴۵ھ مطابق ۱۲۴۷ء میں پیدا ہوا۔ فن طب میں کمال حاصل کیا اسی کمال نے اسے ایران کے تاتاری سلاطین کے دربار تک پہنچایا اس کی ابتدائی ملازمت کا زمانہ اباقا خاں کے عہد میں گزرا۔ جب سلطان غزان خاں کا زمانہ آیا تو اس نے اپنی علم دوستی کی وجہ سے رشید الدین کی قابلیتوں کا لحاظ کر کے ۱۲۹۸ء میں اسے وزارت کے منصب پر سرفراز کیا۔ اور سعید الدین وزیر اول کے معیت میں الجائیتو کے زمانے تک جو غزان خاں کا بھائی اور جانشین تھا۔ اس خدمت کو انجام دیتا رہا۔ الجائیتو اس سے بہت خوش رہا اس کے دربار سے اس کو بہت کچھ انعام و اکرام ملے۔ رشید الدین کی سعید الدین سے زیادہ دنوں تک نہ بنی۔ اور باہم بدمزگی پیدا ہوگئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کو قتل کروا دیا۔ رشید الدین کی سفارش پر سعید الدین کا جانشین امیر علی شاہ جیلان کو بنایا گیا۔ جو ایک ادنی نسل کا شخص تھا۔ ان دونوں میں بہت جلد ان بن ہوگئی۔ اور الجائیتو کے مرنے پر جب اس کا بیٹا ابو سعید بادشاہ ہوا تو امیر علی کا داؤ چل گیا۔ اور اس نے رشید الدین کو ۱۳۱۷ء مطابق ۷۱۷ھ میں معزول کرا دیا یہ معزولی عارضی ثابت ہوئی اور اسے اپنی جگہ حاصل کرنے میں کامیابی حاصل ہوگئی۔ دوسری مرتبہ اس سے جائزہ وزارت کے لیے اس پر پورا وار کیا گیا۔ یعنی یہ الزام لگایا گیا کہ سلطان الجائیتو کو اس نے زہر دیکر ہلاک کیا تھا جس کا یہ قصہ بیان کیا گیا کہ بادشاہ کی بیماری میں اور اطبا کی رائے کے خلاف اس نے مسہل دینے پر اصرار کیا تھا۔ ان مسہلہ ادویہ میں اس نے اپنے بیٹے ابراہیم کے ذریعے سے جو باورچی خانہ رسانی پر داروغہ تھا زہر دلوا دیا۔ اس قصور میں دونوں باپ بیٹے نہایت بے دردی کے ساتھ قتل کرادیے گیے۔ یہ واقعہ ۱۳۱۸ء مطابق ۷۱۸ھ کا ہے رشید الدین کی تصنیفات جامع التواریخ رشیدی

مشہور ہے۔ اس کے علاوہ کتاب التوضیحات۔ اور مفتاح التفاسیر۔ رسالہ السلطانیات اسی کی تالیف ہیں وہ تبریز کی اس مسجد میں جو اس نے خود تعمیر کرائی تھی دفن کیا گیا۔ اس کے قتل میں جو بیدردی اور ذلت ابوسعید بادشاہ فارس نے روا رکھی۔ اسی پر اس کی تذلیل کا خاتمہ نہیں ہوا۔ بلکہ اس کے جانشینوں نے قبر میں بھی اس کو چین سے سونے نہ دیا۔ اس کے انتقال سے سو برس بعد تبریز کی حکومت تیمور کے بیٹے میران شاہ کے قبضہ میں آئی اور یہ شہزادہ دیوانہ ہوگیا تو اس کی دیوانگی خمیازہ - رشید الدین کی ہڈیوں کو بھگتنا پڑا۔ شاہزادہ نے یہ سن کر کہ رشید الدین ایک یہودی تھا۔ عالم جنون میں اس کی قبر کھدوائی کا حکم دیدیا اور اس پر اس کی ہڈیوں کو سرزمین مسجد سے نکال کر یہودیوں کے قبرستان میں دفن کرا دیا گیا۔

رشید الدین وطواط (دیکھو رشیدی سمرقندی)

رشید پاشا۔ قسطنطنیہ میں ۱۸۰۲ء میں پیدا ہوا معاملات ملکی میں ماہر تھا۔ ٹرکی کا وزیر اعظم تھا۔ غیر ملکی زبانوں میں کامل دستگاہ تھی۔ سائنس میں بھی اچھی مہارت رکھتا تھا۔ ۷ جنوری ۱۸۵۸ء کو انتقال ہوا۔ ۵۵ سال کی عمر تھی۔

رشید سمرقندی۔ ایک نامی شاعر فاروقی النسل تھا۔ اس کا پورا نام رشید الدین عبدالجلیل وطواط عمری ہے وطواط کے لغوی معنی ابابیل کے ہیں۔ کوتہ قد اور لاغر جسم ہونے کی وجہ سے وطواط لقب ہوا۔ اور حضرت عمر فاروق کی نسبت نسبی کے سبب عمری مشہور ہوا۔ بلخ میں پیدا ہوا تعلیم و تربیت سمرقند میں ہوئی اس لیے سمرقندی کے نام سے پکارا گیا۔ سلطان اتسز بن خوارزم شاہ کا زمانہ پایا۔ انوری کا ہمعصر تھا۔ انوری سلطان سنجر کی ملازمت میں تھا جس وقت سلطان سنجر نے قلعۂ ہزار اسپ کا محاصرہ کیا اور سلطان اتسز سے مقابلہ ہوا اس مقابلے میں سلطان سنجر کے ساتھ انوری اور سلطان اتسز کے ساتھ رشیدی تھا۔ جب دونوں بادشاہوں کی قوتیں تلوار کے جوہر دکھا رہی تھیں ان دونوں شاعروں کو بھی اپنی خامہ فرسائی کے ذریعے سے مقابلے کی سوجھی۔ دونوں شاعر اپنے اپنے فریق مخالف کی ہجو لکھ کر تیروں کے ذریعہ سے ایک دوسرے کے لشکر میں بھیجتے تھے۔ اس لڑائی میں سلطان سنجر کی فتح ہونے پر رشیدی کو قید کر لیا گیا لیکن انوری کو یہ گوارا نہ ہوا کہ اس کا باکمال ہمعصر شاعر قید میں سڑ کر مر جائے اس لیے بادشاہ سے اس نے اس کی رہائی کی سفارش کی اور کامیابی حاصل کی رشیدی نے انوری کی اس مہربانی کا تمام عمر احسان مانا اور یہ دونوں جب تک زندہ رہے ایک دوسرے کی دوستی کا دم بھرتے رہے۔

رشیدی نے ۱۱۸۲ء مطابق ۵۷۸ھ میں انتقال کیا۔ ۹۰ سال کی عمر پائی۔ جرجانیہ میں جو خوارزم کا ایک شہر ہے دفن ہوا ہے "مصباح شریف" اس کی مشہور کتاب ہے۔ جس میں مختلف عنوانوں پر بہت سی نظمیں جمع کی گئی ہیں۔ حدائق السحر بھی اسی کی تصنیف ہے۔ ایک دیوان چھوڑا جس میں ۱۵ ہزار اشعار ہیں

رضا قلی مرزا۔ نادر شاہ کے فرزند اکبر کا نام ہے جس کو بیرحم باپ نے ۱۷۴۲ء مطابق ۱۱۵۵ھ میں اندھا کر دیا تھا۔

رضی الدین (مولوی) بسمل تخلص۔ حکیم سید الدین کے بیٹے۔ بدایوں کے رہنے والے طبقۂ امراء میں

۱۲ ذوالحجہ ۱۲۹۲ھ کو پیدا ہوئے۔ عربی اور فارسی
کی تعلیم بدایوں اور دہلی میں حاصل کی پنجاب میں
بھی داخل ہو۔ قانونی دماغ پایا ہے۔ امتحان وکالت
پاس کرکے شاہجہان پور میں وکالت شروع کی۔
ان کی تصنیف میں کنز التاریخ اور تذکرۃ الواصلین
مشہور کتابیں ہیں ان کے علاوہ ایک کتاب
فن انساب میں بھی لکھی ہے جس میں مولف کے خاندان
کے مفصل حالات درج ہیں۔ ۱۹۱۱ء میں آپ
کی کوشش سے بدایوں میں مسلم اسلامیہ ہائی اسکول
کی بنیاد ڈالی گئی۔ ۱۹۱۳ء میں خان بہادری کا
خطاب پایا۔ فی الحال بدایوں ہی میں خانہ نشین
ہوکر زندگی بسر کرتے ہیں۔

رضی الدین احمد (حکیم) نام۔ خان بہادر۔ شفاء الملک
خطابات آپ کے جد امجد "عضد الدولہ۔ اعتماد الملک
حکیم غلام نجف خاں صاحب طبیب بادشاہ دہلی
اپنے فن میں یکتائے زمانہ تھے اُن سے اُنھوں نے
تعلیم پائی۔ آپ کا خاندان فاروقی فریدی فتحپور
ضلع بدایوں میں آباد ہے۔ گورنمنٹ انگریزی
نے سب سے پہلے آپ کو "شفاء الملک" کا
خطاب مرحمت فرمایا۔ آپ پنجاب یونیورسٹی کے
فیلو اور پنجاب ٹکسٹ بک کمیٹی دہلی کے ممبر تھے
عمدۃ الحکما اور زبدۃ الحکماء کے امتحانوں کے ممتحن
رہے۔ اینگلو عربک ہائی اسکول دہلی اور پنجاب
کی مشہور ہسٹاریکل سوسائٹی کے رکن تھے شہر دہلی
کے آنریری مجسٹریٹ درجہ اول اور دارالخلافہ دہلی
کے تنخواہ دار رجسٹرار تھے۔ فن طبابت میں آپ کو
ید طولیٰ حاصل تھا۔ ہندوستان کے اطراف و
جوانب سے آپ کے پاس بکثرت لوگ علاج کے
لیے آتے تھے آپ کی پیدائش ۱۸۶۰ء مطابق
۱۲۷۶ھ میں بمقام دہلی ہوئی۔ اور اڑتالیس سال
کی عمر میں ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۰۸ء مطابق ۰ ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ
کو دہلی میں انتقال ہوا آپ کے پسر و جانشین حکیم ناصر الدین احمد ہیں

رضی الدین محمد بن علی شاطبی۔ ایک عربی مصنف
تھا۔ ۱۲۵۸ء مطابق ۶۵۶ ہجری میں وفات پائی

رضی نیشاپوری۔ محمد رضی الدین کا تخلص ہے لیکن وہ
اکثر اس تخلص کی جگہ اپنی غزلوں کے مقطع میں "بندہ"
لکھا کرتا تھا۔ علم فقہ میں بھی دستگاہ رکھتا تھا۔ اس
فن میں اس کی کتاب "محیط" مشہور رہی۔ ۱۲۰۲ء
مطابق ۵۹۸ھ میں انتقال کیا۔

رضیہ سلطانہ۔ شمس الدین التمش کی بیٹی تھی۔ اپنے
بھائی رکن الدین کے مرنے کے بعد دہلی کے تخت
پر نومبر ۱۲۳۶ء میں بیٹھی۔ نومبر ۱۲۳۹ء میں تخت
سے اُتار کر بھٹنڈا کے قلعے میں قید کردی گئی وہاں
سے فرار ہوکر اُس نے ایک فوج جمع کی اور دہلی کی
طرف کوچ کیا۔ لیکن بہرام شاہ اس کے بھائی
نے جو اُس وقت تخت نشین تھا۔ شکست دی
اور اُس کو قتل کر ڈالا۔ بحساب قمری تین برس
چھ ماہ سلطنت کی۔ دہلی میں اس کا مقبرہ اب
بھی موجود ہے۔

رفیع الدرجات۔ رفیع الشان کا لڑکا اور شاہنشاہ
بہادر شاہ کا پوتا تھا۔ دو حقیقی بھائیوں سید عبداللہ
خاں اور سید حسین علی خاں نے فرخ سیر کو معزول کرکے
۱۸ فروری ۱۷۱۹ء مطابق ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ
کو تخت نشین کیا۔ تین ماہ حکومت کرنے کے بعد
بعارضہ سل بمقام آگرہ فوت ہوگیا۔

رفیع الدین شاعر۔ عہد اکبری کا شاعر تھا۔ فوجی
خدمت پر بھی مامور رہا۔ سب سے پہلے اس کو
۱۵۹۲ء میں شاہی دربار میں داخل ہونے کا موقع ملا

سنہ ۱۶۰۱ء مطابق سنہ ۱۰۱۰ھ میں اس کا دیوان مرتب ہوچکا تھا۔ اس دیوان میں ۱۵ ہزار اشعار ہیں۔

رفیع الدین شیخ محمد محدث۔ فن حدیث کے عالم تھے سنہ ۱۵۴۷ء مطابق سنہ ۹۵۴ھ میں انتقال کیا۔ بمقام آگرہ آصف جاہ کی حویلی میں دفن ہوئے۔

رفیع الدین لبنانی۔ موضع لنبان کا جو اصفہان (ایران) میں واقع ہے رہنے والا اثیر الدین اومانی شرف الدین اور کمال الدین اسمٰعیل کا ہمعصر تھا۔ ایک دیوان یادگار ہے۔

رفیع الدین مولینا دہلوی۔ ابن شاہ ولی اللہ دہلوی۔ اپنے وقت کے جلیل القدر عالم تھے۔ آپ کی تصانیف سے مقدمۃ العلم۔ رسالۂ عروض۔ اور کتاب تکمیل۔ رسالہ دفع الباطل۔ اسرار المحبۃ۔ ترجمہ قرآن مجید اردو مشہور ہیں۔ کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے۔ چنانچہ مولینا عبد الرحیم دہلوی کی غزل پر جو عربی میں ماہیت نفس کے متعلق شیخ الرئیس کی ایک غزل کے جواب میں لکھی گئی ہے خمسہ لکھا سنہ ۱۲۳۳ھ مطابق سنہ ۱۸۱۸ء میں انتقال ہوا۔

رفیع الشان۔ بہادر شاہ کا لڑکا اپنے بھائی جہاندار شاہ کے مقابلے میں مارا گیا۔

رفیع خاں باذل مرزا۔ حملۂ حیدری کا مصنف ہے اس کتاب میں نبیؐ اکرم کے جملہ غزوات اور خلفائے اربعہ کے زمانے کی فتوحات کو نظم کیا گیا ہے کل چالیس ہزار اشعار ہیں۔ رفیع خاں دہلی کا رہنے والا جعفر مشہدی کی اولاد سے تھا عالمگیر کے زمانے میں گوالیار کی قلعہ داری پر مامور رہا عالمگیر کی وفات کے بعد گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ اور تصنیف و تالیف میں بقیہ زندگی بسر کی شاعر بھی تھا باذل تخلص تھا ایک دیوان یادگار ہے سنہ ۱۷۱۱ء مطابق سنہ ۱۱۲۳ھ میں وفات پائی۔

رفیع مرزا احسن بیگ۔ اس کا نام مرزا احسن بیگ ہے رفیع تخلص تھا۔ نذر محمد خاں والی توران کا میر منشی رہا۔ سنہ ۱۶۴۳ء مطابق سنہ ۱۰۵۳ھ میں بعہد شاہجہاں ہندوستان آیا۔ شاہجہاں نے منصب پنج صدی سے ممتاز کیا۔ عالمگیر کے زمانے تک زندہ تھا۔

رقیہ۔ نبی صلعم کی صاحبزادی تھیں۔ عتبہ بن ابولہب کے ساتھ شادی ہوئی اس کے بعد حضرت عثمانؓ بن عفان خلیفۂ سوم کے ساتھ عقد ہوا۔ جنگ بدر کے کچھ دنوں بعد سنہ ۲ھ مطابق سنہ ۶۲۴ء میں انتقال ہوا جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

رقیہ سلطانہ۔ مرزا ہندل کی بیٹی شاہنشاہ بابر کی پوتی۔ ہمایوں کی بھتیجی تھی۔ شاہنشاہ اکبر کے ساتھ شادی ہوئی اکبر بادشاہ اس کا نہایت احترام کرتا تھا۔ کیونکہ یہ اس کی سب سے پہلی بیگم تھی لیکن اس کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی شاہجہاں کے پیدا ہونے پر اکبر نے اس کو اس بیگم کی گود میں دیا کہ وہ اپنے بیٹے کی طرح پرورش کرے یہ بیگم اپنی بہو نورجہاں سے بھی بہت محبت رکھتی تھی۔ بمقام آگرہ سنہ ۱۶۲۶ء مطابق ۷ جمادی الاول سنہ ۱۰۳۵ھ میں فوت ہوئی ۸۴ سال کی عمر پائی۔

رکن الدولہ۔ اپنے بھائی عماد الدولہ بانی خاندان بویہ کی جگہ سنہ ۹۳۲ء مطابق سنہ ۳۲۰ھ میں تخت عراق فارس پر بیٹھا۔ اصفہان۔ رے۔ ہمدان وغیرہ اس کی حکومت میں تھے عضد الدولہ اور موید الدولہ اور فخر الدولہ اس کے بیٹے تھے۔ اپنی سلطنت کا انتظام ان تینوں شہزادوں کی سپرد کر دیا تھا۔ اور وہ تینوں علیحدہ علیحدہ اپنے اپنے

حصۂ ملک پر حکومت کرتے تھے۔ وہ عراق میں رہتا تھا۔ اپنے بھائی کے زمانے میں بھی فارس کا حاکم تھا۔ اس مدت کو ملا کر چوالیس سال حکومت کی۔ ۱۵ ستمبر ۹۸۳ء مطابق ۱۰ محرم ۳۷۳ھ کو بمقام رے انتقال کیا۔

رکن الدولہ۔ اس کا نام میر موسیٰ خاں تھا۔ نواب آصف جاہ ثانی نواب دکن نے اس کو اپنا وزیر مقرر کیا۔ اس زمانے میں مرہٹوں نے بہت کچھ فساد مچا رکھا تھا۔ راگھوجی بھونسلا کے لڑکوں میں جب باہمی جھگڑا شروع ہوا تو آصف جاہ کی ہمراہی میں ناگپور گیا۔ وہاں سے ایلچ پور جاتے ہوئے راستے میں ایک سپاہی نے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۱۷۷۵ء کا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ مرہٹوں سے سازش رکھتا تھا اور یہی باعث قتل ہوا۔

رکن الدولہ اعتقاد خاں۔ اصلی نام محمد مراد کشمیری النسل تھا۔ فرخ سیر کی ملازمت میں داخل ہوا اور اُس کو یہ مشورہ دیا کہ سید حسین علی۔ اور عبداللہ خاں کو جو اُس زمانے میں امور سلطنت پر حاوی ہو رہے تھے۔ حکمت عملی سے زیر کیا جائے کھلم کھلا ان سے جنگ نہ کی جائے۔ فرخ سیر نے چاپلوسی سے متاثر ہو کر سات ہزاری منصب اور رکن الدولہ کا خطاب عطا کیا۔ اور مراد آباد کا ضلع جو اُس وقت نظام الملک کی جاگیر میں تھا اس کو عطا کر دیا لیکن فرخ سیر کے معزول ہونے پر ۱۷۱۹ء مطابق ۱۱۳۱ھ میں اس کی بہت تذلیل کی گئی اور طرح طرح کی جسمانی تکالیف دی گئیں تاکہ وہ اپنے خفیہ خزانے بتا دے۔ محمد شاہ کے عہد میں فوت ہوا۔

رکن الدین شیخ۔ کنیت ابو الفتح۔ اولیائے کرام سے تھے۔ شیخ صدر الدین عارف کے لڑکے اور شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے پوتے تھے بزمانۂ سلطان علاء الدین سکندر ثانی ۱۳۱۰ء مطابق ۷۱۰ھ میں حیات تھے اور حضرت نظام الدین اولیاء کے ہمعصر تھے۔ شیخ جلال جو مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے نام سے مشہور ہیں اور شیخ عثمان سیاح ان کے مشہور خلفاء میں ہیں۔

رکن الدین فیروز سلطان۔ سلطان رکن الدین التمش بادشاہ دہلی کا لڑکا تھا۔ اپنے والد کی وفات پر یکم مئی ۱۲۳۶ء مطابق شعبان ۶۳۳ھ کو تخت نشین ہوا۔ ہنوز عنان حکومت ہاتھ میں لیے ہوئے ۶ ماہ بھی نہ گزرے تھے کہ اراکین سلطنت نے ناخوش ہو کر تخت سے اتار دیا۔ ۱۹ نومبر ۱۲۳۶ء کو سلطانہ رضیہ اس کی بہن جانشین ہوئی رکن الدین قید کر لیا گیا۔ اور اسی حالت میں کچھ دنوں بعد جاں بحق تسلیم ہوا۔

رکن الدین مسعود مسیحی مولانا۔ فن طب میں ضابطۃ العلاج ایک کتاب اس کی تصنیف سے مشہور رہی جس میں مختلف امراض کے طریقۂ علاج سے بحث کی گئی ہے۔ شاعر بھی تھا۔ ۱۵۸۰ء مطابق ۹۸۸ھ کے قریب تک زندہ رہا۔

رکن کاشی حکیم۔ مسیح تخلص ایک مشہور شاعر اور طبیب تھا۔ شاہ عباس اعظم شاہ فارس کے دربار میں داخل تھا۔ شاہنشاہ اکبر کے عہد میں ہندوستان آیا۔ ملازمت شاہی میں منسلک ہوا۔ شاہجہاں کے زمانے میں حج کی غرض سے مکہ معظمہ کو گیا۔ وہیں سے اپنے وطن فارس کو واپس چلا گیا۔ وطن ہی میں ۱۶۴۹ء مطابق ۱۰۵۹ھ میں یا بقول بعض ۱۶۵۵ء مطابق ۱۰۶۶ھ میں انتقال کیا

انداز ہ کیا جاتا ہو کہ ایک لاکھ اشعار اس نے
تصنیف کیے تھے۔

رگھناتھ داس راجہ - سعد اللہ خوانی چونکہ سب
سے پہلے نواب سعد اللہ خاں کے عہد وزارت
میں عام متصدیوں کے زمرے میں بسلسلۂ ملازمت
شاہی داخل ہوا تھا۔ اس لیے تاریخ میں سعد اللہ
خانی کے نام سے مشہور ہو۔ حساب کتاب معاملہ
فہمی تحریر وتقریر اور دیانت کے لیے مشہور تھا۔
۱۰۶۸ھ کو مطابق ۱۶۵۸ء کو شاہجہاں نے رائے
کا خطاب دیا اور دیوانی کی خدمت عطا کی عالمگیر
کے زمانے میں بھی اسی عہدے پر قائم رہا منصب
دو ہزار و پانصدی اور راجہ کا خطاب عطا ہوا۔
جو دوسری جنگ عالمگیر کو لڑنا پڑی اس میں
اس راجہ نے قلم کی بجائے تلوار کے بھی جوہر
دکھائے ۱۰۷۳ھ مطابق ۱۶۶۲ء میں مرنے
سے پیشتر وزیر اعظم کے عہدے پر سرفراز ہوگیا تھا
اسی سال کے آخر میں فوت ہوگیا۔

رگھوناتھ - مرہٹہ مورخ ہو اس نے ۱۸۰۰ء میں حالات
مرہٹہ کے نام سے تاریخ لکھی ہو۔

رگھوجی بھونسلا - دبوجی مرہٹے کا بیٹا تھا جو اودھ
میں اپنے باپ پرسوجی کی حیات میں قتل ہوا تھا۔
پرسوجی سیواجی کے پوتے ساہوجی کا بھائی تھا۔
رگھوجی بھونسلا ۱۷۳۴ء میں مرہٹہ فوج کا جنرل
مقرر ہوا ۱۷۴۰ء میں ستارے میں جو مرہٹہ راج
کے زیر حکومت تھا۔ انقلاب کے آثار نمایاں ہوئے
اس وقت ستارے کی ریاست میں رام راجہ
نامی راجہ حکومت کرتا تھا۔ جو نہایت کمزور واقع
ہوا تھا۔ باجی راؤ پیشوا نے اس کی کمزوری سے
فائدہ اٹھایا۔ اس میں اور رگھوجی بھونسلا میں یہ طے
ہوا کہ اس ریاست کو باہم تقسیم کرلیا جائے۔ چنانچہ
پیشوا نے مغربی حصہ لیا اور پونا اپنا صدر مقام
بنایا اور رگھوجی نے شرقی حصے پر قبضہ کر کے ناگپور
کو اپنا پایہ تخت قرار دیا اور رام راجہ کو ستارے
کے قلعے میں نظر بند کر دیا ۱۷۵۳ء میں رگھوجی
بھونسلا دوم جانشین ہوا۔ ناگپور کے بھونسلا
راجوں کی حکومت کی تفصیل درج ذیل ہو:

نام راجہ	سنہ وفات
رگھوجی بھونسلا اوّل	۱۷۵۳ء
جانوجی یا رانوجی	۱۷۷۲ء
مادھوجی	۱۷۸۸ء
رگھوجی بھونسلا ثانی	۱۸۱۶ء
پرسوجی (آپا صاحب نے پھانسی دیدی)	۱۸۱۷ء
مودوجی (آپا صاحب) انگریزوں نے ۱۸۱۶ء میں راجہ تسلیم کیا اور ۱۸۱۸ء میں معزول ہوا	۱۸۴۰ء
پرتاب سنگھ نرائن نبیرۂ رگھوجی	۱۸۱۸ء
رگھوجی بھونسلا ثالث	۱۸۵۳ء

رگھوناتھ راؤ - یہ رگھوبا کے نام سے زیادہ مشہور
ہیں۔ ایک مرہٹہ سردار تھا جو انگریزوں سے ملا
ہوا تھا باجی راؤ پیشوائے اول کا لڑکا اور آخری
پیشوا باجی راؤ ثانی کا باپ تھا نرائن راؤ کے بعد پیشوا
بن بیٹھا۔ لیکن بعد میں جب لوگوں کو یہ معلوم ہوا کہ
نرائن راؤ نے ایک بچہ چھوڑا ہو تو وزرا نے اس بچے
کو پیشوا مشتہر کر دیا اور رگھوبا کی عام مخالفت ہوگئی
یہاں تک کہ وہ جان بچا کر سورت کو بھاگ گیا۔

رنجیت سنگھ - بھرت پور کا جاٹ راجہ کیہری سنگھ
کا لڑکا تھا۔ جواہر سنگھ اور رتن سنگھ کا بھتیجا اور
سورج مل جاٹ بانی ریاست کا پوتا تھا۔ اپنے
چچا نواب سنگھ کی جگہ ۱۷۷۶ء مطابق ۱۱۹۰ھ

میں تخت پر بیٹھا۔ سندھیا نے اُس کو آگرے کا
محاصرہ کا اُٹھانے کی غرض سے بھیجا۔ مگر ایک لڑائی
میں جو آگرہ کے قریب ۱۷ جون ۱۸۰۴ء مطابق ۱۱
رمضان ۱۲۱۹ھ میں ہوئی مارا گیا۔ اور اُس کا
لڑکا رندھیر سنگھ جانشین ہوا۔

رنجیت سنگھ مہاراجہ۔ پنجاب کا سکھ راجہ تھا اس کے
باپ کا نام مہا سنگھ تھا۔ ۱۷۸۰ء میں سکھوں کے
لیڈر کی حیثیت سے نمودار ہوا۔ زمان شاہ افغانی
بادشاہ نے ۱۷۹۹ء میں اس کو لاہور کا حکمران
بنایا۔ برٹش گورنمنٹ کا وفادار دوست اور
خیرخواہ تھا۔ ۲۷ جون ۱۸۳۹ء کو فوت ہوا اس کی
چار رانیاں۔ سات کنیزیں اس کی چتا پر جل کر
مرگئیں۔ اس کا بیٹا کھڑک سنگھ جانشین ہوا۔
اس کی وفات کے سات سال بعد جبکہ دلیپ سنگھ
اس کا بیٹا حکمراں تھا ۱۸۴۹ء میں پنجاب برٹش سلطنت
میں شامل کرلیا گیا۔

رنچھور جی۔ ولد امرجی دیوان۔ رنچھور جی نے ۱۸۲۵ء م
۱۲۴۰ھ میں تاریخ سورت لکھی۔ اس میں جوناگڑھ
اور ناگر قوم کے حالات درج ہیں۔

رنچھورداس جونپوری۔ قوم کایستہ۔ فارسی نظم
ونثر میں علی دستگاہ رکھتا تھا۔ وقائع الانشار
اسی کی تصنیف سے ہے جو ۱۸۲۳ء مطابق ۱۲۳۹ھ
میں لکھی گئی۔

رند۔ سید محمد خاں نام رند تخلص مرزا غیاث الدین محمد خاں
بہادر کا بیٹا۔ ۱۱ ربیع الاول ۱۲۱۲ھ کو بمقام فیض آباد
پیدا ہوا۔ ۲۰ برس کی عمر میں لکھنؤ آکر آتش کا شاگرد
ہوا۔ نہایت خوش گو شاعر تھا۔ دیوان رند چھپ گیا
ہے جو عام طور پر ملتا ہے۔ ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۴ھ
بمقام لکھنؤ انتقال کیا۔

رند پوٹیکا۔ جانی۔ بانکے لال کایستھ دہلوی کا تخلص
ہے فارسی میں شعر کہتا تھا۔ ایک مختصر دیوان فارسی
یادگار چھوڑا جو ۱۸۱۵ء میں جبکہ وہ زندہ تھا۔
طبع ہوا تھا۔

رنگین۔ سعادت یار خاں نام رنگین تخلص۔ باپ کا
نام مرزا طہماسپ بیگ خاں ہے۔ اس کا خاندان
روم سے ہندوستان میں آیا تھا۔ رنگین ۱۷۵۶ء
میں قصبۂ سرہند میں پیدا ہوا۔ تجارت پیشہ تھا
اس نے ایک تاجر کی حیثیت سے تمام ہندوستان
کی سیاحت کی نواب آصف الدولہ اور سعادت علی
خاں کے عہد میں لکھنؤ پہنچا۔ شاہ حاتم کا شاگرد تھا
اردو میں ریختی اسی کی ایجاد ہے۔ چار دیوان اور
پانچ مثنویاں یادگار ہیں۔ جن میں سے فرسنامہ
اور رنگین نامہ اور مجالس رنگین مشہور ہیں مگر ان میں
سب سے زیادہ دلچسپ کتاب مثنوی دلپذیر ہے۔
اکتوبر ۱۸۳۵ء مطابق جمادی الثانی ۱۲۵۱ھ
میں انتقال کیا۔

روپ چند گوالیاری۔ جہانگیری عہد میں منصبدار
تھا۔ قلعہ کانگڑہ کی تسخیر میں کارنمایاں کیا جس کے
صلے میں گوالیار کی جاگیر عطا ہوئی۔ شاہجہاں کے
عہد میں منصب ہزاری عطا ہوا۔ راجہ سری نگر کے
خلاف جو مہم شاہجہاں نے بھیجی تھی اُس میں اُس کی
تعیناتی ہوئی۔ نجابت خاں کی ناتجربہ کاری سے
شاہی فوج کو ہزیمت ہوا۔ اسی میں روپ چند
کام آیا۔ یہ واقعہ ۸ جلوس شاہجہانی یعنی ۱۶۳۵ء
میں گزرا۔

روپ سنگھ راٹھور۔ راجہ کشن سنگھ راٹھور کا
پوتا تھا۔ شاہجہاں کے زمانے میں منصب چارہزاری
پر ممتاز تھا۔ مہم قندھار میں شریک رہا جنگ سموگڑھ

میں جو دارا شکوہ اور اورنگ زیب کے باہم ہوئی تھی۔ دارا شکوہ کے ساتھ تھا۔ اس لڑائی میں اس نے بڑی دلیری دکھائی یعنی توپ خانے کی صفوں کو چیرتا ہوا خاص اورنگ زیب کے ہاتھی کے پاس جا پہنچا اور کمال دلیری سے اس کی عماری کے رسوں کو کاٹنا شروع کیا اورنگ زیب اس کی بہادری سے بہت خوش ہوا اور بے اختیار چلایا کہ اس بہادر کو نہ مارنا۔ لیکن لڑائی کی گڑبڑ میں اس حکم کی تعمیل نہ ہوئی۔ اور یہ بہادر راجہ قتل کر دیا گیا۔ یہ واقعہ ۱۰۶۸ھ مطابق ۱۶۵۸ء کا ہے۔

روپ سنگھ راؤ۔ چندراوت پرگنہ رامپور متصل چتوڑ کا رہنے والا منصب دو ہزاری حاصل تھا۔ ۱۰۵۵ھ مطابق ۱۶۴۵ء میں بعہد شاہجہانی شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ مہم بلخ پر مامور رہا اور نذر محمد خاں والیٔ بلخ کے مقابلے میں اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔ ۱۰۶۲ھ میں بعہد شاہجہانی فوت ہوا۔

روپ سی راجہ کچھواہا۔ راجہ بہارا مل کا بھائی تھا ۹۶۹ھ مطابق ۱۵۶۲ء میں جب اکبر بادشاہ اثنائے سفر اجمیر میں اس کے قصبہ زمینداری سے ہو کر گزرے اس کو بادشاہ کی قدمبوسی حاصل کرنے کا موقعہ ملا اور امرائے خاص میں داخل ہوا۔ جلوس اکبری میں منصب ہزاری سے سرافراز تھا اکثر مہمات شاہی میں خدمات بجا لایا۔

روپ متی۔ باز بہادر بادشاہ مالوہ کی محبوبہ تھی اس کے محل شہر مانڈو ملک مالوہ میں اب تک شکستہ پڑے ہیں۔ یہ رانی ہندی میں شعر بھی کہتی تھی۔ ادہم خاں کے مقابلے میں جب باز بہادر نے شکست پائی تو اس نے اپنی عصمت کو بچانے کی غرض سے خودکشی کر لی تھی یہ واقعہ ۹۶۸ھ/۱۵۶۱ء کا ہے۔

روپ نرائن۔ ولد ہری رام کھتری متوطن سیالکوٹ اس نے ۱۲۹۱ھ مطابق ۱۸۷۴ء ہندوؤں کے مقدس مقامات کے حالات و کیفیات لکھے۔ کتاب کا اصلی نام برج پرمانم اور تاریخی نام مخزن العرفان ہے۔

روح الامین خاں شیخ۔ قاضی محمد سعید بلگرامی کا بیٹا فن شعر میں کامل دستگاہ رکھتا ایک مثنوی لکھی ہے جس میں سات ہزار شعر تھے۔ ششش ہزاری منصب حاصل تھا۔ نواب سپہ دار خاں اور بعدہٗ نواب مبارز الملک سربلند خاں کی ماتحتی میں الہ آباد کا صوبہ دار رہا۔ آخر میں محمد شاہ کے عہد میں پنجاب میں ۲۲ محال کا گورنر مقرر ہوا۔ محمد شاہ کی طرف سے نادر شاہ کے مقابلہ میں لڑا اور کرنال کے مقام پر ۱۳ فروری ۱۷۳۹ء مطابق ۱۵ ذی قعدہ ۱۱۵۱ھ کو مارا گیا

روح اللہ خاں۔ عالمگیر کے زمانے میں میر بخشی کے عہدے پر مامور تھا۔ مہم دکن میں ۱۰ اگست ۱۶۹۲ء مطابق ۵ ذی الحجہ ۱۱۰۳ھ میں کام آیا۔ اس کی وفات کے بعد اس کا لڑکا خانہ زاد خاں جو صرف خاص خزانچی اور مطبخ شاہی کا مہتمم تھا۔ روح اللہ خاں ثانی کے خطاب سے ملقب ہوا ۱۷۱۱ء مطابق ۱۱۲۳ھ میں فوت ہو گیا۔

روحانی امیر۔ سمرقند کا رہنے والا شاعر اور حکیم تھا۔ رشیدی سے تلمذ رکھتا تھا۔ جب چنگیز خاں نے بخارا کو فتح کر لیا تو یہ بھاگ کر دہلی آیا۔ اور سلطان التمش کے دربار میں ۶۲۲ھ مطابق ۱۲۲۵ء میں پناہ گزیں ہوا۔

روحی۔ سید جعفر کا تخلص ہے۔ سید جعفر ملاحظہ ہو۔

روحی بغدادی۔ ایک مشہور ترکی شاعر تھا۔ اس کی ہجویں نہایت پر اثر اور دلکش ہوتی تھیں۔

رودکی۔ سلطنت سامانیہ کا ملک الشعرا اور اپنی

شخصیت کے لحاظ سے مقدم الشعرائے فارسی کا مشہور شاعر ہی تمام تذکرے متفق اللفظ ہیں کہ سب سے پہلے جس نے دیوان مرتب کیا وہ رودکی ہو اس کا اصلی نام محمد یا جعفر ہی۔ بعض تذکروں میں اس کا نام فریدالدین ابو عبداللہ اور ابو الحسن بھی دیکھا گیا ہی۔ ضلع نخشب کے جو ملک ترکستان میں واقع ہی ایک گانوں رودک میں پیدا ہوا۔ رودکی کو نغمہ سرودمیں خاص شغف تھا۔ اس کے تخلص کی وجہ تسمیہ بھی یہی کہی جاتی ہی کہ وہ رود (باجہ) اچھا بجاتا تھا اس لیے رودکی مشہور ہوا۔ وہ مادر زاد نابینا تھا۔ آٹھ برس کی عمر میں کلام مجید حفظ کیا۔ پھر علم قرارت کی تکمیل کی اور اسی زمانے سے شعر کہنا شروع کیا۔ اس کی خوش آوازی بدولت سنجی حاضر جوابی لطیف الطبعی نے اس کو نصیر ابن احمد سامانی کے دربار تک پہنچایا۔ سامانیوں کا نام جس کی بدولت زندہ ہی وہ رودکی ہی ہی۔ مشہور کتاب کلیلہ و دمنہ اولاً سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کی گئی لیکن جب عربی میں اس کا ترجمہ ہوا تو فارسی نسخہ بالکل ہی گمنام ہو گیا تھا۔ رودکی نے بحکم نصیر بن احمد سامانی نے اس کو فارسی میں نظم کیا۔ اور چالیس ہزار درم صلے میں پلے چنانچہ عنصری شاعر ایک قصیدے میں کہتا ہی ؎

چہل ہزار درم رودکی ز مہتر خویش
عطا گرفت بہ نظم کلیلہ در کشور

رودکی نہایت پرگو تھا۔ رشیدی سمرقندی نے اس کے اشعار کی تعداد ایک لاکھ بتائی ہی اس کا دیوان ایران میں چھپ گیا ہی۔ ۳۲۹ھ مطابق ۹۴۰ء میں وفات پائی

روز افزوں راجہ۔ راجہ سنگرام صوبۂ بہار کے حاکم کا بیٹا تھا۔ باپ کا سایہ کم عمری میں سر سے اُٹھ گیا تھا بادشاہ نے اپنے پاس رکھا اور تعلیم و تربیت کی۔ بالغ ہو کر مسلمان ہو گیا۔ ۸ سنہ جلوس جہانگیری میں اُس کو بالغ ہونے پر اس کے موروثی ملک کی حکومت کو عطا ہوئی منصب دو ہزاری حاصل تھا۔ ۱۰۴۴ھ مطابق ۱۶۳۴ء میں فوت ہوا

روز افزوں ناظر۔ محمد شاہ کا خواجہ سرا تھا شاہجہان آباد میں ایک باغ جو باغ ناظر کے نام سے مشہور ہی ۱۱۴۱ھ مطابق ۱۷۲۸ء میں اسی نے تعمیر کیا تھا۔

روزبہان شیخ۔ ابو محمد ابی نصیر البقلی کا لقب ہی اپنے علم و فضل و خدا ترسی کے لیے مشہور تھے فارسی زبان میں قرآن شریف کی تفسیر لکھی جو تفسیر آرائش کے نام سے مشہور ہوئی۔ چند اور کتابیں صفوۃ المشارب وغیرہ بھی یادگار چھوڑیں۔

روشن آرا بیگم۔ شاہجہاں کی سب سے چھوٹی لڑکی تھی ۱۰۸۲ھ مطابق ۱۶۷۱ء میں انتقال کیا اور شاہجہان آباد میں اپنے باغ میں جو باغ روشن آرا کے نام سے مشہور ہی دفن ہوئی۔

روشن الدولہ رستم جنگ۔ اصل نام ظفر خاں امرائے محمد شاہی سے تھا۔ دہلی کی سنہری مسجد اسی کی بنوائی ہوئی ہی جو کوتوالی چبوترے کے قریب واقع ہی اور جو ۱۱۳۴ھ مطابق ۱۷۲۱ء کی بنی ہوئی ہی دہلی کی دوسری مشہور عمارت جو روشن الدولہ کے نام سے مشہور ہی اور جس پر سونے سے پچی کاری کا کام تھا۔ ۱۱۳۷ھ مطابق ۱۷۲۵ء میں ظفر خاں ہی کی تعمیر کی ہوئی ہی یہی وہ جگہ ہی جس کی بالائی منزل پر نادر شاہ اقامت گزیں ہوا تھا اور وہاں پر بیٹھ کر اس نے دہلی کے باشندوں کے قتل عام کا حکم دیا تھا۔ روشن الدولہ محمد شاہ کے ۱۴ سنہ جلوس

محمد شاہی یعنی ۱۱۳۱ھ مطابق ۱۷۱۸ء میں فوت ہوا

روغنی۔ اکبر کے دربار میں ایک ظریف تھا۔ ظرافت ہی کی شاعری کرتا تھا۔ اس نے ایک دیوان چھوڑا جس میں ۲ ہزار اشعار کہے جاتے ہیں چونکہ وہ ظریفانہ نظموں میں تمام ارکین سلطنت کی خبر لیا کرتا تھا اور سب کی ہجویں لکھا کرتا تھا اس لیے کوئی اس سے خوش نہ تھا۔ جیسا کہ اس مادہ تاریخ سے ظاہر ہوتا ہی جو اُس کی وفات پر تصنیف کیا گیا۔

"چو سگ بد بہ کفرستان جاں دادہ"

اس فقرے سے ۹۰۹ھ مطابق ۱۵۰۳ء برآمد ہوتے ہیں اور یہی اس کا سال وفات ہی۔

رومیش چندر دت (سر) ۱۸۴۸ء میں بمقام کلکتہ پیدا ہوئے ان کے خاندان میں اکثر لوگ علم پرستی کا مذاق رکھتے تھے اور اعلیٰ عہدوں پر ممتاز تھے۔ باپ کا نام اِشن چندر تھا باپ کے مرجانے کے بعد چچا کے زیر سرپرستی تعلیم و پرورش ہوئی۔ ۱۸۶۸ء میں انگلستان روانہ ہوئے۔ وہاں سے واپسی کے بعد بنگال میں بسلسلۂ ملازمت داخل ہوئے۔ گیارہ سال تک یعنی ۱۸۷۱ء سے ۱۸۸۲ء تک مختلف عہدوں پر مامور رہے۔ دورانِ ملازمت میں اپنے یورپ کے سفر اور بنگال کی زبان اور کاشتکاری کے متعلق کچھ رسالے انگریزی میں تصنیف کیے مگر ان کی مصنفانہ زندگی کی ابتدا ناولوں کے سلسلے کے ساتھ شروع ہوئی ۱۸۷۲ء اور ۱۸۸۰ء کے درمیان چار تاریخی ناول شائع ہوئے جو اب تک بنگالی زبان کے مستقل ادب میں شمار ہوتے ہیں۔ قانون کاشتکاران بنگال جو ۱۸۸۵ء میں لارڈ ڈفرن کے عہد حکومت میں پاس ہوا بہت کچھ رمیش چندر دت کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ علمی خدمات میں ایک بڑا کام رگ وید کا ترجمہ تھا جو اُنھوں نے کٹر خیال ہندوؤں کی سخت مخالفت میں خاموشی کے ساتھ انجام دیا۔ اور یہی بنگالی زبان میں رگ وید کا اکیلا ترجمہ ہی۔ قدیم زمانۂ ہندوستان کی تاریخ تمدن بھی تصنیف کی جو تین جلدوں میں شائع ہوئی ہی۔ ۱۸۹۲ء میں سی آئی۔ ای کا خطاب پایا ۱۸۹۴ء میں بنگالی ادب کی اکیڈیمی کی بنا ڈالی جو اس وقت ہندوستان میں سب سے زیادہ سرسبز ہی۔ یہ سب سے پہلے ہندوستانی تھے جو کمشنری کے عہدے تک پہنچے۔ ۱۸۹۷ء میں مستعفی ہو کر انگلستان چلے گئے۔ وہاں کرائسٹ چرچ کالج میں تاریخ ہند کے پروفیسر ہو گئے۔ اور کئی سال تک اس عہدے پر کام کیا۔ اسی قیام میں رامائن اور مہابھارت کے مخصوص مقام ترجمہ کر کے شائع کیے جو انگلستان اور امریکہ میں بڑی قدر سے دیکھے گئے۔ ۱۹۰۲ء میں تاریخ "معیشت ہند" انگریزی میں دو جلدوں میں شائع کرائی جس میں معرکۂ پلاسی سے لیکر بیسویں صدی کے آغاز تک ملک کی تجارتی اور اقتصادی حالت دکھائی گئی ہی ۱۹۰۴ء میں انگلستان کو خیرباد کہا اور ہندوستان آکر مہاراجہ بڑودہ کے یہاں وزیر مقرر ہوئے۔ ۱۹۰۹ء تک اس عہدے پر ممتاز رہے۔

رونقی۔ ہمدان کا ایک شاعر تھا۔ ۱۶۲۲ء مطابق ۱۰۳۲ھ میں انتقال کیا۔

ریاض۔ منشی ریاض احمد۔ وطن خیرآباد۔ پیدائش ۱۸۵۳ء مطابق ۱۲۶۹ھ امیر مینائی کے تمام تلامذہ میں خاص امتیازی درجہ رکھتے ہیں۔ کلام میں شوخیٔ انداز پورا پورا ابھرا ہی۔ کہنہ مشق ہیں ایک مدت تک گورکھپور میں بہ سلسلۂ ملازمت

رہے۔ ریاض الاخبار اور فتنہ جاری کیا اب راجہ محمود آباد نے بہ نظر قدر افزائی کچھ وظیفہ مقرر کر دیا ہے۔ خیر آباد میں مقیم ہیں۔ اردو میں میکشی کے مضامین آپ کا خاص حصہ ہے۔ پختگی یہاں تک بڑھی ہوئی ہے کہ نعتیہ کلام میں بھی اپنا رنگ نہیں چھوڑتے۔

ریاضی سمرقندی۔ سمرقند کا ایک مشہور مصنف تھا۔ ۸۸۴ھ مطابق ۱۴۷۹ء میں انتقال کیا۔

ریاضی ہروی۔ شاہ اسماعیل اول صفوی کے زمانے میں ایک مصنف اور شاعر تھا۔ اس کی آٹھ ہزار بیت کی ایک مثنوی مشہور ہے جس میں ہرات کے سلطان حسین مرزا کی حکومت کی تاریخ اور شاہ اسمٰعیل کے کارنامے نظم کیے گئے ہیں ۱۵۱۵ء مطابق ۹۲۱ھ میں انتقال کیا۔

ردیف ز

زاغلول پاشا۔ سعد زاغلول پاشا پورا نام ہی۔ مصر کے آزادی پسند لیڈر ہیں۔ لارڈ کرومر نے اپنی کتاب "موجودہ مصر" میں اُن کو روشن خیال منتظم کے نام سے یاد کیا ہی۔ ۱۹۰۶ء میں وہ ایک معمولی جج تھے۔ لارڈ کرومر نے اُن کو وزیر تعلیم بنایا۔ آج کل مصر کے وزیر اعظم ہیں جامع ازہر کے سند یافتہ ہیں۔ عربی علم ادب پر پورا عبور حاصل ہی۔ تقریر کرنے کا اچھا ملکہ ہی۔ فصاحت کے علاوہ اُن کی تقریروں میں لطافت و ظرافت کی چاشنی بھی ہوتی ہی۔

زال۔ سام کا بیٹا۔ نریمان کا پوتا۔ مشہور رستم کا باپ تھا۔ ان لوگوں کے نام فارسی لٹریچر میں مشہور ہیں۔ منوچہر۔ بہمن اور افراسیاب بادشاہان فارس کے زمانے میں گزرے ہیں۔ اسی زال نے افراسیاب کو فارس سے باہر کیا تھا۔ اور زو بیسر طہماسپ کو بادشاہ بنا دیا تھا۔ بہمن نے اس کو قید کر دیا تھا۔ وہاں سے بھاگ کر ملک زابلستان پہنچا اور رودابہ دختر محراب کے ساتھ شادی کی جو رستم کی ماں ہوئی دوبارہ وہ پھر بہمن کے ہاتھ آگیا اور اُس نے اُس کا خاتمہ کر دیا۔

زاہد۔ مرزا زاہد الدین بن مرزا کام بخش بن مرزا سلیمان شکوہ بن شاہ عالم شاہ دہلی صاحب دیوان گزرا ہی۔

زاہد شیخ گیلانی۔ گیلان کے رہنے والے مشہور اولیا میں تھے۔ اور شیخ صفی یا صفی الدین اردبیلی کے خسر تھے۔ ۱۳۳۵ء مطابق ۷۰۰ھ میں وفات پائی۔

زاہدی ایک جید عالم تھے تفسیر زاہدی انھیں کی تصنیف سے ہی۔ ۱۲۶۶ء مطابق ۶۶۵ھ میں وفات پائی۔

زائر۔ شیخ محمد فاخر الہ آبادی کا تخلص ہی جو ۱۷۵۱ء م ۱۱۶۴ھ میں فوت ہوا۔

زبدۃ النسا۔ عالمگیر کی چوتھی دختر تھی۔ اس کی والدہ کا نام نواب بائی تھا یہ ۲۶ رمضان ۱۰۶۱ھ میں پیدا ہوئی اور دارا شکوہ کے لڑکے کو بیاہی گئی۔ عالمگیر سے صرف چند دن قبل ۱۱۱۸ھ مطابق ۱۷۰۶ء میں فوت ہوئی۔

زبری بن مسلم۔ ایک عربی مصنف تھا ۱۲۶۶ء مطابق ۶۶۵ھ میں وفات پائی۔

زبیدہ خاتون۔ اصلی نام امۃ العزیز اور لقب زبیدہ ہی جعفر بن منصور عباسی کی بیٹی تھی۔ گو باپ کو خلافت نہ ملی۔ مگر دادا منصور خلیفہ تھا۔ خلیفہ ہارون الرشید سے شادی ہوئی۔ ہارون کی چھ بیبیاں تھیں مگر زبیدہ کا رتبہ سب سے زیادہ تھا۔ زیب و زینت کے بہت سے سامان ایجاد کیے۔ وہ بندار ایسی کہ سو چھوکریاں محل میں حافظ قرآن تھیں۔ اور روزانہ دس پارے سنا پڑتے تھے۔ ۱۹۰ھ مطابق ۸۰۵ء میں شہر تبریز تعمیر کیا۔ مکہ معظمہ میں ایام حج میں ایک مشک پانی کی پانچ روپیہ کو ملتی تھی پچاس لاکھ روپیہ صرف کر کے عین المشاس نامی نہر بارہ میل سے جدا کر کے مکے میں لائی جس کو نہر زبیدہ

کہتے ہیں سنہ ۱۹۳ھ مطابق ۸۰۸ء میں بیوہ ہوئی اور شنبہ کے دن جمادی الاول سنہ ۲۱۶ھ مطابق سنہ [illegible] بغداد میں انتقال کیا۔ خلیفہ امین الرشید ان کے بطن سے تھا۔

زبیر بن بکار۔ بکار کے بیٹے۔ مکے کے قاضی تھے اور کتاب سنن اور کتاب اخبار مدینہ کے مصنف تھے۔ سنہ ۸۷۰ء مطابق سنہ ۲۵۶ھ میں وفات پائی۔

زبیر بن عوام۔ بنی ہاشم سے تھے۔ ان کا شمار صحابہ میں ہی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خلافت کے زمانے میں۔ عثمانی عمال کی معزولی اور قاتلانِ عثمانؓ کی سزا دہی میں توقف کی وجہ سے مفسدوں نے ان کو ابھار کر خلیفہ کے خلاف فوج کشی پر مجبور کیا۔ جنگ جمل۔ جو اس زمانے کی مشہور لڑائیوں میں ہی اُس میں آپ اور طلحہ حضرت عائشہؓ کی جانب تھے دوران جنگ میں حضرت علیؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی یاد دلائی "کہ زبیرؓ بے وجہ علیؓ کے ساتھ جنگ کریگا"۔ یہ الفاظ سنکر زبیرؓ فوراً جنگ سے کنارہ کش ہوگئے۔ اور وہاں سے چلے گئے لیکن چند سال بعد یعنی سنہ ۶۵۶ء میں عمر بن ابن خرموز نے جو حضرت علی کا طرفدار تھا آپ کو ایک وادی میں جبکہ آپ نماز ادا کر رہے تھے۔ خلافت کا دشمن سمجھ کر شہید کر ڈالا۔

زٹلی (دیکھو جعفر زٹلی)

زجاج اصل نام ابو اسحاق ابراہیم بن محمد ہی۔ چند کتب کا مصنف ہی بمقام بغداد تقریباً ۸۰ سال کی عمر میں سنہ ۹۲۳ء مطابق سنہ ۳۱۱ھ میں وفات پائی۔

زخمی۔ فخر الدولہ دبیر الملک راجہ رتن سنگھ بہادر لکھنوی کا تخلص ہی۔ لکھنؤ میں واجد علی شاہ کے زمانے میں وزیر تھا۔ اس نے اپنے انتقال سے چار سال قبل سنہ ۱۸۶۲ء میں دین اسلام قبول کر لیا تھا۔ علوم و فنون کا شائق تھا۔ رائے بریلی میں اپنا ایک بڑا ذاتی کتب خانہ چھوڑ کر سنہ ۱۸۶۶ء مطابق سنہ ۱۲۸۲ھ میں فوت ہوا۔

زردشت۔ فارس میں جو قدیم مذہب آتش پرستوں کا جاری تھا۔ اُس کا بانی تھا۔ اسلامی فتح سے قبل بادشاہ ایران بھی اسی مذہب کے پیرو تھے منوچہر کی نسل سے حکیم فیساغورث کا شاگرد تھا اور گشتاسپ کے وقت میں گزرا تھا۔ اصلی نام ابراہیم تھا۔ اسلامی دور دورہ شروع ہونے کے بعد بہت سے ایرانی جو زردشتی مذہب کے پیرو تھے ہندوستان چلے آئے اور جو اب تک بمبئی وغیرہ میں پارسیوں کے نام سے مشہور ہیں اور اسی مذہب کے پیرو ہیں۔ ژند و استا اس مذہب کی آسمانی کتاب کہی جاتی ہی۔

زکریا۔ ملاحظہ ہو بہاء الدین زکریا۔

زکریا بن محمد بن محمد الکمونی۔ قزوینی قزوین کا رہنے والا۔ مشہور کتاب عجائب المخلوقات کا مصنف ہی۔ سنہ ۱۲۶۳ء مطابق سنہ ۶۶۲ھ میں لکھی گئی۔ لندن کے کتب خانوں میں اس کا نسخہ موجود ہی اس میں مختلف قسم کے درندوں پرندوں اور چرندوں اور مچھلیوں کی مستند تصاویر دی گئی ہیں اس کے علاوہ درختوں کی تصویریں بھی ہیں۔ اور انواع و اقسام کی دھاتوں اور جواہرات کی کیفیت اور تاثیرات درج ہیں۔

زکریا خاں۔ بن عبد الصمد خاں۔ المعروف بہ سیف الدولہ بہادر جنگ جب ۱۷۳۹ء مطابق ۱۱۵۱ھ میں ہندوستان پر نادر شاہ کا مشہور حملہ ہوا۔ وہ لاہور کا گورنر تھا ۱۲ جمادی الثانی

۱۱۵۸ھ مطابق ۱۷۴۵ء میں فوت ہوا۔ اس کے بعد شہ نواز خاں اس کا بیٹا گورنر ہوا۔

زکی۔ زکریا خاں دہلوی۔ نبیرہ نواب اعظم الدولہ نبیرہ محمد خاں مولف تذکرۂ شعرا۔ ۱۸۳۹ء میں بمقام دہلی پیدا ہوئے فن سخن میں مرزا غالب سے تلمذ تھا۔ مرزا صاحب نے اپنا شاگرد لکھا۔ بدایوں میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس تھے ۱۹۰۱ء میں وہیں انتقال ہوا۔

زلالی خوانساری۔ حکیم زلالی کے نام سے مشہور ہے۔ شہر خوانسار کا رہنے والا تھا۔ شاعری میں مرزا جلال اسیر کا شاگرد تھا۔

زلالی شیرازی۔ فارس کا نامور شاعر ۱۵۳۸ء مطابق ۹۴۵ھ میں فوت ہوا۔

زلالی ہروی:۔ ہرات کا رہنے والا ایک شاعر تھا۔ ۱۵۲۵ء مطابق ۹۳۱ھ میں وفات پائی۔

زمان شاہ۔ کابل اور قندھار کا بادشاہ۔ تیمور شاہ کا بیٹا اور احمد شاہ ابدالی کا پوتا تھا۔ اپنی والدہ کی وفات کے بعد ۱۷۹۳ء مطابق ۱۲۰۷ھ میں تخت کابل پر بیٹھا ۱۷۹۶ء مطابق ۱۲۱۱ھ میں لاہور کی طرف قدم بڑھا کر دہلی پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا لیکن اپنے ملک میں بدامنی کی خبریں پا کر واپس گیا محمد شاہ بادشاہ ہرات نے اس کو ۱۸۰۰ء میں اندھا کر کے بالا حصار میں قید کر دیا۔ جب ۱۸۳۹ء میں سرکار انگریزی نے شاہ شجاع کو تخت کابل پر بٹھایا زمان شاہ کو افغانوں نے جنوری ۱۸۴۲ء میں اپنا بادشاہ مشتہر کر دیا۔

زمانی یزدی۔ ایک ایرانی شاعر تھا ۱۶۱۲ء مطابق ۱۰۲۱ھ میں فوت ہوا۔

زمخشری۔ دملاحظہ ہو جار اللہ۔

زمرد خاتون۔ خواجہ حسن نظام الملک طوسی وزیر ملک شاہ سلجوقی کی والدہ ہیں زمرد خاتون ابو جعفر کی نسل سے تھیں جن کا سلسلۂ نسب محمد بن حمید بن عبد الحمید طوسی پر ختم ہوتا ہے۔ اسلامی تاریخ میں آل حمید کا خاندان بہت مشہور ہے۔ اس خاندان کے اکثر نامور عہد خلافت عباسیہ میں وزیر ہوئے

زنگی شہید۔ مشہور اولیا اللہ میں سے تھے ان کا مزار ہتیا پول دروازے کے قریب آگرے میں اب تک موجود ہے۔

زوزنی۔ ان کا پورا نام اور لقب القاضی الامام سید ابو عبد اللہ زوزنی ہے۔ انھوں نے عربی قصائد سبعۂ معلقات کی جو ایام جاہلیت سے عرب میں مشہور چلے آتے ہیں اور جو اس زمانے میں بھی قدیم عربی لٹریچر کا مشہور حصہ سمجھے جاتے ہیں شرح لکھی تھی۔

زیاد۔ ان کی نسبت مشہور ہے کہ وہ ابو سفیان کے ناجائز بیٹے یعنی امیر معاویہؓ کے علاتی بھائی تھے معاویہ اس کو مثل اپنے حقیقی بھائی کے سمجھتے تھے حضرت علی کے زمانۂ خلافت میں فارس کے سپہ سالار مقرر ہو گئے تھے۔ جب معاویہؓ کا وقت آیا تو انھوں نے اُن کو عراق و خراسان کا حاکم بنا دیا تھا۔ یہ خاص قابلیت کے آدمی تھے امیر معاویہ تدابیر ملک گیری میں ان کو اپنا دست و باز و سمجھتے تھے انھیں کی ترغیب سے امیر معاویہ نے اپنے بدذات اور نالائق بیٹے یزید کو اپنا ولیعہد مقرر کر کے حکومت میں انتخاب کی بجائے وراثت کا طریقہ سب سے پہلے اسلام میں جاری کیا۔ مرتے وقت ان کو اس بات کی کوشش رہی کہ خلافت امیر معاویہؓ ہی کے خاندان میں رہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ

کے خاندان میں منتقل نہ ہو جائے۔ اپنی زندگی کے آخری لمحوں میں انھوں نے کوفے کی مسجد میں لوگوں کو بلا کر اپنے اس خیال کا اظہار کرنا چاہا تھا۔ تمام لوگ مسجد اور سڑک پر جمع تھے۔ لیکن موت نے مہلت نہ دی اور طاعون کے مرض میں جو ان کو لاحق تھا ۲۱ اگست ۶۷۳ء مطابق ۲۲ رمضان ۵۳ھ کو کام تمام ہو گیا کوفے کے قریب دفن ہوئے

زیاد بن عبداللہ الطفیل البکائی۔ ابن اسحاق کے شاگرد اور ابن ہشام کے استاد تھے۔ ان دونوں بزرگوں کے واسطے الثقہ ہی ہیں۔ سیرت کے عشق میں گھر بار بیچ کر استاد کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے اور ... سفر و حضر میں ان کے شریک رہے۔ محدثین کی بارگاہ میں گو ان کا اعزاز کم ہے لیکن کتاب السیرۃ کے سب سے معتبر راوی یہی سمجھے جاتے ہیں۔ ۱۸۳ھ مطابق ۷۹۹ء میں وفات پائی۔

زیب النساء بیگم۔ شاہنشاہ عالمگیر کی لڑکی کا نام ہے ۵ فروری ۱۶۳۸ء مطابق ۱۰ شوال ۱۰۴۸ھ کو پیدا ہوئی۔ فارسی اور عربی میں کامل استعداد حاصل تھی۔ قرآن شریف کے حافظ تھی خوشنویس تھی۔ زیب التفاسیر اس کی تصنیف ہے۔ شاعرہ بھی تھی۔ مخفی تخلص تھا۔ ایک دیوان چھوڑا ہے۔ شادی نہیں ہوئی تھی۔ بحالت کتخدائی ۱۷۰۲ء مطابق ۱۱۱۳ھ میں فوت ہوئی۔ اس کا مقبرہ کابلی دروازہ کے پاس دہلی میں ہے۔

زید بن ثابت۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل صحابہ میں داخل ہیں۔ کتابت وحی کا کام ان کے سپرد تھا۔ علم الفرائض میں کمال تھا۔ قانون وراثت کو پورے طور سے جانتے تھے۔ ۶۷۴ء مطابق ۵۴ھ میں وفات پائی۔

زید بن حارث۔ زید کے والدین عیسائی تھے۔ اپنے بچپن میں جبکہ اپنی ماں کے ساتھ سفر میں تھے قزاقوں نے راستہ میں ان کے قافلے کو لوٹ لیا اور ان کو پکڑ کر مکہ کے بازار میں فروخت کر دیا غلامی کی حالت میں یہ حکیم کے ہاتھ میں جا پڑے جو خویلد کے پوتے تھے۔ حکیم نے ان کو اپنی پھوپی خدیجہ کی نذر کیا۔ بی بی صاحبہ نے پیمبر صاحب کی نذر کیا تھا۔ یہ ایک کوتاہ قد سیاہ فام اور پست بینی شخص تھے۔ اپنی خدمات کو ہمیشہ ہوشیاری اور وفاداری سے انجام دیتے تھے۔ ان کی شادی پیمبر صاحب کی پرانی خادمہ ام ایمن سے ہوئی تھی۔ ان سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام اسامہ رکھا گیا۔ جب ان کے باپ حارث ان کی تلاش میں پیمبر صاحب کے پاس مکے میں پہنچے تو انھوں نے عرض کیا کہ زید کا معاوضہ لیکر مجھے واپس کر دیجئے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں بلا کسی معاوضہ کے آزاد کرتا ہوں اس پر بھی زید نے آپ کی محبت کی وجہ سے ماں کے پاس وطن جانا پسند نہیں کیا اور آپ ہی کے پاس رہے۔ پیغمبر صاحب نے ان کو متبنی کر لیا تھا اور اپنی پھوپی زاد بہن زینب بنت جحش سے آپ کی شادی کر دی تھی۔ لیکن میاں بیوی میں اتفاق نہ رہ سکا۔ آخر ایک روز تنگ آکر زید نے زینبؓ کو طلاق دیدی آنحضرتؐ پر یہ واقعہ شاق گزرا چونکہ آپ ہی اس نکاح کے بانی تھے اس لیے آپ چاہتے تھے کہ حضرت زینب بنت جحش کو ان کی اس روحانی تکلیف

بدل خود اُن کو اپنے نکاح میں لاکر عطا فرائیں لیکن چونکہ عرب کے رسم و رواج کے موافق متبنے لڑکے کی مطلقہ بی بی سے نکاح کرنا ناجائز تھا اس واسطے باوجود اس امر کے جاننے کے کہ متبنیٰ ایک مصنوعی اور بے معنی بات ہے نکاح کے خیال کا اظہار اُس وقت تک نہ کیا۔ جب تک کہ ۵ھ میں وحی الٰہی نے اس مشکل کو آسان نہ کردیا۔

زین الدین۔ خوافی شیخ، تخلص وفائی۔ بابر بادشاہ کے یہاں صدر مستقل تھا۔ اس کی بنائی ہوئی ایک مسجد۔ ایک مدرسہ جمنا کے کنارے آگرہ میں موجود ہے۔ فن معمہ و تاریخ و بدیہہ گوئی میں کامل اور جملہ اصناف نظم و نثر میں قادر تھا۔ اس نے ایک تاریخ مسمی فتح ہندوستان و غرائب ہند کے متعلق لکھی۔ بعہد ہمایوں ۹۴۰ھ میں بجدو دچنارگڈھ وفات پائی اور اپنے مدرسے واقع آگرہ میں دفن ہوا۔

زین الدین بن احمد۔ زین رجب بھی کہے جاتے ہیں۔ شرح ترمذی۔ شرح بخاری۔ اور طبقات حنابلہ ان کی تصانیف ہیں ۱۳۹۲ء مطابق ۷۹۵ھ میں وفات پائی

زین الدین علی العیلی۔ شاہد ثانی بھی کہلاتے ہیں مسالک الافہام انھیں کی تصنیف ہے

زین الدین کوکہ شاہنشاہ اکبر کا رضاعی بھائی اور خواجہ مقصود ہروی کا پسر تھا اس کو اکبر نے رفتہ رفتہ چار ہزار و پنج صد کا منصبدار مقرر کردیا۔ اس کے چچا خواجہ حسن کی بیٹی جہانگیر کو بیاہی گئی جن کے بطن سے سلطان پرویز پیدا ہوا ۱۵۸۶ء مطابق ۹۹۴ھ میں زین خاں سوار اور بجور کے افغانوں کے مقابلے کو بھیجا گیا مگر اُن کو شکست ہوئی اور خواجہ عرب بخشی۔ راجہ بیربل۔ ملا شیری اور بہت سے ممتاز آدمی آٹھ ہزار آدمیوں کے ساتھ اس لڑائی میں مارے گئے۔ ۱۵۸۶ء میں کابل کا حکمراں مقرر ہوا۔ ۶ مئی ۱۰۱۰ھ مطابق ۱۹ ستمبر ۱۶۰۱ء میں بمقام اکبرآباد (آگرہ) فوت ہو گیا۔ اکبر کے زمانے کا بہترین موسیقی دان اور ہندی کی راگنیوں سے خوب واقف تھا

زین العابدین امام۔ بن حسین بن علی آپ دوازدہ امام میں سے امام چہارم ہیں۔ کنیت آپ کی ابو محمد و ابو الحسن و ابو القاسم و ابو بکر ہے لقب آپ کا سجاد و زین العباد و سید الساجدین، و زکی و امین ہے اور نام آپ کا علی ہے ولادت ۵ شعبان ۳۸ھ روز جمعہ مطابق ۶۵۸ء بمقام مدینہ منورہ ہوئی۔ والدہ آپ کی بی بی شہربانو دختر یزدجرد ثالث بادشاہ ایران تھیں معرکۂ کربلا کے وقت آپ شہدائے کربلا اور اپنے اعزہ کے ساتھ تھے۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۳ سال کے قریب تھی بوجہ مریض ہونے کے ذکور میں تنہا آپ کو اللہ تعالے نے بی بی فاطمہؓ کی بقا کے واسطے بچا دیا تھا سادات کی نسل آجتک تمام دنیا میں آپ ہی سے باقی ہے۔ کسی دشمن نے آپکے کھانے میں زہر ملا کر ۱۸ محرم ۹۵ھ مطابق اکتوبر ۷۱۳ء کو کام تمام کردیا۔ یہ زمانہ ولید اول کا تھا ۵۷ برس کی عمر پائی مزار مبارک حضرت امام حسنؑ کے مزار کے ملحق جنت البقیع (مدینہ منورہ) میں واقع ہے۔

زین العابدین۔ سرنگاپٹم کا رہنے والا۔ موید المجاہدین کا مصنف تھا۔ یہ کتاب منظوم خطبات کا مجموعہ ہے۔ اسی مجموعہ میں سے ایک خطبہ ہر جمعہ کے دن میسور کی تمام مساجد میں پڑھا جاتا ہے۔ یہ نظمیں سولہ مختلف بحروں میں ٹیپو سلطان کے حکم سے لکھی گئی تھیں۔

زین العابدین۔ بن نجم المصری۔ اس نے کنز الدقائق کی مشہور شرح بحر الرائق لکھی۔ لیکن وہ اس کو اپنی زندگی میں مکمل نہ کر سکا۔ اُس کے بھائی سراج الدین عمر نے تمام کیا۔ اس شرح کے علاوہ اشباہ النظائر اور فتاویٰ الزینیہ مشہور کتابیں ہیں سنہ ۹۷۰ھ مطابق ۱۵۶۳ء میں انتقال کیا۔

زین العابدین۔ مچھلی شہر وطن ممالک متحدہ میں عہدۂ سب ججی پر ممتاز تھے پنشن لینے کے بعد ریاست رام پور میں تعلق ہو گیا تھا۔ سر سید مرحوم کے خاص دوست تھے۔ ۱۹۰۱ء میں انتقال ہوا مدرستہ العلوم علی گڑھ کی مسجد میں دفن ہوئے۔ آپ کے بڑے صاحب زادے مولوی زین الدین صاحب صوبۂ متحدہ میں کلکٹری کے عہدے پر ممتاز ہیں

زینبؓ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں ان کی شادی ابو العاصؓ کے ساتھ ہوئی تھی ابو العاص ان سے محبت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جنگ بدر میں گرفتار ہو گئے تھے۔ کیونکہ اُس وقت تک وہ مسلمان نہ ہوئے تھے۔ اُن کو بلا کسی فدیہ کے اس شرط پر رہائی دی گئی کہ وہ زینبؓ کو مدینے بھیجدیں۔ چنانچہ بدر سے واپس آکر ابو العاص نے اپنے وعدے کے موافق۔ زینبؓ کو ایک اونٹ پر سوار کرا کر اپنے بھائی کنانہ کے ساتھ مدینے کو روانہ کر دیا۔ راستہ میں ہبار نے جو کفار قریش سے تھا زینبؓ پر ایسا وار کیا کہ اونٹ کی اماری سے نیچے گر پڑیں اور اسقاط ہو کر نسائی امراض پیدا ہو گئے جن سے سنہ ۸ھ مطابق ۶۲۹ء میں ان کی وفات واقع ہوئی۔

زینب بنت جحش :- حضرت نبی اکرم کی پھوپی زاد بہن تھیں اوّل زید بن حارثہ کے نکاح میں آئیں اور اُن سے طلاق پانے کے بعد سنہ ۵ھ میں آنحضرت کی زوجیت میں آئیں۔ ملاحظہ ہو زید بن حارث

زینب بنت خزیمہ۔ خاندان عامر بن صعصعہ سے تھیں۔ اپنی کثرت خیرات اور حب مساکین کی وجہ سے ام المساکین کہی جاتی ہیں۔ سنہ ۳ھ مطابق ۶۲۴ء میں آنحضرت کے نکاح میں آئیں۔ ان کے پہلے شوہر غزوات میں شہید ہو گئے تھے اور دیگر اعزہ نے جو لڑائی میں تکلیف اٹھا چکے تھے اُن کو کسی قسم کی مدد دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اسی وجہ سے آں حضرت نے ان کی قربانیوں پر نگاہ رکھ کر شرف زوجیت بخشا تھا۔ حضرت زینب بنت جحش سے دو ماہ بعد ۶۲۵ء مطابق سنہ ۴ھ میں انتقال کیا۔

زینت النساء بیگم۔ شہنشاہ عالمگیر کی دختر تھی ۱۷۱۰ء مطابق سنہ ۱۱۲۲ھ میں وفات پائی اور دہلی کی مشہور مسجد موسومۂ زینت المساجد میں دفن ہوئی۔ اس مسجد کو سنگ سرخ سے اسی خاتون نے بنوایا تھا جو دریا گنج میں لب جمن واقع ہے۔

زینت محل :- ابو ظفر بادشاہ کی بیگم کا لقب ہے جو رنگون میں اپنے شوہر کی نظربندی کے زمانے میں اُن کے ساتھ تھی۔ وہیں انتقال ہوا۔

زینت محل۔ لال کنور کا لقب ہے جو شاہ عالم بادشاہ دہلی کی ماں تھی۔

ردیف س

ساسان۔ اردشیر بابکاں کا دادا ساسانی خاندان کا بانی تھا۔ اس خاندان کے بادشاہ چار سو سال تک حکمراں رہے اور مشرق کی عظیم الشان سلطنتوں میں اس کا شمار ہے۔ ملاحظہ ہو اردشیر

سالار جنگ اوّل۔ نواب میر تراب علی خاں نام ہے مختار الملک خطاب۔ ۲۲ جمادی الثانی ۱۲۴۵ھ مطابق ۱۸۲۹ء کو پیدا ہوئے۔ سلسلۂ نسب حضرت اویس قرنی سے ملتا ہے ۱۸۴۸ء سے آپ کی سرکاری زندگی کا آغاز تعلقدار علم (دکن) کی حیثیت سے ہوا۔ ۱۸۵۳ء میں حضور ناصر الدولہ بہادر بادشاہ دکن نے خلعت وزارت سرفراز فرمایا اس زمانے میں ریاست کی حالت نہایت خراب تھی آپ نے ایسا انتظام کیا کہ تمام خرابیوں کی اصلاح ہو گئی ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۸۵۷ء اصلاحوں کا سلسلہ جاری رہا۔ غدر ۱۸۵۷ء کے زمانے میں آپ نے نہایت دانشمندی کا برتاؤ کیا۔ ریاست میں غدر کے زہریلے جراثیم کا اثر نہ ہونے دیا۔ اور برٹش کام کو ہر طرح مدد دی۔ اس بید ار مغز وزیر پر کئی مرتبہ قاتلانہ حملے بھی کیے گئے۔ لیکن یہ سب بیکار گئے آپ کے عہد میں میر محبوب علی خاں بہادر کم سنی کی حالت میں تخت نشین ہوئے اور ریاست کا انتظام ایک ریجنسی کے سپرد ہوا۔ آپ کے زمانے میں پرنس آف ویلز (شہنشاہ ایڈورڈ) ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ء میں ہندوستان میں تشریف لائے۔ آپ نے نظام دکن کی طرف سے بمبئی جا کر شہزادۂ موصوف سے ملاقات کا اعزاز حاصل کیا ۱۸۷۶ء میں آپ نے یورپ کی سیر کی۔ آکسفورڈ یونیورسٹی نے ڈی۔ سی۔ ایل کی ڈگری عطا کی۔ لندن میں ملکہ وکٹوریہ آنجہانی کے سلام کا شرف حاصل کیا علیگڑھ کالج کے آپ خاص معاونین میں تھے۔ کالج کا ڈائننگ ہال سالار منزل آپ کی فیاضی کی یادگار ہے۔ ۹ ربیع الاول ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۳ء کو حیدرآباد میں وفات پائی۔

سالار جنگ دوم۔ ۱۲۷۹ھ مطابق ۱۸۶۳ء کو حیدرآباد میں پیدا ہوئے سالار جنگ اول کے خلف اکبر تھے آپ کا نام میر لائق علی خاں تھا۔ آپ کی تعلیم اور تربیت اعلیٰ حضرت میر محبوب علی خاں مرحوم کے ساتھ ہوئی۔ ۸ ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۴ء کو قلمدان وزارت سپرد ہوا۔ ۲۴ رجب ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۸ء کو آپ اپنے عہدے سے مستعفی ہو گئے۔ آپ کے زمانۂ مدار المہامی میں النیشن کورٹ قائم ہوا اور تمام دفاتر میں زبان اردو جاری ہوئی۔ وزارت کے بار سے سبکدوش ہونے کے بعد آپ نے یورپ و مصر و روم کی سیر کی۔ قسطنطنیہ کے زمانۂ قیام میں صرف تین روز کے اندر زبان ترکی تحصیل کر کے جلسۂ عام میں تقریر کی۔ ۔ ذی قعدہ ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۸۸۹ء کو انتقال ہوا۔

سالار جنگ سوم (نواب) میر یوسف علی خان نام ابن میر لائق علی خاں پیدائش ۲۸ شوال ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۸ جون ۱۸۸۹ء ابتداءً مدرسہ عالیہ حیدرآباد میں داخل ہوئے ہائی اسکول کی تعلیم ختم ہونے پر اعلیٰ حضرت نے اُن کو خاص علوم تاریخ

سیاست۔ مدن۔ قانون اور السنہ انگریزی اور
کی تعلیم دلانے کا انتظام کیا۔ ۱۳۱۸ھ مطابق
۱۹۰۰ء کو حضور نظام مرحوم نے خان بہادر اور
سالار جنگ کے خطابات سے ممتاز فرمایا۔ انھوں
نے مسلم یونیورسٹی فنڈ کو ایک لاکھ کی رقم عطا کی۔
۱۳۲۹ھ مطابق ۱۹۱۱ء میں وزارت حیدرآباد
پر مامور ہوئے۔ دو سال کے بعد اس عہدے
کے بارے سبکدوش ہو کر اپنی اسٹیٹ کے
کام میں مصروف ہیں۔

سالار مسعود غازی۔ (ملاحظہ ہو مسعود غازی سالار

سالباہن راجہ۔ ایک کوزہ گر کا لڑکا کہا جاتا ہے۔
اور گوداوری کے پاس بمقام پیٹن رہتا تھا۔ اس کا
سن ابھی تک دکن میں رائج ہے جو ۷۸ء سے شروع
ہوتا ہے۔

سالک۔ مرزا قربان علی بیگ دہلوی۔ عربی۔ فارسی
میں صاحب استعداد۔ فن سخن میں مومن خاں اور
مرزا غالب مرحوم سے تلمذ تھا۔ مضمون نیا بلند
خیال۔ عالی دماغ شاعر تھے۔ ایک دیوان ہنجار سالک
کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ الور میں وکیل تھے تقریباً
۱۲۹۷ھ م ۱۸۸۰ء میں حیدرآباد میں انتقال کیا۔

سالک قزوینی۔ سالک یزدی۔ ایک قزوین
دوسرے یزدی شاعر۔ شاہجہاں کے زمانے میں
گزرے ہیں۔ اور دونوں عالمگیر کے زمانے میں
فوت ہوئے۔ سالک قزوینی ۱۶۶۹ء مطابق
۱۰۸۰ھ میں اور یزدی ۱۶۷۰ء مطابق ۱۰۸۱ھ
میں فوت ہوئے۔

سام۔ نریمان کا لڑکا مشہور ایرانی پہلوان رستم کا
دادا تھا۔

سامان۔ سامانی خاندان کے پہلے بادشاہ اسمٰعیل سامانی
کے مورث کا نام ہے۔ معتمد خلیفہ بغداد نے ۸۷۵ء
مطابق ۲۶۱ھ میں اس کے پوتے نصر احمد کو بخارا
کا حاکم مقرر ہوا (ملاحظہ ہو اسمٰعیل سامانی)

سامانی۔ چھٹی صدی ہجری کا عربی مصنف تھا جس نے
عربی مصنفین کے حالات کی ایک کتاب مسمی
کتاب فی الانساب کے نام سے لکھی ابن الاثیر نے
اُس کا خلاصہ شائع کیا۔ جلال الدین سیوطی نے
اُس کا دوسرا خلاصہ "لب لباب" کے نام سے
لکھا ہے۔

ساڈیک فری پرمیڈر۔ سیام کا بادشاہ تھا۔ جو
۱۸۷۲ء کے شروع میں ہندوستان آیا۔ اور
کلکتے۔ لکھنؤ اور بمبئی وغیرہ میں اُس کے شایان شان
استقبال و احترام ہوا۔

سامرد۔ (ملاحظہ ہو شمرو)

سام سلطان بہادر۔ گجرات کا رہنے والا تھا
تاریخ بہادر شاہی اسی کی تصنیف ہے۔

سام مرزا۔ شاہ اسمٰعیل اوّل کا لڑکا تھا۔ تحفہ سامانی
اُس کی تصنیف ہے جس میں ایران کے ہمعصر
شاعروں کی سوانح عمریاں ہیں۔ یہ کتاب ۱۵۵۰ء
مطابق ۹۵۷ھ میں مرتب ہوئی۔ اس کا تخلص
سامی تھا۔

ساوجی یا ساہوجی بھوسلا۔ ایک مرہٹہ
سردار تھا جو ملک عنبر ایک حبشی فرماں روائے
احمد نگر کے زمانے میں ذی مرتبہ ہوا۔ آخر میں بادشاہ
بیجاپور کی ملازمت میں داخل ہوا۔ عالمگیر کے
عہد میں کرناٹک کا صوبہ دار تھا۔ جنوبی فتوحات
پر مامور کیا گیا۔ اور میسور میں اس کو جاگیر عطا ہوئی
جس میں مقامات سیرا اور بنگلور شامل تھے۔ بحالت
کبر سنی ۱۶۶۴ء میں شکار کھیلتے ہوئے فوت ہوا

اس کا لڑکا سیوا جی تھا جس کا نام تا ریخ تک ہندوستان کی تاریخ میں مشہور ہی۔ ساہ جی کی دوسری بی بی ٹوکا بائی تھی جس کے بطن سے ایکوجی پیدا ہوا جو تنجور کا حکمران تھا

ساہ جی۔ ساہو جی یا ساہو بھوسلا ثانی ۔ سنبھاجی مرہٹہ سردار کا بیٹا تھا۔ سنہ ۱۶۸۹ء مطابق ۱۵ ر محرم سنہ ۱۱۰۱ھ کو اپنے باپ کے مرنے کے بعد بحالت نابالغی جانشین ہوا۔ راجہ رام اُس کا چچا اتالیق مقرر ہوا۔ قلعہ رایگری کے فتح کرنے کے بعد سنبھاجی اور اُس کے اہل عیال کو بادشاہ عالمگیر نے قید کرلیا اس وقت ساہو سنبھا کا بڑا لڑکا نو سال کا تھا بادشاہ نے اس کو اپنی حفاظت میں لیکر منصب ہفت ہزاری - راجہ کا خطاب - اور خلعت عنایت کیا۔ ساہو کے بجائے راجہ رام راجہ بن بیٹھا۔ ۲۱ ر اپریل سنہ ۱۷۰۰ء مطابق ۱۲۔ ذی قعدہ سنہ ۱۱۱۱ھ کو عالمگیر نے ستارے کا قلعہ فتح کرلیا۔ مگر قلعے کے مسخر ہونے سے پہلے راجہ رام بعارضہ چیچک مرچکا تھا۔ متوفی کا لڑکا سیوا زیر نگرانی اپنی ماں تارابائی کے گدی نشین ہوا۔ عالمگیر کی وفات کے بعد اعظم شاہ نے ساہ جی کو مطلق العنان اور ذی اختیار بنا دیا۔ مرہٹوں نے اُس کو اپنا سردار مان لیا۔ اس کے گدی نشینی مارچ سنہ ۱۷۰۸ء میں بمقام ستارا عمل میں آئی۔ اس کے زمانے میں مرہٹوں نے قریب قریب ہندوستان کے ہر حصے کو سوائے بنگال کے لوٹا لوٹ مارت کیا اور اپنی مملکت کو مغربی سمندر سے اڑیسے تک اور آگرے سے کرناٹک تک جس کا طول ایک ہزار میل غرض سات سو میل ہی۔ وسعت دی ساہو کے وزیر بالاجی شیوا ناتھ نے اُس پر ایسا قابو پایا تھا کہ تمام امور ملکی میں خود آزادانہ اختیار حاصل کرلیے تھے۔ ساہو پچاس سال کی حکومت کے بعد دسمبر سنہ ۱۷۴۹ء میں مرگیا۔ اس کا متبنیٰ لڑکا رام راجہ جو تارابائی کا پوتا تھا راجہ ہوا مگر اختیار پیشوا ہی کے ہاتھ میں رہا۔ اپنے مرنے سے پہلے پیشوا کو کل اختیارات دیدیے اور اعلان کردیا تھا کہ کولھاپور کی ریاست جس پر راجہ رام سنبھاجی کا لڑکا حکمران تھا ایک علیحدہ خود مختار ریاست شمار کی جائے اُس وقت سے مرہٹہ قوم کی سرداری بالکل پیشوا کو مل گئی۔

ساہو ۔ معروف آپا صاحب یہ رام راج کا متبنیٰ اور ترمبک جی کا لڑکا تھا جو رام راج کے بعد ستارے کی گدی پر ۱۲ ر دسمبر سنہ ۱۷۷۷ء کو بیٹھا۔ وہ ہمیشہ ایک قیدی کی طرح رہا اُس کے مرنے پر پرتاب سنگھ اُس کا جانشین ہوا۔

سبحان بخش مولوی تاریخ الحکما کا اردو ترجمہ کیا تذکرۃ المفسرین کا مصنف ہی جو سنہ ۱۸۴۳ء میں دہلی میں مطبوع ہوکر شائع ہوئی تھی۔ اس کتاب میں مفسرین وغیرہ کے حالات درج ہیں جو زیادہ تر ابن خلکان اور سیوطی سے ماخوذ ہیں۔

سبحانی مولانا ۔ نجف اشرف کا باشندہ اپنے وطن سے کبھی نقل وحرکت نہیں کی تمام عمر وہیں بسر کردی شیخ فیضی اور ظہوری کا ہمعصر تھا۔ سوائے رباعی اور کسی صنف شاعری پر قلم نہیں اُٹھایا۔ اس کے وفات کے بعد رباعیات کی تدوین کی گئی تو اُن کی تعداد ۱۲ ہزار تک پہنچی۔

سبزواری ۔ سبزوار کا رہنے والا تھا۔ سوانح سبزواری اس کی تصنیف ہی۔ یہ کتاب دولت آباد دکن کی تاریخ ہی۔ اور اُس کے قرب وجوار میں جو بزرگان دین آسودہ ہیں اُن کا حال ہی یہ کتاب سنہ ۱۱۳۱ھ مطابق سنہ ۱۷۱۸ء میں تصنیف ہوئی تھی۔

سبکتگین ناصر الدین محمود ۔ بقول صاحب طبقات

ناصری یزدجرد کی نسل سے تھا۔ خاندان ساسانی ہی فارس کا سب سے آخری بادشاہ گزرا ہو۔ بعض مورخوں کا بیان ہو کہ الپتگین سلطان غزنی نے کم سنی میں اس کو بطور غلام کے خرید اتھا۔ لیکن اس بچے کی صورت سے اقبالمندی کے آثار نمایاں دیکھ کر الپتگین اس سے محبت کرنے لگا اور رفتہ رفتہ معزز عہدوں پر ممتاز کیا۔ اور اُس کے برتاؤ نے تمام ارکین سلطنت کے دل میں جگہ پیدا کرلی تھی الپتگین کے بعد اُس کا لڑکا ابو اسحاق تخت نشین ہوا۔ لیکن ابو اسحاق کے فوت ہو جانے پر ۳۶۶ھ میں تمام ارکین سلطنت نے بادشاہی کے لیے اس کو منتخب کیا۔ چنانچہ وہ غزنی کے تخت و تاج کا مالک ہوگیا۔ اور غزنوی خاندان کی حکومت کا بانی ہوا اُس نے اپنی سلطنت کو خوب وسعت دی یہاں تک کہ ہندوستان کا بھی ایک حصہ فتح کر لیا غزنی اور کابل تو پہلے ہی سے اس کی حکومت میں داخل تھے۔ اب خراسان سے لیکر بخارا تک کا مالک ہوگیا۔ بحساب قمری ۲۰ سال حکومت کی اگست ۹۹۷ء مطابق شعبان ۳۸۷ھ ۵۶ سال کی عمر میں بلخ کے قریب انتقال کیا۔ وہاں سے اس کی لاش غزنی لے جاکر دفن کی گئی۔ مشہور فاتح سلطان محمود غزنوی اسی کا بیٹا اور جانشین تھا۔ غزنی اور غور کے خاندان میں مع سبکتگین کے ۲۱ بادشاہ گزرے ہیں جو غزنی اور لاہور میں حکمراں رہے۔ ان کی فہرست یہ ہی۔

(۱) ناصرالدین سبکتگین۔

(۲) سلطان اسمٰعیل ناصرالدین سبکتگین کا جانشین ہوا لیکن سلطان محمود اس کے بھائی نے اس کو تخت سے اُتار دیا۔

(۳) سلطان محمود (یمین الدولہ ابوالقاسم)

(۴) محمد بن محمود (تخت نشینی کے بعد ہی فوراً معزول کرکے اندھا کر دیا گیا)

(۵) مسعود اول بن محمود (اس کو بھی معزولی۔ اور ہلاکت نصیب ہوئی)

(۶) مودود بن مسعود

(۷) مسعود ثانی (صرف چھ روز حکومت کی)

(۸) ابوالحسن علی بن مسعود اول۔

(۹) عبدالرشید بن مسعود۔

(۱۰) فرخ زاد بن مسعود۔

(۱۱) ابراہیم برادر فرخ زاد۔

(۱۲) مسعود ثالث بن ابراہیم۔

(۱۳) ارسلان شاہ

(۱۴) شہزاد۔

(۱۵) بہرام شاہ۔

(۱۶) خسرو شاہ (صرف لاہور میں حکومت کی)

(۱۷) خسرو ملک (ایضاً)

شاہانِ خاندان غور۔

(۱۸) علاءالدین حسن غوری۔

(۱۹) ملک سیف الدین۔

(۲۰) غیاث الدین محمد غوری

(۲۱) تاج الدین یلدز۔

سپہ دار خاں۔ اصلی نام مرزا محمد صالح تبریز کا رہنے والا شرفاء ایران سے تھا۔ ۱۵۹۲ء مطابق ۱۰۰۱ھ میں خواجہ بیگ مرزا ابن معصوم بیگ صفوی کے ساتھ ہندوستان آیا۔ اور اکبر کے دربار میں رسائی ہوئی منصب و مراتب حاصل ہوئے وقتاً فوقتاً گجرات کا حاکم رہا۔ ۱۵۹۹ء مطابق ۱۰۰۸ھ ہجری میں شاہزادہ مراد کی وفات کے بعد جبکہ شاہزادہ

دانیال دکن کی مہم پر بھیجا گیا اور احمد نگر کے قلعے کو جو نظام شاہ کا دار السلطنت تھا تسخیر کیا تو اس ملک کی حکومت خواجہ بیگ مرزا اور سپہ دار خاں کو تفویض کی گئی۔

سپہ دار خاں۔ خاں جہاں بہادر کا دوسرا لڑکا عالمگیر کا رضاعی بھائی تھا۔
عالمگیر نے اُس کو سنہ ۱۰۶۹ھ مطابق سنہ ۱۶۵۹ء میں سہ ہزاری منصب عطا کیا۔ چند سال تک صوبۂ الہ آباد کا حاکم رہا۔ اُس کا بھائی ہمت خاں مرہٹوں کے مقابلے میں ایک لڑائی میں سنہ ۱۶۹۹ء مطابق سنہ ۱۱۱۱ھ میں ایک تیر سے مارا گیا۔ اس کے تھوڑے ہی دنوں بعد اُس کا باپ خان جہاں بہادر بادشاہی لشکر میں فوت ہوگیا۔

سپہر شکوہ۔ دارا شکوہ کا لڑکا تھا اس کو عالمگیر نے اپنی تخت نشینی پر قید کر دیا۔ لیکن سولھویں سال یعنی سنہ ۱۶۷۳ء میں گوالیار سے دہلی بلا کر اس کے ساتھ اپنی شہزادی بدر النساء بیگم کی شادی کر دی شاہزادہ عالی تبار اس کے بطن سے پیدا ہوا

ستی النساء۔ ملک الشعرا طالب آملی کی بہن تھی۔ جہانگیر کے زمانے میں طالب آملی سے ملنے ایران سے ہندوستان آئی۔ اس کی شادی نصیرائی کاشی سے ہوئی تھی جو مرزا صائب کے استاد اور مسیح کاشی کا حقیقی بھائی تھا۔ نصیرائی کی وفات کے بعد ستی النسا ممتاز محل (شاہجہاں کی بیگم) کی پیش خدمت مقرر ہوئی۔ یہ عورت نہایت قابل خوش تقریر فن قرات کی ماہرہ تھی اور خانہ داری کا خاص سلیقہ رکھتی تھی۔ علم طب میں بھی اس کو مہارت تھی۔ ممتاز محل نے اس کو مہرداری کی خدمت سپرد کی اور نکاری۔ اور فن قرات کی واقفیت کی وجہ سے جہاں آرا بیگم شاہجہاں کی لڑکی کی معلمہ مقرر کی گئی۔ ممتاز محل کے مرنے کے بعد شاہجہاں نے اس کو حرم شاہی میں صدر کل یعنی مدار المہام مقرر کر دیا۔ سنہ ۱۰۵۶ھ میں اس نے بمقام لاہور انتقال کیا۔ شاہجہاں نے تیس ہزار روپیہ کی لاگت سے اس کا مقبرہ آگرے میں ممتاز محل کی قبر سے پچھم کی طرف جلو خانے کے متصل تعمیر کرایا۔ تقریباً ایک سال کے بعد لاہور سے ستی بیگم کی لاش منگوا کر اس مقبرے میں دفن کی گئی اور مقبرے کے اخراجات کے لیے ایک گاؤں عطا کیا۔ جس کی سالانہ آمدنی تیس ہزار روپیہ تھی۔

ستیش چندر رائے بہادر۔ ندیہ کا مہاراجہ راجہ کشن چندر رائے کا پرپوتا تھا۔ اس نے انگریزوں کو سراج الدولہ کے مقابلے میں مدد دی تھی۔ سنہ ۱۸۰۲ء میں فوت ہوا۔

سجاد حسین (منشی سید) باپ کا نام منشی منصور علی۔ پیدائش سنہ ۱۸۵۶ء بمقام کاکوری ضلع لکھنؤ۔ ابتدائے کیننگ کالج لکھنؤ میں تعلیم پائی۔ پھر کالج چھوڑ کر بتلاش معاش فیض آباد آ کر فوج میں اُردو پڑھانے پر منشی مقرر ہوئے مگر بہت جلد اُس کو بھی خیرباد کہہ کر سنہ ۱۸۷۷ء میں بمقام لکھنؤ اودھ پنچ کی اشاعت کی بنیاد رکھی جس کے لیے اچھے اچھے نامہ نگار تجویز کیے گئے۔ ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۱۵ء کو مرض فالج سے انتقال کیا اودھ پنچ شمالی ہند کا ظریف اخبار اپنے طرز اور رنگ میں بے مثل تھا۔ ناول احمق اللذی۔ حاجی بغلول طلسمی فانوس وغیرہ ان کی تصنیف سے ہیں۔

سجاد میر۔ آگرے کا ایک اُردو شاعر تھا۔ شاہ نجم الدین آبرو کا شاگرد تھا۔

سبحان رائے کھتری (منشی) بعہد شہنشاہ عالمگیر

کے زمانے میں تھا خلاصۃ التواریخ کے نام سے ایک نہایت ضخیم اور مفصل تاریخ ابتدائے عالم سے لیکر شہنشاہ اورنگ زیب کے عہد تک لکھی اور اس کوشش اور محنت سے لکھی کہ وہ مستند کتابوں کی فہرست میں داخل ہی۔ منشی موصوف اپنے کو پٹیالے کا رہنے والا بتاتا ہی۔ اس کتاب کا قلمی نسخہ حیدرآباد اور لندن کے کتبخانۂ مشرقی میں موجود ہی۔ سنہ [illegible]ھ مطابق سنہ ۱۶۹[illegible]ء میں وفات پائی۔

سجاوندی (ملاحظہ ہو سراج محمد بن عبد الرشید صاحب السجاوندی)

سجیت سنگھ۔ ایک سکھ سردار تھا جو مہاراجہ شیر سنگھ کے قتل کے بعد باغیوں سے مل گیا تھا۔ اس پر ہیرا سنگھ نے لاہور کے قریب حملہ کیا۔ اس کا گروہ منتشر کر دیا گیا اور وہ ۱۶ اپریل سنہ ۱۸۴۴ء کو اسی لڑائی میں مارا گیا۔ اس کی موت کی خبر سن کر ۹ عورتوں نے بمقام لمبا خودکشی کرلی۔

سحبان۔ ایک عربی شاعر کا نام ہی جو وائل خیالی کا بیٹا تھا۔ شیخ سعدی نے اس کی بابت گلستاں میں لکھا ہی کہ سحبان وائل فصاحت و بلاغت میں لاثانی گزرا ہی۔ وہ یہاں تک قدرت رکھتا تھا کہ اگر کسی جلسے کے سامنے ایک سال تک گفتگو کرتا تو مکرر الفاظ اُس کی زبان پر نہ آتے۔

سخاوت علی (مولوی) وطن قصبۂ منڈیاوں ضلع جونپور پیدائش سنہ ۱۲۲۲ھ مطابق سنہ ۱۸۰۷ء نہایت مشہور عالم تھے اور اکثر علمائے نامدار اُن سے مستفیض ہوگئے مسجد جامع جونپور میں مدرسہ ربانیہ قرآنیہ قائم کیا۔ بزرگ موصوف بیت اللہ شریف کی زیارت کو گئے اور وہیں ۲ شوال سنہ ۱۲۷۴ھ مطابق سنہ ۱۸۵۸ء کو وفات پائی۔

اور جنت المعلّٰی میں دفن ہوئے۔ ان کی مشہور تصانیف التقویم فی احادیث النبیؐ الکریم۔ رسالہ اسلم۔ رسالہ تقویٰ۔ عقائدنامہ اردو۔ رسالہ کلیات کفر۔ رسالہ اسرار فقر۔ جواب سوالات تسعہ۔ رسالہ عرفان۔ رسالہ تقویٰ و لغات وغیرہ ہیں۔

سخی۔ آگرے کا شاعر تھا جس کا نام میر عبد الصمد تھا۔ سنہ ۱۰۲۶ھ مطابق سنہ ۱۶۱۷ء میں مرگیا۔

سخی سردار۔ ایک مسلمان ولی تھے (ملاحظہ ہو سلطان سخی سردار)

سدا سکھ۔ بشن پرشاد ولد گلاب رائے کا یستھ ساکن الہ آباد کا لڑکا تھا۔ مرصع خورشید کا مصنف ہی یہ کتاب فن انشا میں سنہ ۱۸۰۲ء میں لکھی گئی۔ اس نے اردو میں ایک تصوف کی کتاب بھی لکھی ہی۔

سدا سکھ لال (منشی) تخلص بہ نیاز۔ نجف خاں کے زمانے میں آگرہ کا سر رشتہ دار تھا۔ سنہ ۱۲۲۹ھ مطابق سنہ ۱۸۱۴ء میں ۶۵ برس کی عمر میں دہلی چھوڑ کر الہ آباد چلا گیا تھا۔ مرزا قتیل۔ میر تقی و خواجہ میر درد وغیرہ کے معاصرین میں تھا۔ فن تاریخ میں منتخب التواریخ نام ایک کتاب لکھی۔ سر ہنری ایلیٹ نے اپنی تاریخ میں اس کا حوالہ دیا ہی۔

سداشیو راؤ عرف بھاؤ۔ چمناجی کا بیٹا اور باجی راؤ اوّل پیشوا دوم کا بھتیجا تھا۔ عالمگیر دوم کی وفات کے بعد جب احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر چڑھائی کی ہی تو یہ بھی دکن سے یہ سنکر کہ دتاجی سندھیا قتل ہوگیا اور ہلکر کی فوج احمد شاہ کے ہاتھ سے برباد ہو چکی ہی بسواس راؤ پسر بالاجی کو ساتھ لیکر اور ایک آنہ مودہ لشکر کا سپہ سالار بن کر احمد شاہ کے مقابلے کے لیے دکن سے اس ارادہ سے روانہ ہوا کہ مغلیہ خاندان کی سلطنت کا خاتمہ کرکے خود ہندوستان کی سلطنت کا

خاتمہ کرکے خود ہندوستان کی سلطنت کا مالک بن جائے اور ابدالیوں سے انتقام لے ۱۷۶۱ء میں پانی پت کی مشہور لڑائی میں اُس نے سخت شکست کھائی اور اسی میں مارا گیا۔ بسواس راؤ بھی قتل ہوا اس کے مرنے کی تاریخ ۱۴؍جنوری ۱۷۶۱ء ہے۔

سراج الدین حسین اورنگ آبادی کا تخلص ہے۔ اس نے تذکرۂ دیوان منتخب ۱۸۰۵ء مطابق ۱۲۲۰ھ میں تالیف کیا اس تذکرہ میں ۶۰۰ شعراء کا کلام جمع کیا گیا ہے۔

سراج احمد سید آل احمد شاہ مودودی چشتی کے منجھلے فرزند سہسوان ضلع بدایوں کے رہنے والے ذکاوت وجرات میں مشہور عصر اور بحث وکلام میں یگانہ لکھنؤ میں بعہد واجد علی شاہ باعزاز متوسل کاکوری میں تحصیلدار رہے۔ تدبیر ملکی وسیاست مدنی میں رائے صائب رکھتے تھے۔ بعد ترکِ ملازمت اودھ سے وطن واپس ہوکر گوشہ نشینی وتصنیف علمی میں مشغول ہوئے۔ کتاب سراج الایمان مناظرے میں لکھی۔ وفات بمقام سہسوان ۱۲۹۴ھ میں بعمر ۸۴ سال ہوئی

سراج الدولہ (نواب) بنگال کا نواب تھا۔ اور مسند نشینی سے پہلے اس کا نام مرزا محمود تھا۔ زین الدین احمد الملقب بہ ہیبت جنگ کا بڑا لڑکا تھا جو الاوردی خاں مہابت جنگ حاکم بنگال کا بھتیجا اور داماد تھا۔ مہابت جنگ ۱۰؍اپریل ۱۷۵۶ء مطابق ۹؍رجب ۱۱۶۹ھ کو فوت ہوگیا۔ سراج الدولہ اس کا جانشین ہوا انگریزوں نے اُس زمانے میں اُس کے ایک ماتحت کو جو ڈھاکے سے روپیہ لیکر کلکتے کو بھاگ گیا تھا۔ پناہ دی تھی۔ اس پر اُس نے ناخوش ہوکر ۲۰؍جون ۱۷۵۶ء کو کلکتے پر حملہ کر دیا ۵۰ ہزار سپاہی اُس وقت سراج الدولہ کی فوج میں شامل تھے اُس نے کلکتے کے قلعہ کو تسخیر کرلیا ۱۴۶ انگریزوں کو گرفتار کرکے ایک تنگ وتاریک کوٹھری میں بند کردیا جس میں سے صبح کو صرف ۲۳ آدمی زندہ نکلے۔ مسٹر ڈریک جو انگریزوں کی طرف سے کلکتے کا گورنر تھا ایک جہاز پر سوار ہوکر اور چند انگریزوں کو ساتھ لیکر اپنی جان بچا کر مدراس بھاگ گیا۔ اُس زمانے میں کرنل کلایو ارکاٹ کی کمان کررہا تھا۔ یہ قرار پایا کہ اُسے بنگال بلا لیا جائے تاکہ پھر کلکتے پر قبضہ کرے۔ کرنل کلایو اور واٹسن ۹۰۰ یورپین اور پندرہ سو سپاہیوں کو لیکر ۲۰؍دسمبر ۱۷۵۶ء کو فالٹا پہنچا۔ اور دوسری جنوری ۱۷۵۷ء مطابق ۱۱۷۰ھ کو کلکتے پر دوبارہ قبضہ کرلیا۔ سراج الدولہ صلح کرنے پر مجبور ہوا۔ کلایو نے اس کے بعد میر جعفر سے جو نواب کا ایک معتمد علیہ افسر تھا خفیہ عہدنامہ کیا۔ اور جون میں مرشد آباد کی طرف سے جو نواب کا دارالسلطنت تھا فوج لیکر روانہ ہوا۔ ۲۳؍جون ۱۷۵۷ء کو پلاسی کی مشہور لڑائی واقع ہوئی جس میں میر جعفر کی دغابازی اور نمک حرامی کی وجہ سے سراج الدولہ کی فوج کو شکست ہوئی۔ سراج الدولہ بھاگ گیا۔ لیکن ۴؍جولائی ۱۷۵۷ء مطابق ۱۵؍شوال ۱۱۷۰ھ کو گرفتار ہوکر میرن پسر میر جعفر نے اُس کو قتل کروادیا۔ اُس وقت اُس کی عمر کا تیسواں سال بھی پورا نہ ہوا تھا اور حکومت کو ۱۵ ماہ سے زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا۔ مہابت جنگ کی قبر کے قریب دفن کیا گیا۔ میر جعفر کو مرشد آباد کا نواب بنایا گیا۔ اُس تاریخ سے انگریزوں کا مستقل اثر بنگال میں قائم ہوگیا۔

سراج الدولہ محمد غوث خاں۔ ارکاٹ کا

نواب تھا۔ اس کا تخلص عظیم تھا۔ تذکرۂ صبح وطن کا مولف ہی۔ اس تذکرے میں شعراے کرناٹک کے حالات درج ہیں اور یہ تذکرہ سنہ ۱۸۴۲ء مطابق سنہ ۱۲۵۸ھ میں لکھا گیا ہی۔ اس کو گلدستۂ کرناٹک بھی کہتے ہیں۔

سراج الدین بن نور الدین شرح بخاری اور شرح عمدہ کا مصنف ہی۔ سنہ ۱۴۰۱ء مطابق سنہ ۸۰۴ھ میں فوت ہوا۔

سراج الدین جنیدی شیخ۔ آپ حضرت جنید رضی اللہ عنہ بغدادی کی اولاد میں ہیں۔ سنہ ۶۶۰ھ مطابق سنہ ۱۲۶۲ء میں پیدا ہوئے سید خوند میر علاء الدین جوہری سے بیعت تھی۔ شہزادۂ محمد تغلق کے ساتھ تسخیر دکن کی مہم میں شریک تھے۔ راجہ ورنگل کو جس کا نام پرتاب اور دار اتھا شکست دی اور اُس کو مشرف بہ اسلام کیا۔ دکن میں اشاعت اسلام فرمائی اور طرح طرح کے خرق عادات آپ کے مشہور ہیں۔ گلبرگہ میں جانب غرب جہاں قدیم حسین آباد واقع تھا آپ کا روضۂ مبارک ہی اور اُس کے بالکل محاذ میں محمد شاہ بہمنی اول کا روضہ ہی جو آپ کا مرید تھا اُس نے یہ التزام کیا تھا کہ آپ کے روضہ کا دروازہ اُس کے گنبد کے محاذ میں رہے۔ سنہ ۷۸۱ء مطابق سنہ ۱۳۸۰ عیسوی وصال ہوا۔

سراج الدین ساوی مولانا۔ شہر سامانہ صوبۂ دہلی کا ایک بہت مشہور شاعر تھا۔ خلجی نامہ اس کی تصنیف ہی۔ جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی تخت نشین ہوا وہ سامانہ کا حاکم تھا۔ اس سے وہاں کے لوگوں نے کچھ بے اعتنائی کی اس پر سلطان نے کچھ توجہ نہ کی تو اس نے سلطان کی ہجو میں یہ کتاب لکھی تھی۔ جب سلطان فیروز دہلی کا بادشاہ ہوا تو اس نے اسی شاعر کو دہلی بلایا۔ شاعر اپنی گردن میں خود ایک رسّی ڈالکر مجرمانہ وضع سے بادشاہ کے سامنے حاضر ہوا۔ بادشاہ کو شاعر کی یہ ادا بہت پسند آئی اور اُس کو گلے سے لگا لیا۔ بعدہٗ وہ بادشاہی معتمدین میں داخل ہو گیا اور اس کے بعد آخر وقت تک بادشاہ کی مدح لکھتا رہا۔

سراج الدین علی خاں نام۔ آرزو۔ تخلص۔ شیخ حسام الدین حسام کا بیٹا۔ وطن اکبر آباد سنہ ۱۱۰۱ھ مطابق سنہ ۱۶۸۹ء میں پیدا ہوا۔ شیخ محمد غوث گوالیاری کے خاندان سے تھا۔ سنہ ۱۱۳۲ھ مطابق سنہ ۱۷۲۰ء میں بعہد فرخ سیر گوالیار سے دہلی آیا اور بعہد شاہ عالم ثانی لکھنؤ چلا گیا۔ فارسی زبان کا زبردست عالم اور مستند اور قادر الکلام شاعر تھا سنہ ۱۱۶۹ھ مطابق سنہ ۱۷۵۵ء میں بمقام لکھنؤ انتقال کیا۔ اپنی وصیت کے موافق دہلی میں دفن ہوا۔ دو دیوان فارسی ۔ سراج اللغات ۔ چراغ ہدایت خیابان (شرح گلستان سعدی) رسالہ تنبیہ الغافلین۔ مجموعۃ النفائس۔ تذکرہ شعرائے ہند وغیرہ اس کی تصانیف سے ہیں۔ جملہ تصانیف کا شمار پندرہ ہی۔

سراج الدین عمر۔ زین العابدین مصنف بحر الرائق کا بھائی تھا۔ اس کی وفات کے بعد سنہ ۱۵۶۲ء مطابق سنہ ۹۷۰ھ میں اس کتاب کو اس نے تکمیل کیا اور خود بھی کنز الدقائق کی دوسری شرح نہر الفائق کے نام سے لکھی۔

سراج الدین مسعود۔ ایک مشہور مصنف تھا جو سنہ ۱۴۴۳ء مطابق سنہ ۸۴۷ھ میں فوت ہوا۔

سربلند خاں۔ نواب مبارز الملک خطاب تھا فرخ سیر کے زمانے میں پٹنے کا حاکم تھا۔ سنہ ۱۷۱۳ء

مطابق ۱۱۳۲ھ میں دربار میں واپس بلایا گیا۔ محمد شاہ کے زمانے میں ۱۷۲۴ء مطابق ۱۱۳۷ھ میں گجرات کا حاکم مقرر ہوا۔ ۱۷۳۰ء مطابق ۱۱۴۳ھ میں وہ اس وجہ سے اس عہدے سے معزول کیا گیا کہ مرہٹوں کو چوتھ دینے کے لیے راضی ہو گیا تھا۔ اس کی جگہ راجہ ابھی سنگھ پسر اجیت سنگھ راٹھور اس کا جانشین مقرر کیا گیا۔ جب راجہ اجیت سنگھ شاہی پروانہ لیکر سبکدوش کرنے کے لیے پہنچا تو سربلند خاں نے اسے حکومت کا جائزہ دینے سے انکار کیا۔ لڑائی کی نوبت پہنچی سربلند خاں کو اس لڑائی میں شکست نصیب ہوئی جب یہ خبر بادشاہ کے کان تک پہنچی اس نے سربلند خاں کو دربار کی حاضری سے ممنوع کر دیا۔ کچھ عرصے کے بعد سربلند خاں نے پھر دربار شاہی تک رسائی پیدا کر لی۔ اس مرتبہ بادشاہ نے اس کو الہ آباد کی صوبہ داری پر سرافراز فرمایا۔ لیکن اس نے دربار شاہی کی حاضری کو ترجیح دیکر اپنے لڑکے خانہ زاد خاں کو صوبہ داری الہ آباد پر بھجوا دیا۔ ۱۱۵۵ھ مطابق ۱۷۴۲ء میں فوت ہوا۔

سربلند خاں۔ عالمگیر کے زمانے کا ایک امیر چار ہزاری منصب دار تھا۔ ۱۶۷۹ء مطابق ۱۰۹۰ھ میں انتقال کیا۔

سرخوش۔ محمد افضل کا تخلص ہے ۱۶۴۲ء مطابق ۱۰۵۲ھ میں پیدا ہوا۔ عالمگیر کے زمانے کا مشہور شاعر ہے اس نے اپنے ہمعصر شعراء کا ایک تذکرہ لکھا جس کا تاریخی نام کلمۃ الشعراء ہے۔ یہ کتاب ۱۰۹۳ھ ۱۶۸۲ء میں لکھی گئی تھی ۷۰ سال کی عمر میں ۱۷۱۴ء مطابق ۱۱۲۶ھ میں انتقال کیا۔ مذکورۂ بالا کتاب کے علاوہ ۳ مثنویاں یعنی حسن و عشق۔ نور علی نور ساقی نامہ شاہنامہ محمد اعظم اسی کی تصنیف ہے۔

سرخسی۔ (ملاحظہ ہو ابوبکر محمد السرخسی)

سرشار۔ پنڈت رتن ناتھ در نام سرشار تخلص۔ وطن لکھنؤ۔ خلف پنڈت بیج ناتھ کشمیری۔ اردو فسانہ نگاری کو عجیب و غریب جدید طرز پر لانے والا پہلا شخص تھا۔ کیننگ کالج میں انگریزی پڑھی۔ عربی و فارسی میں بھی اچھی استعداد رکھتے تھے ۱۸۸۰ء میں علم طبیعات کی ایک انگریزی کتاب ترجمہ موسومہ بہ "شمس الضحیٰ" کیا۔ اُسی سال اودھ اخبار کے ایڈیٹر ہوئے ان کے مضامین وقتاً فوقتاً مراسلہ کشمیر اودھ پنچ۔ ایڈوکیٹ۔ پائنیر۔ دبدبۂ آصفی اور محبوب الکلام وغیرہ میں نکلتے رہے۔ ۱۸۹۵ء میں حیدرآباد گیا اور وہاں خاصی شہرت حاصل کی۔ اس کی تصانیف۔ سیر کوہسار۔ جام سرشار کامنی۔ پی کہاں۔ ہشو۔ بچھڑی ہوئی دلہن۔ مثنوی تحفہ سرشار وغیرہ ہیں۔ ان کے علاوہ ایک مبسوط تصنیف "فسانۂ آزاد" ہے جو چار جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ الف لیلہ کو بھی انھوں نے زمانۂ حال کی اردو میں بطرز جدید لکھا ہے۔ ۲۰۔ جنوری ۱۹۰۲ء کو بمقام حیدرآباد انتقال کیا۔

سرفراز خاں نواب۔ علاء الدولہ خطاب تھا نواب شجاع الدولہ یا شجاع الدین حاکم بنگال کا بیٹا تھا۔ ۱۲۔ مارچ ۱۷۳۹ء مطابق ۱۳۔ ذی الحجہ ۱۱۵۱ھ کو اپنے باپ کا قائم مقام ہوا۔ ایک سال دو ماہ حکومت کی۔ الہ وردی خاں مہابت جنگ نے اس پر ۲۹ اپریل ۱۷۴۰ء مطابق ۱۳ صفر ۱۱۵۳ھ کو حملہ کیا اور اسی حملے میں وہ ہلاک ہو گیا۔ اس کے قتل کا قصہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن علاء الدولہ کی نظر اتفاقیہ اپنے وزیر مہابت جنگ کی لڑکی پر پڑ گئی یہ لڑکی اپنے زمانے کی عورتوں

میں سب سے زیادہ خوبصورت سمجھی جاتی تھی۔ نواب نے پہلے تو تحکمانہ لہجے میں اور پھر منت کے ساتھ لڑکی سے کہا کہ اپنے چہرے سے نقاب ہٹاکر شربت دیدار سے میری پیاس بجھاؤ تو لڑکی اس درخواست سے گھبرا گئی۔ اور اس نے خوف زدہ ہوکر نواب سے معافی چاہی۔ اور نہایت فصاحت سے اپنی آبرو بچانے کے لیے تقریر کی۔ کہا کہ میں آپ کی خواہش پوری کرنے سے معذور ہوں۔ لیکن نواب اُس کی خوبصورتی کا شہرہ سُن کر دیکھنے کا نہایت مشتاق تھا۔ اس نے اس تقریر کو سُن کر فوراً ہی اپنے ہاتھ سے نقاب ہٹا دیا۔ چند لمحے تک اُس کی دلفریب صورت کو تعجب اور حیرت کے ساتھ دیکھتا رہا۔ اُس کے بعد نقاب چھوڑ دیا اور شاہانہ طریقے سے اُس کی خوبصورتی کی داد دیکر چلا گیا۔ لڑکی کو اس واقعے کا سخت رنج ہوا اُس نے یہ سارا واقعہ اپنے باپ اور چچا سے کہا اور زہر کھالیا۔ اس واقعے کے بعد اللہ وردی خاں نے سرفراز خاں کو قتل کردیا۔

سرفوجی۔ ایکوجی برادر سیواجی مرہٹہ کی اولاد میں تھا ۲۵ اکتوبر ۱۷۹۹ء کو انگریزوں نے ایک عہدنامہ کے ذریعے سے تنجور کے قلعے کے اندر اُس کو راجہ بنایا تھا۔ اس کے رشتہ داروں میں ایک دوسرا شخص بھی حکومت کا دعویدار تھا۔ انگریزوں نے دخل دیکر اس سے عہدنامہ کرلیا اس نے اپنا سب ملک سوائے قلعہ اور شہر تنجور کی حکومت کے انگریزوں کے قبضے میں دیدیا اور اپنی سالانہ پنشن ایک لاکھ اٹھارہ ہزار تین سو پچاس پونڈ مقرر کرالی ۱۸۳۳ء میں مرگیا۔ سیواجی اُس کا بیٹا جانشین ہوا وہ بھی ۲۹ اکتوبر ۱۸۵۵ء کو لاولد مرگیا۔ تنجور بوجہ لاوارث ہونے کے گورنمنٹ کے قبضے آگیا۔

سرمد۔ ٹیپو سلطان کے زمانے میں سرنگاپٹم کا قاضی تھا سلطان کی درخواست پر اس نے دکھنی زبان سے ایک کتاب کا ترجمہ فارسی میں کیا اور اُس کا نام خلاصۂ سلطانی رکھا۔

سرمد۔ آرمینا کے رہنے والے ایک شاعر تھے۔ مذہباً یہودی یا عیسائی مگر نوجوانی ہی میں مشرف بہ اسلام ہوگئے ان کا خاندانی نام معلوم نہیں نہ یہ پتا چلتا ہے کہ قبول اسلام کے بعد کیا نام رکھا گیا وہ اپنے تخلص سرمد ہی کے نام سے مشہور ہیں اور یہی نام قدیم تذکروں میں بھی پایا جاتا ہے۔ علم و فضل میں درجۂ کمال رکھتے تھے۔ عربی زبان میں ید طولی حاصل تھا۔ ابتدائی پیشہ تجارت تھا۔ اسی سلسلے میں بعہد شاہجہانی ایران سے ہندوستان آئے۔ شہر ٹھٹہ میں بھی گزر ہوا۔ یہاں ایک ہندو لڑکے پر عاشق ہوگئے۔ یہ عشق مجازی حقیقت کی سیڑھی تھی۔ عقل و حواس جلتے رہے۔ جذب و جنون طاری ہوگیا۔ سندھ کے رہ گزاروں میں بلا لحاظ سرد و گرم عریاں پھرتے رہے۔ آخر میں شاہجہاں آباد پہنچے۔ شہزادۂ دارا شکوہ سے ملاقات ہوئی۔ وہ اُن کا بہت معتقد ہوگیا۔ اسی زمانے میں سرمد کی اس رباعی نے شہرہ پایا تھا۔

ہرکس کہ سرِ حقیقتش باور شد
او پہن تر از سپہر پنہاں در شد
ملا گوید کہ بر فلک شد احمد
سرمد گوید فلک بہ احمد در شد

اس کے علاوہ سرمد کی عریانی اور برہنگی کی

خبریں بادشاہ کے کان تک پہنچائی گئیں۔ بادشاہ نے قاضی القضاۃ کو سرمد کے پاس برہنگی کی وجہ دریافت کرنے کے لیے بھیجا۔ جواب ملا۔

دزدے مجھے برہنہ کرد ست مرا۔

بادشاہ نے سن کر سرمد کو مجمع عام میں بلایا اور ان سے لباس پہننے کے لیے کہا گیا لیکن کچھ التفات نہ کیا اس پر عالمگیر نے علما سے کہا کہ محض برہنگی وجہ قتل نہیں ہو سکتی۔ ان سے کلمۂ طیبہ پڑھنے کے لیے کہا جائے۔ چنانچہ علما نے سرمد سے کلمہ پڑھنے کی خواہش کی انھوں نے حسب عادت صرف لا الٰہ تک کلمہ پڑھا۔ علماء نے کہا کہ آگے پڑھیے فرمایا ابھی تک میں نفی میں مستغرق ہوں درجۂ اثبات تک نہیں پہنچا اگر الا اللہ کہونگا تو جھوٹ ہوگا علما نے کفر کا فتویٰ دیا اور حکم دیا کہ توبہ نہ کرے تو مستوجب قتل ہے۔ انھوں نے توبہ سے انکار کیا۔ جلاد کو حکم دیا گیا کہ ان کا کام تمام کردے۔ جب جلاد سامنے آیا اس سے مخاطب ہو کر کہا سے

فدائے تو شوم بیا بیا کہ تو بہر صورتے کہ می آئی
من ترا خوب می شناسم۔

بقول صاحب مراۃ الخیال اس جملے کے بعد یہ شعر پڑھا اور تلوار کے نیچے سر رکھدیا سے

شورے شد و از خواب عدم چشم کشودیم
دیدیم کہ باقیست شب فتنہ غنودیم

یہ واقعہ ۱۰۷۱ھ مطابق ۱۶۶۱ء میں جامع مسجد دہلی کے قریب گزرا ہے۔ جہاں ان کا مزار زیارتگاہ خاص و عام ہے۔ بیل کی انگریزی ڈکشنری میں سرمد کے واقعۂ تعشق کو ایک ہندو لڑکی سے منسوب کیا ہے یہ اس کی غلط فہمی ہے۔

سروپ چند۔ ایک ہندو مصنف تھا۔ کتاب صحیح التاریخ اس کی تصنیف ہے

سروپ سنگھ (رانا) ۱۸۴۲ء میں اودے پور کا حکمراں تھا۔ ۱۸۶۲ء میں فوت ہوا۔

سروجنی نائڈو۔ (مسز) مشرقی بنگال کے مشہور ڈاکٹر اگھورناتھ چٹا پادھیائی۔ ایس۔ سی (اڈنبرا) کی بڑی صاحبزادی ہیں۔ فروری ۱۸۷۹ء میں بمقام حیدرآباد دکن پیدا ہوئیں ۱۸۹۵ء میں مدراس یونی ورسٹی سے میٹریکولیشن کا امتحان پاس کیا۔ اعلیٰ حضرت سرکار نظام نے وظیفہ عطا فرما کر تکمیل تعلیم کی غرض سے انگلستان بھیجا۔ ستمبر ۱۸۹۸ء میں ہندوستان واپس ہوئیں۔ اور ڈاکٹر ایم۔ جی نائڈو (ایم۔ بی۔ سی ایم) کے ساتھ شادی ہوئی ۱۹۰۲ء و ۱۹۰۴ء میں جب کہ وہ دوبارہ انگلستان گئیں تو انھیں شعر گوئی میں کمال حاصل تھا متعدد نظموں کے علاوہ ایک ڈرامہ بھی ان کے قلم سے نکل چکا تھا۔ پہلے ان کی شاعری "ٹینی سن" اور "شیلے" کے رنگ کی تھی اور ان کا تخیل مغربی رنگ میں ڈوبا ہوا تھا مگر مسٹر "اڈمنڈ گاس" کی مشفقانہ نصیحت سے اس طرز کو بدل کر مشرقی طرز کو اختیار کیا جس سے ان کی شہرت و ناموری کا چرچا یورپ میں ہونے لگا وہ صرف شاعرہ ہی نہیں ہیں۔ بلکہ نہایت بلند پایہ لکچرار بھی ہیں۔ اور انگریزی کی ادیب اور اعلیٰ پایہ کی شاعرہ ہیں۔ سرکار انگریزی سے انھیں قیصر ہند کا طلائی تمغہ بھی مرحمت ہوا ہے۔

سرور۔ عظیم الدولہ نواب میر خاں بہادر کا تخلص ہے عظیم الدولہ ابو القاسم مظفر جنگ کا لڑکا تھا۔ ۱۸۲۳ء مطابق شوال ۱۲۳۸ھ میں انتقال

کیا۔ تذکرۂ عمدۂ منتخبہ کے علاوہ ایک ضخیم دیوان بھی اس کی تصنیف ہی۔

سروری۔ حاجی محمد کا تخلص ہی۔ یہ ایک شاعر تھا۔ سنہ ۱۵۶۱ء مطابق سنہ ۹۶۹ھ میں فوت ہوا۔ حافظہ اس قدر زبردست تھا کہ ۳۰ ہزار ابیات حفظ یاد تھیں۔ ایک لغت "مجمع الفرس" اس کی تصنیف ہی۔ ایک دوسری کتاب لکھی جس میں نظامی اور دوسرے شعرا کے مختلف الفاظ اور فقروں کی تشریح کی۔ دیوان حافظ کی ایک ترکی شرح بھی اس سے یادگار ہی۔

سرہندی بیگم۔ شاہجہاں کی بی بی تھیں۔ اس نے آگرے میں ایک باغ لگایا تھا مگر اب اُس کا نشان بھی باقی نہیں رہا۔

سری متی ستیابالا دیوی۔ فن موسیقی کی ماہرہ نہ صرف ہندوستان میں بلکہ غیر ممالک میں بھی ان کی خاص شہرت ہی۔ ذات کی برہمنی۔ سنہ ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئیں۔ تقریباً ۳۰ راگ اور راگنیوں پر عبور حاصل ہی۔ ہنوز زندہ ہیں۔

سری سقطی (خواجہ) آپ اہلِ تصوف کے امام تھے۔ تمام اصنافِ علم میں کمال رکھتے تھے۔ حضرت جنید بغدادی آپ کے بھانجے اور خلیفہ تھے۔ آپ حضرت معروف کرخی کے مرید و خلیفہ تھے۔ بغداد میں میوے کی خوردہ فروشی کی دوکان رکھتے تھے۔ دس دینار پر آدھے دینار سے زیادہ فائدہ نہ لیتے تھے۔ ایک بار ساٹھ دینار کے بادام خریدے۔ باداموں کی قیمت گراں ہو جانے پر نوّے دینار میں ایک دلال نے فروخت کرانا چاہا۔ لیکن آپ نے اس قیمت پر فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ کی کنیت ابوالحسن اور نام سری ہی تجارت میوہ فروشی کی وجہ سے سقطی مشہور ہیں۔ سقط کے لغوی معنی گرے ہوئے پھل کے ہیں۔ بروز سہ شنبہ ۳ رمضان سنہ ۲۵۳ھ مطابق سنہ ۸۶۷ء کو اور بقول بعض ۱۳ رمضان المبارک سنہ ۲۵۷ھ مطابق سنہ ۸۷۰ء کو وصال ہوا۔ مقام شونیز واقع بغداد میں مزار ہی۔

سعادت۔ میر سعادت علی امروہوی کا تخلص ہے اس نے نواب قمرالدین خاں وزیر کے عہد کا ایک قصہ نظم کیا ہی۔ جو "سہیلی سکھیوں" کے نام سے مشہور ہی جس میں ایک عاشق و معشوق کی سرگزشت بیان کی گئی ہی۔

سعادت اللہ خاں کرناٹک کا نواب تھا لاولد ہونے کی وجہ سے اپنے دو بھتیجوں کو متبنیٰ کیا۔ بڑے لڑکے دوست علی کو اپنا جانشین کیا۔ دوسرے لڑکے باقر علی کو ویلور کی حکومت دی سعادت اللہ خاں نے یہ وصیت کی تھی کہ اُس کی بی بی کے بھتیجے غلام حسین کو اُس کا جانشین اپنا وزیر بنائے۔ سنہ ۱۷۱۰ء سے سنہ ۱۷۳۲ء تک اُس نے حکومت کی اُس کے مرنے پر تمام رعیت نے افسوس کیا۔ بقول صاحب مآثرالامرا اُسے کرناٹک کی نوابی عالمگیر کے وقت سے ملی تھی۔ دوست علی اور اُس کا بیٹا حسن علی اُس لڑائی میں جو ۲۰۔ مئی سنہ ۱۷۴۰ء کو ہوئی مارے گئے اُس کا بیٹا صفدر علی جانشین ہوا۔ لیکن مرتضیٰ علی نے اُس کو زہر دیدیا۔ اور وہ ۲۵ اکتوبر سنہ ۱۷۴۲ء کو مرگیا۔ اُس کے مرنے پر مرتضیٰ علی نواب کرناٹک ہوا۔ لیکن سنہ ۱۷۴۳ء میں نظام الملک دکن نے اپنے ایک افسر انورالدین نامی کو نواب مقرر کر دیا اور مرتضیٰ علی کو معزول کر دیا۔

سعادت خاں برہان الملک۔ اصلی نام محمد امین سعادت خاں عرف اور برہان الملک لقب تھا۔ خراسان کا ایک تاجر تھا۔ اودھ کے نوابوں۔ اور بادشاہوں کا مورث اعلیٰ تھا۔ بہادر شاہ کے زمانے میں اس کا باپ نصیر خاں ہندوستان آیا اور اُس کی وفات کے بعد محمد امین نے سرزمین ہندوستان پر قدم رکھا۔ محمد شاہ کے شروع زمانے میں وہ بیلدنے کی فوجداری اور ۱۷۲۰ء مطابق ۱۱۳۲ھ میں رابہ گردھر کی جگہ جو بعد کو مالوے کا حاکم مقرر ہوا۔ اودھ کا حاکم قرار پایا۔ برہان الملک کا خطاب ملا۔ جب نادر شاہ دہلی پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا تو نواب نظام الملک آصفجاہ نے دو کروڑ روپیہ دینے کا وعدہ کرکے نادر شاہ کو واپس چلے جانے پر راضی کیا۔ اور محمد شاہ کی جانب سے امیرالامرا کا منصب پایا برہان الملک نے ازرہ حسد نادر شاہ کو زیادہ دولت ہاتھ آنے کی طمع دلائی۔ وہ خود بھی نادر شاہ سے جا کر مل گیا۔ نظام الملک کو نادر شاہ نے بلا کر قید کر لیا۔ نادر شاہ کے مشہور قتل عام سے ایک دن پہلے ۹ مارچ ۱۷۳۹ء مطابق ۹ ذی الحجہ ۱۱۵۱ھ کو فوت ہوا اور اپنے بھائی سیادت خاں کے مقبرہ دہلی میں دفن ہوا۔ اس کی ایک اکلوتی لڑکی تھی جو اس کے بھتیجے ابوالمنصور خاں صفدر جنگ کو بیاہی تھی یہ صفدر جنگ سیادت خاں کا لڑکا تھا اپنے خسر سعادت خاں کی جگہ اودھ کا نواب ہوا۔

نوابان وشاہانِ لکھنؤ کی فہرست یہ ہے:۔

(۱) برہان الملک سعادت خاں۔
(۲) ابوالمنصور خاں صفدر جنگ۔
(۳) شجاع الدولہ بن صفدر جنگ۔
(۴) آصف الدولہ بن شجاع الدولہ۔
(۵) وزیر علی خاں (مشتبہ سمجھ کر معزول کر دیے گیے)
(۶) سعادت علی خاں بن آصف۔
(۷) غازی الدین حیدر بن سعادت علی خاں (ان کو لارڈ ہسٹنگز نے اودھ کا بادشاہ بنایا)
(۸) نصیر الدین حیدر بن سعادت علی خاں۔
(۹) محمد علی شاہ برادر غازی الدین حیدر
(۱۰) امجد علی شاہ بن محمد علی۔
(۱۱) واجد علی شاہ بن محمد علی شاہ۔

یہ اودھ کا آخری بادشاہ تھا جس کے زمانے میں اودھ سرکار انگریزی کی سلطنت میں ۱۸۵۶ء میں ملحق ہو گیا۔

سعادت علی خاں۔ (نواب) یمین الدولہ لقب ہے نواب آصف الدولہ کے انتقال کے بعد نواب وزیر خاں اُس کا پسر متبنیٰ مسند اودھ پر بیٹھا۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں کے بعد اُس کو مسند سے اتار کر سر جان شور گورنر جنرل کی اعانت سے نواب سعادت علی خاں ۲۱ جنوری ۱۷۹۸ء مطابق ۴ شعبان ۱۲۱۲ھ میں مسند نشین ہوا سترہ برس حکومت کی ۱۱ جولائی ۱۸۱۴ء مطابق ۲۲ رجب ۱۲۲۹ھ کو فوت ہوا اس کے بعد اُس کا بیٹا غازی الدین بادشاہ اودھ ہوا۔ سعادت علی خاں کے عہد میں انگریزوں سے ایک عہدنامہ ہوا۔ جس میں یہ قرار پایا کہ چھتر لاکھ روپیہ سالانہ انگریزوں کو ادا ہوا کرے اور دس ہزار انگریزی فوج اودھ میں رہا کرے۔ قلعۂ الہ آباد انگریزوں کو دیا جانا قرار پایا اور بارہ لاکھ روپیہ نقد بطور معاوضہ مسند نشینی انگریزوں کو دیا گیا اور یہ شرط قرار پائی کہ نواب اودھ کسی غیر حکومت سے سلسلہ

رسل و رسائل جاری نہ رکھیں اور کسی یورپین کو بغیر اجازت انگریزی رزیڈنٹ کے اپنی ملازمت میں نہ رکھیں نہ اُس کو اپنی حکومت میں آباد ہونے کی اجازت دیں۔

سعادت یار خاں۔ محمد یار کا بیٹا اور نواب حافظ رحمت خاں روہیلے سردار کا پوتا تھا۔ گل رحمت تاریخ کی کتاب جو اس کے دادا رحمت خاں کے عہد کی تاریخ ہی ۱۸۳۳ء میں لکھی گئی اسی کی تصنیف ہی یہ کتاب گلستان رحمت کا ایک خلاصہ ہی جس کو اس کے چچا مستغنی خاں نے لکھا تھا۔

سعادت یار خاں۔ (ملاحظہ ہو رنگین)

سعد الدین۔ ایک ترکی مورخ تھا ۱۵۳۶ء میں پیدا ہوا اور ۱۵۹۹ء میں بمقام قسطنطنیہ وفات پائی تاج التواریخ اس کی تصنیف ہی۔ اس میں ۱۲۹۹ء سے لیکر ۱۵۲۰ء تک کے سلطنت عثمانیہ کے مفصل حالات درج ہیں۔ دوسری کتاب سلیم نامہ بھی اسی کی تصنیف ہی جو سلیم اول کے وقت کی یادگار ہی۔

سعد الدین تفتازانی ملا۔ (ملاحظہ ہو تفتازانی)

سعد الدین حمویہ۔ شیخ المشائخ لقب۔ کئی کتابوں کا مصنف ہی جن میں سے ایک کتاب سجنجل الارواح دوسری کتاب محبوب ہی۔ ۱۲۵۲ء مطابق ۶۵۰ھ میں وفات پائی۔

سعد الدین دہلوی۔ شرح کنز الدقائق و شرح منار کا مصنف ۱۴۸۳ء مطابق ۸۹۰ھ میں وفات پائی۔

سعد الدین کاشغر۔ مولینا جامی کے مرشد تھے۔ ۱۴۵۶ء مطابق ۸۶۰ھ میں وفات پائی۔

سعد اللہ خاں۔ روہیلے سردار علی محمد خاں کا لڑکا تھا۔ ۱۷۴۹ء مطابق ۱۷۴۹ء مطابق ۱۱۶۲ھ میں اپنے باپ کی وفات کے بعد روہیلہ مقبوضات کا مالک ہوا اگر حافظ رحمت خاں سے ۸ لاکھ روپیہ سالانہ وظیفہ مقرر کرا لیا۔ اور مملکت سے دست بردار ہو گیا۔ ۱۷۶۱ء مطابق ۱۱۷۵ھ میں بمقام آنولہ ضلع بریلی انتقال کیا۔ اس کا بھائی عبداللہ خاں اُس جنگ میں مارا گیا۔ جو حافظ رحمت خاں اور نواب شجاع الدولہ کے درمیان ۱۷۷۴ء مطابق ۱۱۸۸ھ میں واقع ہوئی۔ اس کی وفات کے بعد اس کا بھائی فیض اللہ خاں روہیلہ جاگیر کا مالک ہوا۔

سعد اللہ خاں وزیر۔ المعروف بہ علامہ فہامی۔ خطاب جملۃ الملک مغلیہ عہد کے قابل وزرا میں اس کا شمار تھا۔ شاہ جہاں کے تمام امور مملکت میں دخیل تھا۔ نیشاپور میں قبر ہی۔

سعد اللہ دہلوی شیخ۔ دہلی کے شاعر شاہ گجرات کا وزیر اسلام خاں وزیر شاہ گجرات کی اولاد میں تھا۔ شاہ گل المتخلص بہ وحدت کا مرید۔ درویشانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ اس کا تخلص گلشن تھا دہلی میں ۱۲ دسمبر ۱۷۲۸ء مطابق ۱۲ جمادی الاول ۱۱۴۱ھ میں انتقال ہوا۔ ولی دکنی ان کا خاص مرید تھا۔

سعد اللہ کرمانی۔ فتوحات میراں شاہی اس کی تصنیف ہی۔ اس میں میراں شاہ بن امیر تیمور کی فتوحات کا ذکر ہی۔

سعد ابن احمد۔ ملک اسپین میں ٹولیڈو کا قاضی تھا ۱۰۶۹ء مطابق ۴۶۲ھ میں وفات پائی۔

سعد بن زنگی اتابک۔ (ملاحظہ ہو سنقر)

سعد بن شریف جونپوری۔ فارسی کتاب مسمیٰ دستور المصلین اس کی تصنیف ہی۔

سعد بن عبداللہ الاشعری۔ ابن الغزالتنی کے

نام سے مشہور ہے۔ قانون وراثت پر ایک کتاب لکھی ہے اور اُس کا نام احتجاج الشیعہ رکھا سنہ ۹۱۳ء مطابق سنہ ۳۰۱ھ میں انتقال کیا۔

سعد بن محمد۔ منہاج العابدین اور سیاست نامہ کا مصنف ہے یہ کتابیں اخلاق و حکمت میں ہیں۔

سعد بن وقاص۔ مشہور صحابہ میں تھے۔ آپ کا شمار اول المومنین میں تھا۔ نہایت معزز اور اپنے قبیلے میں بہت مقتدر تھے۔ بنو اسد مسلمان ہو جانے کے جرم میں اُن کو بہت تکلیفیں پہونچاتے تھے۔ ایران آپ ہی کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ تاریخ اسلام میں فاتح ایران کے نام سے مشہور ہیں۔

سعدی دکنی۔ دکن کا رہنے والا تھا۔ کچھ ابیات کا مصنف ہے جو غلطی سے سعدی شیرازی کی بتائی جاتی ہیں۔

سعدی شیرازی۔ آپ کا پورا نام شیخ مصلح الدین شیرازی مشہور ہے سعدی تخلص ہے۔ وطن شیراز ہے۔ ولادت تقریباً سنہ ۵۸۰ھ مطابق سنہ ۱۱۸۴ء وفات سنہ ۶۹۱ھ مطابق سنہ ۱۲۹۲ء سعد زنگی بادشاہ فارس کے عہد میں تھے۔ شیخ کے والد عبد اللہ شیرازی اتابک سعد زنگی کے یہاں کسی خدمت پر مامور تھے۔ اس لیے آپ نے اپنا تخلص سعدی قرار دیا۔ مدرسۂ نظامیہ بغداد میں تعلیم حاصل کی۔ علامۂ ابو الفضل عبد الرحمٰن ابن جوزی جن کا لقب جمال الدین ہے۔ آپ کے اُستاد تھے۔ شیخ شہاب الدینؒ سہروردی کی خدمت میں حاضر رہ کر فیوض باطنی حاصل کیے۔ مدرسۂ نظامیہ کی تعلیم سے فارغ ہو کر ایشیا، افریقہ میں سیاحت کرتے رہے۔ اُن کی عمر کا بڑا حصہ سیر و سفر میں گزرا۔ فلسفے اور حکمت کی طرف بہت کم توجہ کی زیادہ تر دینیات علم سلوک، اور علم ادب حاصل کیا۔ شیخ کا ہندوستان میں آنا بھی ثابت ہے۔ چودہ حج پیادہ پا کیے۔ ان کا مزار شیراز میں مقام دلکشا سے ایک میل جانب شرق دامن کوہ میں واقع ہے۔ شیخ فارسی شاعری میں غزل کے بادشاہ سمجھے جاتے ہیں اُن کی فصاحت و بلاغت کا شہرہ۔ ایران۔ ترکستان تاتار۔ ہندوستان میں اُن کی زندگی ہی میں پھیل گیا تھا۔ انگلستان کے بعض مصنفوں نے ان کو مشرق کا شیکسپیر کہا ہے۔ کلیات شیخ کا ایک مجموعہ کلام نظم و نثر چھپ گیا ہے جس کی تفصیل یہ ہے:-

(۱) نثر میں چند رسالے سلوک و تصوف وغیرہ پر
(۲) گلستاں۔
(۳) بوستاں
(۴) پند نامہ
(۵) قصائد فارسی۔ جن میں مراثی لمعات و ملمعات اور ترجیعات شامل ہیں۔
(۶) قصائد عربیہ
(۷) دیوان غزلیات موسوم بہ طیبات۔
(۸) دیوان ثانی موسوم بہ بدائع۔
(۹) دیوان ثالث موسوم بہ قوانین۔
(۱۰) غزلیات قدیم جو غالباً عنفوان شباب کی لکھی ہوئی ہیں۔
(۱۱) محبوب صاحبیہ۔
(۱۲) مطائبات و غزلیات۔

کلیات سعدی نہایت اہتمام کے ساتھ کلکتے میں چھپی ہے۔ جس پر مسٹر ہیرنگٹن نے ایک انگریزی مقدمہ نہایت مفصل لکھا ہے۔ گلستاں کے دو انگریزی ترجمے چھپ چکے ہیں۔

سعید بن زید۔ عشرۂ مبشرہ میں داخل ہیں۔ یعنی اُن دس صحابہ میں ہیں جن کے لیے آنحضرتؐ نے جنت کی بشارت دی ہے۔ سنہ ۶۷۱ء مطابق سنہ ۵۱ھ میں

وفات پائی۔ ان کے باپ زید آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے ملت ابراہیمی کے پیرو ہو چکے تھے۔ ان کی والدہ بھی انہیں کے ساتھ تھیں یا ان سے کچھ پہلے اسلام لائی تھیں۔ حضرت عمر انھیں کے گھر میں اور انھیں کی ترغیب سے اسلام کی طرف مائل ہوئے تھے علم وفضل کے لحاظ سے فضلاء صحابہ میں ان کا شمار ہے

سعید بن مسعود شیرازی۔ سیرت نبوی میں عربی کتاب ترجمہ مولود کا فارسی میں ۱۳۵۵ء مطابق ۷۵۹ھ میں ترجمہ کیا۔

سعید بن مسیب۔ حضرت ابو ہریرہؓ کے داماد۔ مدینہ منورہ کے ہفت فقہا میں داخل ہیں۔ چالیس حج کیے ۷۱۳ء مطابق ۹۴ھ میں وفات پائی۔

سعید خاں قریشی۔ شیخ محمد نام ہے۔ ساکن ملتان۔ ایک ظریف شاعر تھا۔ سلطان مراد بخش دارا شکوہ اور آخر میں شہنشاہ عالمگیر کی ملازمت میں رہا۔ نومبر ۱۶۶۷ء مطابق رمضان ۱۰۷۸ھ میں انتقال کیا۔ ملتان میں دفن ہوا اور اس مقبرے میں دفن ہوا جس کو خود تعمیر کرایا تھا۔ ایک دیوان اس کی تصنیف سے ہے۔

سعید محمد کرمانی۔ سیرۃ الاولیا کا مصنف ہے۔ یہ کتاب ۱۵۹۴ء مطابق ۱۰۰۳ھ میں لکھی گئی۔ اس کتاب میں صوفیائے کرام اور اولیا کی سوانح عمریاں ہیں

سعید ہروی۔ ایک شاعر ہرات کا رہنے والا قاضی شمس الدین طبسی کا ہمعصر تھا۔

سفیان ثوری۔ اصل نام ابو عبداللہ تھا۔ کوفے میں ۷۱۳ء مطابق ۹۵ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ خلیفہ المہدی کے زمانے میں حدیث و دیگر علوم کے مستند عالم تھے۔ خلیفہ ان کو قاضی کے عہدے پر مقرر کرنا چاہتا تھا۔ اور وہ اس ذمہ داری کے عہدے کی اپنے میں قابلیت نہ سمجھ کر اس سے گریز کرتے تھے۔ اسی وجہ سے وہ بصرے میں جاکر روپوش ہوگئے تھے وہیں ۱۶۱ھ مطابق ۷۷۷ء میں انتقال ہوا۔

سفیان بن عیینہ۔ نہایت مشہور عالم تھے اور استاد المحدثین تھے یکم رجب ۱۹۸ھ م ۸۱۴ء کو وفات پائی۔

سقا بخاری۔ یہ بخارا کے ایک درویش تھے ۱۵۵۵ء مطابق ۹۶۲ھ میں انتقال کیا۔ اور ایک دیوان چھوڑا۔

سقمان بن ارتک۔ ارتکی ترکمان خاندان جو آمید اور خیفہ پر حکمراں رہا ہے پہلا بادشاہ تھا۔ اس خاندان کی فہرست حسب ذیل ہے۔

سقمان بن ارتک ۱۰۹۱ء مطابق ۴۹۰ھ

(۲) ابراہیم بن سقمان ۱۱۰۴ء مطابق ۴۹۸ھ

(۳) رکن الدین داؤد ۱۱۲۸ء مطابق ۵۲۲ھ

(۴) فخر الدین قرا ارسلان بن داود ۱۱۴۴ء مطابق مطابق ۵۳۹ھ۔

(۵) نور الدین محمد بن قرا ارسلان ۱۱۶۶ء مطابق ۵۶۲ھ۔

(۶) قطب الدین سقمان بن محمد ۱۱۸۵ء مطابق ۵۸۱ھ۔

(۷) ملک الصلاح ناصر الدین محمود ۱۲۰۰ء مطابق ۵۹۷ھ۔

(۸) ملک المسعود بن محمود ۱۲۲۱ء مطابق ۶۱۸ھ

(۹) ملک الکامل ۱۲۳۱ء مطابق ۶۲۹ھ (مشہور صلاح الدین فاتح کا بھتیجا تھا۔) ۱۲۳۱ء مطابق ۶۲۹ھ میں تھا۔

سکاکی۔ ابو یعقوب یوسف بن ابو بکر کا لقب تھا جس کو

سراج الدین الخوارزمی بھی کہتے ہیں ایک مشہور مصنف اور زاہد کا استاد تھا۔ اس کی مشہور تصنیف مصباح العلوم ہے۔ ۱۱۶۰ء مطابق ۵۵۵ھ میں پیدا ہوا۔ اور ۱۲۲۹ء مطابق ۶۲۶ھ میں فوت ہوا۔

سکندر، خلیفہ سکندر کا تخلص تھا۔ اس نے پنجابی، مارواڑی اور پوربی زبانوں میں اچھے اچھے مراثی تصنیف کیے ہیں اس کی تصنیف سے ایک نظم ہے جس میں مچھلی ماہی گیر اور راجہ لکھوار کا قصہ ہے۔

سکندر اعظم ذوالقرنین۔ ۳۵۶ برس قبل سنہ عیسوی فیلقوس شاہ مقدونیہ کے صلب اور ملکہ المپیاس کے بطن سے پیدا ہوا۔ حکیم ارسطاطالیس سے تعلیم و تربیت پائی۔ سنہ عیسوی سے ۳۳۶ برس قبل تخت و تاج کا مالک ہوا۔ اس وقت اس کی عمر ۲۰ برس کی تھی۔ اس سے سنہ عیسوی سے ۳۳۴ برس قبل دارا بادشاہ فارس پر چڑھائی کی۔ کئی لڑائیوں کے بعد دارا مارا گیا۔ پھر سکندر رفتہ رفتہ آگے بڑھا۔ اور ۳۲۶ برس قبل مسیح کے پنجاب کے راجہ پورس سے مقابلہ کیا۔ اس جنگ عظیم میں راجہ کا لڑکا قتل ہوا اور راجہ کو شکست ہوئی۔ مگر سکندر نے ملک راجہ کو واپس کر دیا۔ ہندوستان سے لوٹنے کے بعد عرب کا ارادہ کیا۔ شہر بابل میں پہنچکر بعارضہ بخار انتقال کیا۔ تینتیس ۳۳ سال کی عمر پائی۔

سکندر ترکمان۔ (ملاحظہ ہو قرا محمد)

سکندر، جہاں بیگم۔ بھوپال کی حکمراں تھیں۔ ان کے مورث اعلیٰ سردار دوست محمد خاں افغانی النسل تھے جو بانی ریاست بھوپال تھے یہ ۱۸۱۷ء میں پیدا ہوئیں اور اپنے والد نظر محمد خاں کی جانشین ہوئیں اس بیگم نے اپنے چچا زاد بھائی جہانگیر سے اس شرط پر شادی کی کہ وہ بیگم کو تمام امور ملکی کا بالکل مالک مختار رہنے دے۔ ان کے شوہر جہانگیر کا ۱۸۴۴ء میں انتقال ہوا۔ بیگم کو دربار آگرہ میں۔ جی سی ایس آئی کا خطاب ملا۔ وہ ۳۰ اکتوبر ۱۸۶۸ء میں فوت ہوئیں ۱۸۴۴ء سے اپنی وفات تک نہایت خوش انتظامی سے حکومت کی۔ ان کی وفات کے بعد ان کی بڑی لڑکی شاہ جہاں بیگم جانشین ہوئیں

سکندر، خاں ازبک۔ شاہان ازبک کے خاندان سے تھا۔ سکندر خاں کاشغری کے نام سے مشہور ہے ہمایوں کے ساتھ ہندوستان آیا اور امرائے شاہی میں داخل ہوا۔ مہم کشمیر میں ۹۴۸ھ فتح کشمیر کے وقت مرزا حیدر کے ساتھ تھا۔ عہد اکبری میں ۱۰ ستمبر ۱۵۶۳ء مطابق ۱۰ جمادی الاول ۹۷۱ھ کو انتقال ہوا۔

سکندر، سلطان۔ یہ کشمیر کا بادشاہ تھا اس کا لقب بت شکن تھا۔ شاہ میر درویش کا پوتا جنہوں نے سب سے پہلے کشمیر میں اشاعت اسلام کی۔ سکندر سلطان اپنی ماں کی مدد سے اپنے باپ قطب الدین کے مرنے پر ۱۳۹۳ء مطابق ۷۹۶ھ میں تخت نشین ہوا ۲۲ سال ۹ ماہ کی کامیاب اور شاندار حکومت کے ۱۴۱۶ء مطابق ۸۱۹ھ میں فوت ہو گیا۔ سلطان علی شاہ اس کا بیٹا جانشین ہوا۔ امیر تیمور نے اسی کے زمانے میں ہندوستان پر حملہ کیا تھا۔

سکندر، شاہ۔ گجرات کا بادشاہ تھا۔ مظفر شاہ ثانی اپنے باپ کے بجائے فروری ۱۵۲۶ء مطابق ۱۹ شعبان ۹۳۲ھ میں تخت نشین ہوا اور اسی سال میں ۳۰ مئی کو چند ماہ کی حکومت کے بعد قتل ہوا۔ اس کے بعد اس کا چھوٹا بھائی نصیر خاں بادشاہ ہوا۔ سکندر شاہ ثانی کا لقب اختیار کیا۔

سکندر، شاہ پوربی۔ بنگالے کا بادشاہ اپنے باپ

شمس الدین کے مرنے پر ۱۳۵۸ء مطابق ۷۶۰ھ
میں تخت نشین ہوا اُس کی تخت نشینی سے تھوڑے
دنوں بعد فیروز شاہ تغلق بادشاہ دہلی نے اُس کے
ملک پر حملہ کیا حملے کی خبر سُن کر سکندر شاہ اپنے
لشکر سمیت جزائر اکدالا میں جا چھپا۔ بادشاہ نے
جزائر کو گھیر لیا اور کئی روز تک لڑائی رہی۔ آخرکار
سکندر شاہ نے صلح کی درخواست کی اور آخر اس
شرط پر کہ ظفر خاں سنارگانوں کا بادشاہ بنا دیا جائے
صلح ہو گئی اور سلطان سکندر نے چالیس ہاتھی
بادشاہ کی نذر کیے اور آیندہ بھی اسی قدر نذرانہ
بھیجنے کا وعدہ کیا۔ سکندر شاہ نے نو برس تک
حکومت کی اور ۱۳۶۷ء مطابق ۷۶۹ھ میں فوت
ہو گیا اس کا بیٹا غیاث الدین پوربی تخت نشین ہوا

سکندر شاہزادہ۔ عمر شیخ مرزا کا لڑکا اور امیر تیمور
کا پوتا تھا۔ تیمور کی وفات کے بعد اس نے اپنے
دونوں بھائیوں پیر محمد اور مرزا رستم سے چند
لڑائیاں لڑیں اور فرس اور اصفہان پر قابض
ہو گیا۔ جن کو مغلوں نے اپنے دادا سے ترکے میں
پایا تھا۔ اس پر اس کے چچا مرزا شاہ رخ نے اس کو
شکست دیکر دونوں آنکھیں نکال لیں۔ یہ واقعہ
۱۴۱۴ء مطابق ۸۱۷ھ میں ہوا۔

سکندر شاہ سور۔ اس کا اصلی نام احمد خاں سور تھا
پنجاب کا بادشاہ اور دعویداران سلطنت دہلی میں
شیر شاہ کا بھتیجا تھا۔ ابراہیم سور کو مئی ۱۵۵۵ء
مطابق جمادی الثانی ۹۶۲ھ میں شکست دیکر
دہلی کا بادشاہ ہوا۔ اس کو سلطنت حاصل کیے ابھی
کچھ زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ ہمایوں سے مقابلہ
کرنا پڑا۔ ہمایوں سے اس نے سرہند کی لڑائی
میں ۲۲ جون ۱۵۵۵ء کو شکست کھائی اور
ہمالیہ کی طرف بھاگ گیا۔ اور پھر شہنشاہ
اکبر سے لڑا اور بنگالے گیا۔ اور وہاں عنان سلطنت
ہاتھ میں لی ہی تھی کہ پیام اجل آپہنچا۔ ۱۵۵۹ء
مطابق ۹۶۶ھ سال وفات ہے۔

سکندر شاہ لودی۔ اس کا اصلی نام نظام خاں تھا
سلطان بہلول لودی کا بیٹا تھا۔ جولائی ۱۴۸۹ء
مطابق شعبان ۸۹۴ھ میں اپنے باپ کا جانشین
ہوا اس کے زمانے میں ۶ جولائی ۱۵۰۵ء کو ایک
سخت زلزلہ آیا۔ اس کے عہد میں سب سے پہلے
ہندوؤں نے فارسی پڑھنا شروع کی اور سنسکرت
کی کتابوں کا فارسی میں ترجمہ ہونا شروع ہوا۔
اس کے وقت میں شہر آگرہ کے جمنا کے کنارے
آباد ہوا اور دہلی کی بجائے آگرے کو اس نے اپنا
دار السلطنت قرار دیا۔ آگرے کی وجہ تسمیہ یہ ہے
کہ بادشاہ دہلی سے متھرا گیا اور یہاں سے بجرے
میں بیٹھکر اس مقام کے دیکھنے کے لیے پہنچا۔ جو
جمنا کنارے اس شہر کی آبادی کے لیے تجویز ہوا
تھا۔ راستے میں دو بلند ٹیلے نظر آئے۔ بادشاہ نے
بجرے کے مہتمم سے پوچھا کہ کونسا ٹیلا اس قلعہ کی
تعمیر کے لیے موزوں ہے۔ اُس نے جواب دیا اگرہ
(اگلا) یعنی جو آگے آتا ہے۔ سلطان نے کہا کہ اس
شہر کا نام آگرہ رکھا جائے گا۔ سکندر لودی نے
ایک چھوٹا سا قلعہ جمنا کے داہنے کنارے پر تعمیر
کیا تھا جس کو بادل گڈھ کہتے تھے۔ شہنشاہ اکبر
نے سنہ ۹۷۲ھ میں اُس کو منہدم کرا دیا اور دوسرا
قلعہ تعمیر کرایا۔ ۱۷ فروری سنہ ۱۵۱۷ء مطابق ۷
ذی قعدہ سنہ ۹۲۳ھ میں فوت ہوا۔

سکندر شکوہ۔ بہادر شاہ ثانی بادشاہ دہلی کا
چچا زاد بھائی تھا۔ اس کو اپنی بی بی کے قتل کے

جرم میں جولائی ۱۸۳۳ء میں پھانسی دی گئی تھی

سکندر عادل شاہ - بیجاپور کا آخری بادشاہ تھا یہ اپنے باپ علی عادل شاہ ثانی کا بحالت شیر خوارگی ۱۶۷۲ء مطابق ۱۰۸۳ھ میں جانشین ہوا۔ مگر وہ ہمیشہ اپنے اُمرا کے ہاتھ میں رہا۔ اُسی کے زمانہ میں شہنشاہ عالمگیر نے بیجاپور کی سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔ اور یہ ریاست مغلیہ کا ایک حصہ بن گئی۔ ۴ر ذی قعدہ ۱۰۹۷ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۶۸۶ء کو سکندر عادل شاہ کو قید کر لیا گیا۔ اور اسی حالت میں تین برس کے بعد وہ فوت ہو گیا۔

سکندر منشی - شاہ عباس اول شاہ فارس کا منشی تھا تاریخ عالم آرائے عباسی اسی کی تصنیف ہے جو تین جلدوں میں لکھی گئی ہے۔ یہ شاہ عباس اول مذکور کے عہد کی تاریخ ہے ۱۶۱۶ء مطابق ۱۰۲۵ھ میں اُس کے نام پر معنون کی گئی۔

سکینہ - جناب حضرت امام حسین علیہ السلام کے صاحبزادی تھیں۔

سلامت اللہ کشفی (مولینا) بدایونی۔ کانپوری ابن شیخ برکت اللہ صدیقی عبد الرحمانی۔۔ مولوی ابو المعانی۔ بن عبد الغنی۔ بدایونی و مولوی ولی اللہ جونپوری و مولوی مجد الدین عرف مولوی مدن و مولینا شاہ عبد العزیز دہلوی سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ بدایوں چھوڑ کر کانپور سکونت اختیار کر لی تھی۔ اپنے قیام کانپور میں وہاں ایک مسجد ۱۲۲۶ھ میں تعمیر کرائی۔ صدہا علماء و فضلائے نامی آپ سے مستفیض ہوئے۔ مولینا فارسی کے اچھے شاعر تھے اور کشفی تخلص کرتے تھے۔ آپ کی تصنیفات سے کتب ذیل زیادہ مشہور اور مولینا کے ذخیرہ علمی پر شاہد ہیں۔

تحفۂ احباب۔ برقِ خاطف۔ تحریز الشہا وتین۔ خدا کی رحمت۔ رسالۂ شہاب ثاقب۔ حقائق احمدیہ۔ رسالہ کشفیہ۔ رقعات کشفی۔ شرح مثنوی۔ گل کشتی وغیرہ وغیرہ۔ ۲ر رجب ۱۲۸۱ھ مطابق ۱۸۶۴ء بروز یکشنبہ بمقام کانپور انتقال کیا اور اپنی مسجد میں مدفون ہوئے

سلامت علی خاں (حکیم) بنارس کا رہنے والا تھا۔ علم موسیقی میں ایک رسالہ لکھا ہے۔ انیسویں صدی کے شروع میں زندہ تھا۔

سلجوق - سلجوقیہ خاندان کے ترکی بادشاہوں کا مورث اعلیٰ تھا اسی کے نام سے یہ خاندان موسوم ہوا۔ سلجوق قپچاک کے ترکی بادشاہ بغوخاں کے دربار سے ناخوش ہو گیا تھا۔ اس لیے وہ اپنے گروہ کو لیکر بخارا کے میدانوں میں چلا گیا اور مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ مشرکوں کے ساتھ لڑائی میں شہادت پائی ایک سو سات سال کی عمر ہوئی۔ اُس کے پوتے طغرل بیگ کے زمانے میں خاندان سلجوقیہ ایک زبردست قوم بن گیا۔ یہ خاندان ترک قوم کی ایک شاخ ہے۔ سلجوق علم و ہنر اور شائستگی میں دوسرے ترکی شاخوں سے بڑھے ہوئے تھے اس لیے وہ ہی سب سے پہلے اسلام میں داخل ہو کر سب سے بڑھ کر اُس کے حامی ہوئے۔

سلطان ولید - مولنا جلال الدین رومی کے خلف اکبر تھے۔ اصلی نام بہاء الدین تھا۔ سلطان ولد لقب تھا۔ علوم معارف میں یگانہ روزگار تھے۔ مولینا کے وصال کے بعد لوگوں نے بسبب قبولیت و اعتبار عام اِن کو مولینا کا جانشین کرنا چاہا۔ لیکن مولینا کی وصیت کے لحاظ سے انھوں نے

مولانا حسام الدین چلبی کو جانشینی کے لیے ترجیح دی بعدہ اُن کے انتقال پر آپ ۶۸۳ھ مطابق ۱۲۸۵ء میں سجادہ نشین ہوئے۔ آپ نے ایک مثنوی تصوف میں مولانا کی مثنوی کے طرز پر لکھی ہے۔ دوسری مثنوی الموسوم بہ ولدنامہ بھی اِن کی مشہور تصنیف ہے جو مولانا روم اور اُن کے خاندان کی ایک تاریخ ہے۔ ایک دیوان بھی یادگار چھوڑا ۷۱۲ھ مطابق ۱۳۱۲ء میں بہ عمر ۹۰ سال وصال ہوا۔

سلطان احمد بن مسعود۔ عربی زبان میں ایک کتاب موسومہ اسماء الرجال کا مصنف ہے۔

سلطان احمد مرزا۔ ابن مرزا غلام احمد مرحوم۔ ۱۸۶۴ء میں قصبہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب میں پیدا ہوئے۔ صوبہ پنجاب میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے عہدہ پر ممتاز ہیں ۱۹۰۶ء میں "قیصر ہند میڈل" پایا اور ۱۹۱۱ء میں خطاب خان بہادری سے ممتاز ہوئے۔

آپکا سلسلۂ نسب خاندانِ مغلیہ (برلاس) سے ملتا ہے۔ علاوہ متفرق مضامین ادبی کے ۲۶ کتب کے مصنف ہیں جن میں سے ۲۰ کتب طبع ہو چکی ہیں۔ بقیہ ۶ کتابیں غیر مطبوعہ ہیں۔

سلطان النسا۔ بادشاہ جہانگیر کی سب سے بڑی لڑکی تھی۔ راجہ بھگوان داس کی لڑکی کے بطن سے ۱۵۸۶ء مطابق ۹۹۴ھ میں پیدا ہوئی اس نے اپنے بھائی سلطان خسرو کے مرنے کے بعد الہ آباد میں خسرو باغ کے متصل اپنے لیے اپنی زندگی میں مقبرہ تعمیر کرایا تھا۔ لیکن اُس کو وہاں دفن ہونا نصیب نہ ہوا۔ آگرے میں انتقال ہوا اور سکندرے میں اکبر کے مقبرے میں جگہ پائی۔

سلطان السلاطین پوربی۔ اپنے باپ غیاث الدین پوربی کے بعد ۱۳۶۷ء مطابق ۷۶۹ھ میں بنگال کا بادشاہ ہوا وہ مجیر رحمدل اور بہادر شہزادہ تھا دس سال حکومت کر کے ۱۳۷۷ء مطابق ۷۷۹ھ مرگیا اس کا بیٹا شمس الدین پوربی جانشین ہوا۔

سلطان جہاں بیگم۔ ریاست بھوپال کی موجودہ حکمراں نواب شاہجہاں بیگم کی صاحبزادی اور نواب سکندر جہاں بیگم سابق والیٔ بھوپال کی نواسی ہیں پیدائش ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۸۵۸ء عربی۔ فارسی۔ اردو۔ انگریزی کی تعلیم پائی ہے۔ مولانا سید حسن بخاری مصنف خلعت الہنود سے علوم عربیہ پڑھے۔ فن سپہ گری و شہ سواری بھی جانتی ہیں۔ ۱۹۰۱ء میں مسند نشین ہوئیں۔ حج بیت اللہ کیا یورپ کا سفر بھی ۱۹۱۱ء میں کر چکی ہیں۔ سفر یورپ میں سلطان المعظم ترکی اور بیگم سلطان ٹرکی سے ملاقات کی۔ سلطان المعظم نے بطور تحفہ موئے مبارک آنحضرت صلعم ہدیۃً دیا۔ ریاست کا انتظام اِن کے زمانے میں نہایت مکمل اور منتظم صورت میں آگیا۔ تعلیم کو بیگم صاحبہ کے زمانے میں نہایت ترقی ہوئی تعلیم نسواں کے بھی حامی ہیں۔ نہ صرف اپنی ریاست میں بلکہ ہندوستان کے اکثر شہروں میں آپ کی فیاضی سے مسلمانوں کی تعلیم کو مدد ملتی ہے آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی شاندار عمارت موسومہ "سلطان جہاں منزل" علی گڑھ میں انکی فیاضی کی یادگار ہے۔ برٹش گورنمنٹ بھی اس ریاست کو اپنا وفادار سمجھتی ہے۔ کیونکہ ہر نازک موقعے پر اس ریاست نے گورنمنٹ کی مدد کی ہے۔ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ جی سی آئی۔ ای۔ سی۔ آئی۔ ای کے خطابات گورنمنٹ انگریزی سے عطا ہوئے ہیں۔

سلطان جی۔ سید حسن نام۔ لقب۔ شیخ شاہی روشن ضمیر معروف بہ سلطان العارفین۔ سہروردی سلسلے میں شیخ حمید الدین ناگوری کے مرید و خلیفہ جلیل القدر اولیاء میں سے ہیں۔ مزار بمقام بدایوں دریائے سوتھ کے پختہ پل کے قریب زیارت گاہ عام ہے۔ ۲۲ شوال ۶۲۳ھ مطابق ۱۲۲۶ء میں وصال ہوا۔ مگر عرس شریف ہر سال ۲۴ رمضان المبارک کو ہوتا ہے چند دیہات معافی بنابر صرف درگاہ عہد شاہی سے چلے آتے ہیں۔

سلطان حسین صفوی۔ (ملاحظہ ہو شاہ حسین صفوی)

سلطان حسین مرزا۔ ابو الغازی۔ کنیت۔ بہادر لقب۔ باپ کا نام مرزا منصور تھا۔ مرزا منصور عمر کا لڑکا اور امیر تیمور کا پوتا تھا۔ سلطان ابو سعید مرزا کی وفات کے بعد اس نے خراسان کا بادشاہ ہونے کی کوشش کی۔ ۲۴ مارچ ۱۴۶۹ء مطابق ۱۰ رمضان ۸۷۳ھ کو ہرات میں تخت نشین ہوا۔ اس کو ازبکی مخالفین اور دیگر مدعیانِ سلطنت سے بہت سی لڑائیاں لڑنا پڑیں۔ لیکن اس نے اپنے دشمنوں پر فتح پائی جس کی وجہ سے غازی لقب اختیار کیا۔ یہ بادشاہ ہمیشہ اس بات پر فخر کیا کرتا تھا کہ اس کے دربار میں مشہور اہل علم اور صاحب تصنیف جمع ہیں۔ مشہور مورخ۔ خندہ میر اسی کے زمانے میں گزرا ہے امیر علی شیر اسی کا وزیر تھا خراسان میں ۳۶ سال حکومت کی بقول صاحب طبقات اکبری ۵ مئی ۱۵۰۶ء مطابق ۱۱ ذی الحجہ ۹۱۱ھ کو ستر سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔ قبر ہرات میں ہے دو لڑکے بدیع الزماں مرزا اور مظفر حسین مرزا چھوڑے۔ اور یہ دونوں ایک ہی وقت میں تخت نشین ہوئے۔ کچھ دنوں تک ان دونوں نے ملکِ خراسان پر حکومت کی بدیع الزماں کو ۱۵۰۷ء مطابق ۹۱۳ھ میں شاہی بیگ خاں ازبک نے ہرات سے نکال دیا اور اس کا بھائی مظفر حسین مرزا تھوڑے عرصے تک تنہا ہرات پر حکومت کرتا رہا۔ لیکن آخر کار اس کو بھی یہی روز بد دیکھنا نصیب ہوا۔ سلطان حسین مرزا مصنف بھی تھا۔ اور مجالس العشق اسی کی تصنیف سے ہے جو بہت دلچسپ کتاب ہے اس میں بہت سے قصص لکھے گئے ہیں شعر گوئی کا بھی مذاق تھا۔ اس نے ترکی زبان میں ایک دیوان چھوڑا ہے۔ حسینی تخلص تھا

سلطان شاہ۔ بن الپ ارسلان خوارزم کا بادشاہ تھا باپ کے مرنے پر ۱۱۷۲ء مطابق ۵۶۸ھ میں اپنے بڑے بھائی علاء الدین تکش سے اس کو جنگ کرنا پڑی جس میں اس کو شکست ہوئی وہ شکست کھا کر جنگلوں کی طرف بھاگ گیا۔ اور اسی صحرا نوردی اور بیکسی کی حالت میں ۱۱۹۳ء مطابق رمضان ۵۸۹ھ میں فوت ہو گیا۔

سلطان شجاع بن شاہ جہاں۔ شاہ جہاں کا دوسرا لڑکا تھا بمقام اجمیر بروز یکشنبہ ۱۲ مئی ۱۶۱۶ء مطابق ۴ جمادی الاول ۱۰۲۵ھ کو پیدا ہوا۔ شعبان ۱۰۴۲ھ مطابق ۱۶۳۲ء کو شاہ شجاع کا عقد رستم مرزا صفوی کی بہن سے جو ایران کی شاہی نسل سے تھی ہوا۔ چار لاکھ روپیہ مہر باندھا گیا۔ ماہ صفر ۱۰۴۳ھ مطابق ۱۶۳۳ء میں دکن کی مہم پر اپنے باپ کے حکم سے بھیجا گیا۔ آخر میں بنگال کی حکومت اس کے سپرد کر دی گئی تھی جہاں اس نے انصاف اور رحمدلی کا برتاؤ کیا یہ شہزادہ فطری طور پر عالی دماغ تھا۔ لیکن شراب نوشی کی کثرت نے اس کے دماغ کو بیکار کر دیا جب

عالمگیر نے دارا شکوہ کو ۱۶۵۸ء میں شکست دی
تو وہ یہ خبر سن کر بنگال سے کثیر فوج لیکر دہلی کے
طرف روانہ ہوا۔ لیکن ۵ جنوری ۱۶۵۹ء مطابق
۱۱ ربیع الثانی ۱۰۶۹ھ کو عالمگیر نے کھجوا کے مقام
پر جو الہ آباد سے ۳۰ میل کے قریب واقع ہے
شکست دی۔ بعدہٗ میر جملہ اور سلطان محمد پسر اکبر
عالمگیر نے اس کا تعاقب کیا اور اس کو بنگال
واپس کر دیا۔ وہاں سے فرار ہو کر وہ ارکان
میں پناہ گزیں ہوا۔ لیکن یہاں کے راجہ کے
حکم سے ۱۶۶۰ء مطابق ۱۰۷۱ھ میں وہ مع
اپنے اہل و عیال کے ایک کشتی میں بٹھا کر دریا
میں غرق کر دیا گیا۔

سلطان شہزادہ۔ فتح شاہ بادشاہ بنگال
کے یہاں ایک خواجہ سرا تھا۔ بادشاہ کو قتل کر کے
خود ۱۴۹۱ء مطابق ۸۹۶ھ میں بادشاہ بن بیٹھا
چند ماہ حکومت کرنے کے بعد ملک اندل نے
اس کو قتل کر دیا۔ اور خود فیروز شاہ پوربی کے لقب
سے تخت نشین ہوا۔

سلطان علی خراسانی۔ علم طب میں بزبان فارسی
ایک کتاب موسومہ دستور العلاج ۱۳۳۳ء مطابق
۷۳۳ھ میں تصنیف کی جو سلطان ابو سعید بہادر خاں
کے نام سے معنون ہے۔

سلطان علی مشہدی۔ مشہد کا رہنے والا ایک
شاعر تھا۔ لیکن شاعری کی بہ نسبت خوشنویسی میں
وہ زیادہ مشہور ہوا۔ خوشنویسی میں مولینا اظہر کا
شاگرد تھا۔ اظہر نے اس فن خوشنویسی کو جعفر سے
سیکھا تھا اور جعفر کو مولینا میر علی موجد نستعلیق کی
شاگردی کا فخر حاصل تھا۔ مولنا سلطان علی مرزا
بایقرہ کے درباریوں میں داخل تھا اور امیر علی
شیر اس کی سرپرستی کرتا تھا۔ ۱۵۵۰ء مطابق
۹۵۷ھ میں زندہ تھا اور اس وقت اس کی عمر
۶۳ سال سے کچھ زیادہ تھی۔

سلطان محمد بن عالمگیر۔ عالمگیر کا سب سے
بڑا بیٹا تھا۔ اپنے باپ سے ۳۰ برس پہلے مر گیا۔
اس کی وفات ۵ دسمبر ۱۶۷۶ء مطابق
۷ شوال ۱۰۸۷ھ میں گوالیار کے قلعے میں ہوئی
جہاں عالمگیر نے اس کو قید کر دیا تھا۔ دہلی میں قطب
صاحب کے قریب دفن ہوا۔

سلطان محمد بن مرزا بایسنغر۔ مرزا بایسنغر کا
لڑکا اور مرزا شاہ رخ کا پوتا اور امیر تیمور کا پرپوتا
اس کے بھائی بابر نے اس کو ایک لڑائی میں شکست
دی اور قید کر کے جنوری ۱۴۵۲ء مطابق ذی الحجہ
۸۵۵ھ میں قتل کر دیا۔

سلطان معز الدین محمد بن سام غوری۔ اپنے
بڑے بھائی بادشاہ غور و عراق وغیرہ یعنی سلطان
شہاب الدین کی جانب سے ۱۱۷۳ء مطابق
۵۶۹ھ میں بطور نائب غزنی میں تخت پر بیٹھا
اور سکہ و خطبہ اپنے نام کا جاری کیا اور اپنے
بھائی کے حکم سے ہندوستان پر فوج کشی
کر کے علم جہاد بلند کیا۔ دہلی اس کے عہد میں فتح
ہوئی۔ خلاصہ یہ کہ جب سلطان غیاث الدین نے
غزنین باد وغیرہ گرم علاقے کو مسخر کیا تو وہاں کی
حکومت سلطان شہاب الدین کو دیدی اور وہ
ہمیشہ غزنی پر لشکر کشی کرتا رہا حتی کہ سنہ [illegible]
میں سلطان غیاث الدین نے اس پر قبضہ کر کے
قوم غزان کو جو سلطان سنجر کے مقید ہونے کے بعد
غزنی پر قابض ہو گئے تھے۔ غزنی سے خارج کر دیا
اور سلطان معز الدین محمد کو لقب سلطان شہاب الدین

کا دیا۔ سلطان شہاب الدین نے استحکام حکومت سے ایک سال بعد۔ اپنے بھائی کی نیابت میں ۵۷۰ھ مطابق ۱۱۷۴ء میں گردیز کو اور ۱۱۷۵ء مطابق ۵۷۱ھ میں اُچھ اور ملتان کو مفتوح کیا اور باطنیہ فرقے کے لوگوں (قرامطہ) کو ان شہروں سے نکال دیا اور اُن لوگوں کو جو قلعہ اُچھ میں بند تھے نیست و نابود کر ڈالا۔ پھر اس ولایت کو علی کرماج کے حوالے کرکے خود غزنی کو واپس آیا۔

سلغر۔ فارس کے اتابک اس کی اولاد میں سے تھے۔ سلجوقی بادشاہوں کی ملازمت میں ایک ترکی جنرل تھا فارس اور اُس کے قرب و جوار میں حاکم مقرر ہوا۔ سلغر نے اپنی زندگی میں ہی اِس کو اپنے قبضے میں نہیں رکھا۔ بلکہ حکومتِ فارس کو اپنے جانشینوں کے لیے چھوڑ گیا۔ جن میں سے سات بادشاہ مشہور ہیں۔

(۱) مودود بن سلغر۔
(۲) فضلان شوبان تلا (جس کو الپ ارسلان سے حکومت ملی وہ باغی ہو گیا تھا۔ مگر سلطان کے وزیر نظام الملک نے اس کو زیر کر لیا)۔
(۳) رکن الدولہ۔
(۴) اتابک جلال الدین جوابی۔
(۵) اتابک کراجا (اس نے شیراز میں ایک مدرسہ اور محل جس کا نام تخت کراجا رکھا تعمیر کیا)
(۶) اتابک منکوس۔
(۷) بوزآبہ کہا جاتا ہے کہ یہ ایک عادل اور نیک حاکم تھا۔ بوزآبہ کی وفات کے بعد جو آخری حاکم تھا اتابک سنقر سلغر کا پرپوتا ۱۱۴۸ء میں جانشین ہوا۔ جو ایک زبردست حکمران ثابت ہوا۔

سلمان آقا۔ المعروف بہ مرزا حسابی۔ اس نے گلستان سعدی کے دیباچہ کی شرح تقریباً تین ہزار سطور میں لکھی ہے۔ اور قوشجی کے فارسی رسالہ ہیئت پر بھی ایک عربی شرح لکھی ہے۔ درویش صفت اور صوفی مشرب آدمی تھا۔ چنانچہ ایک رسالہ علم تصوف میں بھی تصنیف کیا۔ ایک کتاب اوصاف البلاد بھی اسی کی تصنیف سے ہے ۱۵۵۵ء مطابق ۹۶۳ھ میں زندہ تھا۔

سلمان ساوجی۔ ایک مشہور ایرانی شاعر۔ ساوہ کا رہنے والا۔ جلال الدین محمد نام تھا۔ یہ شیخ امیر حسن جلایر المعروف بہ حسن بزرگ اور اُن کے لڑکے سلطان اویس حاکم بغداد کے زمانے میں تھا۔ پیرانہ سالی میں نابینا ہو کر تارک الدنیا ہو گیا ۱۳۷۶ء مطابق ۷۷۸ھ میں فوت ہوا نظم جمشید و خورشید۔ فراق نامہ ایک دیوان اور دیگر کتب اس کی تصنیف سے ہیں۔

سلمان فارسیؓ۔ آپ کا وطن جی تھا جو اصفہان کے قریب ایک قصبہ ہے آپ نے اجتہادی طور پر اکثر مشہور مذاہب کو جانچنے کے بعد۔ اسلام قبول کیا تھا۔ اسلام لانے سے قبل ان کا آبائی مذہب مجوسی تھا۔ وطن سے نکل کر شام نصیبین۔ اموریہ وغیرہ میں عیسائی مذاہب کے عالموں کے پاس رہ کر اُس مذہب کے مطابق عبادت کرتے رہے۔ جب حضرت نبی کریم مبعوث ہوئے تو اموریہ کے عیسائی پادری کی ہدایت کے مطابق مدینے تشریف لائے اور جو جو نشانیاں پادری مذکور نے آپ کو بتلائیں تھیں وہ سب اس شہر میں موجود پائیں جب نبی کریم صلعم مبعوث ہونے کے بعد مکہ شریف سے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہ حاضر

خدمت ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ حضرت سلمان فارسی نہایت قوی آدمی تھے۔ غزوہ خندق میں شریک تھے اسی موقعہ پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار و مہاجرین کی اس حجت کو رفع کرنے کے لیے کہ سلمان انصار میں داخل ہیں یا مہاجرین میں شامل فرمایا تھا۔ سلمان منا اہل البیت" (سلمان ہمارے اہلبیت میں سے ہیں)، یہ افضلیت تمام صحابہ کے دلوں پر ہمیشہ نقش رہی۔ وہ مدائن کے امین مقرر ہو گئے تھے۔ بیت المال سے چار ہزار درم وظیفہ ملتا تھا جس کو غربا پر تقسیم کر دیتے تھے۔ اور خود کھجور کی چٹائیاں بنا کر بسر کرتے تھے۔ وہ بیحد حلیم۔ اور منکسر المزاج۔ قانع رحمدل اور فیاض طبع تھے ۳۶ھ مطابق ۶۵۶ء میں بمقام مدائن وصال ہوا۔

سلہدی۔ رائے سین کا راجہ تھا۔ بہادر شاہ بادشاہ گجرات نے اس کو بوجہ اطاعت نہ قبول کرنے کے گرفتار کیا۔ بعد کو سلہدی نے اپنی کمزوری محسوس کرکے بادشاہ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں اگر مجھے اجازت دی جائے تو میں قلعہ رائے سین خالی کرکے حضور کے حوالہ کر دوں۔ چنانچہ بادشاہ نے سلہدی کو طلب کرکے اُسے کلمۂ توحید سکھایا اور اپنے ساتھ طرح طرح کے کھانے کھلائے اور اسے خلعت سے سرفراز کیا لیکن دراصل سلہدی کا یہ مکر تھا۔ مسلمان بن کر وہ اس کو دھوکہ دینا چاہتا تھا۔ سلہدی کا چھوٹا بھائی لکشمن بادشاہ کے مقابلے پر تھا۔ لیکن کمک سے مایوس ہو کر رمضان المبارک ۹۳۸ھ مطابق ۱۵۳۱ء میں اس نے قلعے کو بادشاہ کے حوالے کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اُس وقت رانی درگاوتی دختر رانا سنگا راجہ چتوڑ نے جو راجہ سلہدی کی بی بی تھی راجہ سلہدی کو اس امر پر راضی کیا کہ پہلے اپنے اہل و عیال کا خاتمہ کر دے اُس وقت بادشاہ کا مقابلہ کرے راجہ سلہدی نے چتا کا سامان تیار کیا اور رانی درگاوتی مع سات سو خوبصورت عورتوں کے جلکر خاکستر ہو گئی۔ اس کے بعد راجہ سلہدی اور اُس کا بھائی لچھمن مع ایک سو عزیزوں اور قوبیں کے مسلح ہو کر بادشاہ کی فوج کے مقابل آئے اور مارے گئے

سلیم محمد قلی کا تخلص ہے۔ شاہجہاں کے زمانے میں فارس سے ہندوستان آیا۔ اسلام خاں وزیر نے اس کو نوکر رکھ لیا۔ اس کی تصنیف ایک دیوان اور ایک مثنوی ہے جس کو اُس نے فارس میں لکھا تھا اور جس میں اُس نے مقام لاہی جان کا حال لکھا ہے مگر جب وہ ہندوستان آیا تو اُس نے لاہی تبدیل کرکے کشمیر کا نام قائم کر دیا۔ ۱۰۵۷ھ مطابق ۱۶۴۷ء میں فوت ہوا۔

سلیمان۔ بنی امیہ کا ایک خلیفہ تھا اور عبد الملک کا لڑکا۔ یہ اپنے بھائی ولید اوّل کے بعد ملک شام میں ۷۱۵ء مطابق ۹۶ھ میں اس کا جانشین ہوا اور تین سال کی حکومت کے بعد ۷۱۷ء مطابق ۹۹ھ میں فوت ہو گیا۔

سلیمان۔ بایزید اول کا لڑکا تھا۔ ۱۴۰۲ء مطابق ۸۰۵ھ میں اُس وقت جبکہ امیر تیمور نے اس کے باپ بایزید کو قید کر لیا تھا۔ ترکی کا بادشاہ بنایا گیا۔

سلیمان بدخشی مرزا۔ بدخشاں کا حکمراں۔ خان مرزا کا لڑکا اور سلطان ابوسعید مرزا کا لڑکا تھا۔ جس کے نسب کا سلسلہ امیر تیمور تک پہنچتا ہے۔ باپ کی

وفات کے وقت اس کی عمر صرف سات سال کی تھی۔ اس وجہ سے موقع پا کر بابر نے جو اس وقت کابل میں تھا۔ خراسان کی حکومت پر بھی قبضہ کر لیا اپنے بیٹے ہمایوں کو وہاں کا حاکم مقرر کیا۔ لیکن ۱۵۲۶ء مطابق ۹۳۲ھ میں اس نے دہلی کو فتح کر لیا اس کے چار سال بعد خراسان کی حکومت مرزا سلیمان کو تفویض کر دی جو ۱۵۷۵ء مطابق ۹۸۳ء اس کے پاس رہی سال مذکور میں شاہ رخ مرزا پسر ابراہیم مرزا نے اس کو قتل کرنے کی سازش کی اور سلطنت پر خود قبضہ کر لیا۔ مرزا سلیمان جان بچا کر ہندوستان کو چلا آیا۔ یہاں اس وقت شہنشاہ اکبر کا دور دورہ تھا۔ اکبر نے نہایت مہربانی سے اس کا خیر مقدم کیا اور وہ یہاں رہتا رہا۔ یہاں سے وہ شاہی اہتمام کے ساتھ حج کو روانہ ہوا۔ بعد فراغت حج ۱۵۸۷ء مطابق ۹۹۵ھ میں پھر ہندوستان واپس آیا۔ ابھی سفر حجاز سے واپس ہوئے دو سال سے زائد نہ گزرے تھے کہ شنبہ کے روز ۱۳ جولائی ۱۵۸۹ء مطابق ۸ رمضان ۹۹۷ھ ۷۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔

سلیمان بن احمد۔ اس نے ایک کتاب الموسومہ بہ عمدۃ بحر ہند میں جہاز رانی کے متعلق ترکی زبان میں لکھی یہ کتاب ۱۵۱۱ء مطابق ۹۱۷ھ میں تصنیف ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ اسی فن میں اس نے پانچ اور کتابیں فوائد حاویہ۔ اور تحفۃ الفحول۔ منہاج اور قلادۃ الشموس کے نام سے لکھی ہیں۔

سلیمان بن احمد طبرانی۔ معجم کبیر۔ معجم اوسط۔ معجم صغیر دلائل النبوۃ اس کی مشہور تصانیف ہیں۔ ۹۷۱ء مطابق ۳۶۰ھ میں فوت ہوا۔

سلیمان بن قتلمش۔ ملک شاہ کی مدد سے جس نے اس کے باپ کو قید کر لیا تھا وہ روم یا اناطولیہ کے خاندان سلجوق کا پہلا بادشاہ ہوا۔ جس کا پایہ تخت اقوائیم تھا۔ اس نے ۱۰۷۷ء مطابق ۴۷۰ھ میں تخت نشین ہو کر صرف ۹ سال حکومت کی آخر میں تتش بن ارسلان کے خوف سے خودکشی کر لی۔ اس کے بعد ۱۰۸۵ء سے ۱۰۹۲ء تک سات سال کا زمانہ باہمی جنگ و جدل میں گزرا۔ آخر ۱۰۹۲ء میں سلیمان کے بیٹے داؤد کو سلطنت حاصل کرنے میں کامیابی ہوئی اور پھر اس خاندان کی حکومت کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ مندرجہ ذیل بادشاہ ہوئے۔

(۱) سلیمان بن قتلمش۔

(۲) داؤد بن سلیمان جس کو عرصے تک دشمنوں سے مقابلہ کرنا پڑا۔ اور ۱۰۹۲ء میں فتح یاب ہو کر تخت نشین ہوا اور ۱۱۰۷ء میں فوت ہو گیا

(۳) قلیج ارسلان (داؤد کا بھائی تھا۔ جو اتابک جاولی کے ساتھ جنگ میں مصروف ہونے کی وجہ میں مع اپنے گھوڑے کے نہر میں گر کر ۱۱۰۷ء میں غرق ہو گیا)۔

(۴) مسعود بن قلیج ارسلان۔ ۱۱۵۶ء میں فوت ہوا۔

(۵) اعز الدین قلیج ارسلان بن مسعود نے سب سے پہلے صلیبی جنگ میں عیسائیوں کی فوج کو تباہ کیا۔ اور ۱۱۹۲ء عیسوی میں فوت ہوا۔

(۶) قطب الدین ملک شاہ بن اعز الدین ۱۱۹۲ء میں معزول ہوا۔

(۷) غیاث الدین کیخسرو بن اعز الدین ۱۲۰۰ء

میں معزول ہوا۔ لیکن ۱۲۰۵ء میں پھر تخت پر بٹھایا گیا۔

(۸) رکن الدین سلیمان بن اعز الدین ۱۲۰۳ء میں معزول ہوا۔

(۹) قزل ارسلان بن رکن الدین غیاث الدین کیخسرو نے ۱۲۰۴ء میں معزول کر دیا۔

(۱۰) اعز الدین کیکاؤس بن کیخسرو ۱۲۱۰ء میں تخت نشین ہوا۔ اور ۱۲۱۹ عیسوی میں معزول ہوا۔

(۱۱) علاؤ الدین کیقباد بن کیخسرو ۱۲۲۳ء یا ۱۲۳۶ء میں زہر سے مار ڈالا گیا۔

(۱۲) کیخسرو بن کیقباد۔ چنگیز خاں کے خاندان کے بعض مغل شہزادوں نے اس کے زمانے میں حملہ کیا۔ اعز الدین کیکاؤس پھر تخت نشین ہوا اور اپنے بھائیوں رکن الدین اور علاوالدین پسران کیخسرو کے ساتھ ۱۲۴۵ء میں حکومت کی

(۱۳) رکن الدین قلیج ارسلان بن کیخسرو ۱۲۵۷ء میں بادشاہ ہوا۔

(۱۴) غیاث الدین کیخسرو بن رکن الدین ۱۲۶۶ء میں حکمراں ہوا۔

(۱۵) مسعود بن اعز الدین کیکاؤس ۱۳۰۸ء مطابق ۷۰۸ھ میں فوت ہوا۔ یہ اس خاندان کا آخری بادشاہ تھا۔

سلیمان سلطان۔ بادشاہ ٹرکی سلیم اول کا بیٹا تھا اس کی وفات پر ستمبر ۱۵۲۰ء مطابق شوال ۹۲۶ھ میں سلیمان ثانی صاحب قراں کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ مملوکوں کو اس نے مصر میں شکست دی اور شاہ اسمٰعیل صفوی بادشاہ فارس سے بھی لڑائیاں ہوئیں۔ لیکن آخر میں صلح کر لی اس کے بعد وہ یورپ کی طرف متوجہ ہوا بلغراد کو فتح کیا۔ اس کے زمانے میں سلطنت کی وسعت و شان انتہا درجے کو پہنچ گئی تھی۔ وہ نہایت منصف مزاج اور بات کا پکا تھا۔ ۷۶ سال کی عمر پائی ۴۶ سال حکومت کرنے کے بعد ۱۵۶۶ء مطابق ۹۷۴ھ میں انتقال ہوا۔ جزائر رہوڈس۔ الجزائر بغداد اور جارجیہ اسی کے زمانے میں عثمانی حدود میں شامل ہوئے اس نے وائنا کا بھی محاصرہ کر لیا۔ اور بیس ناکامیاب حملوں میں اس کے ۸۰ ہزار آدمی ضائع ہوئے اس کے نام سے یورپ کے عیسائی لرزتے تھے

سلیمان سلطان ثانی۔ ٹرکی کا سلطان اپنے بھائی محمد رابع کے بعد ۱۶۸۷ء مطابق ۱۰۹۹ھ میں تخت نشین ہوا۔ ۱۶۹۱ء مطابق ۱۱۰۲ھ میں فوت ہوا۔ اور اس کا بھائی احمد ثانی بادشاہ ہوا۔

سلیمان شاہ۔ محمد ملک شاہ سلجوقی بادشاہ فارس کا بیٹا تھا۔ خود رات دن شراب نوشی اور عیش و عشرت میں مصروف رہتا۔ حکومت ارسلان شاہ بن طغرل ثانی کو تفویض کر دی تھی۔ ۱۱۵۹ء میں وفات پائی۔

سلیمان شکوہ۔ دارا شکوہ بن شاہ جہاں کا سب سے بڑا لڑکا تھا۔ ۵ اپریل ۱۶۳۵ء مطابق ۲۶ رمضان ۱۰۴۴ھ میں پیدا ہوا ۱۶۵۸ء مطابق ۱۰۶۸ھ میں دارا شکوہ کی شکست اور قتل کے بعد وہ سری نگر سے جہاں وہ پناہ گزیں تھا۔ دہلی لایا گیا۔ اور عالمگیر کے حکم سے مع اپنے بھائی سپہر شکوہ کے گوالیار کے قلعے میں نظر بند کر دیا گیا۔ بحالت نظر بندی قلعہ گوالیار میں

دونوں شہزادے فوت ہوئے۔ اور وہیں دفن ہوئے سلیمان شکوہ نے ایک محل آگرے میں اپنے باپ کے محل کے پاس تعمیر کرایا تھا۔

سلیمان شکوہ مرزا - شہنشاہ شاہ عالم کا لڑکا اور اکبر شاہ بادشاہ دہلی کا بھائی تھا۔ ۲۴ فروری ۱۸۳۸ء مطابق ۲۹ ذی قعدہ ۱۲۵۳ھ میں آگرے میں فوت ہوا اور سکندرے میں اکبر کے مقبرے میں دفن ہوا۔ اس کی قبر سفید سنگ مرمر کی ہے جس پر ایک کتبہ بزبان فارسی جس میں اس کا نام اور سال وفات مرقوم ہے کندہ ہے۔ یہ شہزادہ شعر بھی کہتا تھا۔ اس نے ایک فارسی دیوان چھوڑا

سلیمان کرانی - بہادر شاہ افغان کی معزولی کے بعد ۱۵۶۴ء مطابق ۹۷۱ھ میں بنگال کا حاکم مقرر ہوا۔ مگر سلیم شاہ بادشاہ دہلی کے وفات کے بعد ۱۵۵۸ء مطابق ۹۶۶ھ میں بادشاہ دہلی سے منحرف ہو کر خود مختار ہو گیا۔ اس نے صوبۂ اڑیسہ کو فتح کر کے اپنی حکومت کو وسعت دی۔ جب شہنشاہ اکبر کا زمانہ آیا باوجود خود مختار ہونے کے شہنشاہ اکبر کو خوش کرنے کی غرض سے وہ اکثر شہنشاہ کے حضور میں تحفے تحائف بھیجا کرتا تھا۔ ۲۵ سال حکومت کر کے ۱۵۷۲ء مطابق ۹۸۰ھ میں فوت ہوا اس کا بڑا لڑکا بایزید خاں اس کا جانشین ہوا لیکن اس کو ایک ماہ سے زائد حکومت کرنی نصیب نہ ہوئی اس کے چھوٹے بھائی داؤد خاں نے اس کو قتل کرا دیا اور خود بادشاہ بن گیا۔

سلیم چشتی - شیخ - اصلی وطن دہلی۔ شیخ فریدالدین گنجشکر کی اولاد سے تھے۔ ۱۴۷۸ء مطابق ۸۸۳ھ میں بمقام دہلی پیدا ہوئے والد کا نام بہاؤالدین تھا۔ خواجہ ابراہیم چشتی سے فیض باطنی حاصل کیا۔ موضع سیکری میں ایک پہاڑی پر جو آگرہ سے بیس میل کے فاصلے پر ہے۔ ذکر و شغل میں مشغول رہتے تھے۔ عمر کا زیادہ حصہ متبرک مقامات کی سیاحت میں گزرا ہے۔ بائیس حج کیے۔ چار برس خاص مدینۂ طیبہ میں قیام پزیر رہے۔ اور وہاں شیخ الہند کہلاتے تھے۔ ۹۷۱ھ مطابق ۱۵۶۳ء میں آخری حج کر کے سیکری واپس تشریف لائے شیر شاہ کے عہد میں ان کی پرہیزگاری اور پارسائی کا مشہور ہو گئی تھی۔ جب اکبر بادشاہ ہوا اور اس کی عمر ستائیس اٹھائیس برس کی ہو گئی تھی وہ یہ دیکھ کر کہ کوئی اولاد نرینہ نہیں زندہ رہتی۔ حضرت سلیم چشتی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اولاد کے واسطے دعا کی التجا کی۔ اس کے بعد جب اکبر کو یہ معلوم ہوا کہ بیگم کو حمل ہے تو بیگم کو سیکری میں حضرت شیخ میں بھیج دیا اور وہاں ایک حرم سرا کی عالیشان عمارت تعمیر کرائی۔ موضع سیکری توجہ شاہی سے ایک شہر ہو گیا بادشاہ نے وہاں ایک عالیشان مسجد بھی بنوائی جس کی تعمیر ۱۵۷۱ء مطابق ۹۷۹ھ میں ختم ہوئی۔ اور پانچ لاکھ روپیہ صرف میں آیا۔ اور اب سیکری کا نام فتح پور ہو گیا ۹۷۷ھ مطابق ۱۵۶۹ء میں بیگم کے فرزند تولد ہوا۔ اس کا نام شیخ کے نام پر سلیم رکھا گیا۔ اور خود شیخ نے اس کو شیخو بابا کہکر پکارا جو اس کا عرف ہو گیا۔ حضرت شیخ سلیم چشتی نے قریب قریب اپنی کل صاحبزادیوں اور بی بی اور بہو کا دودھ تبرکاً سلیم کو پلوا دیا خاص طور پر سلیم حضرت موصوف کی اُن صاحبزادی کو جو شیخ اعظم بدایونی کی بی بی تھیں۔ جن کی گود میں ایک لڑکا تھا جس کا نام شیخ جیون تھا (یہ لڑکا بڑا ہو کر نواب قطب الدین خاں

خوبو کو کلتاش کے لقب سے مشہور ہوا) اپنی
ماں سمجھتا تھا۔ ۹۷۹ھ مطابق ۱۳ فروری ۱۵۷۲ء
میں حضرت سلیم چشتی کا بمقام سیکری وصال ہوا
وہیں مزار شریف ہے۔ آپ کے بڑے صاحبزادے
شیخ بدرالدین صاحب سجادہ نشین ہوئے۔ یہ
بھی بڑے بزرگ اور متقی تھے۔ ریاضت کرتے
ہوئے اُن کا وصال ۹۹۰ھ مطابق ۱۵۸۲ء
میں مکہ شریف میں ہوا۔

سلیم حاجی محمد۔ ایک دیوان کا مصنف ہے۔ جس کو اس نے
۱۶۱۱ء مطابق ۱۰۲۰ھ میں مکمل کیا۔ اس کا
پورا نام حاجی محمد اسلم ہے۔

سلیم سلطان۔ قسطنطنیہ میں ترکوں کا بادشاہ تھا
جس کی بہادری تاریخ میں ضرب المثل ہے
سلطان بایزید دوم کا دوسرا لڑکا تھا اس نے
اپنے باپ کو ایک لڑائی میں شکست دی اور
پھر زہر دیکر مار ڈالا اور اپنے آٹھ بھائیوں کو قتل
کیا اور خود ۲۰ اپریل ۱۵۱۲ء مطابق ۱۰ صفر
۹۱۸ھ کو تخت نشین ہوا۔ ۱۵۱۶ء میں اس
بادشاہ کے وقت میں مصر فتح ہوا۔ اور مصر کے
ساتھ شام فلسطین اور عرب مسخر کیے۔ فارس پر
حملہ کیا۔ آرمینیا کو ایک ترکی صوبہ بنایا۔ ہنگری
کی فوج کو زیر کیا۔ ۲۱ ستمبر ۱۵۲۰ء مطابق
۹ شوال ۹۲۶ھ کو یکایک پیٹھ میں ایک پھوڑا
نکل آنے کی وجہ سے اُسی مقام پر جہاں اُس نے
اپنے باپ کو قتل کیا تھا فوت ہوگیا۔ اسی بادشاہ
کے وقت میں محمد دوازدہم خلیفہ بنو عباسیہ
نے خلافت شام اس کی سپرد کردی تھی۔ تلوار
علم اور عبائے مبارک آنحضرت صلعم بھی منتقل
ہوکر اسی کے عہد میں رومی سلطنت کی خلافت
میں آئی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا سلیمان صاحبقران
کے لقب سے تخت نشین ہوا۔

سلیم سلطان ثانی۔ ستمبر ۱۵۶۶ء مطابق صفر ۹۷۴ھ
میں اپنے باپ سلیمان ثانی کی جگہ ترکی کا بادشاہ
ہوا۔ اس بادشاہ کے وقت میں جزیرہ سائپرس
الجزایر اور ٹیونس فتح ہوئے۔ اسی کے زمانے میں
وینس اور ہسپانیہ کے متفقہ عیسائی بیڑوں نے
عثمانی بیڑے کو مقام لیپانٹو پر ۱۵۷۱ء مطابق
۹۷۹ھ میں تباہ کردیا۔ یہ پہلی بحری شکست
تھی جو سلطنت عثمانیہ کو یورپ کے عیسائیوں کے
مقابلے میں ہوئی۔ اس بادشاہ کا زیادہ وقت
محلسرا کے اندر عیش و عشرت میں صرف ہوتا
تھا۔ ۹ دسمبر ۱۵۷۴ء مطابق شعبان ۹۸۲ھ کو
باون سال کی عمر میں فوت ہوگیا۔ اس کا بیٹا مراد
ثالث تخت نشین ہوا۔

سلیم سلطان ثالث۔ مصطفی سوم کا بیٹا تھا۔
۱۷۶۱ء میں پیدا ہوا۔ اپریل ۱۷۸۹ء میں
تخت نشین ہوا۔ اس نے روس کی ملکہ کیتھرائن ثانی
سے لڑائی لڑی اور ملک کا ایک بڑا حصہ دیکر صلح
ہوئی تھوڑے عرصے کے بعد فرانسیسیوں نے
مصر پر حملہ کیا مگر انگریزوں نے اس کو شکست دی
اور ۱۸۰۱ء میں ملک چھوڑنے پر مجبور کیا۔
جان نثاروں کی بغاوت نے سلطان سلیم کو ۲۰
جولائی ۱۸۰۷ء مطابق جمادی الاول ۱۲۲۲ھ
میں معزول کردیا

سلیم شاہ سور۔ شیر شاہ کا چھوٹا لڑکا اس کا اصلی
نام جلال خاں تھا۔ بعض مؤرخ عبدالجلیل بھی
لکھتے ہیں۔ بڑا عاقل اور تجربہ کار تھا۔ باپ کے
مرنے پر اُمرا نے قلعۂ کالنجر کے نیچے پندرہ

ربیع الاول ۹۵۲ھ مطابق ۲۵ رمئی ۱۵۴۵ء کو تخت نشین کیا۔ بادشاہ ہونے پر اس نے اسلام خاں کا لقب اختیار کیا۔ مگر عوام میں اس کا لقب سلیم شاہ مشہور رہا۔ ۹ برس حکومت کی۔ اعصاب سفلی میں ایک قرحہ میں سمیت پیدا ہو جانے سے ۹۶۱ھ مطابق ۱۵۵۴ء بمقام گوالیار انتقال کیا۔ اسی سال سلطان محمود بادشاہ گجرات اور نظام الملک بادشاہ دکن کا انتقال ہوا۔ "زوال خسروان" تاریخ وفات ہوئی۔ نعش گوالیار ۹۶۱ھ سے سہسرام کو پہنچائی گئی۔ جہاں وہ اپنے باپ شیر شاہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ اس کا بیٹا فیروز شاہ جس کی اس وقت بارہ سال کی عمر تھی تخت نشین ہوا۔ اس نے صرف تین دن حکومت کی۔ بہادر خاں پسر نظام شاہ سور جو شیر شاہ کا بھتیجا اور سلیم شاہ کا سالا تھا اس نوعمر بادشاہ کو قتل کرکے خود بادشاہ بن بیٹھا اور محمد شاہ عادل کا لقب اختیار کیا۔

سلیمہ بانو بیگم۔ سلیمان شکوہ بن دارا شکوہ کی دختر شاہزادہ "محمد اکبر عالمگیر کے چوتھے لڑکے کی بیگم تھی۔ اس کا لڑکا نیکو سیر تھا جو آگرے میں شہنشاہ مشتہر ہوا اور پھر اس کو رکن الدولہ نے قید کر لیا۔

سلیمہ سلطانہ بیگم۔ گل رخ بیگم کی لڑکی بابر کی نواسی تھی۔ مرزا نور الدین محمد سلیمہ کا باپ تھا سلیمہ کی شادی ۱۵۵۸ء میں بیرم خاں خانخاناں کے ساتھ بمقام جالندھر ہوئی تھی۔ ۱۵۶۱ء میں بیرم کی وفات کے بعد شہنشاہ اکبر کی زوجیت میں آئی اس کے بطن سے ایک لڑکی شہزادی خانم اور ایک لڑکا سلطان مراد پیدا ہوا فارسی میں اچھی استعداد تھی اور شعر گوئی کی طرف بھی رغبت تھی۔ جہانگیر کے زمانے میں ۱۶۱۲ء مطابق ۱۰۲۱ھ میں فوت ہوئی۔

سمبھاجی۔ سیواجی بھونسلا کا بیٹا تھا۔ جس وقت اس کا باپ مرا ہے وہ مقام پنالے میں تھا۔ لوگوں نے راجہ رام کو جو سیواجی کی دوسری بی بی سے تھا تخت نشین کرنا چاہا۔ لیکن زیادہ جماعت نے اس کا ساتھ دیا۔ اپریل ۱۶۸۰ء میں اپنے باپ کی جگہ ستارے کا راجہ ہوا۔ تخت نشین ہو کر اپنے سوتیلے بھائی راجہ رام کو قید کر لیا اور دیگر مخالفین کے ساتھ بری طرح پیش آیا۔ نو برس حکومت کی اس نے اپنا زیادہ وقت عیش و عشرت میں صرف کیا حکومت کے نا قابل اور خود بیں تھا۔ کل اختیارات سلطنت ایک برہمن کب کالاش نامی کو دیدیے تھے۔ جس کے ذریعے سے وہ حرکات اس سے سرزد ہوئیں کہ لوگ متنفر ہو گئے۔ مقرب خاں نے شہنشاہ عالمگیر کے حکم سے اس کو اس کے ہمدم وزیر کب کالاش اور اس کے خورد سال پسر ساہو اور اس کی دو بیبیوں کو اگست ۱۶۸۹ء مطابق ۱۱۰۰ھ میں گرفتار کرکے بادشاہ کے سامنے حاضر کیا۔ بادشاہ کے حکم سے اول سنبھا اور کب کالاش کی زبانیں نکال لی گئیں۔ اور پھر ان کی آنکھیں جلتے ہوئے لوہے سے بے نور کر دی گئیں۔ اس کے بعد دونوں کو قتل کرا دیا۔ ان کے پوست میں بھس بھر کر دکن کی مشہور گلیوں میں گشت کرایا گیا۔ مادۂ تاریخ "کافر بچہ جہنمی رفت" لکھا گیا۔

سمبھو سنگھ۔ اودے پور اور میواڑ کا رانا تھا۔ اس کو ۱۸۶۱ء میں جی۔ سی۔ ایس آئی کا خطاب سرکار انگریزی کی طرف سے عطا ہوا۔ ۷ راکتوبر ۱۸۷۴ء

میں ۷۰ سال کی عمر میں فوت ہوا۔ بحیثیت متبنّیٰ لڑکے کے ۱۸۶۲ء میں مسند نشین ہوا تھا۔

سمرات۔ جگناتھ ایک برہمن تھا۔ اس نے جے پور کے راجہ سوائی سنگھ کے حکم سے اقلیدس کا سنسکرت میں ترجمہ کیا اُس کا نام ایکھی گنتار رکھا۔

سمنانی۔ ایک باخدا صوفی تھے۔ ۱۳۲۳ء مطابق ۷۲۳ھ میں خواجہ کرمانی سے چھ سال پہلے فوت ہوگئے۔

سمیر سنگھ۔ جودھپور کا راجہ۔ راجپوتانہ کی یہ سب سے بڑی ریاست ہے یہاں کے راجہ نسلاً راٹھور ہیں جو اپنی نسل کا سلسلہ راجہ رامچندر سے ملاتے ہیں ۱۸۱۸ء سے یہ سلطنت انگریزوں کی حفاظت میں آئی۔ ۱۹۱۱ء میں اپنے باپ کی جگہ موجودہ مہاراجہ تخت نشین ہوا۔ گزشتہ جنگ عظیم میں نوجوان مہاراجہ نے منجانب سرکار انگریزی اپنی ذاتی خدمات پیش کیں اور اس صلے میں برٹش فوج میں لفٹنٹی کا عہدہ دیا گیا۔ ۱۹۱۸ء میں مہاراجہ کا انتقال ہوا اور ۱۴ جون ۱۹۱۸ء کو مہاراجہ کے منجھلے بھائی مہاراجہ رنبھیر سنگھ مسند نشین ہوئے۔ اس ریاست کی آمدنی اسّی لاکھ روپیہ سالانہ ہے۔

سمیع اللہ خاں۔ سی۔ ایم۔ جی مولوی۔ دہلی کے رہنے والے حضرت علیؓ کی اولاد سے علوی شیخ تھے۔ پیدائش ۱۸۳۴ء مفتی صدرالدین خاں سے معقول کی انتہائی کتابیں پڑھیں۔ عالم ہونے کے علاوہ خوشنویس بھی تھے خوشنویسی میں ہندوستان کے مشہور خوشنویس میر پنجہ کش کے شاگرد تھے۔ ۱۷-۱۸-برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہوگئے۔ طلبہ کو درس دینا شروع کیا۔ کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے مگر اس طرف زیادہ توجہ نہ کی۔ تصنیف و تالیف کا شوق بھی ابتدا ہی سے تھا۔ مختصر معانی میں تلخیص پر حاشیہ لکھا جو چھپ چکا ہے۔ فلسفے کی اکثر کتابوں پر حاشیہ لکھا۔ لیکن اُن کے مسودے غدر میں برباد ہوگئے۔ فارسی کے مشہور قصہ ممتاز کا اردو ترجمہ سب سے پہلے آپ نے کیا تھا۔ لیکن وہ بھی غدر میں ضائع ہوگیا۔ قانون کا امتحان دیکر وکالت کی سند حاصل کی۔ ۱۸۵۸ء میں منصف مقرر ہوگئے۔ چار برس منصفی کرنے کے بعد آگرہ اور الہ آباد میں گیارہ سال تک نہایت کامیابی کے ساتھ ہائی کورٹ کی وکالت کرتے رہے۔ بعدہ ۱۸۷۳ء صدر الصدور مقرر ہوئے علی گڑھ۔ الہ آباد۔ مراد آباد و فتح گڈھ میں اس عہدے پر ممتاز رہے۔ ۱۸۷۳ء سے ۱۸۸۵ء تک علیگڑھ میں سب جج رہے یہ وہ زمانہ تھا جب کہ سر سید نے علیگڑھ کالج کی بنیاد ڈالی تھی علیگڑھ کالج کے قیام کی کوششوں میں سر سید کا دست راست تھے اور آخر دم تک کالج کے معاون رہے۔ ۱۸۹۰ء میں محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی صدارت کی۔ ۱۸۹۲ء میں میور سنٹرل کالج الہ آباد کے متعلق محمڈن بورڈنگ ہاؤس مسلمان طلبا کے قیام اور ترتیب کی غرض سے قائم کیا جو اس قسم کے بورڈنگ ہاؤس کی پہلی مثال تھی۔ اس قبیل کے جو بورڈنگ ہاؤس بعد کو قائم ہوئے وہ اسی کے نمونے پر ہیں۔ ۱۸۸۰ء میں یورپ کا سفر کیا اور ایک بسیط سفرنامہ لکھا۔ جس کا انگریزی ترجمہ کنور جوالا پرشاد صاحب۔ سی۔ ایس نے ۱۸۸۳ء میں کیا تھا۔ یہ سفرنامہ کئی دفعہ چھپ چکا ہے نومبر ۱۸۹۲ء میں جج کے عہدے پر پہنچکر پنشن لی

دوران ملازمت میں کار خاص پر سنہ ۱۸۸۲ء میں مصر
بھیجے گئے۔ یہاں سب سے بڑی خدمت یہ انجام
دی کہ وہاں کے مسلمان انگریزی حکومت کے
متعلق جو بدگمانیاں رکھتے تھے وہ رفع کردیں۔ مصر
کی خدمات کے صلے میں۔ سی۔ ایم۔ جی کا خطاب
ملا۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں سفر حجاز کیا اور حج ادا کیا۔ قیام
مکہ معظمہ کے زمانے میں شیخ الدلائل مولانا عبدالحق
صاحب سے سند دلائل الخیرات حاصل کی اور
شیخ ممدوح سے اُن کو دلائل الخیرات کا صحیح نسخہ ہاتھ
آیا جس کو اُنھوں نے ہندوستان واپس آکر مع
مفید حواشی کے چھپوا دیا۔ آخر زمانے میں علیگڑھ
میں قیام اختیار کرلیا تھا۔ وہیں ۷۔ اپریل سنہ ۱۹۰۸ء
مطابق ۵۔ ربیع الاوّل سنہ ۱۳۲۶ھ کو انتقال ہوا۔
وصیت کے مطابق لاش دہلی پہنچائی گئی اور وہاں
بیرون دہلی دروازہ آبائی گورستان میں دفن ہوئے۔
آپ کے صاحبزادے الحاج نواب سربلند جنگ
بہادر حمید اللہ خاں ہیں جو ۱۷۔ مارچ سنہ ۱۸۶۴ء کو
بمقام آگرہ پیدا ہوئے۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں ہائی کورٹ
حیدرآباد میں جج و چیف جسٹس رہے۔ اب الہ آباد
میں بیرسٹری کر رہے ہیں۔ سات سال تک رسالہ
"الہ آباد ریویو" کے ایڈیٹر بھی رہے ہیں۔

سمیع اللہ شیخ۔ سلطان بہلول لودی کے عہد میں
گزرے ہیں۔ شیخ اسحاق کے بھائی تھے۔
سنہ ۹۰۱ھ مطابق سنہ ۱۴۹۵ء میں وفات پائی۔
مزار شریف دہلی میں حوض شمسی کے کنارے پر
واقع ہے۔

سنائی شیخ۔ حکیم سنائی بھی مشہور ہے۔ غزنی کا ایک مشہور
شاعر تھا۔ بہرام شاہ بن مسعود شاہ غزنوی کے
زمانے میں گزرا ہے۔ اس کی مشہور تصنیف جو اس نے
بہرام شاہ کے سامنے پیش کی اُس کا نام حدیقہ
یا حدیقۃ الحقائق تھا۔ اس میں خدا کی وحدانیت
اور دیگر مذہبی باتوں کا ذکر ہے اور تینتیس ہزار
بیت ہیں۔ یہ کتاب سنہ ۱۱۳۱ء مطابق سنہ ۵۲۵ھ
میں ختم ہوئی اور اسی سال میں مصنف کا
انتقال ہوگیا۔ عمر ۶۲ سال کی پائی۔ اور
رموز الانبیا وکنوز الاولیا اور ایک دیوان
بھی اس کی تصانیف ہیں۔

سنجر سلطان۔ سلطان ملک شاہ سلجوقی کا تیسرا
بیٹا تھا۔ سنہ ۱۰۹۶ء میں اپنے باپ کی وفات
کے بعد خراسان پر قابض ہوا۔ پھر اپنے
بھائی سلطان محمد کے مرنے کے بعد وہ کل
فارس کا بادشاہ تسلیم کیا گیا۔ اس نے غزنوی
خاندان کے بادشاہ بہرام شاہ کو جس کا
دارالسلطنت لاہور تھا اپنا خراج گزار
بنایا۔ علاء الدین بادشاہ غور نے بہرام شاہ
کو شکست دی اور غزنی لے لیا۔ بعد کو
علاء الدین بھی سنجر کا مطیع ہوا۔ لیکن سنجر کو
بھی طویل حکومت اور کامیابیوں کے بعد
انقلاب زمانہ دیکھنا پڑا۔ سنہ ۱۱۴۱ء مطابق
سنہ ۵۳۶ھ میں تاتاریوں کے ملک میں گھس کر
اُس نے غور خاں پر حملہ کیا اور شکست
کھائی۔ اس حملے میں تمام فوج اُس کی
تباہ ہوگئی اور اہل و عیال قید ہوگئے
مال و اسباب لٹ گیا۔ سنہ ۵۴۸ھ مطابق
سنہ ۱۱۵۳ء میں اُس نے ترکمانوں پر جنھوں
نے خراج دینا بند کر دیا تھا۔ حملہ کیا اس
میں بھی وہ ناکامیاب رہا اور قید کرلیا گیا
چار برس کامل قید میں رہا۔ اُس کی غیر حاضری

میں اُس کی محبوبہ سلطانہ خاتون ترکان حکومت کرتی رہی جو ۵۵۱ھ مطابق ۱۱۵۶ء میں فوت ہو گئی۔ اس کے فوت ہونے پر سنجر نے قید سے فرار ہو کر آزادی حاصل کی لیکن اس آزادی کے بعد وہ حکومت کا زیادہ لطف نہ اُٹھا سکا اور ۱۱ ربیع الثانی ۵۵۲ھ مطابق ۲۴ مئی ۱۱۵۷ء کو ستر برس کی عمر میں قضا کر گیا۔ مرو میں دفن ہوا۔ اس کے مرنے سے خراسان میں خاندان سلجوقی کا خاتمہ ہو گیا۔ اُس کے دربار کے شاعر ادیب صابر۔ رشید وطواط۔ عبد الواسع جبلی۔ فرید کاتب۔ انوری۔ ملک عماد۔ سیّد حسین غزنوی تھے۔

سنجر شاہ۔ طغان شاہ ثانی کا بیٹا تکش خاں کا ہمعصر تھا۔ تکش خاں نے اس کی بیوہ ماں سے شادی کی اور اس کو متبنّیٰ کر لیا۔ سنجر تکش سے باغی ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے تکش نے اُس کو اندھا کر دیا۔

سنجر میر۔ شاہ سنجر بیجاپوری بھی کہلاتا ہے۔ میر حیدر کاشی کا لڑکا۔ سلطان ابراہیم عادل بیجاپور کے زمانے میں ایک نامی شاعر تھا۔ ۱۶۱۲ء مطابق ۱۰۲۱ھ میں مرگیا۔ ایک دیوان یادگار ہے۔

سندباد حکیم۔ یہ صاحب دیوان شاعر گزرا ہے۔ ۱۳۷۴ء مطابق ۷۷۶ھ میں اس نے اس دیوان کو شاہ محمود بہمنی کے نام پر معنون کیا تھا۔

سندر لال کول ولد نوبت رائے۔ متھرا کا باشندہ دفتر خالصہ میں میر منشی تھا۔ ۱۲۲۱ھ مطابق ۱۸۰۶ء میں اس نے گل بیخزاں لکھی جو چار ابواب پر منقسم ہے پہلے باب میں دہلی متھرا اور بندرابن کے حالات ہیں اور چوتھے باب میں افسانہ ہے۔

سندھال دیو۔ امبر یا جے پور کا راجہ تھا۔ اس کے بعد گوکل یا کنتل یہاں کا راجہ ہوا۔ اسکی وفات پر

پوجن دیو یا پجورجی ۱۱۵۸ء میں راجہ ہوا۔ اس نے پرتھی راج کی لڑکی سے شادی کی اس کے بعد علی الترتیب اور بعدہٗ یکے بعد دیگرے ذیل کے راجہ حکمراں ہوئے۔ بیجلی۔ راج دیو (راج دیو کو محمود ثانی نے ۱۲۱۲ء میں شکست دی) کیلان
کنتل (جس نے امبر کا شہر بسایا)۔
اودے کرن۔
نرسنگھ۔
بن بیر
اودے راؤ۔
چندر سین۔
پرتھی راج (بھیم کا باپ تھا اور بھیم نے اس کو قتل کیا تھا)
اسکرن بھارا مل (جس کو پورن مل بھی کہتے ہیں

سنتقا (ملاحظہ ہو رانا سنتقا)

سنقر۔ مودود بن آتابک فرس فارسی کا لڑکا تھا۔ جو آتابک مظفر الدین کے نام سے مشہور رہی۔ یہ سلغر بانیٔ خاندان آتابک کا پرپوتا ہے۔ اس خاندان کے آخری حاکم فرس بوزابہ کا جانشین ہوا اور ۱۱۴۸ء مطابق ۵۴۳ھ میں خود مختار ہو گیا۔ اور سلجوقی سلاطین کے اثر سے آزادی حاصل کر لی اپنا دار السلطنت شیراز مقرر کیا جو عرصے تک اُس کے خاندان کا پایہ تخت رہا۔ ۱۱۶۱ء مطابق ۵۵۶ھ میں فوت ہو گیا۔ اُس کا بھائی جانشین ہوا۔ اس خاندان کے بادشاہوں کی فہرست حسب ذیل ہے۔

مظفر الدین زنگی جو دہ سال تک بامن حکومت کرنے کے بعد ۱۱۷۵ء مطابق ۵۷۱ھ میں فوت ہوا۔ اُس کا بیٹا تکلہ جانشین ہوا۔

تکلہ نے خواجہ امیر الدین محمد دوانی کو اپنا وزیر مقرر

کیا اور جس سال حکومت کی۔ اس کی وفات کے بعد
جو ۱۱۹۵ء مطابق ۵۹۱ھ میں واقع ہوئی۔
فارس کی حکومت اس کے بھائی سعد بن زنگی کے
ہاتھ میں پہنچی۔
اتابک سعد بن زنگی۔ اس کے وقت میں اصفہان
پر حملہ ہوا۔ شیراز کی شہرپناہ تعمیر ہوئی اور جامع مسجد
بھی اسی کے وقت کی یادگار ہے۔ تیس سال حکومت
کرنے کے ۱۲۲۶ء مطابق ۶۲۳ھ میں فوت ہوا۔
اتابک ابوبکر اس کا بیٹا جانشین ہوا۔ سعد بن زنگی
کی یاد اب تک اہلِ شیراز کو عزیز اور محترم ہے۔
اتابک ابوبکر ابونصر بھی کہلاتا ہے اپنے باپ کا خلف الصدق
تھا۔ چنگیز خاں سے اتحاد پیدا کیا اور اپنا سفیر اور تحائف
بھیجے چنگیز خاں نے اس کی اس تقدیم کو نظرِ قبول
سے سرفراز کیا اور قتلغ خاں کا ترکی خطاب عطا
کیا۔ اس تدبیر نے فارس کو اس روزِ بد سے بچا دیا جو
چنگیز خاں کے ہاتھوں سے قرب و جوار کے
دوسرے صوبوں کو دیکھنا نصیب ہوا تھا۔ سعدی
شیرازی کی گلستاں اسی کے عہد میں لکھی گئی۔ اور اسی
کے نام پر معنون ہے۔ شیراز میں ۱۲۶۰ء مطابق ۵
جمادی الثانی ۶۵۸ھ میں انتقال کیا۔ ۳۴ سال کا
عہدِ حکومت پایا اور اس کا زمانہ بہت خوش حالی اور
کامیابی کا دور سمجھا جاتا ہے۔ دولت شاہ مورخ تاریخ وفات
۶۶۲ھ لکھتا ہے۔ اتابک سعد ثانی اپنے باپ ابوبکر
کے انتقال کے وقت ہلاکو خاں کی فوج میں داخل تھا
جس وقت خبر انتقال اس کے کان تک پہنچی فوراً
تخت پر قبضہ حاصل کرنے کے لیے شیراز کو روانہ ہوگیا
لیکن پہنچنے سے پہلے بیمار پڑا اور راستہ ہی میں
راہیِ ملکِ بقا ہوگیا۔
اتابک محمد اس کا شیرخوار بچہ دادا کی جگہ بادشاہ
بنایا گیا۔ عملی طور پر محمد کی ماں ترکانِ خاتون کاروائی
سلطنت انجام دیتی تھی۔ لیکن اس حالت کو ابھی
ڈھائی برس نہ ہونے تھے کہ یہ بچہ بالاخانہ سے گر کر
۶۶۰ھ مطابق ۱۲۶۲ء میں مرگیا۔
محمد شاہ جو خاندان سلغر کا ایک سردار تھا بادشاہ
ہوا۔ مگر خاتون ترکان نے اس کے طرزِ عمل سے
۸ ماہ کے بعد ناخوش ہو کر گرفتار کر لیا۔ اور ہلاکو خاں
کے پاس قیدی بنا کر بھیج دیا اور اپنے رشتہ کے
بھائی سلجوق شاہ کو حکومت تفویض کر دی۔ سلجوق شاہ
نے اپنی قوت مضبوط کرنے کے خیال سے خاتون
ترکان سے شادی کر لی۔ مگر ایک روز نشے کی حالت
میں خاتون کا سر قلم کروا دیا۔ ہلاکو خاں کے بعض افسر
جو حاضر تھے اس ظلم سے بہت متاثر ہوئے۔ اس
ہمدردی کے جرم میں وہ بھی فوراً موت کے گھاٹ
اتار دیے گئے۔ جب ہلاکو خاں کو ان معاملات
کی خبر ہوئی تو اس نے فوراً سلجوق کے بھائی محمد کو
قتل کرا دیا۔ سلجوق خود چنگیز کے ڈر سے کازرون کو
فرار ہوگیا مگر گرفتار ہوا۔ اور ۱۲۶۳ء مطابق
۶۶۱ھ میں قتل کیا گیا۔
ایش اتابک سعد کی لڑکی تھی جو ایک سال حکمران
رہی۔ منگوتیمور کے ساتھ شادی ہوئی جو ہلاکو کا بیٹا
تھا اور اسی پر اس خاندان کی بس کی۔ ۱۲۰ سال حکومت
رہی خاتمہ ہوگیا۔

سنکارا۔ ۷۸۸ء میں پیدا ہوا۔ بہت بڑا فلسفی تھا
بودھ مذہب کے زوال اور برہمو سماج کے عروج
میں اس کی کوششوں کا کافی حصہ ہے۔ توہم
عالم اور فریب ہستی کے مسئلے پر اس نے پوری وضاحت
کے ساتھ بحث کی ہے۔

سنگرام شاہ۔ جنوبی بہار میں کھڑگ پور کا راجہ تھا

اکبر کے زمانے میں مُغل فوجوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اور اس میں راجہ کام آیا۔ اس کا بیٹا جانشین مسلمان ہوگیا۔

سنگم لال۔ ایک ہندو شاعر تھا۔ جس کا تخلص عزت تھا مرزا جانجاناں مظہر کا شاگرد تھا۔ اور آگرے میں سنہ ۱۷۹۶ء مطابق سنہ ۱۲۱۰ھ میں رہتا تھا۔

سوامی بھوپت رائے۔ قوم کا کھتری تھا۔ ملک پنجاب میں جموں کے قریب شہر پٹن میں رہتا تھا اس نے سنسکرت سے فارسی زبان میں پربودھ چندر ناٹک کا ترجمہ کیا۔ جو الٰہیات کی ایک عجیب کتاب ہے۔ اس کو مترجم نے نرائن چند کے نام سے معنون کیا ہے۔

سوامی سکرانند۔ انگریزی زبان کا فاضل سنہ ۱۹۰۹ء میں ہندو ودروینشانہ لباس میں ڈربن جنوبی افریقہ میں پہنچا۔ اور انگریزی زبان میں آریہ دھرم کی تائید میں لکچر دیے۔

سودا۔ مرزا محمد رفیع نام۔ سودا تخلص۔ اس کے باپ مرزا محمد شفیع مرزایان کابل سے تھے بطریق تجارت ہندوستان آئے اور دہلی میں سکونت اختیار کی باپ کی سوداگری اس تخلص کا سبب ہوئی۔ اُردو کی قصیدہ گوئی میں سب سے پہلا شاعر ہے اور ہجو لکھنے میں بھی اس کو کمال حاصل تھا۔ سراج الدین علی خاں آرزو کا شاگرد اور میر کا ہمعصر تھا۔ سنہ ۱۱۲۵ھ مطابق سنہ ۱۷۱۳ء میں پیدا ہوا۔ نواب آصف الدولہ کے وقت میں لکھنؤ رہا۔ چھ ہزار روپیہ سالانہ کا وظیفہ مقرر ہوگیا۔ ملک الشعراء کا خطاب پایا۔ سنہ ۱۷۸۱ء مطابق سنہ ۱۱۹۵ھ میں انتقال کیا۔ کلیات سودا ایک مقبول و مشہور کتاب ہے

سودائی بابا ابیوردی۔ ایک شاعر تھا جس کا پہلے تخلص خاوری تھا۔ چونکہ ننگے سر اور ننگے پاؤں گلیوں میں پھرا کرتا تھا۔ لوگوں نے اس کو سودائی مشہور کردیا۔ اور پھر یہی تخلص ہوگیا۔ یہ شاہ رخ مرزا کے زمانہ میں تھا۔ سنہ ۱۴۳۹ء میں ۸۰ برس کی عمر میں مرگیا۔

سودہ۔ زمعہ بن قیس کی لڑکی خاندان عامر بن لوی قیں۔ پہلے ان کی شادی سکران سے ہوئی تھی۔ سکران کے اسلام لانے پر کفار ان کو بہت تنگ کرتے تھے ان کے مظالم سے دق ہوکر وہ حبشہ چلے گئے تھے وہیں ان کا انتقال ہوگیا حضرت سودہ بحالت بیوگی جب وہاں تکلیف اور مصیبت میں رہنے لگیں تو ناچار مکے کو واپس چلی آئیں اُس وقت بی بی خدیجہ کا انتقال ہوچکا تھا۔ چونکہ سودہ اور ان کے شوہر نے اسلام کی خاطر سخت سے سخت مصیبتیں جھیلی تھیں اس لیے اُن کی بیکسی پر نگاہ کرکے ایام عدت گزر جانے کے بعد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو شرف زوجیت بخشا اور وہ حضور نبیٔ اکرم صلعم کی دوسری بی بی ہوئیں آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد ۴۳ سال تک زندہ رہیں۔ سنہ ۵۴ھ مطابق سنہ ۶۷۴ء میں وفات پائی۔

سودی۔ ایک ترکی شاعر تھا اس نے دیوان حافظ کی شرح ترکی زبان میں لکھی۔ سوری سید علی المعیٔ سروری اور شمعی نے بھی دیوان حافظ کی شرحیں لکھی ہیں۔ لیکن سودی کی شرح ان سب سے بہترین خیال کی جاتی ہے۔

سورج سنگھ راجہ۔ اودے سنگھ راٹھور کا لڑکا اور رائے مالدیو کا پوتا تھا باپ کے مرنے کے بعد سنہ ۱۵۹۳ء مطابق سنہ ۱۰۰۱ھ میں اکبر نے منصب

ہزاری پر ممتاز کیا اور شاہزادہ مراد اور دانیال کی ہمراہی میں مہمات گجرات اور دکن میں متعین رہا جہانگیر کے عہد میں بھی مختلف خدمات انجام دیں اور پنج ہزاری منصب پایا۔ دکن میں سنہ ۱۰۴۱ھ مطابق سنہ ۱۶۳۲ء میں فوت ہوا۔ اُس کا بیٹا گج سنگھ جانشین ہوا۔

سورج مل جاٹ۔ بھرت پور کا راجہ تھا۔ باپ کا نام بدن سنگھ تھا۔ سنہ ۱۷۵۰ء مطابق سنہ ۱۱۶۳ھ سے کچھ سال پہلے باپ کی گدی پر بیٹھا۔ ہندوستان سے احمد شاہ ابدالی کی روانگی کے بعد سورج مل نے سلطنت مغلیہ کی کمزوری سے فائدہ اُٹھاکر اُن تمام مقبوضات پر جو آگرے کے ماتحت تھے قبضہ کر لیا۔ یہاں تک کہ خاص آگرہ بھی لے لیا مگر آخر کار نجیب الدولہ روہیلہ سردار کے ہاتھ سے دسمبر سنہ ۱۷۶۳ء مطابق سنہ ۱۱۷۷ھ میں روہیلوں کی لڑائی میں مارا گیا۔ اُس کا بیٹا جواہر سنگھ گدی نشین ہوا۔

سور داس۔ سارسوت برہمن رامداس کا بیٹا موضع سیہی (قریب دہلی) میں سنہ ۱۴۷۸ء میں پیدا ہوا سوامی بلبھ اچاریہ کا چیلا تھا۔ بعض کا قول ہی کہ اس نے اپنی آنکھوں کے مشاہدات ناجائز کے نظاروں سے متاثر ہو کر دونوں آنکھوں کی پتلیاں خود نکال ڈالیں۔ اس نے بندرابن میں دریائے جمنا کے کنارے فقر و قناعت کی زندگی بسر کی۔ متھرا بھی رہتا تھا۔ اس کی شاعری بالکل سادہ اور نیچرل ہی جس میں بہت زیادہ دوہے کرشن کی تعریف میں پائے جاتے ہیں اور زبان زد خاص و عام ہیں۔ تان سین دربار اکبری کا مشہور موسیقی داں اسی کے زمانے میں تھا اور اکثر اس سے ملنے آتا تھا۔ غالباً سنہ ۱۵۶۲ء میں انتقال کیا۔ فن موسیقی کا ماہر تھا چنانچہ اس فن میں سور ساگر اس کی مشہور تصنیف ہی۔

سوز۔ سید محمد کا تخلص ہی۔ شہنشاہ عالم کے عہد میں اردو شاعر تھا۔ اس کا ایک مختصر دیوان موجود ہی۔ درویشانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ ۸۰ سال کی عمر پائی۔ سنہ ۱۷۹۷ء مطابق سنہ ۱۲۱۲ھ میں فوت ہوا۔ بقول صاحب مرآۃ الخیال اس تخلص کا ایک دوسرا شاعر بھی جو فارسی زبان میں شعر کہتا تھا۔ عالمگیر کے عہد میں گزرا ہی جو بخارا کا رہنے والا تھا۔

سوزاں۔ نواب احمد علی خاں شوکت جنگ کا تخلص ہی جو نواب افتخار الدولہ مرزا علی خاں کا بیٹا اور نواب سالار جنگ کا بھتیجا تھا۔ لکھنؤ میں آصف الدولہ کے زمانے میں اردو کا اچھا شاعر گزرا ہی۔

سوزنی حکیم۔ شمس الدین محمد سمرقندی کا تخلص ہی بعض مورخ اس کو نخشب کا رہنے والا بتلاتے ہیں۔ اس کا سلسلۂ نسب حضرت سلمان فارسی سے ملتا ہی۔ کہا جاتا ہی کہ جبکہ بزمانۂ طالب علمی وہ بخارا میں رہتا تھا۔ ایک سوزن ساز سے اُس کو محبت ہو گئی تھی۔ اسی وجہ سے اُس نے اپنا تخلص سوزنی رکھا۔ وہ فارسی میں نہایت عمدہ شعر کہتا تھا۔ اُس کے اشعار ظرافت کی چاشنی کے لیے خاص طور پر مشہور ہیں قصائد سوزنی جس میں ۵ ہزار اشعار ہیں۔ اب بھی وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ اُس نے سنہ ۱۱۷۳ء مطابق سنہ ۵۶۹ھ میں بمقام سمرقند

۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

سوید بن صامت۔ مدینے کا رہنے والا تھا خاندان انصار سے تھا۔ شاعری اور جنگ آوری میں کمال رکھتا تھا۔ اسی وجہ سے اہل عرب اُس کو کامل کے لقب سے پکارتے تھے۔ کتاب مسمیٰ امثال لقمان اُس کے ہاتھ آگئی تھی جس کو وہ آسمانی کتاب سمجھتا تھا۔ ایک دفعہ وہ حج کی غرض سے مکے میں آیا۔ آنحضرت صلعم نے اُس وقت تک ہجرت نہیں فرمائی تھی آپ اُس کے کمال کی شہرت سُن کر اُس سے ملنے کو تشریف لے گئے سوید نے امثال لقمان کا کچھ حصہ پڑھ کر سنایا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا میرے پاس اس سے بہتر چیز ہے اور یہ کہہ کر قرآن مجید کی چند آیتیں پڑھیں۔ سوید نے بہت تعریف کی اگرچہ باقاعدہ اسلام قبول نہیں کیا۔ لیکن مدینے واپس جاکر جب تک زندہ رہا اُس کا میلان اسلام کی طرف باقی رہا۔ جنگ بعاث (اوس و خزرج میں جو خانہ جنگیاں مدینے میں ہوئی تھیں اُن کی سب سے آخری لڑائی اسی نام سے مشہور ہے) میں ہجرت سے قبل مارا گیا۔

سہیلی خراسانی۔ اس کا پورا نام شیخ امیر احمد سہیلی تھا۔ سلطان حسین مرزا بادشاہ ہرات کا مہر بردار تھا۔ اس نے ایک دیوان چھوڑا ہے سنہ ۱۵۰۱ء مطابق سنہ ۹۰۷ھ میں وفات پائی

سیاجی راؤ سوم گیکوار (سر) ہز ہائی نس سنہ ۱۸۷۵ء میں بڑودہ کی ریاست پر مسند نشین ہوئے اس ریاست کے حکمران تاریخ میں گیکوار کے نام سے پکارے جاتے ہیں ریاست کے تاریخی حال کے لیے (ملاحظہ ہو پیلاجی) راجہ کا خاندانی لقب سینا خاص خیل شمشیر بہادر ہے سنہ ۱۸۷۷ء کے دربار میں فرزند خاص دولت انگلیشیہ کا خطاب عطا ہوا۔ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کے خطاب سے ممتاز ہیں۔ اکیس توپیں سلامی کی مقرر ہیں۔ سنہ ۱۸۸۱ء میں ذی اختیار ہوئی۔ اس ریاست میں بہت سی اصلاحات موجودہ حکمراں کے عہد میں عمل میں آئی۔ پنچایت دیہی کا قاعدہ جاری ہوا۔ واضعان قانون کی کونسل بنائی گئی۔ دیہاتی و زراعتی بنک قائم ہوئے مدارس کو ترقی ہوئی اس وقت کل ریاست میں دو ہزار سات سو اُنیس مدرسے ہیں۔ جن میں سے چند ہائی اسکول ہیں۔ ایک کالج ہے رعایا کو ابتدائی تعلیم مفت اور جبریہ دیجاتی ہے۔ تعلیم کا کل صرفہ بیس لاکھ ہے۔ گشتی کتب خانے جاری ہیں۔ جو گانوں گانوں گشت لگاتے رہتے ہیں۔ اس ریاست کی کل فوج باقاعدہ پانچ ہزار چھیاسی ہے اور بے قاعدہ تین ہزار آٹھ سو چھ ہے۔ مردم شماری بیس لاکھ ۳۲ ہزار سات سو اٹھانوے۔ آمدنی ایک کروڑ بانوے لاکھ ساٹھ ہزار دو سو نواسی ہے۔

سیامک۔ قیومرث کا بیٹا۔ ہوشنگ کا باپ خاندان پیشداد فارس کا دوسرا بادشاہ تھا۔

سیاوت۔ میر جمال الدین محدث کا بیٹا تھا سنہ ۱۶۰۳ء مطابق سنہ ۱۰۱۲ھ میں حیات تھا۔ اور ایک دیوان اس کی تصنیف ہے۔

سیتل چند۔ (لالہ) آگرے میں رہتا تھا۔ مدرسے پہلے مدرسۂ آگرہ میں مدرس تھا۔ اس نے تعریف العمارات کے نام سے نہایت محنت و کاوش اور تحقیق سے اکبرآباد (آگرہ) کی ایک ایک عمارت کا حال لکھا اور اس کے نقشے شامل

کیے یہ کتاب نہایت مفید اور پر از مفید معلومات ہے۔ غدر سے پہلے مدرسۂ آگرہ میں مدرس تھا۔

سید احمد۔ مشہور سید جلال بخاری کا بھائی ہے۔ دارا شکوہ نے ۱۶۵۵ء میں اس کو گجرات کی حکومت پر چھوڑا۔ اس کے بڑے بھائی کا نام سید جعفر خاں تھا۔ اس کا مقبرہ تاج گنج آگرہ کے پاس ہے۔

سید احمد (مولوی) وطن دہلی ان کے آبا و اجداد عرب سے بخارا کی راہ ہندوستان آئے۔ مشرقی علوم میں اچھی دستگاہ تھی انہوں نے اردو زبان کی خاص طور پر خدمت کی۔ نظام حیدر آباد کے یہاں سے ۵۰ روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر تھا۔ ایک ضخیم کتاب فرہنگ آصفیہ کے مصنف ہیں یہ کتاب زبان اردو کا تنہا جامع لغت ہے جو ان کی یادگار رہی۔ ۱۰ مئی ۱۹۱۸ء کو بمقام دہلی انتقال ہوا۔

سید احمد بریلوی۔ سید محمد عرفان کے بیٹے تھے۔ ان کا سلسلۂ نسب حضرت امام حسن تک پہنچتا ہے۔ پیدائش یکم مئی ۱۷۸۶ء بمقام رائے بریلی ہوئی۔ ایام طفولیت ہی سے جہاد کا شوق تھا بچپن میں اسی کا کھیل کھیلتے تھے۔ بالغ ہو کر مساکین و محتاجین کی اعانت و خدمت شروع کر دی۔ دہلی جا کر شاہ عبد العزیز صاحب کے مرید ہوئے اور رفتہ رفتہ آپ پر خود امورات ربانی ظاہر ہونے لگے۔ سرکار انگریزی اور امیر خاں نواب نواب ٹونک کی لڑائی میں آپ نے صلح کرا دی پھر دہلی تشریف لے گئے وہاں بھی سلسلۂ فیض جاری رہا مولینا عبد الحی اور مولینا اسمٰعیل نے ان سے استفادہ حاصل کیا۔ مظفر نگر۔ سہارنپور۔ رامپور بریلی۔ شاہجہان پور وغیرہ میں وعظ و پند کر کے عامۂ خلائق کو راہ راست پر لائے اور متبع سنت نبوی بنا لیا۔ ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۲۰ء بہمت چار سو آدمیوں کے الہ آباد۔ بنارس پٹنہ ہوتے ہوئے کلکتے پہنچے اور وہاں تین ماہ قیام کر کے بذریعہ جہاز ۱۲۳۷ھ کو حرم محترم میں داخل ہوئے حج کے بعد مکہ معظمہ قیام کرتے ہوئے ۱۲۳۹ھ مطابق ۱۸۲۳ء میں وطن واپس آئے۔ اسی ضمن میں اہل عرب روم۔ مصر۔ شام اور بخارا وغیرہ آپ سے بہت کچھ فیضیاب ہوئے۔ ایک دفعہ رامپور میں چند افغانیوں کی زبانی سنا کہ سکھوں نے مسلمان عورتوں کو جبراً سکھ بنا کر ان پر تصرف کر لیا ہے۔ اس پر سید صاحب نے جہاد کا ارادہ کیا اور یہ دیکھ کر کہ سکھ اسلامی آزادی میں مخل ہیں تمام ملک میں وعظ کہہ کر جوش پیدا کیا۔ بہت سے آدمی آپ کے شریک ہو گئے چنانچہ ایک طولانی سفر کے بعد آپ مع دس گیارہ ہزار ہندوستانی جاں نثاروں کے پشاور پہنچے اور وہاں سے ہشت نگر جا کر ایک تحریری اعلام نامہ حسب قاعدۂ شرعی دربار لاہور میں بھیجا کہ یا تم مسلمان ہو جاؤ یا مطیع ہو کر جزیہ دو ورنہ جنگ کی تیاری کرو۔ دربار لاہور سے اس کا کچھ جواب نہ ملا بدھ سنگھ راجہ نے ان کے قاصد کو دربار سے نکلوا دیا اور دس ہزار لشکر کے ساتھ مقابلے پر آگیا سید صاحب بھی اپنی ہمراہیوں کو لیکر نوشہرہ آئے۔ دونوں فوجیں دریائے گنڈہ کے دونوں کناروں پر تھیں۔ ۲۰ جمادی الاول ۱۲۴۲ھ مطابق ۲۱ دسمبر ۱۸۲۶ء بہت بڑی لڑائی ہوئی اور نہایت کشت و خون ہونے کے بعد سکھوں کو

ہزیمت ہوئی اور اُن کے سات سو آدمی قتل
اور اسی قدر مجروح ہوئے اس کے بعد دو روز
کے خادی خان سردار قلعہ ہند سید صاحب کا
مرید ہوگیا۔ اور اس نے ۹۶ہ۔ افغانوں کی جمعیت
میں یہاں کے خضرو نامی بازار کو جو سکھوں کا
مقبوضہ تھا لوٹ لیا۔ اسی لڑائی میں وہ شہید
ہوئے۔

سید احمد خاں (سر) والد کا نام محمد متقی خاں۔
سلسلہ نسب ۳۶ واسطوں سے آنحضرت صلعم
تک پہنچتا ہے۔ امام محمد تقی ابن امام موسیٰ رضا
علیہ السلام ان کے اجداد میں داخل ہیں اس لیے
وہ اپنے کو تقوی سید کہتے تھے۔ سرسید کے
مورث بنی اُمیہ کے زمانے میں عرب سے
دامغان (ایران) آئے اور وہاں سے ہرات
میں آکر مستقل سکونت اختیار کی شاہجہاں کے
عہد میں یہ خاندان ہندوستان آیا۔ اُس وقت
سے لیکر اکبر شاہ ثانی کے عہد تک یہ خاندان برابر
شاہان مغلیہ کے دربار میں معزز و ممتاز رہا۔ ۵ ذی الحجہ
۱۲۳۲ھ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۸۱۷ء کو سرسید
دہلی میں پیدا ہوئے۔ سرسید کی تعلیم اُسی پرانے
طریقے سے ہوئی جو اُس وقت کے مسلمان شرفا
میں رائج تھا پہلے قرآن مجید پڑھا۔ پھر فارسی عربی
کی معمولی درسی کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد
ریاضی۔ ہیئت اور طب کا شوق ہوا۔ چند ماہ
تک مطب بھی کیا۔ ۱۸۔ ۱۹ برس کی عمر میں پڑھنا
چھوڑ کر ملازمت شروع کی۔ لیکن بحالت ملازمت
بھی اِن کی طالب علمانہ زندگی برابر جاری رہی
سب سے پہلے ص۔ ر۔ امین دہلی کے سررشتہ دار مقرر
ہوئے ۱۸۳۹ء میں کمشنری آگرہ کے نائب منشی
ہوئے انھیں دنوں میں ایک دستور العمل ترتیب
دفتر کا بنالیا۔ ایک تاریخی جدول بھی اسی زمانے
میں مرتب کی جس میں ۴۳ بادشاہوں کا مختصر
حال ۱۱ خانوں میں لکھا گیا ہے یہ فہرست ۱۸۴۰ء
میں چھپکر "جام جم" کے نام سے شائع ہوئی۔
قوانین دیوانی کا ایک خلاصہ امیدواران
امتحان منصفی کے لیے تیار کیا جس کو گورنمنٹ
نے پسند کیا اور اس کے صلے میں وہ ۱۸۴۱ء
میں مین پوری کے منصف مقرر کردیے گئے۔
یہ خلاصہ انتخاب الاخوین کے نام سے شائع ہوا
تھا۔ منصفی کے زمانے میں نہ صرف تالیف و تصنیف
بلکہ تحصیل علوم کا شغل بھی جاری رہا۔ غدر ۱۸۵۷ء
کے زمانے میں سرسید بجنور کے منصف تھے۔
اس زمانے میں اُنھوں نے غایت درجے کی
دلیری اور وفاداری کا اظہار کیا۔ غدر کی خیرخواہی
میں ایک باغی مسلمان رئیس کا بڑا علاقہ ان کو دیا
جاتا تھا لیکن اُنھوں نے اُس کے لینے سے انکار
کردیا۔ مگر گورنمنٹ نے اِن کی خدمات کا اعتراف
ایک خلعت قیمتی ایک ہزار اور دو سو روپیہ ماہوار
کی پولیٹکل پنشن دینے سے کیا جو اس وقت تک
ان کے خاندان میں جاری ہے۔ غدر کے بعد
سرسید کی ترقی مراد آباد کی صدر الصدوری
پر ہوئی اور کمیشن تحقیقات جائداد منضبطہ باغیان
کے ممبر مقرر ہوئے۔ رسالہ اسباب بغاوت ہند
لکھ کر گورنمنٹ پر یہ ثابت کیا کہ رعایائے ہندوستان
اور خاصکر مسلمانوں پر غدر کا الزام عائد نہیں ہوتا
اُنھوں نے نہایت دلیری سے ظاہر کردیا کہ اس
کا الزام خود گورنمنٹ پر عائد ہوتا ہے۔ سرسید کی یہ
کتاب کب ترجمہ ہوکر پارلیمنٹ میں پیش ہوئی

تو ایک ممبر پارلیمنٹ نے اس کو باغیانہ قرار دیا۔ لیکن آخر میں گورنمنٹ نے ان شکایات کا جن کو سرسید نے بغاوت کا سبب قرار دیا تھا انسداد کرنا شروع کیا۔ اسی زمانے میں سرسید نے ایک مجموعہ اُن مسلمان اشخاص کے حالات کا شائع کیا جنھوں نے غدر میں خیرخواہی کی تھی یہ رسالہ "لائل محمڈنز آف انڈیا" کے نام سے شائع ہوا۔ غدر کے بعد انھیں یہ خیال پیدا ہوا کہ مسلمانوں کی ترقی صرف اس طریقے سے ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے علوم مذہبی کے ساتھ ساتھ علوم مغربی بھی حاصل کریں۔ چنانچہ اُنھوں نے حالت ملازمت ہی میں مرادآباد اور غازی پور میں مدرسے قائم کیے۔ اس کے بعد ۱۸۶۹ء میں انگریزوں کی تعلیمی حالت بچشم خود دیکھنے و نیز سر ولیم میور کی کتاب "لائف آف محمد" کا جواب لکھنے کی غرض سے ولایت کا سفر اختیار کیا اور وہاں خطبات احمدیہ جو آپ کی مشہور کتاب ہے انگریزی میں طبع ہوئی جس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہوا۔ ۱۸۷۵ء میں مدرسۃ العلوم مسلمانان علی گڑھ میں قائم کیا۔ ۱۸۸۶ء میں مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کی غرض سے محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی بنیاد ڈالی۔ مغربی علوم کے شیوع سے جو مضر نتائج پیدا ہوتے تھے اُن کے انسداد کے لیے تہذیب الاخلاق جاری کیا اور علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ کی بھی مدتوں ایڈیٹری کی۔

۱۸۷۶ء میں سرسید سب ججی سے پنشن یاب ہو کر علی گڑھ میں قیام پذیر ہوئے اور مسلمانوں کی تعلیمی اور پولیٹیکل خدمت آخر دم تک کرتے رہے۔ ۱۸۸۸ء میں نائٹ کمانڈر طبقہ اعلیٰ ستارۂ ہند کا خطاب ملا۔ ۱۸۸۹ء میں اڈنبرا کی مشہور یونیورسٹی نے ایل۔ ایل۔ ڈی کی ڈگری عطا کی۔ ۲۷ مارچ ۱۸۹۸ء کو علی گڑھ میں انتقال ہوا۔ وہیں کالج کی مسجد میں دفن ہوئے آپ نے علاوہ دیگر قومی و ملکی خدمات کے تصانیف بھی بکثرت چھوڑیں جو تین حصّوں پر تقسیم ہو سکتی ہیں۔ مذہبی۔ تاریخی۔ علمی۔ زیادہ حصہ مذہبی ہے۔ جس میں خطبات احمدیہ۔ تفسیر القرآن جو مکمل نہ ہو سکی۔ اور تاریخی تصانیف میں آثار الصنادید۔ اسباب بغاوت ہند سلسلۃ الملوک وغیرہ مشہور ہیں۔ علمی تصانیف میں تسہیل فی جر الثقیل۔ فوائد الافکار فی اعمال الفرجار وغیرہ یادگار ہیں۔ سرسید کی لائف انگریزی میں لفٹننٹ کرنل گریہم نے لکھی تھی جو ۱۸۸۵ء میں اُن کی زندگی میں شائع ہو گئی تھی۔ اُن کے انتقال پر چند مختصر سوانح عمریوں کے علاوہ۔ مولانا حالی کی مولفہ حیات جاوید ۱۹۰۱ء میں بزبان اُردو شائع ہوئی۔

سید احمد کبیر سید جلال بخاری کے دادا تھے۔ اولیاء کرام میں سے ہیں بمقام دہلی شاہ محمد خیالی کے مقبرے کے پاس مزار ہے۔

سید حسن (بلگرامی) یہ بلگرام کے خاندان سادات کے ایک قابل رکن تھے۔ اُنھوں نے ڈاکٹری میں۔ آئی۔ ایم۔ ایس کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد فوجی ملازمت اختیار کی اور میجر کے درجے تک ترقی پائی۔ تقریباً ۱۸۹۳ء میں پنشن لے لی پھر بہت عرصے تک لندن میں سکونت پذیر رہے۔ انتقال سے تین سال قبل اپنی زندگی قومی خدمات کے لیے وقف کر دی۔ اور

سب سے پہلے موقع پر تعلیمی کانفرنس لکھنؤ کے جلسے میں صدر انجمن بنکر ایک پرزور تقریر کی پھر علی گڑھ میں تعلیمی خدمات انجام دیتے رہے ۳۰ مئی ۱۹۱۵ء کی شب کو شملے میں انتقال کیا اور علی گڑھ میں دفن ہوئے۔

سید حسین خنگ سوار۔ شہاب الدین غوری کے ساتھ ہندوستان آئے۔ جس نے ۱۱۹۲ء مطابق ۵۸۸ھ میں انھیں فتوحات کے بعد ان کو ناظم اجمیر مقرر کیا۔ چند سال کے بعد انتقال ہو گیا اور اُس پہاڑی پر اُن کا مزار ہے۔ جہاں پہلے قلعہ اجمیر تھا جو زیارت گاہِ خاص و عام ہے خنگ سوار اس وجہ سے مشہور ہیں کہ ہمیشہ سفید گھوڑا سواری میں رکھتے خنگ فارسی میں ایسے سفید گھوڑے کو کہتے ہیں جس کا رنگ سیاہی و سبزی کو لیے ہوئے سپید ہو

سید حسین۔ غزنی کا رہنے والا۔ بمقام ہرات ماہ دسمبر ۱۳۱۷ء مطابق شوال ۷۱۷ھ میں ۱۱۷ سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔ نزہت الارواح اور کنز الرموز اس کی تصانیف ہیں۔

سید حسین شہید امیر۔ ایک بزرگ تھے۔ جو ۹ مئی ۱۵۳۶ء مطابق ۹ ذی الحجہ ۹۴۲ھ میں ہمایوں کے زمانے میں شہید ہوئے۔ اور آگرے میں نائی کی منڈی کے قریب دفن ہوئے۔ ان کا مزار اب تک موجود ہے۔

سیّد حسین مخدوم سلطان نظام الدین اولیا کے ہم عصر تھے اور سیر الاولیا ان کی تصنیف ہے

سید سلیمان (ندوی) والد کا نام حکیم سید ابو الحسن دلسنہ صوبۂ بہار کے رہنے والے ہیں ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۴ء میں پیدا ہوئے۔ نسباً رضوی سادات ہیں۔ سنہ ۱۹۰۱ء لغایۃ ۱۹۱۱ء مولینا شبلی مرحوم کے زیر تربیت رہے۔ سنہ ۱۹۰۷ء میں دستار بندی ہوئی اور اُس وقت سے ۱۹۱۱ء تک "الندوہ" کی ایڈیٹری کے فرائض انجام دیئے۔ ۱۹۱۲ء میں مشہور اخبار "الہلال" کے ایڈیٹوریل اسٹاف میں داخل ہوئے۔ جنوری ۱۹۱۴ء میں دکن کالج پونہ کے عربی و فارسی کے اسسٹنٹ پروفیسر مقرر ہوئے۔ نومبر ۱۹۱۴ء میں مولانا شبلی کی وفات پر کالج سے قطع تعلق کر کے دار المصنفین اعظم گڑھ کی بنیاد ڈالی اور "معارف" جاری کیا۔ ۱۹۱۵ء میں انجمن ترقی اردو کانفرنس پونہ کی صدارت کی۔ بمبئی ایشاٹک سوسائٹی کے ممبر ہوئے اب سیرۃ نبوی کی ترتیب اور تکمیل میں مصروف ہیں۔ ارض القرآن۔ لغات جدیدہ۔ دروس الادب۔ حیات مالک وغیرہ کے مصنف اور مولف ہونے کا فخر حاصل ہے

سید شریف جرجانی۔ (دیکھو شریف جرجانی)

سید علی ہمدانی۔ ہمداں کے رہنے والے سادات عظام میں سے تھے۔ امیر تیمور کی ناراضی کی وجہ سے ترک وطن کر کے سلطان۔ قطب الدین کے زمانے میں کشمیر آئے سات سو مریدوں کی جماعت آپ کے ساتھ تھی۔ یہ سنہ ۱۳۸۰ء مطابق ۷۸۲ھ کا زمانہ تھا چھ برس تک کشمیر رہے۔ اِس جگہ کو وہ باغ سلیمان کہتے تھے۔ جب فارس واپس جا رہے تھے راستہ میں بمقام بکلی انتقال کیا۔ اُن کے صاحبزادے میر محمد ہمدانی بھی اُن کے بعد تین سو سیدوں کے ساتھ کشمیر آکر آباد ہوئے۔ اور بارہ

برس تک وہاں رہے۔ اُنھوں نے جابجا کشمیر میں حجرے بنوا دیے تھے جو کہ اشاعت اسلام کا مرکز سمجھے جاتے تھے ان کی تبلیغ سے ہزارہا آدمی مسلمان ہو گئے۔ کشمیری سادات اب تک وہاں موجود ہیں۔

سید علی بن شہاب الدین ہمدانی - تذکرۃ الملوک اس کی تصنیف ہے۔ اس میں مذہب اصول دین اور بادشاہوں کے فرائض کا بیان ہے۔

سید محمد - ایک شاعر تھا جس کا تخلص رند ہے (دیکھو رند)

سید محمد - اسرار علوم بزبان عربی اسی کی تصنیف ہے

سید محمد (آزاد) مشرقی بنگال کے ایک مشہور و متمول خاندان سے تھے۔ پیدائش ۱۸۶۰ء بمقام ڈھاکہ۔ فارسی و اردو میں آغا احمد علی اصفہانی مصنف مؤید برہان کے شاگرد رشید تھے انگریزی میں بھی معمولی قابلیت رکھتے تھے۔ ابتدا سب رجسٹرار ہو کر کلکتے کے ہیڈ منشی مجسٹریٹ اور بالآخر انسپکٹر جنرل آف رجسٹریشن ہو گئے دو مرتبہ بنگال کی کونسل کا ممبر منجانب گورنمنٹ مقرر ہوئے ۱۹۱۰ء میں پنشن لے لی اول اول دوربین (فارسی اخبار) میں مضمون لکھے۔ پھر ۱۸۸۰ء سے اودھ پنچ لکھنؤ کی جس کی شہرت کے ساتھ خود بھی بہت مشہور ہوئے نامہ نگاری کی ان کی پر مذاق تحریروں میں ڈکشنری مہذب۔ نامہ و پیام سوانح عمری مولینا آزاد مشہور تصانیف ہیں علاوہ بریں ان کے مضامین کا مجموعہ "خیالات آزاد" کے نام سے ایک کتاب کی صورت میں شائع ہوا ہے۔

سید مولا - ایک فقیر جہاندیدہ تھے۔ جرجان کے رہنے والے۔ ہندوستان میں حضرت بابا گنج شکر فرید کی شوق قدمبوسی میں آئے۔ کچھ دنوں بابا صاحب کی خدمت میں اجودھن میں قیام کر کے بادشاہ غیاث الدین بلبن کے عہد میں دہلی پہنچے یہاں ایک عظیم الشان خانقاہ بنوائی۔ فقیر اور مسافر اس خانقاہ میں فروکش ہوتے تھے۔ سید مولا اُن کو پر تکلف کھانے کھلاتے تھے لیکن خود چاول کی روٹی پر گزر کرتے تھے۔ پوشاک میں صرف ایک چادر اوڑھنا بچھونا تھی لونڈی۔ غلام خدمت گار کوئی نہ رکھتے تھے۔ بی بی بچے بھی نہیں تھے۔ دن رات ریاضت میں گزرتی تھی۔ نذر نذرانہ بھی کسی کا قبول نہ کرتے لیکن باوجود اس حالت کے باورچی خانے کا خرچ اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ لوگ تعجب کرتے تھے کہ یہ آمدنی کہاں سے آتی ہے۔ اسی وجہ سے لوگ ان کو کیمیاگر بتاتے تھے۔ اُن کے باورچی خانے میں ہزار من میدہ پانسو من گوشت دو تین سو من شکر اور کئی من گھی وغیرہ روزانہ صرف ہوتا تھا اُن کا قاعدہ تھا کہ جب انھیں کسی شخص کو کوئی چیز عطا کرنا۔ یا کسی سے کوئی چیز خریدنا ہوتی تو یہ کہدیتے کہ اُس بوریے کے نیچے فلاں مقام پر اس قدر رقم رکھی ہے۔ چنانچہ بوریا اُٹھا کر لینے والے کو اسی قدر رقم مل جاتی۔ قاضی جلال الدین بخاری بہت زیادہ معتقد ہو گئے تھے۔ اُنھوں نے اپنی خصوصیت کی نوبت یہاں تک پہنچائی کہ سید کو سلطنت کی ترغیب دینے لگے اور خانقاہ میں دربارداری کی ابتدا ہو چلی مریدوں کو خطاب دیے جانے لگے۔ بادشاہ کے قتل کے منصوبے باندھے گئے

بالآخر جب بادشاہ کو یہ خبریں پہنچیں بادشاہ نے
ان کو ۱۲۹۱ء مطابق ۶۹۰ھ میں ہاتھی کے
پیر سے کچلوا کر مرواڈالا۔

سیدہ نفیسہ۔ حضرت امام حسن کے بیٹے زید کی
پوتی تھیں۔ ان کی پیدائش ۱۴۵ھ میں مدینہ
شریف میں ہوئی حافظہ قرآن علم تفسیر حدیث
اور فقہ میں کامل تھیں ۱۵۶ھ مطابق ۷۷۲ء
میں جب خلیفہ منصور نے ان کے والد حسن کو
قید کرلیا۔ تو وہ مکہ سے مصر کو چلی گئیں اور آخر
دم تک وہیں رہیں ۲۰۸ھ مطابق ۸۲۳ء
میں بماہ رمضان بحالت صوم بعمر ۶۳ سال
وفات پائی ان کا مزار آج تک زیارتگاہ
خاص و عام ہے۔ یہ موقع مصر قدیم اور قاہرہ
کے درمیان واقع ہے۔

سیدی علی کپدان۔ سلطان سلیمان اول شہنشاہ
قسطنطنیہ کے بحری بیڑے کا کپتان تھا۔ رسالہ
مراۃ الممالک اس کی تصنیف ہے۔ مصنف نے
اس کتاب میں ہندوستان سے قسطنطنیہ تک
کے سفر کا حال لکھا۔ دوسری تصنیف محیط ہے۔
اس کتاب میں بزبان ترکی بحر ہند کی جہازرانی
کا حال ہے۔ اس کتاب کو مصنف نے دسمبر ۱۵۵۴ء
مطابق محرم ۹۶۲ھ میں احمد آباد۔ گجرات
میں ختم کیا۔ اس کا ترجمہ بیرن جوزف وان ہیمر
Baron Joseph Van Hammer
پروفیسر زبان ہائے مشرقی (وانیا) نے کیا اور
جرنل ایشیاٹک سوسائٹی بنگال نے ۱۸۳۶ء
میں اس کو شائع کیا

سیرتی۔ ایک ایرانی شاعر تھا جس کو قصیدہ گوئی
میں خاص شہرت حاصل تھی۔ اس نے صادق خاں
اور اس کے بیٹے جعفر خاں رازی بادشاہان فارس
کی مدح میں چند قصیدے لکھے جعفر خاں رازی
۱۷۸۵ء مطابق ۱۱۹۹ھ میں فوت ہوگیا۔

سیف الدولہ۔ ہمدان کا شاہزادہ تھا۔ جس نے
۹۶۷ء مطابق ۳۵۶ھ میں حکومت کی۔

سیف الدولہ۔ اس کا اصلی نام میر نجابت علی خاں
تھا۔ میر جعفر علی خاں حاکم بنگال اور اڑیسہ کا پسر
دوم تھا۔ بجائے اپنے بھائی نجم الدولہ کے
جانشین ہوا۔ بعارضہ چیچک مئی ۱۷۶۶ء مطابق
ذی الحجہ ۱۱۷۹ھ میں فوت ہوگیا۔ تخت نشین
ہوکر سیف الدولہ کا لقب اختیار کیا۔ انگریزوں
نے اس کا وظیفہ مقرر کرکے اس کو ناظم بنا دیا۔
نظامت کا کام اس کا ایک نائب انجام دیتا تھا
اس واقعہ کے بعد وہ تین سال دس ماہ زندہ رہا
اور ۱۰۔ مارچ ۱۷۷۰ء مطابق ۱۰ ذی قعدہ ۱۱۸۳ھ
کو فوت ہوا۔ اس کا چھوٹا بھائی مبارک الدولہ
جانشین ہوا۔

سیف الدولہ۔ یہ پیشتر بیکانیر کا ہندو راجپوت
تھا۔ الہ آباد میں مرزا محسن نذر محمد قلی خاں گورنر
الہ آباد کی ملازمت میں تھا۔ ۱۷۶۶ء میں مسلمان
ہوگیا اور چند ضلعوں کا جن کی سالانہ مالگزاری
بیس لاکھ کے قریب تھی ناظم بنایا گیا۔ سیف الدولہ
کا خطاب پایا۔

سیف الدولہ علاء الدین حسن غوری کا بیٹا تھا۔
جس کی بجائے وہ ۱۱۵۶ء مطابق ۵۵۱ھ
میں غور اور غزنی کی بادشاہت پر جانشین ہوا
اور غزنی کا صوبہ اپنے چچازاد بھائی غیاث الدین
محمد بن سام کو حوالہ کردیا۔ غزان ترکمانوں سے
لڑائی لڑکر فتح یاب ہوا۔ ۱۱۶۳ء مطابق

۸۰۵ھ میں سات سال حکومت کرنے کے بعد مارا گیا۔ سید غیاث الدین اُس کا چچا زاد بھائی تخت نشین ہوا۔

سیف الدین اسفراقاطی۔ اسفراقاط (ماوراء النہر) کا ایک شہر ہے وہاں کا باشندہ تھا۔ اور شاعر بھی الپ ارسلان بادشاہ خوارزم کے عہد میں جو ۵۶۵ھ مطابق ۱۱۷۰ء میں فوت ہوا ہے گزرا ہے اس سے دیوان فارسی یادگار رہا جس میں بارہ ہزار شعر ہیں۔

سیف الدین لاچین امیر۔ قبیلۂ لاچین کا ایک ترک تھا ۱۲۵۵ء مطابق ۶۵۳ھ میں ہندوستان آیا اور چند شاہان دہلی کی ملازمت میں رہا۔ اُس کے بیٹے اعز الدین علی شاہ حسام الدین احمد اور ابوالحسن تھے۔ یہ ابوالحسن وہی ہیں جو امیر خسرو کہلاتے ہیں۔

سیف الظفر نوبہاری مصنف دُرّ المجالس جس میں ابوسعید ابوالخیر کے زمانے تک جو ۱۰۴۹ء مطابق ۴۴۰ھ میں فوت ہوا۔ مختلف اشخاص کی کہانیاں درج ہیں اور جنت اور دوزخ کا بیان ہے۔

سیف خاں بن ابراہیم خاں۔ ابراہیم خاں فتح جنگ حاکم بنگال کا لڑکا نورجہاں کی بہن ملکہ بانو بیگم کے بطن سے تھا۔ اس کی خالہ نورجہاں نے بوجہ لاولد ہونے کے اسے محل شاہی میں پرورش کیا تھا شہنشاہ جہانگیر نے اس کے جوان ہونے پر اس کو حاکم بردوان مقرر کر دیا۔ شہنشاہ جہانگیر کی عدل گستری کی جو شانیں مشہور ہیں اُن میں سے ایک اس کی ہلاکت سے تعلق رکھتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ اس کے ہاتھی کے پیر کے نیچے ایک بچہ دب کر مر گیا۔ بچے کے والدین نے نیلبان کو شاہی سزا دلانا چاہی لیکن سیف خاں نے اُن کی درخواست منظور نہیں کی۔ جب یہ خبر شہنشاہ جہانگیر کے گوش زد ہوئی۔ اُس نے حکم دیا کہ وہ متوفی بچے کے والدین کو بیش قرار رقم بطور خون بہا کے دیکر رضامند کرے۔ لیکن شہنشاہی حکم کی تعمیل کرنے کے بجائے اُس نے اُن غریبوں کو قید کر دیا۔ اس کی اطلاع شدہ شدہ جہانگیر کو ہوئی اُس نے سیف خاں کو لاہور طلب کیا اور اس نافرمانی کی پاداش میں متوفی بچے کے والدین کے سامنے اُسے ہاتھی کے پیروں کے نیچے کچلوا کر مروا ڈالا۔

سیف خاں کوکہ۔ زین خاں کوکہ کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ جس کو اکبر نے چار ہزاری منصبدار بنا دیا تھا ۱۵۷۳ء مطابق ۹۸۰ھ میں وہ احمد آباد گجرات کے مقام پر محمد حسین مرزا کے ساتھ لڑائی میں مارا گیا۔

سیگونہ بائی۔ ستارا کی رانی تھی۔ مہاراجہ چتری آپا صاحب راجہ ستارا کی بیوہ تھی۔ آپا صاحب ۱۸۴۸ء میں فوت ہوا تھا۔

سیمی نیشاپوری۔ نیشاپور کا مشہور شاعر تھا رات دن میں تین ہزار اشعار روزانہ تصنیف کر لیتا تھا۔ شہزادہ علاء الدولہ کے عہد میں جو ۱۴۴۷ء میں گجرات کا بادشاہ تھا گزرا ہے

سیواجی۔ بھونسلا خاندان کا مشہور سردار دکن میں مرہٹہ ریاستوں کا بانی تھا۔ مئی ۱۶۲۷ء میں پہاڑی قلعہ شیوپری میں پیدا ہوا۔ اسی سن میں تین مسلمان لائق بادشاہ مر چکے تھے

اور اُن کے تخت نازک حالت میں تھے۔
یہ ساہ جی کا لڑکا تھا۔ ساہ جی ابراہیم عادل شاہ بادشاہ بیجاپور کی ملازمت میں تھا۔ بادشاہ نے شاہ جی کرناٹک میں ایک جاگیر اور دس ہزار کا منصب عطا کیا تھا۔ اس کا باپ تین سلطنتوں کے معاملات صلح و جنگ میں شریک تھا اور اُن سے مغلوب ہو چکا تھا۔ ساہ جی کی ماں بھی جو جادھو راؤ مرہٹہ کی لڑکی تھی۔ اُن راجپوتوں کی نسل سے تھی جن کی ریاستیں مسلمانوں کے ہاتھ سے نیست و نابود ہو چکی تھیں۔ ساہ جی اپنی بی بی سے ناراض تھا۔ اس لیے وہ اُس کو مع اپنے شیرخوار بچے (سیوا جی) کے اپنے سے جدا پونا میں رکھتا تھا (سیوا جی جب تعلیم کے قابل ہوا تو اُس کی ماں نے اُسے ایک برہمن داداجی کندیو کو جو اُس وقت پونا کی جاگیر کا ناظم بھی تھا۔ سپرد کر دیا۔ اُس نے اس استاد سے شہسواری شمشیر زنی۔ نیزہ بازی تیراندازی۔ تیز اکی پہاڑوں کی چڑھائی کی مشق۔ شیر کا شکار غرض تمام سپاہیانہ ہنر سترہ برس کی عمر ختم ہونے سے پہلے سیکھ لیے۔ لیکن لکھنے پڑھنے کے اعتبار سے کورا رہا۔ اُس کو اپنا نام لکھنا بھی نہ آتا تھا۔ اس برہمن کی صحبت میں دیوتاؤں کی لڑائیاں۔ سورماؤں کی کہانیاں سننے کا اُسے اکثر موقع ملتا تھا۔ اور مسلمانوں کی طرف سے اُس کو نفرت دلائی جاتی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ ایک متعصب ہندو ہو گیا تھا اور اُس کی طبیعت میں لوٹ مار کا ولولہ جو مرہٹوں کا خاصہ ہے شروع ہی سے

پیدا ہو گیا تھا۔ سیوا جی نے اپنے ارادے پورے کرنے کے لیے پونا کے مغربی حصے کے مرہٹوں کو جو اس دامن کوہ میں آباد تھے جس کا نام ماول تھا اپنا ساتھی بنایا۔ بیجاپور کی پہاڑی قلعوں پر جہاں دارالسلطنت کے دور ہونے کی وجہ سے اور آب و ہوا اچھی نہ ہونے کی باعث زیادہ فوج نہ رہتی تھی۔ سیوا جی نے بادشاہ کی اجازت سے قبضہ کر لیا۔ قلعہ توڑنا میں اتفاق سے اُس کو خزانہ ہاتھ لگا جس کے ذریعے اُس نے قلعہ کو اور سپاہ کو مضبوط کیا۔ اس کے بعد پونا کی آبائی جاگیر پر قبضہ کیا۔ اُس کو وسعت دی۔ بعدہ بیجاپور کی سلطنت سے کھلم کھلا بغاوت اختیار کی۔ اُس وقت تک سیوا جی مغلوں کی سلطنت کا بڑا ادب کرتا تھا۔ اُن کی سرحد پر قدم نہ رکھتا تھا۔ بلکہ شاہی ملازمت کو اپنی عزت سمجھتا تھا۔ سیوا جی نے کچھ دنوں کے لیے بادشاہ اورنگ زیب کی ملازمت کی اور اُس کے توسط سے اپنے مقبوضہ ملک کے لیے بادشاہی سند حاصل کی۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد اُس نے شاہی مقبوضات پر بھی لوٹ مار شروع کر دی۔ بیجاپور کے نئے بادشاہ نے عادل شاہ کے مرنے پر سیوا جی کی سرکوبی کے لیے بارہ ہزار فوج افضل خاں نامی سپہ سالار کی سرکردگی میں روانہ کی۔ لیکن لڑائی شروع ہونے سے پہلے یہ یقین دلا کر کہ وہ تاب مقابلہ نہیں لا سکتا۔ سیوا جی نے افضل خاں کو قلعہ پرتاب گڈھ میں بلا کر دھوکہ دیکر معانقہ کرتے ہوئے خنجر

ہلاک کر دیا۔ یہ واقعہ ہوتے ہی نفیر نواز نے فتح کی نفیری بجا دی۔ جس کی آواز سُن کر سیواجی کی فوج جیسا کہ پہلے طے ہو چکا تھا دامن کوہ سے باہر نکل آئی اور افضل خاں کے لشکر پر یکایک حملہ کر دیا۔ لیکن اپنی چالاکی کو کام میں لا کر اُس نے فوراً لڑائی روک دی اور افضل خاں کی فوج کو اپنا نوکر بنا لیا اور اُس کے تمام مال و اسباب پر قبضہ کر لیا اس فتح سے اُس نے ایک زبردست بادشاہ کا مرتبہ حاصل کر لیا اور وہ روز بہ روز طاقتور ہوتا گیا نئے نئے قلعے بنائے اور مستقل لوٹ مار دکن میں جاری کر دی۔ جب اُس کے غلبہ کا حال شہنشاہ عالمگیر کے کان تک پہنچا تو عالمگیر نے امیر الامرا صوبہ دار دکن کو حکم دیا کہ سیواجی کا استیصال کرے۔ چنانچہ قلعہ چاکنا پر مقابلہ ہوا۔ سخت جنگ کے بعد امیر الامرا نے اُس کو فتح کر کے اسلام آباد نام رکھا۔ سیواجی نے سنہ ۱۰۷۳ھ مطابق سنہ ۱۶۶۳ء میں دغا اور فریب کے ساتھ شایستہ خاں کو رات کے وقت پونا میں زخمی کر دیا۔ یہ معرکہ سیواجی کا بڑا کارنامہ سمجھا جاتا ہے۔ سنہ ۱۰۷۴ھ مطابق سنہ ۱۶۶۴ء میں سیواجی نے ناسک کے مندر کو جاترا کے لیے جانے کا بہانہ کر کے سورت کے شہر کو چھ روز تک لوٹا۔ اور بہت سی دولت ہاتھ آئی۔ اِسی سال میں بادشاہ نے راجہ جے سنگھ کو چودہ ہزار سپاہ کے ساتھ سیواجی کی گوشمالی کو روانہ کیا۔ راجہ جے سنگھ کے ساتھ دلیر خاں سپہ سالار بھی تھا۔ مگر مصلحتاً چند شرائط کے ساتھ سیواجی نے

صلح کر لی۔ دوران صلح میں بادشاہی فوج کے ساتھ سیواجی کی فوج نے مہم دکن میں ایسی جاں نثاری دکھائی کہ بادشاہ نے دو دفعہ اُس کے پاس خوشنودی کا فرمان بھیجا۔ بادشاہ کے بلانے پر مارچ سنہ ۱۶۶۵ء مطابق سنہ ۱۰۷۶ھ میں دہلی کو روانہ ہوا۔ پانسو منتخب سوار اور ایک ہزار پیدل اُس کے ساتھ تھے جب وہ شہر دہلی کے اندر داخل ہونے کے قریب ہوا۔ رام سنگھ پسر راجہ جے سنگھ اور مخلص خاں سردار نے بادشاہ کی طرف سے استقبال کیا۔ سیواجی نے اس استقبال کو اپنے درجے سے گرا ہوا سمجھا۔ لیکن اِس ناگواری کو ظاہر نہ ہونے دیا۔ بادشاہ کے حضور میں پندرہ سو اشرفی اور چھ ہزار روپیہ نذر گزرانا۔ پنج ہزاری منصب داروں میں بیٹھنے کی اجازت ملی اُس نے اس منصب کو بھی اپنے مرتبہ سے کم سمجھا۔ کیونکہ وہ ہفت ہزاری سے کم رتبے کا متوقع نہ تھا۔ بادشاہ نے اس کو شہر سے باہر رہنے کا حکم دیا اور اُس کے جائے قیام پر پہرا بٹھا دیا۔ اور راجہ جے سنگھ سے اُس کے عہد و پیمان کے متعلق استفسار حال کیا۔ جواب آنے پر پہرا اُٹھا دیا۔ لیکن سیواجی ایسا خوف زدہ تھا کہ ۲۷ صفر سنہ ۱۰۷۶ھ مطابق سنہ ۱۶۶۵ء کو بھیس بدل کر فرار ہو گیا اور فقیرانہ بھیس میں چند ہمراہیوں کے ساتھ چل دیا۔ شہر بنارس بہار و پٹنہ و چاندا ہوتا ہوا۔ حیدر آباد پہنچا۔ یہاں عبداللہ قطب الملک کی طرف سے چند قلعے فتح کیے پھر قلعہ راج گڈھ کو اپنا مستقر قرار دیا۔

اور علم بغاوت بلند کیا لیکن بادشاہ سے صلح ہوگئی۔ اس کے بعد پھر بد عہدی کی اور دکن میں فساد برپا کیا۔ تب بادشاہ نے مہابت خاں کو آغر خاں کے ساتھ دکن کو بھیجا۔ آخر کو بیجاپور کے محاصرے میں سیواجی نے بادشاہ بیجاپور کا ساتھ دیا۔ بادشاہ بیجاپور نے سیواجی کو اس رفاقت کے بدلے میں اضلاع گوپال اور بلاری دیدیے۔ ۱۴۔ اپریل ۱۶۸۰ء مطابق ۲۴۔ ربیع الاول ۱۰۹۱ھ میں بعمر ۵۳ سال یکایک بخار میں مبتلا ہو جانے سے سیواجی فوت ہوگیا۔

سیوجی۔ مشہور راجہ قنوج راجہ جے چند کا پوتا تھا۔ ۱۲۱۳ء میں قنوج سے ترک وطن کر کے مع اپنے خدم وحشم کے مارواڑ میں آ کر راٹھوروں کی حکومت قائم کی۔

سُیُوطی۔ (ملاحظہ ہو جلال الدین سیوطی۔)

جلد اول تمام ہوئی

(مطبوعۂ نظامی پریس بدایوں یوپی)

اطلاع


احید الدین لیتھو گرافر سند یافتہ لندن
کی نگرانی میں مطبع نظامی بدایوں میں طبع ہوئی
نظام الدین حسین طابع و ناشر